الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر بے نظیر جس میں زمانہ حال کے موافق قرآن مجید کے لطائف حقائق کو زبان اردو
میں ظاہر کیا گیا ہے اور جس میں پارہ سیقول سے لیکر سورہ نساء تک سے اچار پاروں کی تفسیر ہے یعنی جلد ثالث

مسمیٰ

المشہور بہ

جلد ثالث

مؤلفہ جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول فاضل اجل عالم اکمل مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب
بعہد ہمایون مہد شاہ اسلام حضور پر نور نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر شاہ دکن خلد اللہ ملکہ
بعد ترمیم ترجمہ قرآن و اضافہ مضامین جدیدہ مفیدہ باہتمام خادم العلماء محمد عبد القیوم مالک

مطبع نامی جامع الاسلام واقع شہر دہلی بطبع رسید مطبوع طبائع ہوئی ۱۹۰۸ء

بار سوم - تعداد طبع (۱۰۵۰)

قیمت فی جلد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُل لِّلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

بے وقوف ابھی کہنے لگیں گے کہ مسلمانوں کو ان کے اُس قبلہ سے کہ جس پر وہ تھے کس نے پھیر دیا۔ (اے نبی) کہدو کہ مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے سیدھا رستہ دکھاتا ہے

ترکیب

سیقول فعل السفہاء فاعل من الناس اسکا بیان ما ولٰہم مبتدا و خبر ملکر موضع نصب میں ہے بسبب قول کے عن جار قبلۃ مجرور مضاف ہم مضاف الیہ سب موصوف التی کانوا علیہا ای علی توجہہا او علی اعتقادہا۔ جملہ صفت عن متعلق ولی کے ہے۔

تفسیر

اس سے پہلی آیات میں خدا تعالی نے یہود اور اُنکے مقلد منافقین کی اُن نکتہ چینیون کو (کہ وہ جو اسلام اور نبی علیہ السلام کی شان میں کرتے تھے) ذکر فرما کر جواب دیا تھا منجملہ اون نکتہ چینیون کے ایک بڑا بھاری اعتراض اسلام پر اور آنحضرت پر تحویل قبلہ کے بارہ میں کرتے تھے سو خدا تعالی اُسکا بھی جواب اس آیت میں دیتا ہے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو یہان بیت المقدس کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھا کرتے اور اسی کو قبلہ بناتے تھے مورخین کی روایات مین تفاوت ہے کہ کوئی کہتا ہے نو یا دس مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی کوئی سولہ یا سترہ مہینے تک کہتا ہے واقدی وغیرہ کہتے ہین کہ آنحضرت ربیع الاول کی اول تاریخون مین مدینہ مین تشریف لائے پھر دوسرے سال کے رجب مین پندرھوین تاریخ پیر کے روز کعبہ کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اس تقدیر پر یہ مدت تخمیناً سترہ مہینے کی ہوتی ہے۔ اور یہی ٹھیک ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت جسوقت مکہ مین تھے جب بھی بیت المقدس کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھتے تھے اور کعبے کو سامنے رکھتے تھے جیسا کہ بیہقی نے سنن مین اور ابو داؤد نے ناسخ و منسوخ مین اور ابن شیبہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی وھو بمکۃ نحو بیت المقدس والکعبۃ بین یدیہ وبعد ما تحول الی المدینۃ ستۃ عشر شھرا ثم صرف الی الکعبۃ اور اسی لئے بعض مورخین کو شبہ ہو گیا کہ تحویل قبلہ دو بار واقع ہوئی'' حالانکہ یہ غلط ہے۔ قصہ مختصر آنحضرت صلعم نے ایک سر الٰہی کی وجہ سے چند مدت بیت المقدس کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھی اور پھر حکمت الٰہی کا مقتضی ہوا کہ کعبہ کیطرف مونھ کر کے نماز پڑھین اور اسی کا شوق آنحضرت کے دل مین ڈالا گیا کہ جسکے حکم کی آرزو مین بار بار آسمان کی طرف مونھ کر کے دیکھا کرتے تھے پس خدا تعالی قبل اسکے کہ کعبہ کی طرف مونھ کرنے کا حکم دے مخالفون کے طعن کو بیان کر کے اُسکا جواب دیتا ہے کہ عنقریب بیوقوف لوگ کہ جو نہ سر الٰہی سے واقف ہین نہ خاصان خدا پر انکا اعتقاد ہے کعبہ کی طرف مونھ کر کے نماز پڑھنے کے حکم پر یہ اعتراض کرین گے کہ ان مسلمانون کو کس چیز نے اون کے قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا کہ جسکی طرف وہ مدت تک مونھ کر کے نماز پڑھتے تھے

یہ طعن یہود مدینہ اور منافقین اور مشرکین عرب کی طرف سے ہوا تھا یہود نے تو اس بنا پر کیا کہ خدا اپنے احکام کو کیون منسوخ کرتا ہے کیا اُسکو پیشتر مصلحت معلوم نہ تھی بعد میں سوجھی خدا ایسا نہیں کرسکتا اور نیز اُنکو یہ امر ناگوار گذرا کہ باوجود اتباع سلسلہ انبیا کے یہ نبی عربی اُس کعبہ انبیا کو چھوڑ کر جاہلون کے کعبہ کی طرف مونھ کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں کہ جسکی تورات مین موسیٰ نے خبر دی ہے۔ (آجکل کے پادری اور اُنکے مقلد بھی یہود مدینہ کے پیرو بنکر اسلام پر اس لغو اعتراض کو وارد کیا کرتے ہین) اور منافقین کے نزدیک کوئی جہت مرجح نہ تھی وہ ہر کو سر سے لغو سمجھتے تھے اور مشرکین کہتے تھے کہ دیکھو آخر کار ہمارے کعبہ کی طرف منہ کیا ۞ خدا تعالےٰ اس شبہ کا جواب دیتا ہے کہ اے نبی اون سے کہدو کہ مشرق اور مغرب یعنی ہر جانب اور ہر سمت خدا کے نزدیک یکسان ہے ہر جگہ اُسکا ظہور ہے مگر وہ کسی سر کی وجہ سے ایک جہت کو عبادت کرنے والون کے لئے مخصوص کر دیتا ہے اور اس سر کو ہر شخص نہیں سمجھتا ہان وہ جسکو چاہتا ہے اُسکی طرف ہدایت کرتا ہے۔

متعلقات

قبلہ بروزن فعلہ سامنے کی جہت کو کہتے ہین یا اُس حالت کو جو کسی چیز کے سامنے ہونے سے پیدا ہوتی ہے مقابلہ سے مشتق ہے۔ اور من الاستقبال۔ اور قبلہ کو اسی لئے قبلہ کہتے ہین کہ وہ نمازی کے سامنے ہوتا ہے (تفسیر کبیر وغیرہ) سو یہ قبلہ کبھی بیت المقدس اور پھر خانہ کعبہ قرار پایا ۞ اس مقام پر دو باتین قابل غور ہین اول یہ نماز کے لئے قبلہ معین کرنے مین کیا سر آلہی ہے ۞ اسکی تحقیق یہ ہے کہ اس مین چند حکمتین ہین (۱) مقدمہ خدا تعالیٰ نے انسان کو دو قوتین عطا فرمائی ہین ایک قوت عقلیہ کہ جو مجردات کا ادراک کرتی ہے دوسری قوت خیالیہ کہ جو محسوسات مین تصرف کرتی ہے۔ اور بسا اوقات یہ قوت قوت عقلیہ کو معانی مجردہ کے ادراک مین مدد دیا کرتی ہے اور اسی لئے آپنے دیکھا ہوگا کہ مہندس جب مقادیر کا کوئی حکم کلی دریافت کرنا چاہتے ہین تو اُسکے لئے کوئی صورت معینہ اور شکل معین فرض کر لیتے ہین تاکہ حس اور خیال اُسکی اس ادراک مین اعانت کرے ۞ پس جب بندہ کو خدا تعالیٰ کے حضور مین بوقت عبادت حاضر ہونا پڑا تو اُس ذات مقدسہ کے لئے کہ جو جسم اور اُسکے تمام عوارض سے پاک اور احاطہ حس و خیال سے باہر ہے کوئی آلہ حسی[1] ضرور تھا کہ جو اُسکی تجلیات کا مظہر اور اُسکے جمال باکمال کا آئینہ ہو اور یہ بھی ضرور تھا کہ اس آئینہ مین کوئی حقیقت یا قربیت وغیرہ کا رنگ نہو یعنے وہ جگہ کسی کی قبر یا کسی کی تصویر نہو ورنہ پھر توجہ عبودیت اُس صاحب قبر اور اُس صاحب تصویر کی طرف رجوع کریگی تاکہ جس طرح سے نظر آئے اور یہ جگہ خانہ کعبہ ہے کہ جو عالم ملکوت مین بیت المعمور کا نمونہ اور عالم ناسوت مین ابو الانبیا و رئیس الموحدین حضرت آدم و ابراہیم علیہما السلام کا معبد اور خدا تعالےٰ کے جلوہ کی کرسی ہے (جیسا کہ تورات سفر استثنا مین ہے کہ خدا فاران یعنی مکہ کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا) اور آفتاب دین محمدی کا مطلع اور اہل اسلام کی دولت و حشمت کا منبع ہے اور اسکے بعد دوم درجہ مین بیت المقدس ہے کہ جہان سے نبوت نبی اسرائیل کا دریا بہا ہے ۞ (۲) یہ امر تو ظاہر ہے کہ حالت اجتماعیہ حالت جداگانہ سے قوی ہوتی ہے دیکھئے ایک یا دو بال مین وہ قوت نہین کہ جو دس بیس پچاس بالکر رسی بٹنے سے ہوتی ہے پس جب نباتات و جمادات کا یہ حال ہے تو پھر حضرت انسان بالخصوص اہل ایمان کی حالت اجتماعیہ کا انعکاس انوار و ظہور تجلیات مین بوقت عبادت کیا کہنا ہے؟ اس اتفاق کی بدولت اسلام شرقاً غرباً تھوڑے دنون مین ابر رحمت کی طرح دنیا مین پھیل گیا اسی کی برکت سے خدا کے نافرمان بادشاہون کی سرکش سلطنتین دینداروں کے ہاتھ مین آئین۔ اسی لئے نماز جماعت مقرر ہوئی کہ اہل محلہ مین اتفاق پیدا ہو اور جمعہ اور حج اس لئے مقرر ہوا کہ اہل شہر اور روئے زمین کے اہل اسلام کا باہمی میل جول ہو۔ پس جب نماز مین حالت اتفاقیہ شریعت کے نزدیک ایک ضروری تھا تو اُسکے لئے ایک جہت کا مقرر ہونا بھی ضرور تھا کیونکہ اختلاف ظاہری اختلاف باطنی کی دلیل ہے اور وہ جہت خانہ کعبہ ہونی چاہیئے کیونکہ اسلام اور توحید کا یہی منبع ہے اور اکیلے کی نماز جماعت کے تابع ہے جو اُسکو ضرور ہے اسکو بھی ضرور ہے۔ اور یہی اسرار ہین اختصاراً اسی قدر پر بس کرتا ہون ۞ **دوسری بات** قابل غور یہ ہے کہ دو قبلہ کیون ہوئے چند روز بیت المقدس

[1] یعنی اسکی مشق کے لئے خاکہ [2] بت پرستون اور عناصر پرستون کی سمجھ مین جبکہ یہ نکتہ نہ آیا اور سونے اور پیتل مین تمیز نہ رہی تو ان چیزون کو جہت عبادت کی آڑ بنا کے پوجا ۱۲ منہ ف اسرار تحویل قبلہ ۱۲ منہ

کی طرف موںھ کرنے کے بعد پھر خانہ کعبہ کی طرف موںھ کرنے کا کیون حکم ہوا؟ اس مین بھی چند اسرار ہین (۱) یہ کہ جناب رسول اللہ صلعم کا دین تمام انبیا علیہم السلام کے اصول دین
پر مبنی ہے اور اسی لئے آنحضرت کا ماننا موسیٰ و عیسیٰ و دیگر انبیا کا ماننا اور قرآن مجید پر ایمان لانا تمام کتب الٰہیہ پر ایمان لانا ہے گویا اخیر زمانہ مین خدا تعالیٰ نے اختلاف جزئیات کو
(کہ جو مصالح قوم اور زمانہ کی وجہ سے انبیا کی شریعتون مین تھا) حذف کرکے ایک اصلی مذہب بنا دیا۔ یا یون کہو کہ تمام پھولونکا عطر کھینچ کر ایک جا جمع کر دیا۔ اور انبیا علیہم السلام
کے دو معبد روئے زمین پر ایسے معظم و مکرم تھے کہ جنکی عزت و عظمت تمام خدا پرست قومون کے دلون مین مرسوخ تھی ایک کعبہ دوسرا بیت المقدس پس ضرور ہوا کہ ان
دونون گھرون کو قبلہ نماز بنایا جاوے تاکہ مرتبۂ جامعیت پایا جاوے۔ مگر چونکہ یہ نور نبوت اولاً کعبہ ہی سے چمکا ہے تو بیشتر صرف اسکی رعایت یا اسکے ساتھ دوسرے
گھر کی بھی رعایت کرنا مناسب ہوا جیسا کہ بیہقی وغیرہ کی روایت سے ثابت ہے پھر جب اس آفتاب نبوت نے مدینہ مین جاکر عروج پایا اور آن واحد مین دونون قبلون کیطرف
متوجہ ہونا مشکل پڑگیا تو اس رتبہ ترقی کے موافق بیت المقدس کی طرف نماز مین موںھ کرنا پڑا اگرچہ تھوڑے ہی دنون کے بعد دائرہ کمالات نبوت نہایت وسیع ہوا
تو جس نقطہ سے شروع ہوا تھا وہین آرہا یعنی پھر خانہ کعبہ کی طرف موںھ کرنے کا حکم ہوا (۲) یہ کہ مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہجرت کرکے آنا اسطرف
اشارہ تھا کہ آپ انبیاء بنی اسرائیل کی طرف ملتفت ہین کیونکہ مدینہ مکہ سے شام کی جانب ہے جو انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز ہے تاکہ انبیاء بنی اسرائیل کے پیرو ون
اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ نبی عربی سلسلۂ انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ و عیسیٰ و داؤد علیہم السلام کے برخلاف نہین بلکہ انہین کا مذہب و ملت
کا متمم و مصلح ہے جیسا کہ توریت وغیرہ کتب انبیاء مین خبر دی گئی تھی اور جس لئے اہل کتاب ایک ایسے مصلح و مجدد کے آنیکے منتظر بیٹھے تھے اسلئے مدینہ مین تشریف لاکر ضرور ہوا
کہ اتحاد انبیاء بنی اسرائیل کا اظہار کیا جائے تاکہ اہل کتاب کو نفرت نہو اسی بات کو بعض مفسرین نے بیت المقدس کی طرف موںھ کرکے نماز پڑھنے کی وجہ تالیف قلب الیہود
بتائی ہے اور اظہار اتحاد دلی کے لئے بیت المقدس کی طرف موںھ کرکے نماز پڑھنے سے زیادہ اور کوئی بات ہو نہین سکتی تھی اس لئے اسطرف موںھ کرکے نماز پڑھنے
بیت المقدس اور اسکے بانی اور اسکے انبیاء علیہم السلام دراصل ملت ابراہیمی کے تابع ہین اور آنحضرت صلعم ملت ابراہیمیہ کے اصلی متمم و مصلح کرکے بھیجے گئے
یعنی خانہ کعبہ کی طرف ہمیشہ کے لئے موںھ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دینا اسبات کا اظہار ہے کہ آپکو اصلی و دائمی خصوصیت حضرت ابراہیمؑ سے ہے کیونکہ انکے بڑے فر
کو اپنے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہم السلام سے خصوصیت خاصہ اور حق اکبریت فوقیت کے ساتھ حاصل ہے اور نیز اسلام کا ظہور بھی مکہ سے ہوا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا شہر ہے اور اسلام کی اشاعت اور جہان بھر مین پھیلنے کا ذریعہ بھی عرب کی قومین نوشتہ ازلی مین قرار پاچکی تھین اور ان سب کا عبادت گاہ کعبہ تھا اور اسی کی عظمت انکے دلون پر مرتسم
تھی اور اسی کی طرف منسوب ہونیکو وہ ابراہیمیت کی علامت خاص جانتے تھے اس لئے بس ہمیشہ کے لئے کعبہ ہی جہت نماز قرار پایا (۳) اور اس مین یہ بھی سر ہے کہ آنحضرت صلعم
کو وصف جامعیت حاصل ہو جائے امام القبلتین کا مرتبہ ملے (۴) نیز اسمین مخلصین و غیر مخلصین کا امتحان بھی ہے رسم پرست ہمیشہ اپنے رسوم و مالوفات ہی پر چلتے ہین مخلصین فوراً
حکم کی تعمیل کرتے ہین جدہر ہادی نے موڑ دیا موڑ جاتے ہین اور اسی کا نام اتباع حقیقی ہے اور یہی محمدی ہونے کی سچی علامت اور محبت صادق کا خاص نشان ہے ورنہ دراصل مشرق
و مغرب یعنی ہر سمت خدا کی ہے اسکا ہر سمت جلوہ ہے ع کافران سجدہ کہ در پیش بتان میکروند ÷ ہمہ رو سوئے تو بود و ہمہ سو روئے تو بود ÷ نہ کعبہ ہی مین خدا رہتا ہے نہ بیت المقدس
مین ہی بستا ہے وہ ہر مکان و ہر زمان سے پاک ہے۔ واضح ہو کہ بعض خبطیون نے اس مقام پر وہ بے سروپا اعتراض کئے ہین کہ جنکو قرآن سے کچھ بھی علاقہ نہین منجملہ انکے یہ کہ اہل کتاب کے
لئے کوئی جہت قبلہ ہی نہین پھر انکے لئے مشرق و مغرب کیون جہت کہا از انجملہ یہ کہ کعبہ دیوارونکا نام ہے اور جب دیوارین نرہین گی تو کیا ہوگا وغیرہ ذلک من الخرافات اسلئے
اسکے بعد خدا نے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا کہ یہ اسرار جسکو ہم چاہتے ہین تلقین کرتے ہین ورنہ بعض تو وادی ضلالت و جہالت مین سر ٹکراتے ہی مرجاتے ہین اس آیت سے
جسطرح یہ بات ثابت ہوئی کہ احکام الٰہی کا چھپانا حرام ہے اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ کفار ہمیشہ جہنم مین رہین گے یہانتک حکم تحویل قبلہ کی تمہید تھی اگلی آیات مین حکم دیا جاتا

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

اور جس طرح کہ ہم نے قبلہ کے امر مین ہدایت کی اوسی طرح تم کو امت وسط بنایا کہ تم لوگون پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہے

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ

اور وہ قبلہ کہ جس پر اسے نبی تم تھے (بیت المقدس) ہم نے اس لئے بنایا تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون (تحویل قبلہ کے وقت) رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹا پھر جاتا ہے اور

كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

قبلہ کا بدلنا شاق بیشک تھا مگر جن کو خدا نے ہدایت دی (ان پر کچھ بھی شاق نہین) اور خدا ایسا نہین کہ تمہارے ایمان ضائع کر دیتا بیشک اللہ لوگون کے ساتھ شفیق اور مہربان ہے

ترکیب

وکذلک مین کاف موضع نصب مین ہے صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ ومثل ہذا الاہتداء من انشاء جعلناکم - اور جعلنا بمنزلہ صیرنا علی الناس متعلق ہے شہداء سے قبلہ مفعول اول ہے جعلنا کا اور مفعول ثانی محذوف ہے اور التی مع صلہ اوس محذوف کی صفت ہے تقدیرہ وما جعلنا القبلة القبلة التی - من یتبع مین من بمعنی الذی موضع نصب مین ہے نعلم سے ممن ینقلب مین من متعلق ہے نعلم سے لیفصل المتبع من المنقلب علی عقبیہ موضع نصب مین ہے بوجہ حال ہونے کے لئے راجع - وان کانت مین ان مخففہ ہے مثقلہ سے اور اسم اسکا محذوف ہے اسپر سیاق دلالت کرتا ہے ای وان کانت التولیة - الا علی الذین مین علی کبیرة سے متعلق ہے - اور الا نے صرف معنی مین عمل کیا ہے - وما کان اللہ لیضیع خبر کان محذوف ہے اور لام اس محذوف کیساتھ متعلق ہے تقدیرہ وما کان اللہ مریدا لان یضیع ایمانکم کوفیون کے نزدیک لیضیع خبر ہے اور لام تاکیدی اسپر داخل ہو گیا وفیہ نظر لان اللام لام الجر وان بعدہا مرادة فتدبر -

تفسیر

یعنی جسطرح ہمنے اے امت محمد اور باتون مین برگزیدہ کیا از انجملہ یہ کہ یہود اور نصاریٰ کسی نبی کو مانتے کسی کو نہین اور تم سبکو مانتے ہو اور یہ کہ تم اپنے نبی کے سچے اور حقیقی فرمانبردار ہو جس چیز کا حکم ہوتا ہے بلا چون وچرا اسکو تسلیم کرتے ہو اور نیز یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ قرار دیا گیا کہ جو ابراہیم کے عہد سے ہے بخلاف یہود اور نصاریٰ کے قبلہ کے کہ وہ پیچھے بنا ہے) اسی طرح ہر بات مین تم کو امت وسط یعنی پورا اور کامل بنایا تاکہ سب لوگون کے لئے تم شہید یعنی ہر امر خیر مین ہادی ہو کہ جس بات کو تم اچھا یا برا کہو اسمین تم خداوند کے گواہ مانے جاؤ اور رسول تمہارا ہادی اور گواہ ہے یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ اپنے نبی کے دلپر القا کرے اسکو تم اور دنکو تعلیم کرو - اور تحویل قبلہ کے بارہ مین جو لوگ تم سے جھگڑتے اور طرح طرح کے شکوک پیش کرتے ہین وہ بیوقوف اس رمز سے (کہ جسکا پہلے بیان ہوا) ناواقف ہین منجملہ اور اسرار کے چند روز بیت المقدس کی طرف منھ کرنے مین ایک یہ بھی سر تھا کہ پیغمبر کے سچے فرمانبردارون اور نافرمانون مین باہم امتیاز ہو جاوے کس لئے کہ جو اپنے معبود حقیقی اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ تو جس طرح دانشمند مریض اس حکیم حاذق کے نسخہ کی تبدیل کو بلا حجت وتکرار قبول کر کے اسکی دوا کو پی لیتا ہے کہ جسکو دل سے حکیم حاذق مفید جانتا ہے بے کھٹکے رسول کے حکم کو قبول کر لیتے ہین خواہ انکی رسم و حمیت ملکی کے خلاف ہو خواہ موافق وہ ہر وقت یہی کہتے ہین ؎ رشتہ در گردنم افگندہ دوست ٭ مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ٭ اور جو رسم اور مذہب ملت آبائی اور حب جاہ ومال کے جال مین گرفتار ہین وہ سینکڑون نکتہ چینیان کر کے اس سعادت سے محروم رہتے ہین - اور ہر چند یہ بڑی بھاری بات ہے کہ کسی کے کہنے سے اپنے شعائر مذہبیہ کو چھوڑ دے اور جنکو وہ شعائر جانے انکو یہ تسلیم کرے مگر جنکو خدا تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اور انکے دلون سے حجاب اٹھا لیتا ہے وہ رسول کے حکم کو سب پر مقدم رکھتے ہین اور اگر خدا تعالیٰ مسلمانون کو یہ توفیق عطا نکرتا تو بھی وہ نافرمانی اور سرکشی سے بالخصوص اس تحویل قبلہ کے امر مین نکتہ چینی کرنے سے ایمان زائل کر بیٹھتے مگر خدا چونکہ بڑا مہربان اور شفیق ہے وہ کا ہیکو مسلمانون کے ایمان کو ضائع ہونے دیتا تھا لہذا اسنے انکو توفیق عطا فرمائی -

متعلقات

امت وسط وسط کے معنے عدل کے ہین اور بعض کہتے ہین اسکے معنے بہتر کے ہین جیسا کہ آیا ہے کنتم خیر امتہ - لتکونوا شہداء
شہادت سے مراد گواہی ہے - خواہ یہ گواہی دنیا مین ہو خواہ آخرت مین چنانچہ ایک بار آنحضرت علیہ السلام کے سامنے سے
ایک جنازہ گیا لوگون نے اوس کی مذمت کی تو آپ نے فرمایا وجبت وجبت پھر دوسرا جنازہ آیا تو لوگون نے اوس کی
مدح کی تو آپ نے فرمایا وجبت وجبت لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے دونون کے لئے ایک ہی کلمہ فرمایا آپ نے جواب دیا
کہ جسکی تم نے مذمت کی اوس کے لئے آتش دوزخ واجب ہوئی اور جس کی تم نے مدح کی اوس کے لئے جنت واجب
ہوئی تم خدا کے دنیا مین گواہ ہو جسکو تم اچھا کہو وہ اچھا ہی اور جس کو تم برا کہو وہ برا ہے (ترمذی وغیرہ) خلاصہ یہ کہ امت
مرحومہ بحیثیت اجتماعیہ نبی علیہ السلام کے کمالات کا آئینہ ہی اس لئے آنحضرت نے فرمایا لن تجتمع امۃ محمد علی الضلالۃ
کہ امت محمدیہ گمراہی پر مجتمع نہوگی - یہان سے اجماع امت کا برحق ہونا پایا گیا اور اسی لئے خدا نے فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا کہ جو مسلمانون سے علیحدہ راہ اختیار کریگا جہنم مین جاویگا
واضح ہو کہ گواہ مین دو باتین ضرور ہین اول یہ کہ وہ عادل ہو کیونکہ جھوٹے بدکار کی گواہی کا کیا اعتبار دوم اسکو علم
بھی ہو کیونکہ جس چیز کو جب تک نہ جانے گا اسکی بابت کیا گواہی دیگا - پس جب امت محمدیہ کا شاہد ہونا ثابت ہوا تو نیک
اور ذی علم ہونا بھی پایا گیا اسی لئے لفظ وسط امت کی صفت مین لایا گیا -

پہلے جو خدا نے یہدی من یشاء الی صراط مستقیم فرمایا تھا تو وہ ایک عام بات تھی اب اس آیت مین اسکی تشریح کردی
کہ جن کو خدا نے صراط مستقیم کی ہدایت کی ہے اون مین سے امت محمدیہ اور خود حضرت محمد علیہ السلام ہین اس مین
اشارہ کردیا کہ اے مسلمانون تم کو ان یہود و نصاریٰ و دیگر اقوام کی طعن و طنز کی طرف التفات بھی نہ کرنا چاہیے
کیونکہ تم خدا کے شاہد ہو - ہر امر مین ان لوگون کو تمہارا اقتدا کرنا چاہیے نہ کہ تم اون کا اقتدا کرو تمہین صرف اپنے
رسول کا اتباع کافی ہے ٭ -

فائدہ

ما کان اللہ لیضیع ایمانکم کی تفسیر مین بعض محدثین نے یون نقل کیا ہے کہ آنحضرت کے چند صحابہ جیسا کہ ابی امامہ اور
سعد بن زرارہ اور براء بن عازب اور براء بن معرور وغیرہم کا انتقال اس زمانہ مین ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام
بیت المقدس کی طرف موہنہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے پس جبکہ قبلہ کعبہ بنایا گیا تو اون کے وارثون نے آنحضرت
سے سوال کیا کہ وہ لوگ تو اس حالت مین مرے کہ جو منسوخ ہو گئی اب اون کی نمازون کا کیا حکم ہے تو اوس کے
جواب مین خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ٭ -

سلہ واجب ہوئی ۱۲ منہ

قد نری تقلب وجهك فی السماء فلنولینك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام وحیث ما كنتم

تمہارا (انتظار حکم مین) آسمان کی طرف پھیر پھیر کر مونھہ کرنا ہم دیکھہ رہے ہین (غم نکرو) جس قبلہ کو تم پسند کرتے ہو اُسی کی طرف مونھہ کرنیکا حکم دئے دیتے ہین - پس (نماز مین) مسجد الحرام (کعبہ) کیطرف مونھہ کر لیا کرو اور اے مسلمانو

فولوا وجوهكم شطره وان الذین اوتوا الكتب لیعلمون انه الحق من ربهم وما الله بغافل عما یعملون ۝

تم بھی جہان کہین ہوا کرو (نماز مین) اوسی کی طرف اپنا مونھہ کر لیا کرو اور بیشک جنکو کتاب دی گئی ہی خوب جانتے ہین کہ یہ اونکے رب کی طرف سے برحق ہی اور جو کچھہ وہ کر رہے ہین اللہ اُس سے بھی بیخبر نہین ہے -

ترکیب

نری فعل مضارع ضمیر نحن اسکا فاعل تقلب الخ مفعول فی السماء متعلق ہے تقلب کے نولین فعل بافاعل ک مفعول اول قبلة موصوف ترضها صفت مجموعہ مفعول ثانی ول فعل انت اسکا فاعل وجهك مفعول اول شطر الخ مفعول ثانی حیث ظرف ہے فولوا الخ کا ان ربهم موضع نصب مین بوجہ حال ہونے کے -

تفسیر

جب خدا تعالی قبلہ کے بارہ مین مخالفون کے شکوک و شبہات رد کر چکا اور یہ بات بھی بتلا چکا کہ چند روز بیت المقدس کی طرف مونھہ کر کے نماز پڑھنا ایک امتحان اور سر باطنی کے لئے تھا اور در اصل ہمیشہ کے لئے قبلہ کعبہ ہی ہونا چاہئے تھا اون اسرار کی وجہ سے کہ جنکا ذکر اوپر ہوا اب اس آیت سے پیشتر آنحضرت کی اس رغبت کا اظہار کرتا ہی کہ جو بوجہ ترقی مراتب کعبہ کے قبلہ بنانے مین تھی اسکے بعد آپ سے وعدہ کرتا ہی کہ ہم تمکو اس قبلہ کا حکم دین گے کہ جسکو آپکا دل چاہتا ہی - پھر آپکو اور آپکے ساتھ آپکی امت کو عام حکم دیتا ہے کہ کچھہ مکہ اور اسکے نواح کی خصوصیت نہین بلکہ تم جہان کہین ہو اور نماز پڑھنا چاہو تو کعبہ کی طرف کہ جسکو مسجد الحرام کہتے ہین مونھہ کر لیا کرو پھر اسکے بعد اہل کتاب کو متنبہ کرتا ہی کہ وہ اب جو کچھہ اس بات مین پھر اعتراض کرتے ہین یا کرین گے یہ انکی محض حق سے چشم پوشی ہے کیونکہ وہ اپنی اون روایات سے کہ جو بطور تواتر نسل در نسل انمین چلی آتی ہین کعبہ کی بزرگی اور اسکا برحق ہونا خوب جانتے تھے اسکے بعد پھر انکو متنبہ کرتا ہی کہ خدا تمھاری اس مکاری اور حق پوشی سے غافل نہین وہ ضرور تمکو اسکا بدلہ دیگا -

فوائد

(۱) قد نری تقلب وجهك فی السماء سے مراد دلی آرزو ہے - عام ہی کہ سچ مچ آسمان کی طرف مونھہ اٹھا اٹھا کے آپ دیکھتے تھے جیسا کہ اہل اللہ حالت انتظار مین دیکھا کرتے ہین یا نہ دیکھتے تھے آنحضرت کی یہ دلی آرزو کہ قبلہ کعبہ ہو حب وطن یا مشرکین مکہ کی خوشی کے لئے نہ تھی بلکہ اُن اسرار کی وجہ سے کہ جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہین اور جو نفوس کاملہ ہوتے ہین انکو ہمیشہ کمالات کی طرف از حد شوق ہوا کرتا ہی اور کعبہ کا قبلہ ہونا آپکے لئے اور آپکی امت کے لئے بڑا کمال[1] تھا -

(۲) مسجد الحرام کعبے کو اس لئے کہتے ہین کہ اسکی حرمت خدا کی طرف سے مقرر ہوئی ہی یا اس لئے کہ یہان معاصی اور قتل و ظلم کی شد حرمت اور ممانعت ہے جو کعبہ کو مسجد الحرام کے ساتھہ بیان کیا تو اس مین یہ نکتہ ہی کہ یہود جو حق پوشی کر کے اعتراض کرتے تھے وہ کعبہ مین کیا فضیلت ہی یہ مشرکین عرب کا معبد ہے وہ اس سے باز آوین اور کعبہ کی حرمت و عظمت کی طرف خیال کرین کہ جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا معبد ہے کعبہ کے کہنے مین یہ بات حاصل نہ تھی ۱۲ -

(۳) شطر المسجد الحرام شطر کے معنے یہان جانب اور طرف کے ہین گو جز کے بھی آتے ہین مگر کعبہ کی طرف مونھہ کرنے سے مراد یہان نماز مین مونھہ کرنا ہی اور یہ طرف اور سمت حقیقی ہونی کچھہ ضرور نہین بلکہ تخمینی بھی کافی ہی یہانتک کہ اگر ایک خط جنوب و شمال مین کعبہ سے نکالا جاوے اور دوسرا نمازی کے سامنے سے کھینچا جاوے جبکہ وہ کعبہ سے مشرقی یا مغربی جہت مین ہو اور پھر دونون خطون مین تقاطع ہو جاوے تو کافی ہی - اور جو اندھیری رات مین یا کسی اور وجہ سے قبلہ معلوم نہو تو نمازی غور کرے اور جدھر ظن غالب قبلہ کا ہو اسی طرف منھہ کر کے نماز پڑھے گو بعد مین غلطی معلوم ہو کیونکہ یہ امر سہولت پر مبنی ہے ورنہ دقت ہو جاوے -

[1] آیندہ کی ترقیان اسی پر مبنی نہین ۱۲ منہ

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ

اور اگر آپ اہل کتاب کے لئے سب نشانیان بھی لے آوین تو بھی وہ آپ کے قبلہ کو نہ مانینگے اور آپ بھی اون کے قبلہ کی پیروی کرنیوالے نہین اور انمین سے کوئی بھی کسی کے

قِبْلَةَ بَعْضٍ ۭ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۘ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

قبلہ کو نہین مانتا ہے اور اگر آپ نے علم حاصل ہوجانے کے بعد بھی انکی خواہشون کی پیروی کی (یا انکے کہنے پر چلے) تو بیشک اوسوقت آپ بھی ستمگارون مین سے ہونگے جن کو کہ ہم نے

الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۭ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۘ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

کتاب دی ہے وہ لوگ اوس کو اس طرح جانتے ہین کہ جس طرح اپنی اولاد کو پہچانتے ہین اور اونہین سے ایک فریق ایسا بھی ہے کہ جو جانکر حق کو چھپاتے ہین حق تو آپ کے رب ہی کی

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝

طرف سے ہے پس آپ شک مین نہ پڑین

ترکیب

ولئن مین لام توطیہ قسم ہے پھر یہ تمام جملہ شرط ہے اور ماتبعوا قبلتک جواب باعتبار لفظ ماضی داخل ہے ورنہ تبعوا بمعنے مستقبل ہے اور مابمعنے لا اور سی لئے جواب مین فا نہین آیا اور سیطرح ولئن اتبعت الخ شرط انک الخ جواب اذا حرف ہے اور نون سہین اصل ہے اور یہ خاص بے آپ مین مستعمل ہوتا ہے الذین الخ مبتدا یعرفونہ الخ اسکی خبر کا صفت ہے مصدر محذوف کی او ما مصدریہ الحق مبتدا من ربک خبر

تفسیر

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کے حق پر آنے کی نہایت آرزو تھی کہ یہ کسی طرح وادی ضلالت سے نجات پاوین اور کاش آیات و معجزات ہی سے راہ پر آوین بالخصوص تحویل قبلہ کے بارہ مین۔ مگر انکا انکار اون کی شقاوت ازلی کیوجہ سے حد سے تجاوز کر گیا تھا اسی لئے اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر آپ ان اہل کتاب کو سینکڑون معجزات و آیات بھی دکھاوینگے۔ تب بھی یہ آپکے قبلہ کو نہ مانینگے اور اسپر کیا منحصر ہے انکی باہم بھی یہانتک ضد و کد ہے کہ ایک دوسرے کے قبلہ کو نہین تسلیم کرتا حضرت مسیح علیہ السلام نے سینکڑون معجزے دکھائے مگر یہود نے انکو نہ مانا پھر نصاریٰ مین پولوس[۵۲] نے حق پوشی کے لئے اور نصاریٰ کو ابداً حق سے محروم کرنے کے لئے یہ کہدیا کہ میرے خلاف اگر کوئی آسمانکا فرشتہ بھی کہے تب بھی نہ ماننا پھر اگر آپ باوجود امر حق ظاہر ہونے کے بفرض محال اون کے خواہشون کے تابع ہونگے تو برا کرینگے (جیسا کہ حق سے انکار مین انکا اصرار تھا اوتنا ہی آپکے لئے اون کے اتباع سے منع کرنے مین اصرار کردیا اور آنحضرت کی امت کو کنایۃً متنبہ کردیا ؎ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران ؛ گفتہ آید در حدیث دیگران ؛ اور انکا یہ انکار عمداً ہے کیونکہ وہ آپکو نبی برحق اون علامات سے کہ جو انکی کتابون مین ہین اور سینہ بسینہ اون کے احبار اور رہبان مین چلے آتے ہین اسی طرح سے جانتے ہین کہ جسطرح اپنی اولاد کو سینکڑون لڑکون مین دیکھکر پہچان لیتے ہین اور بالکل اشتباہ نہین ہوتا گرچہ انکے عوام نہ جانتے ہون مگر ایک فریق یعنے علما تو عمداً جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہین مگر اونکے اس خلاف حق ظاہر کرنے سے کیا ہوتا ہے حق تو وہی ہے کہ جسکو خدا ظاہر کرتا ہے بس اب اے مخاطب تو کسی شک و شبہ مین نہ پڑنا ؛

فوائد

(۱) وما بعضهم بتابع قبلة بعض - گو تمام عیسائیون اور یہود کے لئے نماز مین کوئی جہت خاص قبلہ نہو مگر عرب کے یہود عموماً بیت المقدس کو نماز مین قبلہ بناتے تھے اور نصاریٰ جہت شرق کو اس لئے کہ حضرت مسیح بیت اللحم مین پیدا ہوئے تھے کہ جو یروشلم سے بجہت شرق واقع تھا اور ممکن ہے کہ قبلہ سے ہر مذہب کے رسوم و شعار مراد ہون اور ہر ایک دوسرے کے رسوم کو نہین مانتا یہ طبعی بات ہے (۲) فلا تکونن من الممترین سے یہ مراد نہین کہ آنحضرت کو کچھ شک تھا بلکہ اورون کے سنانے کو حضرت سے کہا ولئن اتبعت اہواءھم فرمایا (۳) ہمنے قیود کی رعایت رکھکر تفسیر کی ہے اس تقدیر پر وہ سوال و جواب جو خلاف معنی لیکر بعض مفسر کرتے ہین تضیع اوقات ہے۔

ــــ
[۵۱] یعنی نبی آخر الزمان علیہ السلام کو ۱۲ منہ [۵۲] چنانچہ پولوس اس خط مین جو گلتیون کو لکھا ہے اوسکے پہلے باب کے ۸ ورس مین یہ کہتا ہے (۸) لیکن اگر ہم یا آسمان سے کوئی فرشتہ سوا اوس انجیل کے جو ہمنے تمہین سنائی دوسری انجیل تمہین سنائی سو ملعون ہووے ۱۲ منہ

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۭ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۭ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

اور ہر ایک کے لئے ایک طرف ہے کہ وہ ادہر ہی جھکتا ہے پس تم تو نیکیون کی طرف دوڑا کرو تم جہان کہین بھی ہوگے تم سب کو اللہ سمیٹ کر لے آئیگا اللہ ہر چیز

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ

پر قادر ہے اور آپ کہین سے بھی نکلین تو اپنا مونھہ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور یہی حق بھی ہے آپ کی رب کی طرف سے اور اللہ

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا

تمہارے کام سے غافل نہین اور آپ جہان کہین سے نکلو تو اپنا مونھہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو اور (مسلمانو) تم بھی جہان کہین ہوا کرو تو اپنا

وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۝ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي

مونھہ (خانہ کعبہ) ہی کی طرف کیا کرو (بار بار اسی لئے حکم دیا گیا) کہ لوگون کو تم پر کوئی الزام نرہے مگر ان مین سے جو ہٹ دھرم ہین تو تم بھی انسے نہ ڈرو اور ہمیسے ڈرتے رہا کرو

وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اور اس لئے بھی کہ ہم اپنی نعمت تم پر پوری کر دین اور اس لئے بھی کہ تم سیدھے رستہ پر آجاؤ

ترکیب

وجہۃ مبتدا لکل اسکی خبر لفظ وجہۃ مین قیاس چاہتا تھا کہ جہۃ ہو مثل عدۃ او زنۃ کے ہو (ای اللہ) مبتدا مولیہا بکسر اللام اس کی خبر تقدیرہ اللہ مولی تلک الجہۃ ذلک الفریق لے یا مرہا امراً تکوینیاً فحذف المفعول الثانی او احتمال ہے کہ ضمیر ہو کل کی طرف رجوع کرے لے ذلک الفریق مولی الوجہۃ نفسہ * یہ تمام جملہ صفت وجہۃ کی ہوگا اینما ظرف ہے تکونوا کا ومن حیث خرجت اسجگہ شرط کے لئے نہین پس من متعلق فول کے ساتھ ہے وحیث ماکنتم مین دونون احتمال ہین لئلا مین لام محذوف کے ساتھ متعلق ہے تقدیرہ فعلنا ذلک لئلا الخ حجۃ اسم کان اور للناس اوس کی خبر اور علیکم صفت حجۃ اصل مین مؤخر تھی مگر چونکہ مقدم ہوگئی تو حال ہونے کی وجہ سے منصوب المحل ہوئی اور یہ جائز نہین کہ اس کو حجت کے متعلق کیا جائے لئلا یتقدم صلۃ المصدر علیہ الا الذی ظلموا استثنار ہے الناس سے لے لئلا یکون لاحد من الناس حجۃ الا المعاندین منہم اور ممکن ہے کہ استثنار مبالغہ کے لئے ہو جیسا کہ اس شعر مین ؎ ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم * بہن فلول من قراع الکتائب * ولاتم معطوف ہے لام سابق پر علیکم متعلق ہے لاتم سے۔

تفسیر

خداتعالے اس آیت مین یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ جب امر حق دلائل قطعیہ سے ثابت ہوجاوے تو پھر اوس کے اختیار کرنے مین کسی کی مخالفت و موافقت کا کچھ بھی پاس نکرنا چاہیئے اور کیونکر انسان ہر ایک کو بالخصوص دینی امور مین موافق کر سکتا ہے حالانکہ ہر ایک شخص کی رائے اور عقیدت اور میل قلبی جداگانہ ہے ؎ ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے * خلاصہ یہ کہ ہر ایک شخص اور قوم اور ملک کا ایک بات کی طرف رجحان ہوتا ہے پس تم اس خیال موافقت کو دل سے نکالدو اور جو نیک باتین کہ مقصود بالذات ہون جیسا کہ نماز اور روزہ و ذکر اور خلق خدا کے ساتھ نیکی کرنا اور خواہش نفسانی اور مقتضیات ہیولانیہ سے بری رہنا ان مین سرگرم رہو اور استقبال کعبہ تو امر مقصود بالذات نہین بلکہ نماز

ہین متبع ملت ابراہیمیہ کا غیر متبع سے امتیاز ہونے کے لئے حجت قرار دی گئی ہے - اور یہ اختلاف جہات
اور باہمی تباعد اسی عالم مین ہے ورنہ آخرت مین تو سب کو اللہ تعالے ایک ہی جہت اور ایک ہی روش
پر جمع کرکے ہر کہین سے لے آئیگا ہر حالت خوف ورجا مین دربار الٰہی مین سب اوس کی طرف متوجہ اور
اوسی کے تخت کو قبلہ بنائے کھڑے ہون گے کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور ممکن ہے کہ اینما تکونوا الخ کا
خطاب خاص اہل اسلام سے ہو اس تقدیر پر یہہ معنے ہون گے کہ اے مسلمانون ہر قوم کے لئے ایک
جہت خاص ہے اور تمھارے لئے حصول قرب وسعادت کے لئے ہر جہت ہے تمھارے لئے میدان سعادت
بڑا وسیع ہے پس تم اس میدان مین دوڑو اور یہہ خیال نکرو کہ تم اس میدان مین ادھر اودھر چلے جاؤ گے
باہمی اتفاق وتعاکس انوار نہو گا کیونکہ وہ تم کو بارگاہ قرب مین جمع کرے گا وہ ہر چیز پر قادر ہے -
ان اسرار ورموز کے بعد پھر اوسی حکم کی تاکید کرتا ہے کہ بلاشبہ تم نماز مین مونھ کعبہ کی طرف کیا کرو
تاکہ تم پر پھر کسی کا اعتراض باقی نرہے کہ باوجود اتباع ملت ابراہیمیہ کے اس نبی نے مسجد الحرام کو کیون قبلہ
نہ بنایا اور نیز اس مین تمھارے لئے اے اہل اسلام خدا کی پوری نعمت ہے (کیونکہ اس مین وہ وہ خوبیان
ہین کہ جن کا بیان نہین ہوسکتا چنانچہ کسی قدر ہم نے بیان کی ہین) اور نیز اس مین تمھارے لئے راہ راست کی
رہنمائی بھی ہے اس کے بعد جو کوئی تم پر اعتراض کرے تو وہ ناانصاف ہے اوس کی کچھ پرواہ نکرنی چاہیئے
بلکہ خاص خدا تعالے سے ڈرنا چاہیئے +-

فائدہ

اس حکم کو ایک بار تو خدا تعالے ذکر کرچکا تھا مگر پھر تین بار اس آیت مین کیون اس کو ذکر کیا بظاہر یہہ
بات بلاغت وفصاحت کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اول بار تعمیم احوال کے لئے ہے اور دوم
تعمیم امکنہ کے لئے اور سوم تعمیم ازمنہ کے لئے تاکہ اس حکم مین کسی قسم کا شبہہ باقی نرہے اور یہ بھی ہے کہ جب
بلیغ کسی دعوی کو کسی دلیل سے ثابت کیا کرتے ہین تو دوبارہ جب اوس پر اور دلیل لاتے ہین تو پھر
اوس دعوی کو دلیل کے ساتھ ربط دینے کے لئے ذکر کردیتے ہین اور یہان بھی ایسا ہی ہوا ہے اور یہہ
بھی ہے کہ جب کسی امر اہم کو بیان کرتے ہین تو اوسکی تاکید بھی ضرور کرتے ہین اور تاکید تین بار کہنے سے حاصل
ہوتی ہے مگر لطف یہ ہے کہ نیا عنوان مدنظر رکھا ہے -

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ

جیسا کہ بھیجا ہم نے تم مین ایک رسول تمہین مین سے بہیجا جو تمکو ہماری آیتین سناتا اور تم کو پاک کرتا اور تم کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہی اور تمکو وہ باتین

مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

سکہاتا ہے کہ جو تم نہین جانتے تھے پس مجھے یاد کرو کہ مین تم کو یاد کرون گا اور میرا شکریہ ادا کرتے رہو ناشکری نکیا کرو

ع ۵ ۱۸ منزل ۱

ترکیب

کما مین کاف موضع نصب مین ہے صفت ہے مصدر محذوف کی تقدیرہ یہتدون ہدایۃ کارسالنا او اتماما کارسالنا اور بعض محققین کہتے ہین فاذکرونی کما ارسلنا فعلی ہذا یکون منصوبا صفۃ للذکر ای ذکرا مثل ارسالی اور ما مصدریہ ہے منکم رسول کی صفت اور یتلوا و یزکیکم و یعلمکم حال ہے۔

تفسیر

خدا تعالی نے دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے پر چند وجوہ بیان فرمائین بعض آیتون سے اثر ثابت ہوتا ہین کہ یہ دین ابراہیم علیہ السلام کا دین ہی پس اسکا قبول [illegible] ضرور ہی چنانچہ اس آیت مین اسی طرف اشارہ تھا ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ الخ اور بعض انہین سے برہانیہ ہین اور وہ یہ آیت ہی قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمعیل واسحق ویعقوب والاسباط الخ اسکے بعد خدا نے مخالفین کے دو شبہے ذکر فرماکر انکا جواب شافی دیا اول وقالوا کونوا ہودا او نصاری تہتدوا دوسرا نسخ کے بارہ مین تھا کہ شریعت محمدیہ مین نسخ ہوتا ہی بالخصوص قبلہ کی بابت ہوا جس سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت منجانب اللہ نہین سو یہ شبہ انکا قوی تھا اسلئے اسکا جواب سیقول السفہاء الخ سے شروع کرکے ولاتم نعمتی ولعلکم تہتدون پر ختم کردیا اور چونکہ تحویل قبلہ کو اتمام نعمت فرمایا تو اسکے ساتھ دوسری نعمت کو بھی یاد دلایا کہ ہمنے جسطرح کعبہ کو قبلہ بنانے مین تمہارے حال پر نعمت[1] نازل کی ہی اور مخالف اسکی حقیقت سے ناواقف اعتراض کرتے ہین اسیطرح ہمنے تمکو بڑی نعمت یہ دی کہ تمہارے پاس تمہین مین کا ایک ایسا رسول بھیجا کہ جسنے نہ صرف کلام الہی لوگونکو پڑھکر سنایا بلکہ آپنے تزکیہ نفوس اور تہذیب اخلاق کی اور حکمت نظریہ عملیہ اور کتاب سکھائی اور بہت سی باتین تمکو بتائین جسکا اثر تمنے دیکھ لیا عرب کی کیسی حالت خراب تھی پھر کیسی درست ہوئی پس جسطرح آپہر مخالفونکے شبہات بیجا تھے اسی طرح اس امر مین بھی شبہات بیجا ہین اب تم میری طرف اپنا دھیان دھرو اور مجھے یاد کرو مین بھی تمپر اپنی رحمت کرونگا اور میری ان نعمتونکو مد نظر رکھکر شکریہ کرتے رہو کبھی ناشکری نکرنا اور کسی کے بہکانے مین آکر نافرمانی نکرنا فائدہ ذکر کی تین قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسکی حمد اور تسبیح اور تمجید اور تہلیل و تکبیر پڑھی جاوے اور اسکی کتاب پڑھی جاوے دوم ذکر قلبی اور وہ یہ کہ اپنے لطائف باطنیہ کو اور اپنے جمیع قوی ادراکیہ کو اسکی طرف متوجہ کرے اور یہان تک محویت حاصل ہو کہ اپنے تئین بھی بھول جائے خواہ نفی و اثبات کرکے خواہ مراقبہ سے خواہ توجہ اور ہمت شیخ سے یہ بات حاصل ہو جب انسان کو یہ حالت نصیب ہوتی ہی تو جسطرح ممکنات مین ایک دوسرے کے اثر سے حال بدلتا ہی مٹی پھول کی صحبت سے معطر اور لوہا آگ مین رہنے سے اخگر ہو جاتا ہی اسیطرح انسان پر آثار تقدس فائض ہوتے ہین پھر تو اسکی زبان اور اسکی آنکھ خدا کی زبان اور اسکی آنکھ اور اسکے ہاتھ پاؤن اسکے ہاتھ پاؤن ہوجاتے ہین (حالانکہ وہ ان چیزون سے پاک ہی) جیسا کہ احادیث صحیحہ مین وارد ہوا ہی اور پھر اس بندہ سے آثار عجیبہ بھی سرزد ہونے لگتے ہین کہ جنکو معجزات و کرامات کہتے ہین اور یہ بھی ذکر قلبی کی شاخ ہی کہ اسکی مخلوقات مین جو کچھ اسرار رکھے ہین انمین غور و فکر کرے تاکہ اس عالم کا ہر ذرہ اسکے جمال جہان آرا کیلئے آئینہ ہوجاوے اس لئے ایک عارف نے فرمایا ہی (ما رأیت شیئا الا رأیت اللہ فیہ) کہ مین جب کسی چیز کو دیکھتا ہون تو اسمین خدا ہی نظر آتا ہی ہر چیز اسکی وحدانیت اور صفات کمالیہ کے لئے شاہد عدل بنکر سامنے کھڑی ہوجاتی ہی اسلئے قرآن اور احادیث صحیحہ مین اس ذکر کی بڑی تاکید آئی ہی اور ایک جگہ لعلکم تتفکرون فرمایا ہی۔ قبل اسکے کہ اس ذاکر کی روح اس خاک کے پتلے سے مفارقت کرے اسی عالم مین یہ شخص عالم قدس کے لوگون مین شریک ہوجاتا ہی سوم قسم ذکر جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا ذکر سو وہ ان اعضا کو اسکے حکم مین مستعمل کرنا اور منہیات سے روکنا ہی اور اسی لئے اس آیت مین نماز کو بھی ذکر کہا ہی فاسعوا الی ذکر اللہ۔

[1] یعنی قبلہ کی رہنمائی بھی ہمارا ایک ایسا ہی احسان ہے جیسا کہ رسول کا بھیجنا احسان تھا ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي

اى ایمان والو　صبر اور نماز سے (جو ایک سختی ہین) مدد لیا کرو　بیشک اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہے　اور جو اللہ کی راہ مین

سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ

مارے جاتے ہین انکو مرا ہوا نکہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہین لیکن تم نہین دیکھتے　اور ضرور ہم تم کو کسی قدر　خوف سے اور بھوک　اور مال اور جانون کے

الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

نقصان سے　اور پیداوار کے نقصان سے آزماینگے اور اى نبى اون صبر کرنے والون کو مژدہ دیدو کہ جن پر جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہین کہ ہم اللہ ہی کے ہین اور ہمکو اسکے ہی پاس جانا ہے

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

یہی وہ لوگ ہین کہ جنپر خدا کی طرف سے صد آفرین اور رحمت ہے　اور یہی ہین ہدایت پائے ہوئے

ترکیب

بالصبر متعلق ہے استعینوا سے لاتقولوا فعل انتم اسکا فاعل لمن یقتل الخ جملہ مفعول من چونکہ بمعنی جمع ہے اس لئے اموات میت کی جمع خبر ہین لانا مناسب ہوا احیاء خبر مبتدا محذوف کی اے ہم احیاء ولنبلونکم جواب ہے قسم محذوف کا من الخوف موضع جر مین ہے کس لئے کہ یہ صفت ہے بشئی کی من الاموال موضع نصب مین ہے کس لئے کہ یہ صفت ہے محذوف کی تقدیرہ ونقص شئی من الاموال لان النقص مصدر ہو متعدالی مفعول وقد حذف المفعول۔ الذین اذا اصابتھم موضع نصب مین ہی کس لئے یہ صفت ہے صابرین کی قالوا انا للہ جواب ہے شرط کا اولئک مبتدا و صلوات مبتدا ثانی اور علیھم اسکی خبر پھر یہ مجموعہ خبر ہے مبتدا اول کی اولئک مبتدا ھم المہتدون جملہ اسکی خبر اور ممکن ہے کہ ہم ضمیر فصل ہو اور المہتدون تنہا خبر ہو۔

تفسیر

خدا تعالی نے پہلی آیت مین اپنے ذکر اور شکر اور عدم کفران کا حکم دیا تھا کہ جو تمام عبادتون اور ہر قسم کی اوامر و نواہی کا لب لباب تھا اور اس قسم کے بارگران کے تحمل کے لئے کوئی سہارا بھی ضرور ہے کہ جسکی اعانت اور وجہ سے یہ بارگران آسان ہوجاوے۔ اور نیز اگلی آیات مین جہاد اور اشاعت خیر کا بھی حکم دینا منظور تھا کہ جسپر قوم اور ملت کی عزت و آبرو کا مدار کار ہے اسی لئے اوس نے بطور تمہید کے اسجگہہ وہ آیت نازل فرمائی کہ جو دونون مقصدون کو خوب پورا کرے اور جسکو دونون سے کامل درجہ کا ارتباط ہو پس فرمایا کہ اے ایمان والو اس بارگران کی سہولت کے لئے صبر اور نماز پڑھنے سے کام لو کس لئے کہ صبر اور نماز ایسے آلے ہین کہ جس سے یہ کام بلکہ جہاد فی سبیل اللہ دونون سہل ہوجاتے ہین اور یہ اس لئے کہ صبر عقل کا اتباع کرکے نفس کو غضب و شہوت سے روکنے کو کہتے ہین اس لئے جسمین یہ دونون چیزین ہون گی صبر اوسی کو نصیب ہوگا۔ ملائکہ مین چونکہ غضب و شہوت نہین بلکہ عقل صرف ہے تو اسلئے انکو بھی یہ نعمت نصیب نہین اور دیگر حیوانات مین عقل نہین غضب و شہوت ہے اسی لئے وہ بھی اس سعادت سے فیضیاب نہین اونکی قوت جماعیہ جس جانور سے چاہتی ہے جماع کرنے کا حکم دیتی ہے اور جس چیز کے کھانے پینے کو چاہتی ہے حکم دیتی ہے جسپر چاہتی ہے حملہ کرنے کے لئے آمادہ کردیتی ہے سو وہ اوسکے کہنے سے ویسا ہی کرتا ہے عقل اوسکا ہاتھ نہین پکڑتی کہ ارے ظالم کیا کرتا ہے بخلاف انسان کے کہ اسکو عقل مانع آتی ہے۔ اور وہ اسکے کہنے سے نفس کو روکتا ہے تو نفس پر پژمردگی اور روح پر تازگی اور نورانیت طاری ہوتی ہے اور جب روح پر نورانیت آتی تو اس آئینہ مین جمال جہان آرا کا جلوہ ہوا خدا کا قرب نصیب ہوگیا اسی لئے فرمایا ان اللہ مع الصابرین اور جبکہ قرب مبدا فیاض نصیب ہوا تو اوسکے اثر صحبت سے تمام کام دنیا و آخرت کے انجام پاگئے اس لئے کسی نے فرمایا الصبر مفتاح الفرج کہ صبر فتوحات کی کنجی ہے دیکھئے جنگ و قتال مین جب ہر طرح کی تکلیف پر آدمی صبر کرتا ہے تو اپنے دشمن پر فتح پاتا ہے اور پھر عزت و دولت و راحت اسکو آکر سلام کرتی ہے کاشتکار جب گرمی اور بھوک و پیاس کی تکلیف اوٹھا کر محنت کرتا ہے تو غلہ کاٹتا ہے الغرض دنیا و آخرت کے تمام کاروبار کا صبر پر مدار ہے

واضح ہو کہ صبر کی دو قسمیں ہیں بدنی اور نفسانی پھر بدنی کی بھی دو قسمیں ہیں فعلی جیسا کہ بڑے بھاری اور مشقت کے کاموں کو کرنا انفعالی درد اور تکلیف کی برداشت
کرنا کو اس تکلیف کے آثار بے خود مقتضی طبعی سے ظاہر ہو جائیں مگر یہ شخص اسی حالت میں خلاف قانون عقل و شرع کوئی حرکت نکرے۔ اور صبر نفسانی یہ ہے کہ نفس کو اسکی خواہشوں
سے روکے اگر خواہش شکم و آلت تناسل کو روکےگا تو اسکو عفت کہیں گے اور اگر فضول چیزوں کی خواہش سے روکےگا تو اسکو زہد و قناعت کہیں گے اگر غصہ کی حالت میں اپنے
دشمن سے درگذر کریگا اور نفس کو انتقام لینے سے روکےگا تو اسکو حلم کہینگے اگر کسی کی راز افشا کرنے سے زبان کو بند کریگا تو اسکو رازداری کہینگے اور جو زبان کو بیہودہ بکواس سے اور اپنے
اعضا کو بیجا حرکات سے بند کریگا تو اسکو متانت کہیں گے۔ صبر کے فضائل قرآن واحادیث میں بکثرت ہیں قال تعالی وجعلناهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا۔ وتمت كلمة ربك
الحسنى على بنى اسرائيل بما صبروا۔ جس کسی نے ترقی حاصل کی ہے اس صبر ہی کی بدولت کی ہے اور اسلام نے امت مرحومہ کے لئے صبر کی ایک شاخ روزہ کو بھی فرض کر دیا تا کہ نفس
کو بھوک اور پیاس کی تکلیف اوٹھانے کی عادت پڑے اور جماع جیسی مرغوب چیز کو باوجود سامان مہیا ہونیکے ترک کرنے کا خوگر ہو اور نماز تو ایک عجیب تریاق مجرب ہے
اس میں خدا کی حمد و ثنا اور دعا اور اسکے آگے سر کے بل جھکنا ہے آمین خواہ مخواہ بندے کو اللہ سے تقرب حاصل ہوتا ہے اور یہ روح کو سنوار کر نیکا اعلی طریقہ ہے اور اسی لئے
اسکی نسبت وارد ہے انّ الصّلٰوة تنهٰى عن الفحشاء والمنكر[1] پس جب بندے کو مولی سے تقرب و وصل ہوا تو اسکے سب کام انجام کو پہنچے اور چونکہ خدا تعالی تمام کائنات
کی اصل ہے تو ہر چیز جب اسکو مولانا پیش نہیں آتے تو اپنی اصل کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتی ہے چنانچہ اس حدیث کے یہی معنی ہیں کان النبی صلعم اذا حزبه امر
فزع الی الصلوة (جامع الاصول)۔ اور جبکہ خدا تعالی نے صبر کی فضیلت میں یہ فرمایا کہ خدا تعالی کے ساتھ صابرین کو معیت و تقرب نصیب ہوتا ہے اور صبر کا اعلی سوقع قتل
فی سبیل اللہ تھا کس لئے کہ جان کے آگے مال یا کسی اور منفعت کی کچھ بھی وقعت نہیں نقل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان ہے پس جسقدر صبر اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے میں ہے
اسقدر اور چیز کے صرف کرنے میں نہیں اور نیز اگلی آیات میں جہاد اور قتل فی سبیل اللہ کا حکم ہونے والا تھا اسی لئے اس صبر کا اور بھی ذکر کرنا مناسب ہوا اور سب اجروں میں
بڑا اجر یہ ہے کہ اسکے عوض میں بندے کو حیات ابدی عطا ہو پس فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تم انکو مرے نہ کہو کیونکہ ۔؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما ۔ بلکہ وہ زندہ ہیں کس لئے کہ ۔؎ کشتگان خنجر تسلیم را ۔ ہر زمان از غیب جانے دیگر است ۔ صرف یہ بات ہے کہ وہ تمکو نظر نہیں آتے ۔
واضح ہو کہ انسان روح یا نفس ناطقہ ہے اور یہ جسم خاکی کہ جو ہمکو دکھائی دیتا ہے اس نفس ناطقہ کے مرکب کا یعنی (روح ہوائی کا کہ جسکو نسمہ کہتے ہیں) مرکب ہے اور نفس
ناطقہ کا تعلق روح ہوائی سے ہے کہ جو لطیف خون کے ابخرات سے پیدا ہوتی ہے اور روح ہوائی کا مرکب یہ جسم ہے ۔ جب کسی سبب سے اس جسم خاکی سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے
(اور اس ترک تعلق کا نام موت عرفی ہے) تو نفس ناطقہ کہ جو جوہر نورانی ہے باقی رہتا ہے اور نہایت عمدہ طرح سے حس و ادراک اور شعور و تمیز بھی باقی رہتے ہیں اس میں
کافر و مومن شہید غیر شہید سب برابر ہیں پس اس معنے سے موت ہے تو جسم کو اور حیات ہے تو نفس ناطقہ کو لیکن کبھی پاک روحوں کا اثر اس جسم خاکی تک بھی پہنچتا ہے
اور یہ جسم سڑتا گلتا نہیں جیسا کہ انبیاء علیہم السلام۔ اور اولیاء کرام و شہداء عظام کے اجساد سے ظاہر ہوا ہے اسی طرح اس موت عرفی میں بھی سب انسان شریک ہیں اس معنے
سے شہید اور غیر شہید انبیاء و غیر انبیاء سبکو موت ہے انّك ميّت وّانّهم ميّتون[2] كلّ نفس ذائقة الموت[3] اور اسی لئے انکے بعد ان پر احکام موت جاری ہوتے ہیں مال میں حصے
لگ جاتے ہیں اب حیات شہداء و انبیاء کے یہ معنے ہیں اور آیت میں وہی مراد بھی ہیں کہ جسم سے روح جدا ہو جانے کے بعد روح کو اس عالم قدس میں ہر قسم کا آرام اور عزت
نصیب ہو اور چونکہ روح بھی ایک جسم لطیف ہے اس جسمانی خول کے آثار بھی اس میں منطبع ہوتے ہیں اور اسکی نورانی صورت کو اس جسمانی صورت سے بھی ایک ایسی مناسبت
ہوتی ہے کہ روح کو وہی شخص روحانی عالم میں کہہ سکتے ہیں اس لئے اس عالم میں کہ جسکو اس عالم سے وہی نسبت ہے جو عالم خواب کو عالم بیداری سے ہے ہر قسم کی لذات

[1] نماز بیشک بری اور بےحیائی کی باتوں سے روکتی ہے [2] آپ بھی ایک روز مرنے والے اور وہ بھی مرنے والے ہیں [3] ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

میوے اور عمدہ مکان انہار وحور وقصور میسر آتے اور انسے لذت پاتے ہین بالخصوص شہدا رکو انکو نسمۂ سابق سے ایک عجیب تعلق باقی رہتا ہی
جس لئے عالم برزخی مین انکے لئے ایک نہایت عمدہ پیکر عطا ہوتا ہی اور وہ اس پیکر نورانی سے جسطرح بارگاہ قدس جہان تک چاہتے ہین طیران
کرکے ترقی کرتے ہین اور اقسام وانواع کے لذات سے مستفید ہوتے ہین جسکی طرف آیت مین اشارہ ہے اور اس حدیث مین بھی کہ جسکو شیخین[ع] نے
روایت کیا ہی کہ شہدا سبز طیور کے قوالب مین آکر آشیانہ عرش مین رہتے اور جہان سے جی چاہتا کھاتے ہین اسی طرف ایما ہی اسی طرح وہ جب
چاہتے ہین اس عالم کی طرف بھی نزول کرتے ہین کبھی لوگون کو عیاناً بھی دکھائی دیجاتے ہین مگر ان کے اس حیات جاودانی کو یہ آنکھیں
اور یہ حواس نہین محسوس کرسکتے کہ جو اجسام کثیفہ کے احساس کے لئے مخصوص ہین اور اسی سے ایک لیچ آگے بھی انکا ادراک نہین کیا گیا
دراصل وہ حیات ابدی ہے کہ جسکا آیت مین ذکر ہے اسکے برخلاف کفار وفجار کا اس عالم مین معذب ہونا ہوتا ہے - ایک شخص طرح
طرح کے عذاب مین مبتلا ہی دوسرا قسم قسم کی نعمتون مین ہی گو دونون زندہ ہین مگر اول الذکر کی زندگی کیا زندگی ہے وہ تو موت سے بھی
بدتر ہے زندگی تو دوسرے شخص کی ہی ہے اس لئے شہیدون کو زندہ کہا جاتا ہے اور اسی تعلق خاص کے سبب ان کے اعمال حسنہ
کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اور لوگون کی طرح منقطع نہین ہوجاتا جیسا کہ اس حدیث مین آیا ہے - کل[ل] ابن آدم یختم علی عملہ
اذا مات الا المجاہد فی سبیل اللہ فانہ ینمی لہ عملہ الی یوم القیمۃ (رواہ البخاری ومسلم) لیکن اس حیات مین انبیاء
علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی شریک ہین اور اس کے درجات بھی متفاوت ہین مگر شہیدون کو تلذذات حاصل کرنے
مین ایک خصوصیت خاصہ ہے اور اس لئے جناب نبی صلعم نے شہادت کی آرزو کی ہے - اور کیون نہو جو خدا کو اپنی حیات مستعار
سپرد کرتا ہے وہ اُسکے بالعوض اُسکو حیات ابدی[ع] عطا کرتا ہے گو وہ لوگ ہم کو نظر نہین آتے اور اسی لئے خدا نے لاتشعرون فرمایا
لاتعلمون نہ فرمایا ٭ —

جب خدا تعالیٰ نتائج صبر اور اُسکے فوائد بیان فرما چکا تو اسکے بعد مطلع کرتا ہی کہ ضرور تمکو دولت صبر سے بہرہ ور کرین گے جس لئے تم پر گونا گون
مصائب پیش آوینگے مخالفون کا خوف اور بھوک اور نقصان مالی وجانی اور نقصان ثمرات یعنی مرگ اولاد اور باغ اور کھیت سے بے بہرہ
رہنا اور اپنی کوششون مین ناکامیاب ہونا ان برائیون سے تمکو آزمائین گے پھر جو اس تپاؤ کے بعد کھرا نکلا اسکو حیات جاودانی اور دنیا
مین بھی ہر طرح کی کامیابی فتح وظفر نیکونامی نصیب ہے ان آیات مین ایماندارون کو ثابت قدمی اور استقامت فی الدین اور ہر قسم کی تکالیف
برداشت کرکے دین پر قائم رہنے کی تعلیم ہی اور دراصل انسان کی ترقی دنیا ودین کی یہی برداشت واستقلال اور جان کاہی عمدہ
سیڑھی ہے جسنے اسپر چڑھنے سے انکار کیا وہ ہر طرح سے محروم رہا اور جو اس پر چڑھ گیا وہ مراد کو پہونچا اس آیت کے بعد صحابہ بلکہ خود
حضرت رسالت پناہ علیہ السلام پر طرح طرح کے مصائب پیش آئے جنکے ذکر کرنے سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہی مگر صد آفرین ہے ان صادقون پر کہ انہون نے اس تلخ جام کو
کس استقلال سے پیا اور دم نہ مارا - یہ کوچہ عشق ہی اسکی جانبازی سیر کرتے ہین ؎ سر مدغم عشق بوالہوس را نہ دہند ٭ سوز غم پروانہ مگس را ندہند
ابتداء اسلام مین یہ صبر واستقلال اور اسکے ذریعہ سے بیحد کامیابی نبوت کا صحیح معجزہ ہی آخر وہ کیا لذت روحانی تہی کہ جسکے لئے لوگون نے یہ مصائب اٹھائے

ل ہر انسان جب مرتا ہے تو اسکے اعمال منقطع ہوجاتے ہین مگر مجاہد فی سبیل اللہ کے اعمال ہمیشہ جاری رہتے ہین ۱۲ منہ ع مفسر نیچری نے جو اپنی تفسیر مین اس مقام پر
معتزلہ کی تقلید کرکے حیات کے معنے حیات فی الدین لئے ہین اور کبھی آئندہ زندہ ہوجانا مراد رکھا ہے سو یہ محض ان کی کم فہمی ہے ۱۲ منہ

ع اس حدیث کے یہ معنے سمجھکر کہ شہید طوطے یعنی حیوان بنکر درختون پر اڑا کرتے مانتے پھر بن گئے انسانیت سے حیوانیت مین آجاوین گے اعتراض کرنا اور قہقہہ اڑانا ایک سخت کوڑ مغزی ہے ۱۲ منہ

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَ

البتہ صفا اور مروہ خدا کی نشانیون مین سے ہین پس جو کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اوسپر کچھ گناہ نہین کہ انکے درمیان طواف کرے اور جو کوئی

مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

اپنی خوشی سے نیکی کرے تو خدا قدردان ہے جاننے والا

ترکیب

صفا اور مروہ دونون اسم اِنَّ۔ من شعائر اللہ اوس کی خبر۔ فمن حج البیت الخ شرط فلا جناح الخ جواب شرط اسی طرح من تطوع الخ شرط فان اللہ الخ جواب۔

تفسیر

اول آیت مین صابرین کی مدح اور صبر کے فضائل تھے (جس طرح کہ اُس سے پہلی آیت مین ذکر اور شکر کا ذکر تھا۔ کس لئے کہ انسان کی دو حالت ہین نعمت و مصیبت اول مین شکر اور دوسرے مین صبر کرنا مقتضی ایمان ہے) یہان خدا تعالے صابرین کے صبر کا نتیجہ ذکر کرتا ہے کہ صفا اور مروہ جو خانہ کعبہ کی متصل دو چھوٹی سی پہاڑیان ہین وہ ہاجرہ والدہ حضرت اسماعیل کے صبر کی وجہ سے خدا کی نشانیان اور مقدس و متبرک جگہ ہوگئین جب ہاجرہ اپنے معصوم بچے اسمعیل کو لیکر اس خشک میدان مین آرہین اور مشک کا پانی ہوچکا اور دھوپ کی گرمی اور پیاس کی شدت اور بچے کے تڑپنے مین بیقرار ہوکر خدا کی طرف ملتجی ہوئین اور اس حالت مین کبھی اس پہاڑی پر اور کبھی اوس پہاڑی پر ظہور رحمت الٰہی کی امید مین آئین گئین تو خدا نے انہین پہاڑیون پر سے تجلی رحمت فرمائی اور ہاجرہ کی دعا قبول کی اور خدا کے فرشتہ نے آواز دی کہ دیکھ خدا نے تیرے اور تیرے بچے کے لئے چشمہ جاری کر دیا سوجب سے یہ جگہ محل اجابت دعا قرار پاگئی پس جو کوئی حج یا عمرہ کے لئے جاوے تو اس عارضی وجہ سے کہ ایام جاہلیت مین اساف اور نائلہ کے بت (جو دو مرد و عورت تھے اور اونہون نے خانہ کعبہ کے پاس عین طواف مین ارادہ زنا کا کیا تھا جس سے اون کی صورت مسخ ہوگئی تھی) مشرکین نے رکھ لئے تھے اور اون کے اردگرد طواف کرتے تھے ان مقامات مقدسہ کی بزرگی مین کوئی فرق نہ خیال کرے اگر ان پہاڑیون کے میدان مین اوسی طرح سے کہ جس طرح ہاجرہ اجابت دعا کے لئے طواف کرتی پھرتی تھین کوئی طواف کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین بلکہ اوس کے لئے در اجابت مفتوح ہوتا ہے یہ نیک بات ہے اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرتا ہے تو خدا بھی اوس کو رائگان نہین کرتا بلکہ اوس کی قدردانی کرتا ہے کیونکہ وہ شکور بھی ہے یعنی قدردان اور واقف بھی دنیا کے امرا اور سلاطین کی طرح غافل نہین کہ مخلصون کی خیرخواہی اور خدمت گذاری اون تک نہین پہونچتی۔

صفا اور مروہ خانہ کعبہ سے شرقی جانب دو پہاڑیان ہین صفا تو جنوبی جانب ہے اور مروہ شمالی جانب ہین ان کے بیچ مین تخمیناً سات سو ستر گز کی مسافت ہے صفا تو کوہ ابوقبیس کی جڑ مین ہے اور مروہ کوہ قعیقعان کے

آگے ناک کی طرح ہے اب ان دونون پہاڑیون پر آبادی ہے بلکہ کسی قدر اون پہاڑون پر بھی اور صفا و مروہ پر صرف سیڑھیون کے نشان بنا دئیے ہین اور اون کے درمیان جو فاصلہ ہے پہلے وہان نشیب اور ناہموار زمین تھی اب تو حرم کی دیوار سے ملا ہوا ایک بازار وسط شہر مین ہے وہین حاجی سعی کرتے ہین اور طواف بھی -

شعائر شعیرہ یا شعارہ کی جمع ہے جس کے معنے علامت اور نشانی کے ہین اور شعائر اللہ عرف شریعت مین عبادت کے مکانات اور زمانون اور علامات کو کہتے ہین مکانات عبادت جیسا کہ کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ و جمرات ثلث و صفا و مروہ و منی و جمیع مساجد اور اوقات جیسا کہ رمضان اور اشہر حج و عیدین و جمعہ اور علامات جیسا کہ اذان و اقامت و نماز بجماعت - اور اسی طرح دینی بزرگون کے وہ مقامات کہجہان اپنر افضال الٰہی نے ظہور کیا تھا حج کے شعائر کہلاتے ہین +-

حج کے لغوی معنے قصد وغیرہ کے ہین مگر شرع مین ارکان مخصوصہ کا نام ہے - اور حج و عمرہ مین یہ فرق ہے کہ حج مین نوین ذالحجہ کو عرفات مین جانا اور پھر وہان سے آکر طواف کعبہ کرنا ہوتا ہے اور عمرہ مین یہ نہین - باقی احرام باندھنے اور طواف اور سعی صفا و مروہ مین دونون شریک ہین اور عمرہ کے لئے کوئی مہینا اور دن خاص نہین +-

ہر چند لفظ لاجناح سے صفا و مروہ کی سعی واجب یا فرض نہین معلوم ہوتی بلکہ یہ بات کہ جو سعی کرے تو اوس پر کچھ گناہ نہین لیکن دلائل شرعیہ سے اس کا کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے پھر امام شافعی رح فرض کہتے ہین کہ بغیر اس کے حج و عمرہ نہین ہوتا نہ کوئی قربانی اس کے قائم مقام ہوتی ہے اور امام ابو حنیفہ رض واجب کہتے ہین کہ اس کے نہ کرنے سے حج و عمرہ فوت نہین ہوتا بلکہ قربانی سے بدل مافات ہوسکتا ہے +-

یہہ ایک باریک سا فرق ہے اور دلائل ہر فریق کے اون کی کتابون مین مذکور ہین مگر جو لوگ اس کو ضروری نہین کہتے جیسا کہ مجاہد اور عطار تو اون کا قول صحیح نہین کس لئے کہ بہت سی احادیث صحیحہ اس کے وجوب کو ثابت کر رہی ہین بالخصوص حضرت عائشہ رض کی وہ حدیث کہ جس کو امام بخاری و مسلم و مالک نے روایت کیا ہے کہ عروۃ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے عرض کیا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے تو اوس پر کچھ حرج نہین ام المومنین نے فرمایا تو سمجھا نہین اگر یون ہوتا تو ان لایطوف بہما فرماتا +-

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ

بیشک جو لوگ کہ ان کھلی کھلی باتون اور ہدایت کو کہ جسکو ہمنے نازل کردیا ہے اسکے بعد بھی چھپاتے ہین کہ ہم نے اسکو لوگون کے لئے کتاب مین بھی بیان کردیا تو انہین پر

اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

خدا لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی مگر وہ کہ جنہون نے توبہ کی اور نیکی اختیار کی اور صاف ظاہر کردیا تو مین بھی اونکو معاف کردیتا ہون اور مین توبڑا ہی معاف کرنے والا مہربان ہون

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَالِدِينَ فِيهَا

بے شک جو منکر ہوگئے اور انکار ہی کی حالت مین مرگئے تو انہین پر خدا کی لعنت ہے اور فرشتون اور سب لوگون کی بھی وہ سدا اسی مین رہین گے

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝

نہ تو اون سے عذاب مین کمی کیجاویگی اور نہ اونکو چھٹکارہ ہی ہوگا

ترکیب

الذین موصول یکتمون فعل با فاعل ما انزلنا اسکا مفعول من البینت والہدی بیان ما من بعد ما متعلق ہے یکتمون سے فی الکتاب متعلق ہی بیناہ سے یہہ سب مجموعہ صلہ ہوا۔ پھر موصول وصلہ اسم ان اور اولئک مبتدا یلعنہم الخ جملہ اسکی خبر پھر یہہ مجموعہ خبر ہے ان کی الا الذین الخ استثنا متصل موضع نصب مین ہی اور مستثنیٰ منہ ضمیر ہی یلعنہم مین الذین کفروا الخ اسم ان اولئک مبتدا علیہم لعنۃ اللہ الخ خبر جملہ خبر ان خالدین حال ہی ضمیر علیہم سے اور لا یخفف حال ہی ضمیر خالدین سے۔

تفسیر

اول تحویل قبلہ کے بارہ مین گفتگو تھی اور اسکے ضمن مین کعبہ کی فضیلت اور یہود و نصاریٰ کے شکوک و شبہات کا جواب تھا کیونکہ وہ کعبہ اور حج وغیرہ امور کی نسبت یہ کہتے تھے کہ یہ جاہلیت کی باتین ہین یہ پیغمبر برحق ہوتے تو ان باتون کو نکرتے پھر اس کلام کو عمدہ نصیحت اور یاد الٰہی اور شکر اور صبر کی تاکید اور اسکے عمدہ نتائج پر ختم کرکے اصل مدعا کی طرف رجوع کرتا ہی کہ ہمارے پیغمبر کی شریعت اور جسقدر اسکے اصول ہین وہ سب کتب انبیاء توراۃ وغیرہا مین مذکور ہین اور نیز اس نبی کی بشارتین اور فاران سے خدا کا جلوہ گر ہونا اور بنی قیدار مین خدا کا فضل و رحمت کا وعدہ سب کچھ ان کتب مین خدا تعالیٰ نے بیان کردیا ہے مگر تعصب و عناد سے اہل کتاب ان باتونکو چھپاتے اور عرب کے جاہلون اور اپنے عامیون کو شبہات مین ڈالکر گمراہ کرتے ہین ارشاد ہے جو لوگ ان چیزون کو کہ جنکو ہم نے لوگون کے لئے کتاب مین بیان کردیا ہے چھپاتے ہین اور ان کھلی کھلی باتون اور ہدایت پر پردہ ڈالتے ہین اور عالم کی روشنی کو بجھاتے ہین تو ان پر خدا کی طرف سے اور تمام عالم کی طرف سے لعنت برستی ہے جسکا نتیجہ دنیا کی رسوائی اور بے برکتی اور عالم آخرت کا عذاب ہی مگر جو لوگ اس فعل بد سے توبہ کرکے نیک بختی اور خدا کی امانت کا اظہار اختیار کرتے ہین تو ہم بھی اُنکو معاف کردیتے ہین ہان جو اسی کفر مین دم اخیر تک رہتے ہین اور اسی حالت مین اس عالم سے جاتے ہین تو انپر ہمیشہ خدا کی طرف سے اور ملاء اعلیٰ کی طرف سے بلکہ عالم سفلی کی طرف سے لعنت برستی ہے کہ جس سے وہ اوس عذاب مین مبتلا ہوتے ہین کہ جو کبھی اون سے کم نہین ہوگا اور نہ کوئی اون کو اوس سے مہلت دلا سکے گا۔

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

اور تمہارا خدا تو خدائے واحد ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہین وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے بیشک آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین اور رات اور دن کے

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

بدلنے مین اور جہازون مین جو دریا مین لوگون کی نفع دینے والی چیزین لیکر چلتے ہین اور اس پانی مین کہ جسکو خدا آسمان سے برساتا ہے پھر اوس سے مری ہوئی

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ

زمین کو زندہ کرتا ہے[۱] اور اس مین ہر قسم کے چلنے والے جانور پہیلاتا ہے اور ہواؤن کے بدلنے مین اور بادلون مین کہ جو آسمان اور زمین مین ادہر رکھے گئے ہین البتہ عقلمندون کے لئے بہت سے نشان قدرت ہین

ترکیب

الٰہکم مبتدا الٰہ واحد موصوف وصفت خبر الا ہو مستثنیٰ موضع رفع مین ہی کس لئے کہ یہ بدل ہے موضع لا الٰہ سے کیونکہ محل لا کا اور جسمین کہ یہ عمل کرتا ہے رفع ہے بسبب مبتدا ہونیکے اور اگر مستثنیٰ موضع نصب مین ہوتا تو الا ایاہ ہوتا الرحمن بدل ہی ہو سے یا خبر مبتدا ہی اور یہہ جائز نہین کہ ہو کی صفت ہو لان الضمیر لا یوصف اور نہ یہہ کہ ہو کی خبر ہو لان المستثنیٰ ہنا لیس بجملۃ فی خلق السموات الخ سب جملے بعد دیگرے خبر ہین ان کے اور لآیات الخ اسم ہے انّ کا۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالیٰ کے نافرمانون اور اوسکے احکام کے چھپانے والون اور کفر پر مرنے والون کو یہہ حکم سنایا گیا کہ اونپر خدا اور فرشتون اور سب لوگون کی لعنت ہی اور وہ ہمیشہ عذاب مین رہین گے تو اس جگہہ یہہ خطرہ شیطانی پیدا ہوتا تھا کہ یہ دعوی سرسے غلط ہی کس لئے کہ اور بھی شخص ایسے ہین کہ جنکو خدائی اختیارات ہین یا وہ خدائی کے حصہ دار ہین اگر ایک نے نکالا تو دوسرے کی طرف ملتجی ہو جاوینگے چنانچہ عموماً عیسائی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدائی کا حصہ دار جانتے ہین اور انکو بیٹا کہتے ہین اور مشرکین قدیم وحال تو عناصر و آسمان وارواح وغیرہ سینکڑون چیزون کو خدائی مین شریک جانتے تھے اور جانتے ہین اور مدینہ کے بعض بیوقوف یہود بھی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے اس وسوسہ شیطان کو باطل کر دیا۔ اے بنی آدم تم سب کا ایک ہی معبود ہی پس ؎ عزیزے کہ از درگہش سر بتافت ✦ بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت ✦ اور یہہ اس لئے کہ اوس کے سوائے عرصہ وجود مین اور کوئی معبود ہی نہین۔ پھر اس دعوی کے ثبوت مین خدا تعالیٰ نے آٹھ وہ دلیلین بیان فرمائین کہ جن سے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور دیگر صفات کمالیہ اور نیز اوسکا وجود معلوم ہو جاتا ہی اور لطف یہ ہی کہ یہ دلیلین اوسکی انعام اور بخشش کے لئے آئینہ بھی ہین اور یہ آٹھون چیزین امور مذکورہ پر ایک وجہ سے نہین بلکہ مختلف وجوہ سے دلالت کرتے ہین ✦ وہ آٹھ چیزین یہ ہین (۱) آسمان و زمین کی پیدائش۔ سو یہ چند طور پر دلالت کرتی ہی ازانجملہ یہہ کہ افلاک متعدد ہین اور اونمین ستارے بھی متعدد ہین اور باوجودیکہ طبیعت جرم علوی سب مین مشترک ہی مگر ہر ایک مختلف ہے کوئی آسمان بڑا کوئی چھوٹا ہی اسی طرح کوئی ستارہ بڑا کوئی چھوٹا ہی اور کسی کا رنگ مائل بسرخی ہی کسی کا مائل بسفیدی اور کسی کی حرکت کسی طرف ہی اور کسی کی کسی طرف کُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کسی قادر مختار کے قبضہ قدرت مین ہین کہ اپنے ارادہ اور اختیار سے جو چاہتا ہی کرتا ہی اگر یہ چیزین ازخود ہوتین تو پھر باوجود اتحاد مقتضی کے یہ اختلافات کیسے؟ ازانجملہ یہ کہ افلاک اور ستارے اجسام ہین اور ہر جسم مرکب ہی اور ہر مرکب حادث ہی یعنے پہلے نہ تھا پھر ہوا اور ہر حادث کے لئے ایک محدث قدیم و قدیر ضرور ہی اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ اور زمین کے مختلف حالات سے تو زیادہ تر یہ بات ثابت ہی کہ یہ کسی قادر مختار کے قبضہ قدرت مین ہی (۲) دنون اور راتون کا اختلاف کہ رات جاتی اور دن آتا ہی اور کبھی اون

---

[۱] یعنے خشک زمین کو جو مردہ کے مشابہ ہے زندہ یعنے ہرا کرتا ہے خشک ہونے کو بیکار ہونے کے سبب مردگی سے اور تازہ ہونے اور نباتات اوگانے کو کارآمد ہونے کے سبب اس کی زندگی سے بطور استعارہ کے تعبیر کیا اور یہہ کلام عرب مین بڑی فصاحت ہے ۱۲ منہ

چھوٹی اور کبھی بڑی ہوتی ہین اور اسی طرح دنون کا حال ہی اور ایک ہی وقت مین کہین رات ہی کہین دن ہی کہ جو ہماری رات دس یا بارہ گھنٹہ کی ہی وہی بلاد شمالیہ مین دو مہینے کی بلکہ قطب کے نیچے رہنے والون کے لئے چھ مہینہ کے برابر پس یہہ عجائب از خود نہین بلکہ اوسکے ہاتھ مین ہین کہ جسکے ہاتھ مین آسمان اور آفتاب کی ڈوری ہی اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔

(۳) کشتی اور جہاز اور آگبوٹ کی روانگی ہی تمام زمین پر کرہ مار محیط ہی یعنی ہر طرف پانی ہی جسکو عربی مین بحر اور اردو مین سمندر کہتے ہین اور جو پانی کی بارش اور زمین کے چشمون سے یا برف کے پگھلنے سے بہتے ہین تو اونکو عربی مین نہر کہتے ہین پس اس سمندر مین سے بقدر چوتھائی زمین اوٹھی ہوئی ہے کہ جسپر یہ تمام ممالک یورپ افریقہ ایشیا وغیرہ آباد ہین اور کہین کہین اوس مین بھی بڑے بڑے جزیرے یعنی ٹاپو ہین کہ جن مین ملک بستے ہین جیسا کہ امریکہ اور اسٹریلیا وغیرہ اور کہین کہین سیکڑون کوسون تک زمین مین سمندر کی کوئی شاخ چلی گئی ہی جسکو خلیج کہتے ہین پس ان دور دراز ملکون مین جو لوگ جاتے اور تجارت کے عمدہ عمدہ کار آمد اسباب لیجاتے ہین تو بذریعہ ہوائی اور دخانی کشتیون کے لیجاتے ہین اب اس اتھاہ دریا مین اسطرح کشتی کا چلنا اور اوسکے متعلق انسان کو عمدہ عمدہ علوم اور آلات تعلیم کرنا خاص اوسی خداوند تعالیٰ و تقدس کا کام ہی اور پھر اوسکو پہاڑ سی موجون سے بچانا اور ہوا کا موافق رکھنا سب اوس کے ید قدرت مین ہے۔

(۴) آسمانون سے مینھ کا اوتارنا یعنے بادلون سے بارش کا نازل کرنا یہ بھی اوسکے وجود قدرت کاملہ کی دلیل ہی ہزارون من پانی بادلون مین بھرا ہوا ہوائی گاڑی پر لدا ہوا ہی اسکو فرشتے ادہر ادھر لئے پھرتے ہین جہان جسقدر ضرورت ہوتی ہی اوسی قدر اوسکے حکم سے نہایت سہولت سے برساتے ہین۔

(۵) اس پانی سے زمین مردہ کو زندہ کرنا یعنے اس سے ہزارہا جڑی بوٹیان اناج گھاس عمدہ عمدہ پھل پھول کے درخت اوگانا یہ سب اوسی کا کام ہی باوجودیکہ ایک زمین ہی اور وہی پانی اوپر سے برستا ہے مگر ایک درخت شیرین ہی تو دوسرا تلخ بلکہ ایک ہی درخت مین کہین سرخ پھول ہین تو کہین سفید پھر نباتات مین جو کچھ ید قدرت نے نگاکاریان کی ہین اوسکے تو نقل کرنے مین بھی بڑے بڑے نقاش حیران و سرگردان ہین باوجودیکہ ایک مادہ ایک پانی ایک ہوا ایک آفتاب و ماہتاب کی شعاع اوسپر نباتات مین یہ کچھ اختلافات پس اگر یہ سب نیرنگیان اوس قادر مطلق کے ید قدرت کی نہین ہین کہ جو پردہ حس کے پیچھے جلوہ گر ہے تو اور کیا ہے؟ سچ تو یون ہی کہ ہر ہر شجر بلکہ ہر برگ و بر اوسی کی خدائی کا اقرار کر رہا ہے ~ ہر گیاہے کہ از زمین روید ٭ وحدہ لاشریک لہ گوید ٭۔

(۶) زمین پر حیوانات کا پھیلانا۔ حیوان کی ہزارہا انواع و اقسام ہین انکی گنتی اور شمار بشر کی قدرت سے باہر ہے مگر انکے دو قسم عام ہین ایک قسم تو وہ ہین کہ جو توالد اور تناسل کے طریق پر پیدا ہوتے ہین جیسا کہ آدمی گھوڑا وغیرہ دوسری قسم وہ ہین کہ جو بطریق تولید پیدا ہوتی ہین جیسا کہ برساتی پانی سے سیکڑون مینڈک اور ہزارہا جھینگر اور دیگر حشرات الارض مٹی سے پیدا ہو جاتے ہین۔ اب نہین جو اعلیٰ اور اشرف حضرت انسان ہین اونہین کو ملاحظہ فرمائے نطفہ جو اسکی اصل ہی اوسی کو غور کیجیے کہ وہ ایک متشابہ الاجزار چیز ہے پھر وہ کون ہے جو اس نطفہ کی تقسیم کرتا ہی کسی قدر کا قلب اور کسی قدر کی ہڈی وغیرہ اعضا بناتا ہی اگر کہیے کہ یہ خود اس انسان کا فعل ہی تو یہ ہنوز بنا ہی نہین فعل کیا کرتا اور جب یہ کامل بنکر باہر آتے اور پھر علوم و فنون مین اوستاد ہو جاتے ہین تب تو انسے ایک بال بھی بن نہین سکتا نہ ہڈی نہ چمڑا بنا سکتے ہین تو اس حالت مین کیا کر سکتے تھے اگر کہو طبیعت نطفہ کا فعل ہی تو وہ ہر جز مین مساوی ہی اوسکا فعل بھی ہر جز مین مساوی ہونا چاہیے تھا غایۃ الامر اسکی شکل گول مول ہوتی ہی جیسا کہ بسائط کی شکل کروی ہوتی ہی پس معلوم ہوا کہ یہ کاریگری اوسی قادر مطلق کی ہے کہ جو پانی پر تصویر کھینچتا ہی۔ اب اسکی پرورش اور قوی ظاہریہ و باطنیہ کو جو لحاظ کیجیے گا تو اسکو اسرار الٰہی کا مجموعہ اور اوسکے جمال باکمال کا آئینہ کہیے گا۔ (۷) ہواؤن کا بدلنا کہ جسپر اہل دنیا کی زندگانی کا مدار ہے (۸) ہزارہا من پانی کے بادلونکو زمین آسمان مین معلق کر کر رکھنا باوجودیکہ پانی کا مقتضے طبعی نیچے آنا ہی مگر اوسکے حکم سے معلق ہی۔ پھر ان دلائل مین ایک عجیب ترتیب طبعی ہی! اول آسمانون اور زمین کو ذکر کیا اوسکے بعد رات دن کے اختلافات کو کہ جو علویات سے متعلق ہی اوسکے بعد عناصر دریا اور ہوا۔ اور بادلونمین جو کچھ اوسکی صنعت ہی اوسکا اظہار کیا اوسکے بعد موالید ثلثہ نباتات حیوانات جمادات کی طرف اشارہ کیا سبحان اللہ عجب کلام ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۗ وَلَوْ يَرَى

اور ایسے بھی لوگ ہین کہ جنھون نے خدا کے سوا اور شریک بنا رکھے ہین جنسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسا کہ خدا سے رکھنی چاہیے اور ایمان والون کو تو خدا ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش

الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ

ظالمون کو (آج) معلوم ہو جاے (جیسا کہ جب معلوم ہوگا) جبکہ عذاب دیکھین گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لیے ہے اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت تر ہے جبکہ پیشوا اپنے پیرون سے

الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا

بیزاری ظاہر کرین گے اور عذاب دیکھین گے اور آپس کے علاقے ٹوٹ جائین گے اور پیرو کہین گے اسے کاش پھر ایک بار ہمکو دنیا مین جانا ملے تو ہم بھی انسے اسی طرح بست برداری

تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اللّٰهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝

کرین جیسا کہ انھون نے ہم سے کی ہی خدا یون انکے اعمال کو انپر حسرتین بنا کر دکھائے گا حالانکہ (اسپر بھی) اونکو جہنم سے خلاصی نہین ہونے کی

ترکیب

من یتخذ من نکرہ موصوفہ اور جائز ہے کہ بمعنی الذی ہو یحبونہم موضع نصب مین صفت ہی انداد کی اور جائز ہے کہ موضع رفع مین ہو صفت من کی کحب اللہ کاف موضع نصب مین ہی صفت ہے مصدر محذوف کی ای حبا کحب اللہ اشد کا متعلق محذوف ہی تقدیرہ اشد حبا للہ من حب ہولاء الانداد لو حرف شرط یری فعل اور اسکا فاعل محذوف (اور ممکن ہی الذین الخ فاعل قرار دیا جاے) اور یری بمعنے علم ہو ای لو عرف الذین ظلموا اور ممکن ہی کہ الذین الخ فاعل ہو اور یری بمعنے لو شاہد الذین ظلموا ان القوۃ الخ مفعول ہی یری کا بمعنی (اذ یرون) العذاب اسکا ظرف ہی اور اذ تبرء الذین مین جو اذ ہے وہ بدل ہی اوس اذ سے ورأوا العذاب وتقطعت وقال الذین یکے بعد دیگر معطوف ہین تبرء پر پس مجموعہ شرط اور جواب اسکا لما اتخذوا من دونہ اندادا محذوف کذلک موضع رفع مین ہی ای الامر کذلک اور جائز ہے کہ موضع نصب مین ہو صفت محذوف کی ای یریہم رویتہ کذلک یریہم رویۃ العین سے ہے ہم مفعول اول اعمالہم مفعول ثانی حسرات حال ہی اور ممکن ہی کہ بمعنے یعلمہم ہو اور حسرات مفعول ثالث ہو۔

تفسیر

یعنی باوجودیکہ ہم (خدا) اپنے وجود اور وحدہ لاشریک ہونے پر اور اپنے صفات کمالیہ پر اگلے وہ دلائل بیان کر چکے ہین کہ جنسے تمام نعمتون اور کل بھلائیون کا خدا کی طرف سے پہنچنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مینہ برسانا۔ اوس سے اناج اوگانا۔ وغیرہ وغیرہ مگر بعض ایسے بھی بیوقوف ہین کہ خدا کے سوا اوس کی مخلوق مین سے عناصر اور فلکیات اور ارواح و ملائکہ وغیرہم کو بھی اوس کو خدائی مین شریک اور نفع اور ضرر کا مبدا تصور کر کے اون سے بھی ویسی ہی محبت کرتے ہین کہ جیسی خدا سے کرنی چاہیے تھی سو یہ انہین لوگون کا کام ہے کہ جنھون نے خدا کو خدا ہی نہین جانا اور سچے دل سے اوس پر ایمان نہین لائے اور اون پر نور ایمان کا آفتاب نہین چمکا ورنہ جو اوسپر ایمان لا چکے ہین وہ تو اس پر فدا ہین اپنی جان اور مال بلکہ اگر تمام عالم میسر آئے تو اوسکو بھی اس پر قربان کرنے مین تامل نہ کرین ؎ قیمت خود ہر دو عالم گفتہ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز پس وہ خاص اوسی کی عبادت کرتے ہین اور اوس کے حکم کے مقابلہ مین کسی کی بھی پرواہ نہین کرتے اور یہ بیوقوف جو غیر اللہ سے جس امید پر محبت کرتے ہین اون کو اصل حال معلوم نہین کیونکہ اس امید کا انتظار شدت کے وقت

ہوتا ہے اور شدت اور تکلیف کا وقت قیامت سے زیادہ کوئی نہین پس اگر اون کو وہان کا حال معلوم ہوا اور پھر ان کے خیالی معبودون
کا ان سے بیزار ہونا اور تبرا کرنا اور پھر اون کا یہہ حسرت کرنا کہ اگر ہم پھر دنیا مین جاوین تو کبھی ان سے ایسی محبت نہ کرین بلکہ کنارہ کرین
اور پھر وہان ہر طرح کی امید و ربا ہمی علاقہ کا منقطع ہوجانا معلوم ہو تو کبھی بھی یہ کام نکرین محبت علماء ظاہر کے نزدیک ایک قسم کا ارادہ
اور خواہش ہی جو ممکن الوجود چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ چونکہ ممکن نہین بلکہ واجب ہے تو اوس کی محبت کے یہہ معنے
ہین کہ اوس کی عبادت و طاعت یا ثواب و رضا کو محبوب جانے۔ مگر محققین کے نزدیک یہہ ایک کیفیت اضطراری ہے یعنے روح
کا میلان از خود خواہ کوئی غرض ہو یا نہو۔ اور یہ کیفیت ارادے کے علاوہ ہے اور سراس مین یہہ ہے کہ روح کو جمال و کمال کے ساتھ میل
طبعی ہے جس طرح کہ لوہے کو مقناطیس سے اور یہہ میل عالم کے ہر جز مین رکھا ہوا ہے اس لئے کواکب و افلاک سرگردان ہین پس جسقدر
جمال و کمال ہوتا ہے اوتنا ہی دل اوسی کی طرف از خود کھنچتا ہے جسمانی چیزون مین جب کوئی حسین صورت نظر پڑتی ہے از خود اوسی
کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور آواز مین جب ایک اعتدال طبعی پیدا ہو کر حسن آتا ہے تو دل اوسی کی طرف کھنچتا ہے۔ جب حسن اور جمال
ظاہری کی یہہ کیفیت ہے تو جمال و کمال حقیقی کہ جس کے جمال و کمال کا ایک ادنیٰ ظل یہ تمام جمال و کمال ہین یعنی حق سبحانہ و تعالےٰ
کا جمال تو اوس کی طرف روح کو جس قدر میل طبعی ہو کم ہے اور جب اجسام کا یہ حال ہے کہ ہر شے اپنی اصل اور حیز طبعی کی طرف بغیر ارادہ
بیقرار ہو کر آتی ہے تو اوس اصل کل کی طرف روح کیونکر بیقرار نہووے۔ ہان جب کفر و الحاد و معصیت کے حجاب درمیان آجاتے
ہین تو جمال حقیقی دکھائی نہین دیتا اسی لئے ان لوگون کو اوس کی محبت کم ہوتی ہے اور چونکہ مومنون کے دل سے یہہ حجاب مرتفع
ہین اس لئے وہ اوس پر فدا ہین اور پھر ان مین بھی درجات متفاوت ہین اولیاء۔ انبیاء۔ سب کے پیشرو ہین۔ جب محبت مین
محویت ہوجاتی ہے۔ تو پھر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور عشق بھی محبت کے ایک مرتبہ کا نام ہے۔
جناب سرور کائنات نے جس طرح دینی و دنیاوی خوبیون کی تعلیم فرمائی اسی طرح بنی آدم مین سب سے پیشتر عشق الٰہی کا مدرسہ
بھی جاری کیا اس لئے اولیاء اللہ جس قدر اس امت مین گذرے کسی امت مین نہین پس بعض شوخ چشم عیسائیون کا یہہ کہنا کہ قرآن
مین محبت الٰہی نہین نہ حضرت کی تعلیم سے ثابت ہے بڑی ہٹ دھرمی ہے۔ بلکہ محبت الٰہی کا جسقدر وجود اسلام مین آنحضرت صلعم کی
تعلیم سے دیرپا اثر کیساتھ پایا جاتا ہے اسکا کسی قوم بلکہ کسی مذہب مین نظیر بھی نہین پایا جاتا جسکا نمونہ بدر کی لڑائی ہے اسی بات کو دیکھ کر ایک
عیسائی مورخ کہتا ہے کہ عیسےٰ کے ماننے والے اس بات کو بھی ملحوظ رکھین تو بہت بہتر ہو کہ عیسےٰ کے حواری جو بہت سے معجزات دیکھ چکے تھے
جس وقت کہ اون کے ہادی کو یہودی پکڑ کر پھانسی دینے لائے تو وہ سب تتر بتر ہوگئے ان کا دینی نشہ اوتر گیا بلکہ شمعون پطرس نے تو
شناسائی کا بھی بلفظ لعنت انکار کر دیا برخلاف محمدؐ کے پیرون کے کہ اونہون نے اپنی جان کو اپنے مظلوم پیغمبر کے لئے تہلکہ مین ڈالدیا
جو نشا کہ محمدؐ نے ان پر چڑہایا تھا اوس کو زمانہ کی کوئی ترشی بھی آخر عمر تک نہ اتار سکی ؂۔

یَا أَیُّهَا النَّاسُ کُلُوا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حَلَالًا طَیِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِینٌ ۝ إِنَّمَا یَأْمُرُکُم

اے لوگو زمین کی چیزون مین سے حلال پاکیزہ چیزون کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو بری

بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَإِذَا قِیلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَیْنَا

اور بیحیائی کی باتین ہی بتایا کرتا ہے اور یہ بھی کہ تم خدا پر نادانستہ باتین بناؤ اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ جو خدا نے نازل کیا ہے اوسکی پیروی کرو تو کہتے ہین

عَلَیْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ کَانَ آبَاؤُهُمْ لَا یَعْقِلُونَ شَیْئًا وَلَا یَهْتَدُونَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِینَ کَفَرُوا کَمَثَلِ الَّذِی یَنْعِقُ

ہم تو اوسی پر چلین گے کہ جسپر ہمنے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بھلا اگر اون کے باپ دادا محض بےعقل اور گمراہ ہون تو بھی اونکی راہ پر چلین گے اور کافرون کی مثال ایسی ہے کہ جیسا کوئی ان جانورون کو

بِمَا لَا یَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً ۚ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُونَ ۝

پکارے کہ جو بجز پکار اور آواز کے اور کچھ نہین سنتے وہ بہرے اندہے گونگے ہین اس لئے رجوع نہین کرتے

ترکیب

حلالا مفعول ہی کلوا کا اور من متعلق ہی کلوا سے اور یہ ابتدار غایتہ کے لئے ہے اور ممکن ہی کہ من محذوف سے متعلق ہو اور حلالا سے حال ہو اور طیبا صفت ہی حلالا کی خطوات خطوہ کی جمع ہے اور خطوہ کو بالفتح پڑہین تو اوسکے معنے مصدر کے ہین اور جو ضمہ سے تو فاصلہ بین القدمین کے وان تقولوا موضع جر مین ہی کس لئے کہ اسکا عطف بالسوء پر ہی بل اسجگہ اضراب کے لئے ہی او عطف کیلئے اور ہمزہ استفہام کیلئے بمعنے توبیخ اور جواب لو محذوف ہی تقدیرہ تتبعونہم مثل الذین الخ مبتدا کمثل الذی ینعق خبر وفی الکلام حذف تقدیرہ مثل داعی الذین کفروا ای مثل داعیہم کمثل الناعق بالغنم الا دعاء منصوب ہے یسمع سے ۔

تفسیر

عرب کی قومون نے بہت سے خیالی معبود اور تقرب الٰہی اور قضاء حاجت کے لئے بتون اور دیگر چیزون کو وسائل بنا رکھا تھا جن سے وہ محبت زائد رکھتے تھے (انداد سے یہی چیزین مراد ہین) اور پھر جس طرح ہنود کی قومین کہین کسی چیز کا کھانا پینا کہین کسی چیز کا استعمال کرنا اپنے معبودون کے لئے ترک کر دیتے ہین اسی طرح اونھون نے بھی کیا تھا پس خدا تعالیٰ اپنی وحدانیت اور خاص اپنی ذات سے محبت ذاتیہ رکھنے کے دلائل بیان فرما کے اور اونکی ان خیالی امیدون کو جو انکو اپنے معبودون سے تھین باطل کر کے فرماتا ہے کہ جس طرح تمھاری ان سے محبت باطل ہے اسی طرح اوس محبت کے وسائل کہ ناحق خدا کی پاک چیزون کو حرام کر رکھا ہے بے سود ہین تم خدا کی پاک اور حلال چیزین کھاؤ اور شیطانی دھوکے مین نہ آؤ وہ تو بےسود اور بری باتین دلمین ڈالا کرتا ہے کس لئے کہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اس کے بعد اونکی بلادت اور نور فطرت کے زائل ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جب اون سے کوئی تمام حجتین ختم کر کے احکام الٰہی کے اتباع کو کہتا ہی تو اوسکو جہالت کا یہ جواب دیتے ہین کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے طریق پر چلین گے ۔ فرماتا ہی کہ کیا باپ دادا احمق اور گمراہ ہون جب بھی اون کے طریق پر چلین گے ۔ پھر اون کی اس تاریکی باطن کی مثال دیتا ہے کہ انکو ہدایت کی طرف بلانے کی مثال ویسی ہے کہ جیسا کوئی بھیڑ بکریون کو پکارتا ہے کہ وہ اوس کی آواز تو سنتے ہین مگر کچھ سمجھتے نہین اسی طرح یہ لوگ چارپایون کے مانند ہین کہ کلام کو تو سنتے ہین مگر کلام الٰہی اون کے دلون مین نہین اوترتا بہہ اس لئے کہ جو مبدا فیض سے قوی باطنیہ عطا ہوئے تھے اونکو اونھون نے معطل کر دیا اب گویا بہرے اور گونگے ہین اس لئے ہدایت پر نہین آتے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

ای ایمان والو ان پاکیزہ چیزون مین سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہین کہاؤ اور اللہ کا شکر ادا کیا کرو اگر تم اوسی کی عبادت کرتے ہو خدا نے تو تم پر صرف مردار اور

الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

خون اور سور کا گوشت اور اس چیز کو کہ جو اللہ کے سوائے اور کے نام سے پکاری گئی ہو حرام کیا ہی پس جو کوئی ناچار ہی ہوجاوے حدود حکمی کرنے والا اور حد سے بڑہ جانیوالا بہی نہو تو اوسپر (ان چیزونکے کہانے مین بہی) کچہ گناہ نہین

ترکیب

یا حرف ندا۔ ایہا الخ منادی کلوا الخ ندا اور کلوا کا مفعول محذوف ہو ای کلوا رزقکم او من اخفش کے نزدیک زائدہ ہے انما کلمہ حصر حرم فعل ضمیر راجع طرف اللہ کے اسکا فاعل میتہ والدم ولحم الخنزیر۔ وما اہل بہ لغیر اللہ معطوف یکے بعد دیگرے اسکا مفعول فمن شرطیہ غیر باغ حال ولا عاد اسپر معطوف فلا اثم جواب شرط *

تفسیر

اول آیت مین خدا تعالی نے عام لوگونکو حکم دیا تہا کہ ہماری پاک اور حلال چیزین کہاؤ یہان خاص مسلمانون کو ارشاد فرماتا ہی کہ تم ان احمقون کی باتون مین نہ آؤ۔ ہماری پیدا کی ہوئی چیزون مین سے پاک چیزین شوق سے کہاؤ پیو اور ہماری نعمت کا شکر کرو کہ ہمنے ان چیزونکو تمہارے لئے پیدا کیا ہی مگر جن چیزونکو وہ لوگ پاک سمجہتے ہین انمین صرف یہہ چار چیزین حرام و ناپاک ہین انکو نہ کہانا اول مردار دوم خون سوم سور کا گوشت چہارم وہ جو غیر اللہ یعنی بتون کے نام زد ہوجاوے یا اون کے نام سے ذبح کیا جاوے اور جب کوئی اس طرح بھوک کے مارے ناچار ہوجائے تو اوسوقت اون چیزون کے کہانے مین بہی گناہ نہین بشرطیکہ سد رمق ہو حد سے متجاوز نہو۔ اور خدا کی عدول حکمی اور سرکشی بہی مقصود نہو۔ خدا غفور رحیم ہے اگر تم سے کہانے مین بشریت سے کچہ زیادتی ہوگئی تو معاف کردیگا اب ہم آیت کا مطلب بیان کرکے چند ابحاث بیان کرتے ہین کہ جو الفاظ قرآن سے متعلق ہین اور جنپر بہت سے مسائل فقہیہ متفرع ہین *

(بحث اول) کلوا یعنی کہاؤ یہہ امر اباحت کیلئے ہے یعنی طیبات کا کہانا جو فرمایا تو اس سے مقصود اجازت اور پروانگی ہے فرض نہین ہی لیکن کہانا اسوقت مین کہ خوف ہلاک ہو حفظ جان کے لئے واجب بہی ہوجاتا ہی اور کبہی نعمائے الٰہی کا کہانا مہمانون کا ساتہ دینے کے لئے مستحب ہوتا ہی اور اسی طرح افطاری اور ولیمہ اور مریض وغیرہ کے لئے اگر کوئی تکلف کا کہانا پکائے تو مستحب ہے جیسا کہ حضرت زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے منقول ہی البتہ نفس تازہ کرنے کے لئے ایسے امور کا عادی ہونا مذموم ہی اسی لئے صحابہ اور تابعین رض ان لذائذ سے حتی المقدور دور رہتے تھے *

(۲) طیبات طیبہ کی جمع ہی اور طیب کے معنے پاک اور مزہ دار کے ہین کہ جسمین کچہ مضرت نہو اور حلال وہ کہ جسکو شرع نے ممنوع نہ کیا ہو اسمین کوئی شک و شبہ نہین کہ شریعت نے اون ہی چیزون کو حرام و ممنوع کیا ہے کہ جن مین انسان کے لئے مضرت ہی خواہ یہ مضرت اسکے بدمزہ اور ردی الکیفیت ہونے کی وجہ سے ہو کہ جسکو طبیعت قبول نہین کرتی جیسا کہ مردار وغیرہ اشیا ریا اسوجہ سے کہ اسکے اخلاق اور عادات مین نقصان اور برائی پیدا کرتے ہین جیسا کہ سور اور دیگر درندون اور شکاری جانورونکا گوشت۔ کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ ایسی چیزون کے کہانے سے بیحیائی اور سخت دلی پیدا ہوتی ہی اور یا سلئے کہ غذا جزو بدن ہوتی ہی اور اپنا اثر کہانیوالے مین پورا پورا پیدا کرتی ہی اور اسی وجہ سے سود اور چوری اور غصب و دیگر ناجائز پیشون کی کمائی حرام کی گئی کہ انسے اخلاق انسانی مین فتور پڑتا ہی دیکہئے سود خوار کس درجہ کے بیرحم ہوتے ہین کہ مفلس بہائی سے ایک کے سو لیکر بہی پیچہا نہین چہوڑتے یا اسوجہ سے کہ اسکے حواس سلیمہ اور عقل مین فتور برپا کرتے ہین جیسا کہ شراب وغیرہ مسکرات۔ اور جب طیب کے یہ معنے ہوئے تو اس لئے نبی صلعم نے اسکی ہر ایک صورت کی مختلف عبارتون سے تفسیر فرمائی ہی کبہی طیب سے کسب حلال کو قرار دیا اور کہین اشیاء غیر مضرہ کو فرمایا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ طیب کے معنے مین ہر قوم اور ہر ملک بلکہ ہر شخص کا جدا گانہ خیال ہے جن چیزون کو بہت سے اہل عقل سلیم ناپاک اور مضر اور نفرت کے قابل جانتے ہین سیکڑون انکو اچھا سمجھتے ہین بعض کو یہ افراط ہے کہ کوئی چیز بھی نہین چھوڑتے حتی کہ مردار کے کیڑے بھی بڑے مزے سے کہاتے ہین چہ جائیکہ برانڈی شراب وسوٹے تازے سور اور اسی طرح سود اور زناکاری کی کمائی کو بھی رفاہ قوم اور ترقی ملک و دولت اور لوگون کی حاجت براری کا باعث جانکر نہایت اچھی کمائی جانتے ہین اور بعض کو اس تفریط نے گھیر رکھا ہے کہ صدہا پاک اور عمدہ چیزین بھی حرام رکھی ہین جیسا کہ گوشت بالخصوص گائے کا گوشت اور انکے پیشواؤن نے تو عمدہ کھانے اور سرد پانی اور اچھا کپڑا اور بیوی کے پاس جانا بھی حرام کر دیا پس جب یہ حال تھا تو خدا تعالی نے طیب کی تشریح بھی الہام ربانی کے اختیار مین رکھکر پہلی آیت مین طیب کو حلال کے ساتھ مقید کیا اور یہان من تبعیضیہ لا کر آگاہ کر دیا کہ جنکو عام کالانعام طیب سمجھتے ہین وہ سب نہین بلکہ اس مین سے وہ کہ جو در اصل طیب ہے ۔ اور ہم نے اسکو تمہارے کھانے کے لئے پیدا کیا ہے مارزقنکم (اسپر دال ہے) اور اس سے پہلے آیت مین جسطرح اس قوم اہل تفریط کا رد ہے کہ جسنے اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو از خود حرام کر رکھا تھا اسی طرح اس آیت مین اون اہل افراط کا رد ہے کہ جو شتر بے مہار ہو گئے تھے اور جو لوگ پاک چیزون کو عبادت سمجھکر نہ کھاتے تھے انکی یون تسلی کی کہ تم ان نعمتون کو کھا کر سیر اشکر کرو ایسے مزے کیوقت خدا کو یاد کرنا اور اسکا نہ دلسے شکر بجا لانا بڑی عبادت ہے واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ۔

(۳) انما حرم علیکم المیتۃ الخ لفظ انما حصر کے لئے آتا ہے جسکے معنی صرف یا فقط کے ہین ۔ اب یہان ایک شبہ ہوتا ہے ۔ کہ اس آیت مین اور نیز سورہ انعام مین (قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر ۔) انہین چند چیزونکا ذکر ہوا ہے یعنی مُردار خون سور کا گوشت اور جو کہ غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا جاوے یا انکے نام سے پکاری جاوے حالانکہ انکے سوا اور بھی چیزین حرام ہین جیسا شیر بھیڑیا ریچھ ۔ کتا ۔ وغیرہ درندے اور باز ۔ چیل ۔ کوا ۔ وغیرہ شکاری پرندے اور اسی طرح حشرات الارض سانپ بچھو نیولا چوہا وغیرہ اور اسی طرح مردار خور اور نجاست کھانے والے جانور جیسا کہ گدھ اور ڈھینک وغیرہ اور اسی طرح قرآن مین بھی ان چارون چیزون کے علاوہ اور حرام چیزین مذکور ہین ۔ جیسا کہ خمر یعنی شراب اسکا جواب بعض کے نزدیک یہ ہے کہ کلمہ انما اسجگہ حصر کے لئے نہین آیا اور ایسا اکثر زبان عرب مین مستعمل ہوا ہے محققین یہ جواب دیتے ہین کہ حصر اضافی ہے نہ مطلق یعنی ان چیزونمین سے کہ جنکو تمنے از خود اپنے لئے حرام کر رکھا ہے صرف یہ چیزین حرام ہین المیتۃ بروزن فیعلۃ اور اسکی اصل میوتۃ ہے پس جبکہ واو اور یے جمع ہوئی اور اول ساکن تھا تو واو کو یے سے بدل لیا پھر یے کو یے مین ادغام کر دیا لیکن کثرت استعمال سے اس کو بالتخفیف پڑھنے لگے ورنہ در اصل مشدد ہے جیسا کہ سید اور ہین ۔

لغت مین میتہ اوس جانور کو کہتے ہین جو بغیر ذبح مر جاوے جسکو کہ مردار کہتے ہین اور اسی لئے عرب مقتول اور میت کے معنی مین فرق کرتے ہین اور شرع مین عام معنے مراد لئے گئے ہین یعنی جو کہ بطور معمولی ذبح نکیا جاوے خواہ خود بخود مر جاوے خواہ ذبح معمولی نہو یعنے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو یا حلقوم نہ کاٹا گیا یا حلقوم بغیر نام اللہ کے کاٹا ہو یا مشرک نے کاٹا ہو یا پہاڑ یا دیوار پر سے گرکر مر گیا ہو یا اسکو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو یا اوسکا گلا گھونٹ کر مارا ہو ان سب کو عرف شرع مین میتہ یعنی مُردار کہتے ہین اور اس لئے سورہ مائدہ مین بعد لفظ میتہ کے اور چیزین بھی جو اسکا مصداق تھین بطور تفسیر مذکور ہوئی ہین قال تعالی حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ والمتردیۃ والنطیحۃ وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب الآیہ اور دلیل اسپر سورہ انعام کی یہ آیت ہے ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق الآیۃ ۔ کہ جو خدا کے نام سے ذبح نکیا جاوے اسکو مت کھاؤ کس لئے کہ اسکا کھانا بدکاری ہے یہان کچھ استثنا نہین کہ اہل کتاب کا گلا گھونٹا جانور یا اون کا جھٹکا کیا ہوا یا یون ہی بندوق سے مارا ہوا درست ہے بلکہ وہ سب ما لم یذکر اسم اللہ علیہ مین داخل ہے اور مردار ہے پس جو اسکو درست کہتا ہے وہ غلطی پر ہے اور اجماع جمہور کے بھی سراسر بر خلاف ہے حکمت مردار کے حرام کرنے مین یہ ہے کہ اسمین ایک قسم کی سمیت پیدا ہو جاتی ہے گو وہ سمیت فی الفور اپنا اثر نہین دکھاتے مگر بارہا تجربہ مین آیا ہے اور اسی لئے ایسا گوشت

بدمزہ ہوتا ہے اور بالخاصیت روح کی تاریکی مین بھی ایسی چیز ونکو اثر ہے اس لئے دونون کے لئے دو باتین مقرر ہوئین ذبح باسم اللہ ۔ جو کفار اس سرسے واقف نہین وہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ خدا کی ماری حرام اور بندہ کی ماری حلال یہ عجیب مسئلہ ہی"

فوائد

(اول) نص قرآن سے میتہ کی حرمت ثابت ہی اسمین کسی کا اختلاف نہین البتہ اسکے متعلق اور بہت سے مسائل ہین کہ جو علماء دین نے احادیث یا اجتہاد سے پیدا کئے ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے بحکم حدیث صحیح مستثنے ہین احلت لنا میتتان ودمان اما المیتتان فالسمک والجراد واما الدمان فالکبد والطحال اور سر اسکا یہ ہی کہ مچھلی کا مادہ بیشتر پانی ہے کہ جو بالطبع پاک ہی اور نیز اسی لئے اسمین خون نہین کہ جسکے نکالنے کی ضرورت ہو اور ٹڈی بے توالد و تناسل خود بخود پیدا ہوتی ہے اور نہ اسمین خون رواں ہے باوجودیکہ ان مین وہ مضرتین بھی نہین کہ جو اور جانوروں مین ہین اسی لئے انکا ذبح کرنا ضرور نہوا اگر جو مچھلی کہ پانی مین خود مرکر اوپر تیر آئے کہ جسکو طافی کہتے ہین امام ابو حنیفہ رض کے نزدیک مکروہ ہی ابن عدی نے اسکو مرفوعاً روایت کیا ہی از انجملہ یہ کہ مردار کا صرف کھانا حرام ہے باقی اسکی کھال اور بالون اور ہڈیون سے نفع لینا درست ہی اسی طرح مردار کو کتے وغیرہ جانورون کو کھلانا بھی درست ہی ہاتھی دانت کی چیزین اور سمور وغیرہ پوستین اور مردار جانورون کے چمڑے بعد دباغت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مستعمل ہوتے تھے آپنے منع فرمایا از انجملہ یہ کہ جب کوئی جانور ذبح کیا جاوے اور اسکے شکم سے مردہ بچہ نکلے تو اسمین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ فرماتے ہین کہ یہ میتہ ہے اسکا کھانا درست نہین ہان اگر زندہ نکلتا اور ذبح کیا جاتا تو درست ہوتا امام شافعی اور ابو یوسف اور محمد کہتے ہین کہ اسکا کھانا درست ہی کس لئے کہ اسکی ماں کا ذبح کرنا اس کا ذبح کرنا ہے (تفسیر کبیر) -

(دوم) دم سے مراد ابو حنیفہ کے نزدیک دم مسفوح ہی یعنی خون رواں اور امام شافعی کے نزدیک مطلق ہی کس لئے کہ اس آیت مین کوئی قید نہین پس انکے نزدیک جو خون گوشت پر جما ہو وہ بھی اور جو بہتا ہو وہ بھی سب حرام ہین امام صاحب فرماتے ہین چونکہ دوسری جگہ دم مقید ہی بقید مسفوح (او دما مسفوحا) تو اس جگہ بھی وہی مراد ہوگا - عرب خون کو جما لیتے تھے پھر اسکو توے وغیرہ پر بھون کر کھاتے تھے اور یہ اخلاق انسانی کو فاسد کرتا ہی - علاوہ جسمانی امراض کے یہ نجس چیز کہ جسکی نجاست بالذات ہے انسان کو سخت دل کرتی ہی اسی لئے طبائع سلیمہ اس سے نفرت کلی رکھتے ہین - مگر کلیجی اور تلی اگرچہ بظاہر خون بستہ ہین مگر بحکم حدیث مذکور مستثنے ہین اس لئے انکا کھانا درست ہی (لحم الخنزیر) تمام امت محمدیہ کا اسبات پر اتفاق ہی کہ سور کی کل چیزین گوشت چربی وغیرہ حرام ہین انکا کھانا درست نہین مگر اس آیت مین گوشت جو ذکر کیا تو اس لئے کہ بیشتر اسی کو کھایا کرتے ہین (کل کو بعض اجزاء کے ساتھ تعبیر کرنا عرب کی زبان مین مروج ہی نماز کو رکوع کے ساتھ تعبیر کیا کرتے ہین) نہ اس لئے کہ خاص گوشت حرام اور چیزین حلال ہین - اس جانور کے گوشت مین جس قدر کیڑے خوردبینون سے حکماء حال نے معلوم کئے ہین اونکے بیان کی کچھ ضرورت نہین اور نیز بعد تحقیقات کے اسکے گوشت مین بیشمار مضرتین ثابت ہوئی ہین ان سب سے بڑھکر یہ ہے کہ اس جانور مین بیحیائی اور حرص اور نجاست خوری از حد ہی اور یہ ظاہر ہی کہ غذا کا اثر انسان کی اخلاق تک ضرور پہونچتا ہی چنانچہ حکماء نے اس مسئلہ کو خوب ثابت کر دیا ہی پس ان چیزون کا حرام کرنا عین مصلحت اور اس حکیم مطلق کی عین حکمت کا مقتضی ہی (وما اہل بہ لغیر اللہ) اہلال آواز کا بلند کرنا پس ہر پکارنیوالے کو مہل کہتے ہین اور محرم چونکہ احرام باندھتے وقت پکار کر تکبیر کہتا ہی اسی لئے اسکو بھی مہل کہتے ہین اور اسی لئے ذبح کرنے والے کو مہل کہتے تھے کیونکہ عرب جب جانور ذبح کرتے تھے تو اپنے بتون کا نام پکار لیتے تھے اور اسی سے ہے استہل الصبی کیونکہ وہ بوقت ولادت چلاتا ہی اور اسی لئے چاند دیکھنے والے کو مستہل کہتے ہین - اب گفتگو اسمین ہی کہ اسجگہ پکارنے سے کیا مراد ہی؟ ضحاک اور مجاہد اور قتادہ کہتے ہین ذبح کیوقت غیر اللہ کا

---

[1] ہمارے لئے دو غیر مذبوح اور دو خون حلال کئے گئے ہین دو غیر مذبوح مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کلیجی اور تلی ہی ۱۲

نام پکارا گیا ہو اور جمہور مفسرین کا اسی طرف میلان ہو اور اسی لئے وہ عند الذبح کی قید لگاتے ہین اس تقدیر پر آیت کے یہ معنے ہوئے کہ جو چیز غیر اللہ کے نام سے ذبح کی جاوے وہ حرام ہی جیسا کہ دوسری آیت مین مفصلاً مذکور ہے۔ لیکن بعض وغیرہ علما رکہتے ہین کہ کوئی قید آیت مین نہین بلکہ غیر اللہ کے نام سے کسی جانور کا نامزد کر دینا ہی حرمت کے لئے کافی ہی جیسا کہ ہندوستان مین شیخ سدو کا بکرا اور سید احمد کبیر کے نام سے گائے پکاری جاتی ہی اور ہندؤن مین دستور ہے کہ کالی بھوانی وغیرہ کے نام سے سانڈ چھوڑے جاتے ہین عرب مین بتون کے نام سے چھوڑتے تھے پس جب جانور غیر اللہ کے لئے نامزد ہوگئے یعنی بطور تقرب انکو انکے نام سے پکارا گیا تو ان مین شرک کی خباثت سرایت کر گئی اور یہ خبث باطنی اس جانور کے رگ و پے مین دوڑ گیا پس جس طرح کہ سور وغیرہ کو اللہ کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین بخشتا بلکہ حرام ہی رہتا ہی اسی طرح ان جانورون کو بھی خدا کے نام سے ذبح کرنا کچھ فائدہ نہین دیتا بلکہ حرام ہی رہتا ہی مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ اپنی تفسیر مین اسی قول کو ترجیح دیتے ہین۔ احتیاط بھی اسی مین ہی اور قطع شرک کے لئے یہی قول مناسب مقام ہو ف بعض پادری پولوس کے فتوے کے بموجب کہ پاکون کو ہر چیز پاک ہے الخ قرآن مجید پر اس قسم کے احکام سے کہ جو حلت و حرمت اشیا کے متعلق ہین اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ باتین جسمانی شریعت کی ہین اور ہیچ۔ حالانکہ خود توریت کی کتاب احبار وغیرہ مین اس سے کہین زیادہ چیزین ہین کہ جنکو حرام بتایا ہی بالخصوص سور و مردار و شراب کو اور پھر تمام انبیائے بنی اسرائیل حتی کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان حرام چیزون سے ہمیشہ پرہیز کرتے چلے آئے ہین پھر کیا وہ پاک نہ تھے اونکے لئے یہ چیزین کیون پاک نہوگئین؟ دراصل یہ شیطانی وسوسہ ہی پھر نفس پرست لوگون نے اسکو اور بھی جلا دیدی ہے ورنہ حقائق الاشیا کبھی نہین بدلتین

(۴) فمن اضطر اضطرار بےبسی اور ناچاری کو کہتے ہین۔ یہ ناچاری کئی طور سے ہوتی ہی۔

اول کوئی حلال چیز اس کے پاس (بسبب مقدوری کے یا بسبب نایاب ہوجانے کے جیسا کہ بیابانون اور ایام قحط اور سفر دریا مین ہوتا ہے) نہ ہے اور یہ شخص بھوک کے مارے چل پھر نہ سکے۔

دوم کسی مرض شدید مین گرفتار ہوجاوے اور سوائے ان چیزون کے نہ پاوے یا طبیب متدین اوسکے لئے خاص انہین چیزون مین سے کوئی چیز بتلاوے۔

سوم کوئی ظالم ان چیزون کے کھانے پر مجبور کرے اور کہے کہ اگر تو نہین کھاتا تو مین تجکو مار ڈالتا ہون یا تیرے کسی عزیز بیٹے بھائی وغیرہ کو مار ڈالتا ہون یا ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالتا ہون اور اس شخص کو یقین کامل ہوجاوے کہ اگر مین نہ کھاؤنگا تو یہ شخص ایسا کرے گا۔

پس ان سب صورتون مین خدا تعالے اپنی مہربانی سے بندہ کو ان چیزون کے کھانے کی بھی اجازت دیتا ہے سو ایسی صورت مین آپکے لئے مردار اور سور اور خون اور مذبوح لغیر اللہ بلکہ شراب مباح ہی بقدر رفع ضرورت۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ شخص باغی اور عادی نہو یعنے اس کھانے مین نہ اسکو لذت مطلوب ہو نہ حد سے زیادہ تجاوز کرے۔ ایسے وقت مین بھی یہ چیزین ناپاک اور گندہ ہین اور انکی حرمت بدستور ہے مگر اس مخمصہ کی وجہ سے اجازت ہی کھانے والے پر کچھ گناہ نہین اور جو کچھ کھانے مین اوس سے کسی قدر بے اعتدالی ہوجاوے تو خدا غفور الرحیم ہے۔

امام شافعی کہتے ہین کہ غیر باغ ولا عاد سے مراد یہ ہے کہ یہ شخص سرکش اور باغی نہو جب اوس کے لئے یہ چیزین حالت مخمصہ مین مباح ہین ورنہ غیر مباح اس پر یہہ بات متفرع ہوئی کہ جو شخص امام سے باغی ہو اوس کے لئے امام شافعی کے نزدیک یہ اجازت نہوگی اور امام اعظم کے نزدیک ہوگی پس جو امام المسلمین یعنے شاہ اسلام سے بغاوت کرکے کہین جاوے یا قزاقی اور راہزنی کے لئے سفر کرے یا کسی کو ناحق قتل کرنے کے لئے سفر کرے یا چوری کے لئے جاوے اور اوس کو حالت مخمصہ پیش آوے تو اوس کے لئے شافعی کے نزدیک یہہ رخصت نہین۔ ادلہ ہر ایک کی کتابون مین مشرحاً مذکور ہین ۔۔۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ

بیشک جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے اور اسکے بدلے میں کچھ تھوڑی سی دنیا لیتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے پیٹوں میں اور کچھ نہیں مگر انگارے بھرتے ہیں

إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

اور ان سے قیامت کے روز اللہ کلام بھی نہ کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور انکے لئے عذاب الیم تیار ہے یہ وہی لوگ تو ہیں کہ جنہوں نے

الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

ہدایت کے بدلے میں گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے میں عذاب سو انکو دوزخ کی کیا ہی بڑی برداشت ہے یہ اسی لئے کہ خدا ہی نے کتاب برحق نازل کی تھی

ربع ع

وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ

اور جن لوگوں نے انکی کتاب میں اختلاف کیا البتہ وہ بڑی ضد میں پڑے ہوئے ہیں

ترکیب

الذین موصول یکتمون الخ جملہ صلہ مجموعہ اسم ان - اولئک مبتدا ما یاکلون الخ خبر مجموعہ خبر ان اولئک مبتدا الذین الخ موصول وصلہ خبر فما موضع رفع میں ہے اور یہ کلام تعجب ہے جس سے خدا مسلمانوں کو تعجب دلاتا ہے اصبر میں ضمیر عائد ہے طرف ما کے وہ فاعل ہے ذلک مبتدا بان اللہ الخ خبر والتقدیر ذلک العذاب مستحق بما نزل اللہ فی القرآن من استحقاق عقوبۃ الکافر فالباء متعلقہ بمحذوف -

تفسیر

مدینہ کے یہود جانوروں کی حلت وحرمت اور انکے کھانے یا نکھانے میں بڑی پرہیزگاری جتلایا کرتے اور مسلمانوں سے مونہہ آیا کرتے تھے حالانکہ خود ایسے حرام کھانے میں بڑے مشاق تھے کہ جو کسی حالت مخمصہ وغیر مخمصہ میں بھی مباح نہیں وہ یہ کہ احکام الٰہی کو چھپاتے اور کچھ روپیہ پیسہ لیکر سائل کے حسب مرضی فتوی دیدیتے تھے اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ وہ احکام کہ جنکو ہم نے نازل کیا چھپاتے اور اس سے کچھ قیمت لیکر کھاتے ہیں سو یہ کھانا انکے لئے جہنم کی آگ ہو جاویگا اور قیامت کے دن خدا مہربانی کے ساتھ انسے کلام بھی نہ کرے گا اور نہ انکو پاک اور بری کریگا اور انکے لئے عذاب الیم ہوگا یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہدایت فطری کھو کے گمراہی خریدی اور مغفرت الٰہی جو نیکوں کے لئے موجود ہے زائل کر کے عذاب مول لیا جب انہوں نے عمداً اسقدر اسباب دوزخ کو اختیار کیا تو گویا عمداً دوزخ کو اختیار کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو اس آتش جہنم کی بڑی برداشت ہے حالانکہ اسکی کسی کو بھی برداشت نہیں اس لئے خدا تعالیٰ بطور تعجب کے فرماتا ہے کہ انکو اسکی کیا ہی برداشت ہے پھر فرماتا ہے کہ یہ باتیں محض ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ دراصل یوں ہی ہیں کس لئے کہ ہمنے کتاب برحق بھیجی اور اسمیں جو کچھ موعود ہے وہ ضرور ہو کر رہیگا اور جو لوگ اوس کتاب میں اختلاف کرتے ہیں اور الٹکل پچو تاویلیں کرتے ہیں وہ راہ راست سے کوسوں دور جا پڑے ہیں -

فوائد

(۱) ہر شخص پیٹ ہی میں کھاتے ہیں پھر یہاں پیٹ کا ذکر کیا فائدہ دیتا ہے؟ جواب کبھی کھانا مجازی معنے میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ مسری کھانا گرمی کھانا اسلئے اس توہم کے دفع کے لئے فی بطونہم فرمایا (۲) قرآن میں یوں بھی آیا ہے کہ سب سے سوال ہوگا فوربک لنسئلنہم اجمعین اور یہاں کہا انسے کلام نہوگا جواب وہاں جو سب کفار سے کلام کرنا فرمایا ہے تو اسکے معنے ان سے پرسش کا اور جو یہاں نفی کی ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ مہربانی کے طور سے کلام نکیا جاویگا ہمکلامی کا شرف عطا نہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم دین چھپانا اور کتاب اللہ میں تاویلات کر کے اونکا حرام چیزکی نشر لیکو ہے

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ

نیکی یہ نہین کہ اپنے سونھہ مشرق و مغرب کی طرف کر لیا کرو بلکہ نیک وہ ہے کہ جو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور

الْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَ

فرشتون پر اور کتاب اور نبیون پر ایمان لائے اور اسکی محبت مین مال کو قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون اور

السَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ

سائلون کو اور غلامون کے آزاد کرانے مین دے اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دیا کرے اور جب کوئی عہد کرین تو اوسکو پورا کرین اور تنگ دستی

فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

اور تکلیف اور جنگ مین ثابت قدم رہین یہی راستباز ہین اور یہی سچے پرہیزگار بھی ہین

ترکیب

البر منصوب ہے کس لئے کہ یہ خبر ہے لیس کی اور ان تولوا الخ جملہ چونکہ اس سے اعرف ہے اکس لئے کہ مضمر کسی طرح وصف کیا نہین جاتا بخلاف البر کے) یہ اسم ہے لیس کا اور بعض نے البر کو مرفوع پڑھا ہے فاعل لیس کا مانکر۔ ولکن مشدد مشبہ بفعل البر اسم فاعل من بر یبر ویجوز ان یکون مصدرا وصف بہ مثل عدل یہ اسم لکن من امن الخ اسکی خبر علی حبہ فی موضع نصب علے الحال اتی المال محبا والضمیر یرجع الی اللہ ویمکن ان یرجع الی المال۔ والموفون معطوف ہے من امن پر والتقدیر ولکن البر المومنون والموفون الصابرین منصوب علے المدح ہے معطوف ہے ماقبل پر۔

تفسیر

پہلی آیات مین تھا یا ایہا الناس کلوا مما فی الارض الی ولا تتبعوا خطوات الشیطان کہ خدا کی پاکیزہ چیزین کھاؤ اور شکر بجالاؤ مگر شیطان کی پیروی نکرو کہ بعض چیزون کو ازخود حرام ٹہراکر انسے پرہیز کرنے کو باعث تقرب الٰہی سمجھو بلکہ بڑھکر حرام خدا کی نافرمانی اور اُسکے احکام کا چھپانا ہے اب یہان یہہ تبلایا جاتا ہے کہ جسطرح عوام کا یہ خیال خام ہے کہ بعض مباحات کو ممنوع سمجھکر انکے ترک کو خدا کی رضامندی کا باعث سمجھا جائے اسی طرح یہ خیال بھی باطل ہے کہ بعض رسوم کو جو اصول مذہب و ملت نہین اصول حسنات اور باعث نیکوکاری سمجھا جائے عیسائی اور یہودیون مین صرف رسوم کی پابندی باقی رہ گئی تھی اصول حسنات چھوڑ بیٹھے تھے انکے سوا اور مذاہب مین بھی صدہا خیالات باطلہ ہین کہ جنکی پابندی کو اصول حسنات و باعث نجات و موجب رفعت درجات خیال کئے بیٹھے ہین اور بعض مباحات کے ترک کو باعث رضاء الٰہی و موجب نجات سمجھکر انکے ترک کرنے مین بڑی بڑی مشقتین برداشت کرتے ہین ایک جہان اس بادیہ ضلالت مین سرگردان ہے اسکا تصفیہ کہ دراصل کون کون امور باعث نجات و موجب ترقی درجات ہین اور کون کون سے افعال باعث ہلاکت ہین انسے اجتناب کرنا لازم ہے نبوت اور الہام انبیاء ہی کا کام ہے جنکے ادراک مین کسی قسم کی غلطی بھی راہ نہین پاتی اس لئے ان آیات مین اس اہم مسئلہ کا حل کردیا واضح ہو کہ انسان کو دو قوتین عطا ہوئی ہین جو اسکی کمالات تک اوڑکر جانے کے دو بازو ہین اول قوت نظریہ یعنی تصحیح عقائد جسکو معرفت و علم اور ہندی مین گیان کہتے ہین یہ سب مین اعلی و اشرف ہے زیادہ تر نجات و حیات ابدی کا اسی پر مدار ہے اس لئے اول اسی کو بیان فرمایا۔ اسمین مقدم مبدء یعنی ذات باری اور اسکے انعامات حمیدہ کا جاننا اور جائز اعتقاد رکھنا ہے اسی کو شرع مین ایمان کہتے ہین اس لئے فرمایا من امن باللہ کہ جو خدا پر ایمان لائے دوئم معاد یعنی اس تمام کائنات کا فنا ہو جانا جس طرح دائرہ وجود مین ابتدائی طرف مین یکتا ہے جس سے اسکا خالق و مالک ہونا اور جملہ موجودات کا مخلوق و مملوک ہونا عیان ہوتا ہے اسی طرح وہ انتہائے جانب مین بھی یکتا ہے ایک روز سب کا وجود

نظر سے غائب ہو جائیگا وہی رہیگا اسی لئے فرمایا والیوم الآخر کہ پچھلے دن پر بھی ایمان لائے مگر خدا اور اسکے صفات غیر محسوس ہین اسکے ادراک مین حواس خمسہ بیکار ہو جاتے ہین نہ آلات جدیدہ
کام دے سکتے ہین اس لئے انکے بتلانے کے لئے روحانی لوگ درکار ہین اور خدا کے تجرد اور انسان مادی مین ایسے واسطہ کی ضرورت ہے اور وہ لوگ نورانی و روحانی ملائکہ ہین یعنی فرشتے اسی لئے اسکے
بعد فرمایا والملائکۃ فرشتون پر بھی ایمان لائے اور فرشتے چونکہ روحانی ہین وہ ہر ایک انسان کو جو آلائش جسمانی مین آلودہ ہے نظر ہی آتے ہین نہ انکو عالم غیب کے اسرار و حالات ہی بتاتے ہین بلکہ
وہ مخصوص بندون کے پاس آتے ہین جو اپنی قوت روحانی کے سبب وہ بھی فرشتون جیسا تجرد رکھتے ہون اور اس گروہ خاص کو انبیا کہتے ہین اسی لئے وہ ان کے پاس وہان کے علوم
لاتے ہین جسکو الہام اور وحی کہتے ہین اور جب یہ الہامات ایک جا مرتب کر لئے جاتے ہین تو انکو آسمانی کتاب کہتے ہین اور دنیا سے اٹھ جانے کے بعد انبیا کا یہ فیض باقی رہتا ہے اسی لئے
ان دونون مین اسی کو مقدم کرکے فرمایا والکتاب والنبیین کہ وہ آسمانی کتابون پر اور نبیون پر بھی ایمان لائے۔ گرچہ انبیا پر متعدد کتابین مختلف زمانون اور مختلف زبانون مین
نازل ہوئی ہین چونکہ وہ علوم نظریہ ہین سب یکسان ہین اسلئے کتب جمع کا لفظ استعمال نہین ہوا بلکہ کتاب مفرد لفظ کا جو ہم جنس ہونیکے سبب سبکو شامل ہے اور اس قدر مین
اجمالاً ان سب چیزون پر ایمان لانے کی طرف اشارہ بھی ہو گیا جو ان برگزیدہ لوگون نے بیان فرمائی ہین دوسری قوت عملیہ ہے جو اعمال صالح اور نیک کام کے نام سے موسوم ہے۔ ایمان
لانے کے بعد اس کے مقتضی اور ہدایات کو عمل مین نہ لانا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کو اس بات کا یقین ہی نہین جو اسکو عمل مین نہین لاتا۔ نیک کامون مین بڑا
نیک کام خدا کی مخلوق پر رحم کھانا انکے ساتھ سلوک کرنا ہے زبانی اور بدنی سلوک مین سے خاص بڑے بھاری مالی سلوک کو لے لیا اور مخلوق مین سے بھی بنی نوع کو اور بنی نوع
مین سے اہل قرابت کو اور انکے بعد درجہ بدرجہ دیگر اہل حاجات کو مخصوص کیا اس لئے فرماتا ہے واتی المال کہ اسنے مال بھی دیا ہو مگر نہ ریاکاری اور نمود و شہرت کے لئے کسی لالچ کے لئے
ایسی ہمدردی دیرپا نہین ہوا کرتی بلکہ علی حبہ بلکہ خدا کی محبت مین اور حبہ کی ضمیر مال کی طرف بھی رجوع کر سکتی ہے تب اسکے معنے یہ ہونگے کہ مال کی خواہش خود رکھتا
ہو اور پھر وہ اوروں کو دے اور یہ درحقیقت ایک بڑا مردانہ کام ہے ورنہ جب اپنے آپکو کسی وجہ سے مال کی خواہش نہ ہے تب اسکا دینا کوئی بڑی بات نہین اور مال دینے کے بڑے عمدہ یہ
چند مواقع ہین اول ذوالقربیٰ اہل قرابت ہین درجہ بدرجہ قرابت نسبی قرابت سببی اور قرابت صحبت سے مقدم ہے (۲) الیتامیٰ یتیمون کو دے یتیم اس نابالغ کو کہتے ہین کہ جسکا باپ
مر جائے اہل قرابت کے یتیم غیر یتیمون سے مستحق تر ہین (۳) والمساکین اور مسکینون یعنی فقیرون کو دے جو کمانے سے بسبب پیری یا بیماری کے معذور ہون یا مصیبت پڑ جانے
سے نان شبینہ کو بھی محتاج ہو گئے ہون اور جو تندرست و جوان ایسے ہون کہ انہون نے بھیک مانگنا پیشہ بنا لیا ہو وہ مساکین نہین مگر افسوس خیرات کا زیادہ حصہ بھی گروہ
زبردستی سے ہتھیا لیجاتا ہے کیونکہ مانگنے مین انکو شرم مانع ہے نہ غیرت دیتی ابن السبیل مسافر کو دے بشرطیکہ وہ محتاج ہو کس لئے کہ وہ سفر مین بعض اوقات گھر کے دولتمند بھی پیسہ کے مالک
نہین رہتے (۵) السائلین سائلون کو دے مگر وہی سائل جو بوقت ضرورت مانگتے ہون خواہ اپنے لئے خواہ قومی کامون کے لئے (۶) وفی الرقاب غلامون کی آزادی مین صرف کرے
یہ بھی ایک بڑی نیکی ہے کہ بنی نوع کو بنی نوع کی دائمی قید سے رہا کرایا جائے۔ مخلوق کیساتھ رحم کرنیکے ساتھ خالق کی تعظیم کا بھی جان سے مال سے شکر گزار عبادت کرنا رہنا حصول حسنات ہے
اسلئے اسکا بھی ذکر فرمایا واقام الصلوٰۃ کہ وہ نماز بھی ادا کرتا رہا یہ عبادت اسلام مین روح اور جسم دونون سے مرکب ہے زبان سے وہ آیات پڑھی جاتے ہین جنمین خدا کی ثنا و صفت اور اسکی نعمتون کا شکریہ اور اس سے دعا وغیرہ ہے
سر جھکایا جاتا ہے روح سے اسکا حضور تصور کرکے دلی نیازمندی و انکساری ادا کیجاتی ہے واتی الزکوٰۃ یہ مالی عبادت ہے ایک معین حصہ مال کا سال بھر مین لے کر دینا اسلام کا فرض ہے ان سب باتون کیساتھ معاملات مین
لوگون کیساتھ پورا رہنا بھی اصول حسنات سے ہے اس لئے یہ بھی فرمایا والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کہ حقیقی نیک وہ لوگ ہین جو عہد باندھکر اسکو پورا بھی کرتے ہین ایک ایسا جامعہ جملہ ہے کہ جو جملہ معاملات کو حاوی ہے بیع بیع دین
امانت اجارہ وغیرہ کوئی ایسا معاملہ نہین کہ جسمین گو نہ معاہدہ نہو اور نیز جملہ شریعت کی پابندی کا بھی اسلام لانیکے ساتھ ضمناً معاہدہ خدا سے ہوتا ہے ان تمام حسنات کے بعد انسان کا اپنے آپکو اپنی قوی غضبانیہ و شہوانیہ
ونفسانیہ کو قابو مین رکھنا بھی بڑی نیکی ہے ذراسی باتون پے سے باہر ہو جانا بڑی ذلیل حالت اور اکتساب سعادت سے مانع ہے اسکو شرع مین صبر کہتی ہین صبر کے موقع بہت ہین تین سخت مواقع کا ذکر کرکے جملہ مواقع کیطرف اشارہ کر دیا گیا اور وہ تین
یہ ہین اول تنگدستی دوم مرض وغیرہ کی تکلیف سوم دشمنون کا جنگ ان مواقع مین بڑے بڑے مستقل مزاج بھی بے اختیار ہو جاتے ہین اسلئے صبر کو بھی اصول حسنات مین داخل کیا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس کہ
نیکوکار وہ ہین جو ان تینون حالتون مین بھی صبر کرتے ہین اصول حسنات بیان فرماکر انکی پابندی کرنیوالونکی مدح فرمائی اولئک الذین صدقوا کہ یہی وہ لوگ ہین کہ جنکو صادق کہتے ہین اسمین امور نظریہ کی طرف اشارہ ہے اولئک
ہم المتقون اور یہی حقیقی پرہیزگار بھی ہین یہ عملیات کی طرف اشارہ ہے یعنی قوت نظریہ کی اصلاح سے صادق ہوتا ہے اور قوت عملیہ کی اصلاح تہذیب سے متقی ہوتا ہے پس اصول حسنات سوم مذہب ملت کی پابندی مین کیا دھرا ہے مشرق کیطرف

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلْقِصَاصُ فِى ٱلْقَتْلَى ۖ ٱلْحُرُّ بِٱلْحُرِّ وَٱلْعَبْدُ بِٱلْعَبْدِ وَٱلْأُنثَىٰ بِٱلْأُنثَىٰ ۚ فَمَنْ

مسلمانون مقتولون کے بارے مین تم پر بدلہ لینا مقرر کیا گیا آزاد کے بدلے مین آزاد اور غلام کے بدلہ مین غلام اور عورت کے بدلہ مین عورت پھر

عُفِىَ لَهُۥ مِنْ أَخِيهِ شَىْءٌ فَٱتِّبَاعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَٰنٍ ۗ ذَٰلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۗ فَمَنِ ٱعْتَدَىٰ

جسکے لئے اوس کے بھائی کی طرف سے کچھ معاف کیا جائے تو دستور کے موافق مطالبہ کرنا چاہیے اور عمدگی سے اسکے پاس خونبہا پہونچانا چاہیے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر آسانی اور مہربانی ہے پھر اس کے بعد

بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِى ٱلْقِصَاصِ حَيَوٰةٌ يَٰٓأُو۟لِى ٱلْأَلْبَٰبِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

جو کوئی زیادتی کرے تو اسکے لئے عذاب دردناک ہے اور تمہارے لئے قصاص مین بڑی زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم خونریزی سے بچو

ترکیب

یا حرف ندا الذین آمنوا منادی کتب فعل مجہول القصاص مفعول مالم یسم فاعلہ علیکم متعلق ہے کتب سے یہ جملہ مفسر اور الحر مبتدا بالحر خبر ای الحر ماخوذ بالحر الخ یہ اسکی تفسیر پھر مجموعہ ندا مین موضع رفع مین ہی بسبب مبتدا ہونے کے اور جائز ہی کہ شرطیہ ہو اور فاتباع اسکی خبر والتقدیر فعلیہ اتباع۔ باحسان موضع نصب مین ہی بسبب حال ادا کے۔ اور یہی حال ہی بالمعروف کا اور جائز ہے کہ حال ہو ہا سے اے فعلیہ اتباعہ عادلا محسنا اور عامل اس مین معنی استقرار ہین فمن اعتدی شرط فلہ عذاب الیم اسکی جزا۔

تفسیر

اس سے پہلی آیت مین صبر کی ترغیب تھی اور تنگ دستی اور مرض اور جنگ مین صبر کرنے والون کی خوبی مذکور تھی اب منجملہ مواقع صبر کے ایک بڑا موقع بیان فرمایا جاتا ہی کہ جہان صبر نکرنے سے ایک فساد عظیم اور سخت خونریزی پیدا ہونے کا احتمال ہو اور وہ قتل کا موقعہ ہے۔ جاہل قومون مین جب کوئی انکی قوم کے آدمی کو قتل کر ڈالتا تھا تو جوش اور غصہ مین آکر نہ صرف قاتل ہی پر بس کرتے تھے بلکہ جو کوئی اسکی قوم کا ملتا تھا خواہ قصوروار ہو یا نہو سب کو قتل کر ڈالتے تھے اور نیز بڑے آدمی کے عوض مین صرف قاتل کا مارنا اسکی شان کے خلاف جانتے تھے بلکہ اسکے بدلہ مین دس بیس پر بھی بس کرتے تھے اسی لئے ان آیات مین صبر کے مسئلہ کے بعد قتل کے احکام بیان کر دیا اوس مسئلہ سے نتیجہ حاصل کرنا ہی کہ ایسے وقت جوش مین نہ آؤ بلکہ جو کچھ انسانیت کے حقوق ملحوظ کر کے ہمنے حکم دیا ہے اسکی پابندی کرو اور فرمادیا کہ اے مومنو تمہارے الہٰ ہمنے مقتولون کے بارہ مین قصاص مقرر کر دیا ہی یعنے برابری کا حکم دیا ہی تم کو لازم ہے کہ ایسے وقت بھی صبر کرو اور عدالت کو ہاتھ سے ندو جو کوئی کسی کو قتل کرے اسکے بدلے مین اسی کو قتل کرو اگر حر کو قتل کرے تو اسکے بدلے مین اس حر یعنی آزاد کو قتل کرو اسکی شرافت حسب و نسب و حسن و مالداری پر نظر نکرو کس لئے کہ حریت مین دونون برابر ہین اور جو غلام کسی کو قتل کرے تو اسکے عوض مین اوسی غلام کو قتل کرو اسکے ساتھ اسکے آقا کو نہ مارو اور جو عورت قتل کرے تو خاص اسی کو قتل کرو اسکے شوہر اور فرزند اور بھائی بندون سے کچھ سروکار نرکھو۔ اور جو مقتول کے وارث اپنے مسلمان بھائی قاتل کو قصاص معاف کر دین اور کسی قدر مال پر راضی ہو جاوین اور دیت لینا قبول کر لین تو چاہیے کہ سہولت اور دستور کو ملحوظ رکھین یہ نہو کہ اسپر باوجود تنگ دستی کے فی الفور ادا کرنے کا تقاضا کرین بلکہ مہلت دیوین اور نہ یہ کہ سخت زیادتی سے پیش آوین اور

ف ۱ خدا پاک نے اول حر کو ذکر کیا اس لئے کہ حر تمام اون وقتون سے بری ہے کہ جو عبد کے ساتھ متعلق ہوتی ہین پھر عبد کو بیان کیا جو حر سے درجہ مین کم ہے مگر انثے سے باعتبار الرجال قوامون علی النساء فائق ہے عبد کے بعد پھر انثے کو ذکر کیا جو لائق تاخیر ہے ۱۲ منہ

ف ۲ قصاص یعنے بدلہ لینے کا حکم مسلمانون کو دیا جاتا ہے جان کے بدلہ قتل عمد مین جان ہے پھر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنی مہربانی سے اپنے بھائی مسلمان قاتل کی جان لینا معاف کر دے اور خون بہا پر کفایت کرے اور قتل شبہ بالعمد یا خطا مین اپنی مہربانی سے رقم کا بھی کوئی حصہ معاف کرے تو بعد مین سختی سے مطالبہ نکرنا چاہیے بلکہ رواج و دستور کے موافق اور قاتل کو بھی اسکی رقم خوشی معانگی سے ادا کر دینی چاہیے۔ خون کے بدلہ خون بہا لینے کا اور خون بہا مین سے بھی رقم کم کر دینے کا مسئلہ خدا کی بڑی مہربانی اور آسانی ہے کہ ایک جان تو ضائع ہوئی تھی اب دوسری بھی ضائع ہو جاتی۔ اور قصاص مین بڑی زندگی ہے قتل کرنے والے کی زندگی اس لئے کہ وہ اس قانون کے خوف سے قصد قتل نکرکے اپنی جان بھی بچائے گا اور مقتول کی جان بھی بچائے گا اور نیز بدلہ لینے سے قومون کا فتنہ فرو ہو جاوے گا یہ نہین ہوگا کہ طرفین سے چڑھائی ہو کر طرفین سے بہت سے مارے جاوین ۱۲ منہ

یہ کہ خلاف شریعت اسکے معاوضہ مین کوئی بات طلب کرین کہ تو ہمکو شراب سے یا اپنی جورو بیٹی کو حوالہ کرے یا تو اپنے بیٹے کو ہماری غلامی مین دے یا تو ہمیشہ کو ہمارا غلام ہوکر رہ اور اسی طرح قاتل کو بھی لازم ہے کہ اُنکے احسانون کو فراموش نکرے جو رقم قرار پاگئی ہو اوس کو بلا حیلہ وبہانہ عمدہ طور سے ادا کرے اور جو کوئی اس قرارداد کے بعد پھر تعدّی کرے کہ دیت لیکر قاتل کو مار ڈالے تو اسکے لئے عذاب الیم ہے اور اس قصاص مین اے مومنو تمھاری لئے زندگی ہے کیونکہ جب رسم قصاص جاری ہوگی تو وہ سفاکی جو ایام جاہلیت مین نجی جاتی رہے گی اور نیز لوگون کو عبرت ہوگی پھر آیندہ ہر ایک قتل سے ہاتھ روکے گا۔

ابحاث

(۱) **قصاص** کے معنے پورا پورا بدلہ لینا یعنے جیسا کہ اُسنے کیا ویساہی اُسکے ساتھ کیا جاوے عرب بولتے ہین قصّ فلان اثر فلان اذا فعل مثل فعلہ قال تعالے فارتدا علی آثارہما قصصا و قال وقالت لاختہ قصیہ اے اتبعی اثرہ اور قصہ کو بھی اسی لئے قصہ کہتے ہین کہ حکایت محکی عنہ کے مساوی ہوتی ہے یہان مراد مساوات ہے۔ پھر اس مماثلت اور مساوات مین اختلاف ہے امام شافعی فرماتے ہین کہ جہتہ قتل مین بھی مساوات کرنی چاہیئے پس اگر کسی نے پانی مین ڈبو کر مارا ہے تو اسکو بھی ڈبو کر مارنا چاہیئے اور جس نے جلا کر مارا ہے اوس کو بھی اوسی طرح مارنا چاہیئے امام **ابو حنیفہ** فرماتے ہین کہ مساوات سے مراد دم نکالنا ہے جس چیز سے کہ عادتاً جلدی سے دم نکلتا ہو اور وہ خالص تلوار سے مارنا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ لا قود الا بالسیف اخرجہ ابن ماجہ فی سننہ۔ پس یہ جو نصرانیون مین پھانسی دینا مروج ہے نہایت غیر مہذب طریق ہے کچھ عجب نہین کہ اس قوم کے عقلا اسکی اصلاح کرین۔

(۲) الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی سے بعض لوگون نے یہ سمجھا کہ حر۔ حر کے بدلے مین مارا جاوے نہ غلام کے بدلے مین اور اسی طرح ظاہر آیت یہ چاہتی ہے کہ غلام کو خاص غلام کے بدلہ مین قتل کرنا چاہیئے نہ حر کے اور عورت کو بھی خاص عورت ہی کے مقابلہ مین قتل کرنا چاہیئے نہ مرد کے یعنے عورت اگر مرد کو قتل کرے یا مرد عورت کو قتل کرے تو باہم قصاص جاری نہو لیکن ان سب صورتون مین قصاص جاری ہوگا اور اس پر امت کا اتفاق ہے کس لئے کہ کتب علیکم القصاص ایک مستقل جملہ ہے اور پھر اس کے بعد اس عام حکم کے بعض جزئیات کو الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی[1] ذکر کردیا ہے اس سے اور صورتون کی نفی نہ سمجھی گئی پس ان نصوص کے عموم پر لحاظ کرکے عام حکم دیا جاوے گا یعنے حر حر کے بدلے مین بھی اور غلام اور کافر ذمّی[2] اور عورت اور لڑکے اور بیمار اور مقطوع الاعضاء کے بدلے مین بھی قتل کیا جاوے گا اور اسی طرح غلام اور عورت اور کافر کے بدلہ مین بھی۔ کس لئے کہ مماثلت اور مساوات عصمت مین ملحوظ ہونی چاہیئے

---

[1] حر اوس مرد آزاد کو کہتے ہین کہ جو کسی کا غلام شرعی نہو ۱۲ [2] ذمی وہ کہ جو مسلمانون کے ذمہ مین رعیت بنکر رہتا ہو کس لئے کہ جو قومین کہ ذمی نہین اور ان مین باہمی جنگ وجدال کا دروازہ کشادہ ہے تو وہان قصاص نہین مگر اس سے یہ مراد نہین کہ کافرون کے ملک مین امن سے کر جا وے یا کوئی کافر دار اسلام مین امن سے کر آئے یا جس قوم سے باہمی معاہدہ یا مصالحت تجارت وغیرہ جاری ہو وہان کسی کافر کو قتل کردے اور اس فعل شنیع سے جنت کا مستحق بنے یہ بھی حرام اور سخت گناہ ہے اسلام اسکو ہرگز جائز نہین رکھتا ہان حالت جنگ مین جو باہم قتال کی رخصت ملت اور قوم کی بھلائی اور فساد کے بند کرنے کے لئے ہے تو وہ جائز ہے سو وہ اور بات ہے ۱۲ عبد الحق غفرلہ

یعنے معصوم الدم ہونے ہین - اور یہ بات دین اور واسطے ثابت ہوجاتی ہے باقی اور تفاوتون پر نظر نہین کیونکہ اگر ایسا ہو تو قصاص کا دروازہ بند ہوجاوے اور فساد کا دروازہ کھل جاوے جیسا کہ ایام جاہلیت مین تھا اور یہی امام اعظم کا قول ہے + -

واضح ہو کہ یہ قصاص لینا حاکم کے اختیار مین ہے نہ یہ کہ ہر شخص بطور خود آپ اس پر عمل کرے جس سے فتنہ اور فساد زیادہ قائم ہوجانے کا اندیشہ ہے اور یہ قصاص اوس صورت مین ہے جبکہ قاتل نے عمداً قتل کیا ہو اور جو خطا ً یا شبہ بالعمد غیرہ ہے گولی شکار پر لگاتا تھا اتفاقاً کسی آدمی کو جا لگی یہ قتل عمداً نہین بلکہ خطا رہے اس صورت مین قصاص نہین مگر خون بہا کہ جسکو دیت کہتے ہین ضرور دینی پڑتی ہے جس کی تعداد اور پوری تفصیل کتب فقہ مین ہے -

(۴) اس آیت مین دو حکم ہین اول قصاص کہ برابر بدلہ لیا جاوے ایام جاہلیت کی طرح ایک کے عوض دو یا چار یا زیادہ کو قتل نکیا جاوے نہ غلام سمجھکر اوس کا بدلہ کسی اشراف سے ترک کرنا چاہیئے نہ امیر و غریب شریف و رذیل کی کچھ رعایت کرنی چاہیئے زمانہ جاہلیت مین اگر شریف قوم کا غلام رذیل قوم کے غلام سے مارا جاتا تھا تو اوس کے بدلے مین آنکے حر کو قتل کرتے تھے اسی طرح شریف اور وضیع مین بھی باہم مساوات نہ سمجھتے تھے نہ عورت و مرد مین آیت نے ان سب مین انصافاً مساوات قصاص مین قائم کردی -

دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر قاتل کو وارثان مقتول بالکل معاف کردین یا چند وارثون مین سے بعض بالکل معاف کردے یا کل یا بعض کسی قدر روپیہ یا پوری دیت لیکر اوس کے قصاص سے درگزر کرے تو قصاص ساقط ہے مگر سختی اور خلاف دستور کوئی بات نکرنی چاہیئے بلکہ اتباع بالمعروف اور اس قاتل کو بھی چاہیئے کہ اون کا شکریہ ادا کرے اور جو کچھ مقرر ہوگیا ہے اوسکو بخوشی خاطر ادا کرے واداء الیہ باحسان - پہلا حکم کتب علیکم القصاص الخ مین مذکور ہے اور دوسرا فمن عفی لہ من اخیہ شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان مین مذکور ہے -

نیچیر مفسر نے دیکھا کہ آج کل عیسائیون مین اولیاء مقتول کے معاف کرنے سے بھی قصاص معاف نہین ہوتا ضرور اوس کو پھانسی ہوتی ہے اور اس بات کو اون کی اور سب باتون کی طرح از حد پسند کیا اور موافق عقل سلیم جانا تو اس آیت کی توجیہ کرڈے کہ یہ بات ایام جاہلیت کے خونون کی بابت ہے اور لطف یہ کہ اس کے برخلاف آیت کا سیاق اور نیز قرینہ ذلک تخفیف من ربک ورحمۃ موجود ہے اور امت کا اجماع بھی ہے اور بیشمار احادیث صحیحہ بھی ہین مگر اس نے بلا دلیل اتنا بڑا دعوے کرلیا شاید شرط مین عفی ماضی کا صیغہ ہے اوس کو ایام جاہلیت پر محمول کیا ہو جو خلاف قانون نحو ہے + -

قتل کا گناہ بغیر توبہ کے معاف نہین ہوتا اور قصاص محض سیاست دنیا کے لئے ہے اور نیز ورثاء کے معاف کرنے سے بھی دنیاوی حق معاف ہوتا ہے نہ حق آخرت + -

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى

تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب تم مین سے کسی کے سامنے موت آئے (علامات موت معلوم ہون) اگر کچھہ مال چھوڑے تو مان باپ اور قرابت دارون کے لئے دستور کے موافق وصیت کرنی چاہیئے خدا ترسون

الْمُتَّقِينَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ

پر لازمی بات ہی پھر جنہون اوس وصیت کو سنکر بدل دیا تو اسکا گناہ اسی پر ہے کہ جو اس کو بدلتے ہین الله تو خوب سنتا جانتا ہے پھر جس کو

مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

وصیت کرنیوالے کی طرفداری یا ناانصافی کا اندیشہ ہو سو اسنے انمین صلح کرادی تو اسپر کچھہ بھی گناہ نہین بیشک الله معاف کرنیوالا مہربان ہی

ترکیب

کتب فعل مجہول الوصیۃ للوالدین الخ جملہ مفعول مالم یسم فاعلہ اذا حضر متعلق ہی الوصیۃ سے حضور موت سے مراد حضور اسباب موت ہی ان ترک خیرا شرط اسکا جواب جملہ اولی سے سمجھا جاتا ہے ای فلیوص حقا مفعول مطلق ہی ای حق ذلک حقا اور ممکن ہی کہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای ایصاء حقا فمن بدلہ ای الایصاء من شرطیہ ہی مبتدا ہی کی جگہ فانما اثمہ الخ اسکی خبر فمن خاف فعل با فاعل من موص متعلق ہے خاف سے شرط فلا اثم علیہ جواب شرط۔

تفسیر

پہلے سے اصول حسنات کا ذکر چلا آتا ہی اسکے ضمن مین اشد منہیات قتل اور کتمان حق کا بھی ذکر آگیا تھا گویا نیکی انسان کو جب نصیب ہوتی ہی کہ جب وہ ایسی بری باتون سے بھی بچے اور چونکہ قصاص انسان کی زندگی باقی رہنے کا باعث تھا اور قتل کو بند کرتا تھا جیسا کہ فرمایا ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب اسکے بعد وصیت کا مسئلہ ذکر کیا کس لئے کہ باوجود مال واسباب ہونیکے اپنے اقارب کو محروم رکھنا گویا انکو قتل کر دینا ہی جس طرح قصاص حقیقی قتل کی دوا ہی اسی طرح وصیت اس مجازی قتل کی دوا ہی اسیلئے فرماتا ہی کہ ہمنے تمہارے لئے وصیت مقرر کردی ہی پس جب علامات موت نظر آئین اور مال موجود ہو تو متقی پر یہہ حق ضرور ہے کہ مان باپ اور دیگر اقارب کے لئے وصیت کرجائے ہان اب جو کوئی قابض مال یا گواہ خبردار ہونے کے بعد اسکو بدلے گا تو یہ گناہ اسکی گردن پر رہے گا خدا سے کوئی بات مخفی نہین - اور جو کسی کو یہہ معلوم ہو کہ موصی انصاف کے طور پر وصیت نکریگا یا وہ وصیت مین بے انصافی کرکے مرگیا تو اسنے محض نیک نیتی سے موصی کو وصیت کے بدلنے کی صلاح دی یا اسکے وارثون مین اور جنکے لئے وصیت خلاف انصاف کرکے مرگیا ہی اور جھگڑا پیدا ہوگیا ہو وصیت مین کچھہ کمی زیادتی کرکے باہم صلاح کرادی تو اس تبدیل و تغیر مین بھی کچھہ گناہ نہین اور اس صلاح مین جو کچھہ خلاف وصیت اس سے سرزد ہوگئی ہی تو خدا اسکو معاف کردیگا وہ غفور الرحیم ہے -

جمہور مفسرین کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہی یعنی وصیت کرنیکا حکم والدین اور اقارب کے لئے جبتک ضرور تھا کہ جبتک آیت میراث نازل نہین ہوئی تھی اور اسی لئے نبی صلعم نے فرمایا تھا کہ مسلمان کو لائق نہین کہ اسپر تین شب گذرین اور اسکے پاس وصیت نامہ لکھا ہوا نہو (صحیحین) کس لئے کہ تمام مال کا وارث میت کے زن و فرزند ہوجایا کرتے تھے مان باپ اور دیگر اقارب محروم رہجاتے تھے پس جب آیت میراث نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اسلئے نبی صلعم نے فرمایا کہ خدا نے ہر حقدار کا حق مقرر کردیا اب کسی وارث کے لئے وصیت نہین (صحیحین) مگر حسن بصری اور علاء بن زیاد اور مسروق اور مسلم بن یسار وغیرہ علماء کبار یہ فرماتے ہین کہ آیت منسوخ نہین کس لئے کہ آیت میراث مین جن قرابتیون کا حق اور حصہ ہی البتہ انکے لئے وصیت نہین اور جو محروم الارث ہین جیسا کہ بیٹون کی موجودگی مین یتیم پوتا یا چچازاد بھائیونکی موجودگی مین نواسہ - یا اور مساکین و فقراء الوان کے لئے بدستور وصیت مستحب ہی مگر تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہو جیسا کہ حدیث سعد سے مفہوم ہوتا ہی اور یہی قول صحیح ہی -

ف جبتک آیت میراث نازل نہین ہوئی تھی والدین و اقارب کے لئے صاحب مال پر وصیت فرض تھی آیت میراث کے بعد یہ حکم غیر وارث کے لئے ثلث مین مستحب ہی - وصیت کے بعد جو لوگ اس مین کمی زیادتی کرینگے وہ گناہگار ہونگے میت پر اگر موصی سے کسی کی طرفداری یا کسی کے محروم کر دینے کا اندیشہ ہو تو باہم مصالحت کرادینا کوئی گناہ نہین ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا

ایمان والو تم پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا جیساکہ تم سے پہلے لوگون پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہوجاؤ گنتی کے

مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ

چند روزون تک (اسپر بھی) جو کوئی تم مین سے بیمار ہوجاوے یا سفر مین ہو تو اور دنون سے گنتی پوری کردے اور جنکو اس کی طاقت ہو تو تو اس کے بدلے مین

مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

ایک محتاج کو کھانا دینا چاہیے پھر جو اپنی امنگ سے نیکی کرے تو یہ اسکے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو

ترکیب

یا حرف ندا الذین امنوا صلہ و موصول منادی کتب فعل مجہول الصیام مفعول مالم یسم فاعلہ کما موضع نصب مین ہی صفت ہے کتب کی ای کتبنا کما کتب ایاما موصوف معدودات صفت ملکر منصوب ہی صوموا مقدر سے یا الصیام سے فمن شرطیہ کان کا اسم ضمیر ہی جو من کی طرف پھرتی ہی اور مریضا اسکی خبر معطوف علیہ او علی سفر معطوف موضع نصب مین ہے او مسافر افعدۃ مبتدا ای فعلیہ عدۃ خبر محذوف ای علیہ من ایام اخر صفت ہی عدۃ کی پس یہ مجموعہ جواب شرط ہی علی الذین یطیقونہ جملہ خبر فدیۃ مبدل منہ طعام مسکین بدل مجموعہ مبتدا رجملہ معطوف بر جملہ سابقہ۔

تفسیر

قصاص اور وصیت حیات دنیاوی کا سبب تھا اور کلام الٰہی مین جسطرح حیات دنیا کی اصلاح فرمائی گئی اسی طرح حیات ابدی کی بھی ضرور رعایت ہونی چاہیئے اس لئے یہان اس چیز کا حکم دیا کہ جو حیات ابدی کا عمدہ ذریعہ ہی یعنے روزہ کس لئے کہ انسان جب صبح سے شام تک نفس کے تینون خواہشون کھانے پینے جماع سے رکے گا اور اسی کو صوم شرعی کہتے ہین اور پھر اسکے ساتھ اپنی دلکو ذکر الٰہی تلاوت اور نماز اور مراقبہ اور اعتکاف مین لگادیگا تو بیشک اسکی روح کو قوت ہوگی اور اس جسم کو چھوڑنے کے بعد بھی حیات ابدی اور عالم قدس مین زندہ رہنے کا سبب ہوگا اور نیز احکام مذکورہ بالا کی تعمیل جسمانی خواہشون کے خلاف ہی اور جبتک انسان اپنی نفسانی خواہشون سے مقابلہ کرنیکا خوگر نہین ہوتا تو اصول حسنات اور صبر پر بھی قادر نہین ہوتا بلکہ دنیاوی ترقی کے لئے بھی مصائب برداشت نہین کرسکتا اسلئے روزہ کا حکم دیا تاکہ روح قوی ہوجاوے جسم کی خواہش اور تیزی توڑنے کے لئے آسمانی ہدایت مین قدیم سے ریاضت کا حکم ہی اسی لئے فرماتا ہی کہ ای مسلمانو تمپر روزے فرض ہوے جسطرح کہ تمسے پہلی امتون پر فرض ہوئے تھے تاکہ تم نفس کشی کے عادی ہوکر متقی ہوجاؤ۔ اور یہ روزہ تمپر ہمیشہ کے لئے نہین بلکہ چند روز۔ اور اسپر بھی تمھارے لئے یہ آسانی ہی کہ اگر کوئی بیمار یا مسافر ہو اور روزہ کی طاقت نہ رکھے تو اوسکے بدلے مین اور دنون مین گنکر روزہ رکھلے۔ اور اسپر بھی تمھارے لئے یہ رخصت ہی کہ جو لوگ تم مین سے بڑی مشقت کیساتھ روزہ رکھ سکتے ہون جیساکہ بڈھا تو وہ ہر روزہ کے بدلے مین ایک مسکین کا کھانا کہ جو اسکو دو وقت کافی ہو دیوی اور جو اپنی طرف سے زیادہ دو تو بہتر ہے اور جو تکلیف اوٹھاکر بھی روزہ رکھلو تو بہتر ہے ۔

فوائد

(۱) کتب علیکم الصیام سے کیا مراد ہی؟ رمضان کے روزے یا اور روزے۔ معاذ اور قتادہ اور عطا وغیرہم علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہی کہ اس سے مراد علاوہ رمضان کے اور روزے ہین جو رمضان کی فرضیت سے پیشتر فرض تھے پھر رمضان فرض ہونے سے جیساکہ آیت آیندہ مین ہی انکی فرضیت جاتی رہی اور وہ ہر مہینے مین تین روزے تھے بعض کہتے ہین کہ اون مین محرم کی دسوین تاریخ کا روزہ بھی تھا۔ اور دلیل انکی یہ ہی کہ اس آیت مین جسکو طاقت روزہ رکھنے کی ہی اسکو فدیہ دینے کی رخصت ہی حالانکہ رمضان کے روزون کی نسبت یہ حکم نہین کہ فدیہ دیکر روزہ نہ رکھے اور نیز اس آیت مین مسافر اور مریض کا حکم ہی اور اس سے پچھلی آیت مین بھی کہ جسمین رمضان کے روزے ہین مسافر اور مریض کا حکم مذکور ہی پس اگر یہان صیام سے مراد رمضان ہو تو بیفائدہ عبارت مکرر ہوجاوے جمہور محققین کہ جنمین ابن عباس بھی ہین یہ کہتے ہین کہ اسجگہ صیام سے

مراد رمضان ہی کے روزے ہین مگر اول اللہ تعالی نے کتب علیکم الصیام فرمایا پھر اسکے بعد ایاما معدودات کیساتھ اسکی تشریح کی پھر اگلی آیت شہر
رمضان الذی انزل فیہ القرآن مین توخوب تعیین کردی جسطرح کہ اوسنے اولا کما کتب علی الذین من قبلکم کہکر اطمینان دلایا تھا کہ یہ سلف صالحین
کا قدیم دستور ہے ایاما معدودات کہکر یہ تسلی کردی کہ ہمیشہ کے لیے نہین بلکہ چند روز کے لیے پھر مسافر اور مریض کو رخصت دی اور جس سے نہایت مشقت
سے ادا ہوتے ہون اسکو فدیہ کی اجازت دی اور انکی دلیل کا یہ جواب ہی کہ لیطیقونہ کے معنے یہ ہین کہ بہ تکلف و بمشقت روزہ رکھ سکتے ہون چنانچہ
عکرمہ اور ایوب اور عطا کی قرارت مین یطوقونہ آیا ہے اسے یجشمونہ یعنی یکلفونہ اور یہ اسلیے کہ وسعت طاقت کے اوپر ایک اور شئے ہی اس صورت مین
اب بھی رمضان کے روزون کی نسبت اوس شخص کے لیے کہ جو مشقت سے روزہ رکھ سکے یہی حکم ہی کہ وہ ہر روزے کے بدلے مین فدیہ دیوے
یہ شیخ فانی کے لیے ہے امام شافعی کہتے ہین کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی جب روزہ رکھنے مین عاجز ہوے تو انکا بھی یہی حکم ہے امام ابوحنیفہ
فرماتے ہین کہ دودھ پلانے والی اور حاملہ کے لیے فدیہ دینے کا حکم اس لیے نہین کیونکہ پھر قضا کے روزے رکھ سکتے ہین بخلاف شیخ فانی کے یہ فدیہ
کا حکم خاص اوسی کے لیے ہے پس آیت لیطیقونہ کو آیت ومن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے منسوخ قرار دینا بیفائدہ ہے اور اسی طرح لا مقدر ماننا۔ اور ہمزہ کو
سلب کے لیے کہنا بھی لاحاصل ہے۔

دوسرا جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ الذین یطیقونہ سے مراد مسافر اور بیمار ہین اور انکی دو حالت ہین ایک یہ کہ روزے کی طاقت نہین رکھتے اسکا حکم
تو خدا نے فعدۃ من ایام اخر مین ظاہر کردیا کہ اور دنون مین روزہ رمضان کی قضا ادا کرین دوسری حالت طاقت کی ہے سو اسمین انکے لیے یہ حکم
ہے فدیۃ طعام مسکین کہ فدیہ دیکر چاہین روزہ نہ رکھین یعنی دونون باتون مین اختیار ہے (کبیر) تیسرا ایک اور بھی جواب ہے کہ رمضان مین ابتدار
اسلام مین مقیم صحیح کو بھی کہ جو روزے کی طاقت رکھتے تھے اختیار تھا خواہ روزہ رکھین خواہ فدیہ دیدین مگر اگلی آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ اور
مکرر ہونے کا یہ جواب ہی کہ ابتدا مین چونکہ تندرست مقیم کے لیے فدیہ اور روزے کا اختیار تھا اور مسافر اور مریض کے لیے افطار کی رخصت تھی
تو یہانسے یہ خیال ہوسکتا تھا کہ مسافر و مریض پر قضا اور فدیہ نہین کیونکہ یہ مشقت مین ہین اسلیے خدا نے مسافر اور مریض کا حال بھی بیان فرمادیا کہ انپر قضا واجب ہے
(۲) کما کتب علی الذین من قبلکم مین تشبیہ نہ عدد مین ہے نہ وقت مین بلکہ صرف ایجاب مین یعنی جسطرح تم پر روزے واجب ہوئے اسی طرح تم سے
پہلے لوگونپر بھی واجب ہوئے تھے نہ یہ کہ جسطرح تم پر تیس روزے رمضان کے واجب ہوئے اونپر بھی تیس رمضان کے واجب تھے اور من قبلکم
سے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری مراد ہین۔

اسمین کوئی شک نہین کہ اہل کتاب کے ہان بھی روزے واجب تھے چنانچہ توراۃ کی تیسری کتاب کے ۱۶ باب ورس ۲۹ اور باب ۲۳ ورس ۲۷ و ۲۹ سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہود پر ساتوین مہینے کی دسوین تاریخ کو کفارہ کا روزہ رکھنا واجب تھا کیونکہ اسمین لکھاہی کہ جو کوئی اسروز روزہ نہ رکھے گا
اپنی قوم سے منقطع ہوجاویگا۔ اور اعمال حواریان کے ۲۰ باب ورس ۹ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی بھی یہ روزے رکھا کرتے تھے۔
علاوہ اسکے چالیس روز تک کوہ طور پر حضرت موسے نے روزے رکھے جیسا کہ کتاب خروج کے ۳۴ باب سے معلوم ہوتا ہے اور کتاب دانیال
کے باب دس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت دانیال نے تین ہفتہ کے روزے رکھے تھے اور اول کتاب السلاطین کے ۱۹ باب ورس ۸
سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت الیاس کوہ حوریب کو گئے تھے تو اونہون نے چالیس دن رات روزے رکھے تھے۔

اور انجیل متی کے ۴ باب اور انجیل لوقا کے ۴ باب درس ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسے نے بھی جبکہ وہ بیابان مین تھے چالیس دن رات کے روزے رکھے تھے۔ علاوہ اسکے بائبل کے مختلف مقامات سے اور بھی روزے رکھنا اہل کتاب کا ثابت ہے اور اسی لئے اب بھی یہود اور متدین نصاری مین روزہ رکھنے کا دستور ہے۔

ہان اب جو یورپ کا الحاد جوش زن ہے البتہ اسکی وجہ سے رسم روزہ و نماز عیسائیون سے اوٹھ گئی اور یوگا فیوما اوٹھتی جاتی ہے بلکہ انکی تقلید مین نیچر مفسر بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ مین روزے کی نہایت اہانت کر رہے ہین جس کا ایک فقرہ یہہ ہے عرب کے لوگ یہودیون اور عیسائیون کو دیکھتے تھے کہ خدا کے خوش کرنے کے خیال سے اور اپنے پیغمبر کی پیروی کی نظر سے روزہ رکھتے ہین آنحضرت صلعم نے بھی اس رسم کو جاری رکھنے کی اجازت دی انتہی ملخصاً اور اس سے پیشتر اس صفحہ مین روزے کو بدنی ریاضت کہہ آئے ہین اور جملہ بدنی ریاضتون کی نسبت صفحہ ۲۳۰ مین یہ کہتے ہین قولہ غرضکہ تمام جسمانی ریاضتون کا اسی غلط خیال پر رواج ہوا ہے وہ یہ کہ انسان کی زندگی آسائش سے بسر کرنی خدا کو پسند نہین اور یہ ایک عجیب خیال تھا انتہی ملخصاً۔

(۳) فمن کان منکم مریضًا او علی سفر فعدة من ایام اخر جس مرض سے روزہ کا افطار کرنا درست ہے جمہور محققین کے نزدیک وہ ہے کہ جس مین روزہ رکھنے سے ضرر جان یا زیادتی مرض متصور ہو نہ ہر مرض کیونکہ اس مقام پر جو لفظ مریض بولا گیا ہے تو اہل زبان اپنے قرائن سے اس سے وہی مرض سمجھتے ہین کہ جسکا ہمنے ذکر کیا نہ عام مرض۔

سفر کے معنے لغت مین کشف کے ہین یعنے کھل جانا اور چونکہ سفر سے لوگون اور ملکون اور زمین کا حال کھلتا ہے اس لئے اوس کو سفر کہتے ہین اور سفیر چونکہ دو شخصون کی پیچیدگی کھولدیتا ہے اس لئے بھی اوس کو سفیر کہتے ہین اور اسی لئے بولتے ہین اسفر الصبح اور کتاب چونکہ معانی کھولدیتی ہے اس لئے اوس کو سفر کہتے ہین اور اسی لئے کہتے ہین اسفار صبح کی روشنی مین آنا۔

مگر شرع مین اس جگہ سفر سے مراد اقل مرتبہ تین منزل کا سفر ہے کس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسح کے بارہ مین فرمایا ہے کہ مقیم ایک رات دن مسح کرے اور مسافر تین رات دن اس سے معلوم ہوا کہ سفر اقل مرتبہ تین رات دن کے فاصلہ سے ہوتا ہے اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے سفر کو علت مسح قرار دیا اور مسح کو معلول بنایا اور معلول علت سے زیادہ نہین ہوتا۔

امام شافعی کہتے ہین کہ سولہ فرسخ کا فاصلہ ضرور ہے اور ہر فرسخ تین میل کا اور ہر میل بارہ ہزار قدم کا ہے کیونکہ ہاشم جد رسول اللہ صلعم نے جب جنگل ناپا تو میل کو بارہ ہزار قدم قرار دیا اور امام مالک و احمد و اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔

مگر داؤد ظاہری نے مطلق سفر مراد رکھا ہے اور اسکی تقلید سے قاضی شوکانی نے در بہیہ مین یہی فتوی دیا ہے۔ پس ان کے مذہب مین تو کوس کیا آدھے کوس تک جانے مین بھی روزہ نہ رکھے اور یہ بالکل غلط ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

رمضان کا وہ مہینا کہ جسمین قرآن نازل کیا گیا لوگون کی ہدایت کے لیئے جسمین ہدایت کی کہلی نشانیان ہین اور وہ حق و باطل مین فرق کر دیتا ہی پھر جو تم مین سے کوئی

الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

اوس مہینے کو پاوے تو چاہیئے کہ اوس مین روزہ رکھے اور جو بیمار یا مسافر ہو تو اور دنون مین گنتی پوری کرے اللہ تو تمہارے لیئے آسانی چاہتا ہی اور تم کو مشکل مین ڈالنا نہین چاہتا

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(اور یہ اس لیئے) تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تمکو جو خدا نے رہنمائی کی ہی اسپر اسکی بڑائی بیان کرو اور تاکہ (اسکی نعمت کا) شکر کرو

ترکیب

شہر رمضان مبتدا اور انزل فیہ القرآن خبر اور ممکن ہی کہ فمن شہد جملہ شرطیہ اسکی خبر اور ممکن ہی کہ شہر رمضان مبتدا محذوف کی خبر ہو ہی شہر رمضان یعنی الایام المعدودات اور بعض نے شہر کو بالنصب پڑھا ہی بدل بنایا ہی ایام معدودات سے ہدی حال ہی قرآن سے اور بعض نے کہا ہی کہ مفعول لہ انزل کا و بینات ای آیات واضحات معطوف ہی ہدی پر اور والفرقان معطوف ہی الہدی پر ای حال کونہ ہادیا للناس حال کونہ بینات من الہدایۃ والفرقان ای مما یفرق بین الحق والباطل فمن شرطیہ مبتدا اور ما بعد اسکی خبر منکم حال ہی ضمیر فاعل سے اور مفعول شہد کا محذوف ہی ای شہد المصر اور الشہر ظرف ہی فلیصمہ جواب شرط و لتکملوا معطوف ہی الیسر پر اور لام زائدہ ہی۔

تفسیر

یہ آیت پہلی آیت کا تتمہ ہے۔ اول فرمایا تھا تم پہ چندروز کے روزے فرض ہوئے اب اس آیت مین ان چندروزون کی تشریح کر دی کہ وہ چند دن کہ جن مین تم پر روزے فرض ہوئے رمضان کا مہینا ہے یہ وہ مبارک مہینا ہے کہ جس مین قرآن نازل ہوا ہے کہ جو لوگون کے لیئے ہدایت ہے اور حق و باطل مین تمیز کرنے کے بارہ مین کھلی نشانی بھی ہی پس جو اس مہینے کو پاوے تو چاہیے کہ روزہ رکھے اور جو مسافر اور بیمار ہو تو اور دنون مین اتنے ہی رکھ لے اس سے خدا نے تمہارے لیئے آسانی کر دی اور نیز تعداد رمضان کی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ اور اس لیئے کہ تم خدا کی بڑائی بیان کرو کہ اسنے ہمکو ہدایت[ب] کی اور ہمیشہ اسکی شکرگزاری کرتے رہو انزل فیہ القرآن اس مین کوئی بھی شبہہ نہین کہ انوار الٰہی ہمیشہ چمکتے رہتے ہین مگر علائق بشریہ اونکو ارواح بشریہ پر ظاہر ہونے مین حجاب ہو جاتے ہین اور ان علائق بشریہ کے دور کرنے مین روزہ سے بڑھکر کوئی چیز نہین اور نزول قرآن بھی انوار الٰہی کا کامل ظہور ہی سو اسلیئے اسکا نزول ماہ رمضان مین قرار پایا اور یہی حکمت تھی کہ حضرت موسےٰ نے جبکہ کوہ طور پر انکو توراۃ ملی اور خدا نے انسے کلام کیا تو اول انسے چالیس روزے رکھوائے اور اسیلئے حضرت عیسےٰ نے بیابان مین چالیس روزے رکھے غالباً اونکو اسی وقت انجیل عطا ہوئی ہو اور آنحضرت صلعم نے بھی غار حرا مین روزے رکھے اور پھر وہان قرآن نازل ہوا رمضان کے مہینہ مین شب قدر مین جو تجلی الٰہی کا وقت ہے قرآن مجید تمام و کمال لوح محفوظ سے نقل ہو کر آسمان دنیا مین بیت المعمور ایک جگہہ ہے وہان نازل ہوا اور پھر وہان سے تھوڑا تھوڑا دنیا مین آنحضرت پر نازل ہوا کیا۔ پس اب اس آیت مین اور اس مین انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ وانا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ کچھ بھی تعارض نرہا[ل]۔

[ل] کس لیئے کہ لیلۃ مبارکہ بھی رمضان ہی مین تھی۔ اور نہ اس قول مشہور مین کہ قرآن شوال کے مہینے مین نازل ہونا شروع ہوا اور نہ اس آیت مین کچھ تعارض باقی رہا۔

[ب] امام شافعی کہتے ہین کہ اس سے مراد عیدین کے روز تکبیر کہنا ہے ۱۲ [ب] بعض کہتے ہین انزل فیہ القرآن سے مراد یہ نہین ہی کہ رمضان مین قرآن اوترا بلکہ رمضان کی شان مین قرآن اوترنا مراد ہے جیسا کہ کہتے ہین انزل فی و علی و انزل نے عمر ۱۲ منہ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا

اور جب آپ سے میرے بندے مجھ سے پوچھیں (تو کہدو کہ) مین تو پاس ہی ہون جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو مین جواب دیتا ہون　پھر لوگونکو بھی ہمارا حکم ماننا چاہیے　اور مجھپر

بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ۝

ایمان لانا چاہیے　تاکہ وہ ہدایت پاوین

ترکیب

اذا سالک فعل عبادی فاعل ک مفعول عنی متعلق ہے فعل سے یہہ تمام جملہ شرط فانی قریب ای فقل لہم انی قریب جواب شرط اجیب خبر ثانی ہے۔

تفسیر

پہلی آیت مین تکبیر اور یاد الٰہی اور اوسکی شکر گزاری کا حکم تھا جس سے احتمال تھا کہ ہم تو اسکو یاد اور اسکی شکر گزاری کرتے ہین آیا وہ بھی ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے یا کہ دنیا کے امرا اور شاہنشاہون کی طرح وہان تک رسائی اور کسی کی شنوائی ہی نہین ہوتی! قطعہ روئے برخاک عجز مے مالم ؛ ہر سحر گہ کہ باد مے آید ؛ اے کہ ہرگز فرامشت نکنم ؛ ہیچت از بندہ یاد مے آید ؛ اس آیت مین اس شبہ کو زائل کر دیا کہ جب میرے بندے ای نبی میرا حال آپ سے پوچھین تو کہدو کہ مین تو انسے بہت ہی قریب ہون جو کوئی مجھے پکارتا ہی تو مین اسکو سنتا اور جواب دیتا ہون جو مجھ سے دعا کرتا ہے قبول کرتا ہون ۔ پس میرے بندون کو بھی لازم ہے کہ میری اطاعت کرین اور گو مین انکی نظر سے غائب ہون لیکن وہ مجھپر ایمان لاوین تاکہ مجھ تک پہونچنے کا رستہ پاوین ۔

اس آیت کے شان نزول مین مفسرین نے مختلف اقوال نقل کیے ہین بعض کہتے ہین ایک بدوی نے آکر آنحضرت صلعم سے پوچھا تھا کہ ہمارا رب قریب ہو تو ہم اوس سے آہستہ مناجات کرین اور اگر بعید ہو تو پکارین؟ تب یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہین کہ آنحضرت کسی جہاد مین تشریف لے گئے تھے صحابہ نے بلند آواز سے تکبیر و تہلیل پکارنی شروع کی آپ نے فرمایا تمہارا رب بہرا اور دور نہین تب یہہ آیت نازل ہوئی ؛ خدا تعالیٰ کا قرب اپنے بندون سے قرب جسمانی نہین کیونکہ وہ جسم سے پاک ہی علاوہ اس کے جسمانی چیز سب کے مساوی درجہ پر قریب نہین ہوتی بلکہ ان دو شخصون مین سے (جو فاصلہ پر ہین) ایک جس سے جس قدر قریب ہوگی دوسرے سے اوتنی ہی دور ہوگی بلکہ یہہ قرب علاوہ اس کے اور قرب ہے کہ جس کو کہین وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ[1] اور کہین هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ سے تعبیر کیا ہے اس کو اہل ظاہر قرب علمی کہتے ہین وہ ہم سے شاہ رگ تو کیا ہماری ذات اور ہمارے وجود سے بھی تو زیادہ قریب ہے مگر اس حجاب جسمانی کی وجہ سے وہ ہم کو دکھائی نہین دیتا ۔

اجیب دعوة الداع کے معنے ہم بیان کر چکے ہین کبھی جو دعا کا اثر ظاہر نہین ہوتا تو اوس مین کوئی حکمت الٰہی ہوتی ہے ملحدانہ خیال کے لوگ دعا اور اوس کے اثر کے منکر ہین جس سے تردید پایا جاتا ہے ۔ بندہ کو لازم ہے کہ ہر حاجت مین اوسی کیطرف رجوع کرے ۔ دعا کے فضائل بیشمار ہین ۔

[1] اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہین ۱۲

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ

روزون کی راتون مین اپنی بی بیون سے اختلاط کرنا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہاری پوشش ہین اور تم اون کی پوشش ہو خدا کو معلوم ہے کہ تم آپ ہین

تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

خفی طور سے ملتے تھے سو اسنے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر کی پس (اب رات مین) انسے ہم بستر ہو لیا کرو اور جو کچھ تمہاری لئے (اس ہم بستری سے) خدا نے مقدر کر رکھا ہے (یعنی اولاد) اسکو حاصل کرو اور جب تک

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ

صبح کی سفید دہاری رات کی سیاہ دہاری سے ممیز نہو اوس وقت تک کہا پی لیا کرو پھر روزہ کو رات تک پورا کرو اور جب تم مسجدون مین

وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

اعتکاف کے لئے بیٹھے ہوا کرو تو اپنی بیویون سے اختلاط نکرو (یعنی رات مین بھی اختلاط نکرو) یہ خدا کی مقرر کی ہوئی حدین ہین سو انکے پاس بھی نجانا یون خدا تمہارے لئے اپنے احکام کہول کہول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاو

ترکیب

احل فعل مجہول الرفث الخ مفعول مالم یسم فاعلہ لیلۃ الصیام ظرف ہے الرفث کا اور بعض کہتے ہین احل کا و فیہ نظر چونکہ رفث مین افضی کے معنے ملحوظ ہین اسلئے اسکے صلہ مین الی آیا ہے ہن لباس الخ علم فعل اللہ فاعل انکم الخ جملہ مفعول۔ باشروا امر ضمیر انتم اسکا فاعل ہن مفعول اور یہی وابتغوا اور کلوا واشربوا جملہ اسپر معطوف الآن ان سبکا ظرف من الفجر الخیط کا بیان ہے وانتم عاکفون الخ حال ہو لا تباشروہن سے۔

تفسیر

یہ آیت احکام صیام کا تتمہ ہی۔ اکثر مفسرین یہ کہتے ہین کہ ابتدا اسلام مین روزہ دار کو افطار کے بعد جب تک کہ عشا نہ پڑھے اور نہ سوئے کہانا پینا جماع کرنا درست تہا اور جب وہ عشا پڑھ چکے یا افطار کر کے سو جاتے تو پھر اسکے لئے یہ چیزین ممنوع ہو جاتی تہین جسطرح کہ اب صبح صادق سے ممنوع ہو جاتی ہین چنانچہ اس آیت کی شان نزول مین مروی ہی کہ ایک انصاری (کہ جسکے نام مین اختلاف ہے معاذ کہتے ہین ابو صرمہ اور براء کہتے ہین قیس بن صرمہ) اون کے کام سے ہا رہکا شام کو گھر مین آیا افطار کر کے کہانا انکا کہانے مین کچھ دیر تہی سو گیا پھر اوسکو بیدار کیا تو اوسنے اسلئے کہ بعد خواب کے کہانا منع تہا نہ کہایا اسی طرح روزہ پر روزہ رکہ لیا جس سے اگلے روز ضعف کی وجہ اوسکا حال تباہ ہوا جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی گئی اور اس عرصہ مین حضرت عمر نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت مین نے عشا کے بعد اپنی بیوی سے صحبت کی اسی طرح اور لوگون نے بھی ایسے ایسے واقعات بیان کئے تب یہ آیت نازل ہوئی (تفسیر کبیر) اس آیت مین خدا نے وسعت دیکر صبح صادق تک کہانے پینے جماع کرنے کی اجازت دیدی خواہ نماز عشا پڑھکر یا سو کر ان چیزون کو استعمال مین لاوے اس آیت مین خدا فرماتا ہی کہ روزہ کی شب مین تمہارے لئے اپنی بیویون کے پاس جانا مباح ہی کس لئے کہ اون سے تم سے باہم نہایت رغبت طبعی ہی اور ہمکو اپنے علم ازلی سے یہ بات معلوم تہی کہ تم سے صبر نہو سکے گا پس ہم نے تمکو اجازت دیدی کہ تم اونسے صبح صادق تک مباشرت کر سکتے اور کہا پی سکتے ہو مگر جب اعتکاف کے لئے مسجدون مین بیٹھو تب انسے رات مین بھی مباشرت نکرو۔

رفث لغت مین فحش باتون کو کہتے ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فلا رفث ولا فسوق فی الحج پھر اس سے مراد وہ باتین ہین کہ جو بوقت جماع کیجاتی ہین اور یہان جماع مراد ہے ہن لباس لکم عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا لباس کہا اسوجہ سے کہ یہ باہم اس طرح لپٹتے اور چمٹتے ہین کہ جسطرح لباس بدن سے لپٹا ہوتا ہی یا اسوجہ سے کہ ایک دوسرے کو ناجائز باتون سے روکنے مین لباس کی طرح ستر ہو جاتا ہی یا اس لئے کہ جسطرح لباس مخصوص ہوتا ہو اسی طرح انمین خصوصیت ہوتی ہے یا اس لئے کہ لباس کی طرف انسان کو رغبت طبعی ہوتی ہی اور وہ باعث زیب و زینت ہوتا ہی ایسا ہی معاملہ مرد عورت کا ہی انکم کنتم تختانون خیانت سے مراد وہ افعال ہین کہ جو اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر بعض صحابہ سے ظہور مین آئے کہ کسی نے رات کو جماع کیا کسی نے کہایا پیا وابتغوا الخ سے بعض نے یہ مراد لی ہی کہ جماع سے غرض اولاد ہے سو اسکو طلب کرو محض قضاء شہوت مقصود نہو

بعض کہتے ہین اس سے مراد ہی کہ جو چیز جماع مین تمھارے لئے جائز کی گئی ہی وہ لو یعنی دُبر سے جماع نکرو اور خاص بیوی یا لونڈی سے یہ نفع لو معاذ بن جبلؓ و ابن عباسؓ وغیرہ فرماتے ہین کہ اس سے مراد یہ ہی کہ اسی فعل مین شب کو بیتر نکرو بلکہ بقدر ضرورت فارغ ہوکر لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

والخیط الابیض اور الخیط الاسود سے مراد رات اور صبح صادق ہی صبح صادق سے پہلے سفید ستون سا آسمان کے کنارہ سے مشرق کیجانب نمودار ہوتا ہے اسکے بعد سیاہی چہا جاتی ہے اسکو صبح کاذب کہتے ہین اسوقت تک کھانا پینا سب درست ہے اس کے بعد اسی سیاہی مین ایک سفید دہاری الٹ کر اوپر تک پھیل جاتی ہی یہان تک کہ پھر آفتاب طلوع کرتا ہے اس سفید دہاری کو صبح صادق کہتے ہین پس جبتک دونون دہاریان باہم ممتاز ہوجاءین جبتک کھانا پینا جماع ممنوع ہی کیونکہ صبح صادق سے دن شمار ہوتا ہے اور یہ ممانعت بموجب اتموا الصیام الی اللیل غروب آفتاب تک ہے بعض کہتے ہین کہ جب تک سرخی غائب ہوجائے تب تک بعض کہتے ہین ستارون کے برآمد ہونے تک ممانعت ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہین مگر جبکہ لیل عرف عرب مین غروب آفتاب سے گنی جاتی ہے اور نیز احادیث صحیحہ مین بھی بعد غروب کے متصلاً آنحضرت علیہ السلام کا انطار کرنا ثابت ہوگیا ہے تو پھر دیر کرنا تکلف بیفائدہ ہے۔

ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المساجد اعتکاف لغت مین کسی شے پر اپنے آپکو مقید کرنا خواہ بھلی یہ ہو یا بری بات پر جیسا کہ یعکفون علی اصنام لہم مین وارد ہے لیکن شرع مین اعتکاف مسجد مین بہ نیت تقرب الٰہی بیٹھنے کا نام ہی امام ابوحنیفہ اس مین دو قیدین ٹہراتے ہین ایک یہ کہ مسجد مین روزہ رکھکر بیٹھنا دوسری یہ کہ کم سے کم پورے ایک دن تک بیٹھے پس بغیر روزے کے مسجد مین بیٹھنا اسی طرح روزہ رکھکر دن کم سے کم بیٹھنا اعتکاف شرعی نہ سمجھا جائے گا کس لئے کہ احادیث اور فعل صحابہ سے اعتکاف اسی طور سے پایا گیا ہے مگر امام شافعی ان دونون قیدون کو شرط نہین خیال کرتے کہ ان بتغیر اعتکاف نہ سمجھا جائیگا ہان جو ان قیود کو مرعی رکھے تو اولےٰ ہے۔

دلائل فریقین کی اون کتابون مین مذکور ہین اعتکاف مین بھی اپنی بیوی سے جماع کرنا درست نہین بغیر شہوت کے اگر ہاتھ لگ جائے تو کچھ مضائقہ نہین۔ معتکف سوائے حاجت ضروری پیشاب پاخانہ یا نماز جمعہ کے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ رمضان کے اخیر عشرہ مین اعتکاف کرنا مسنون ہے۔

ابو مسلم اس آیت کے معنے مین یہ کہتے ہین کہ ابتدا اسلام مین روزہ کی کوئی تشریح نہ تھی کہ کب تک کھاوے پیوے اور یہود بلکہ عیسائی اس سبب سے کہ جہان کہین انکی کتابون مین روزہ کا حکم ہی وہان سے دن رات کا روزہ سمجھا جاتا ہی دن رات کا روزہ رکھتے تھے انکے روبرو سے مسلمان بھی یہی کرنے لگے تھے کہ رات کو بھی کچھہ کھاتے پیتے نہ تھے مگر اسمین مشقت تھی اور نیز وہ آسانی کہ جو اس شریعت مین رکھی گئی ہی اسکے بھی منافی تھا اسلئے خدا تعالی نے صریح اجازت دیدی کہ صبح صادق تک شوق سے کھاؤ پیو یعنے رات کا روزہ نہین سو یہ سمجھنا کہ یہ آیت پہلے حکم کے لئے ناسخ ہی غلط ہی۔ درحقیقت روزہ روح کی تازگی اور جسم کی پژمردگی کے لئے ایک عجیب نسخہ ہی اور نیز مشقت کشی کے عادی ہونیکے لئے اور تنقیہ جسمیہ کے لئے بھی اسکے فوائد بیشمار ہین اور اسلئے ہر ملت و مذہب مین اسکا دستور قدیم ہی اور ریاضت جسمانی کا مسئلہ اسلام مین ایک مہذب طریقہ پر ملحوظ رکھا گیا ہی۔ کیونکہ خدا نے اپنے اخیر نبی علیہ السلام کو متوسط طریق پر مبعوث کیا ہی اسلئے سحر تک کھانے پینے سے جسم کو پژمردگی مفرط سے بھی محفوظ رکھا کس لئے کہ افراط مین آکر بالکل جسم کو ہلاک کرنا روح کو اسکے کمالات حاصل کرنیسے محروم کردینا ہی اور لیکن پہلی امتون کے نفوس چونکہ زیادہ سرکش تھے اور انکے قوی بہیمیہ بھی تیز تھے اسلئے بقاعدہ ،، دوا بقدر مرض ،، انکو دن رات کے روزہ کی ضرورت تھی اسی طرح نشتر بے مہار ہوکر ہر طرح کی لذات مین مستغرق رہنے سے بھی منع کردیا اسی لئے اسلام مین سحری کھانا مسنون قرار پایا تسحروا فان فی السحو برکۃ کہ سحری کھانا اسمین برکت ہے۔

۵۱ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی بن حاتم نے ڈوری سیاہ اور سفید لیکر اپنے تکیہ کے نیچے رکھہ چھوڑی پس جب تک اونہین فرق نہ معلوم ہوتا تب تک کھاتے پیتے وہ کہتے ہین کہ مین نے ایک روز آنحضرت اطلاع کی آپ ہنسے اور فرمایا کہ تیرے پاس بڑے لنبے چوڑے ڈورے ہین اے صاحب ان سے مراد رات دن کے دوڑے ہین کذا فی صحیح البخاری ۱۲ منہ

وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طور پر نہ کھا جایا کرو اور نہ اسکو حکام رسی کا ذریعہ بناؤ (رشوت میں دیکر) تاکہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ ناجائز طور پر جان بوجھکر کھانے لگو

ترکیب

لاتاکلوا فعل انتم فاعل اموالکم مفعول بینکم ظرف ہے تاکلوا کا لان المعنی لاتاکلوا بالباطل موضع نصب میں ہے بسبب تاکلوا کے وتدلوا مجزوم ہے بسبب معطوف ہونے کے تاکلوا پر لتاکلوا کا لام تدلوا سے متعلق ہے فریقا مفعول تاکلوا کا من اموال الناس اس کا بیان وانتم تعلمون جملہ حال ہے تاکلوا کے فاعل سے۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں روزہ کا حکم اور اس میں مباح چیزوں کے بھی وقت معین تک کھانے پینے کی ممانعت تھی جو نفس سرکش کے زیر کرنے کے لئے بڑی عمدہ ریاضت ہے ان آیات میں معنوی روزہ کا حکم دیا جاتا ہے کہ لوگوں کے ناجائز طور پر مال نہ کھا جایا کرو وہ گناہ جو حقوق العباد سے متعلق ہیں کسی کا غصب۔ رشوت۔ چوری۔ دغابازی خیانت حیلہ سازی یا معصیت کی ذرائع سے پیدا کردہ مال کھانا اور مال کو حکام رسی کا رشوت دیکر ذریعہ بنا کر لوگوں کے مال اڑا جانا مخل تمدن اور روسیاہی کا بھی باعث ہے۔ ان گناہوں سے خصوصاً پرہیز کرنا بھی ایک قسم کا روزہ ہے اور نیز روزوں کی راتوں میں کھانے کی اجازت تھی اس جگہ بتا دیا کہ کھاؤ تو مال حرام نہ کھایا کرو اس مناسبت سے اس مسئلہ کا بھی ذکر ہوا اور اس کے بعد اور بھی ممنوع چیزوں کا ذکر ہوتا ہے اور مفید اعمال کی تاکید فرمائی جاتی ہے تاکہ معنوی روزہ کی تکمیل ہو جائے۔

تدلوا ادلا سے مشتق ہے جسکے معنے ہیں کنوئیں میں ڈول ڈالنا قال تعالیٰ فادلی دلوہ مگر اس سے مراد بذریعہ رشوت حکام سے ربط پیدا کرنا تاکہ لوگوں کے مال ناحق مارے۔

ف اموالکم کے بظاہر معنے اپنا مال ہی ہے پھر اپنے مال کو بینکم بالباطل سے کھانے کے کیا معنے! اس کے دو جواب ہیں اول یہ کہ اموالکم سے مراد اپنے لوگوں کا مال ہے جو ایک معنے سے اپنے بھائیوں کا مال اپنا ہی سمجھا جاتا ہے اموالکم کے ساتھ تعبیر کرنے میں شفقت دلانا مقصود ہے کہ یہ بھی تمہارا ہی مال ہے اس کو بیدریغ ناجائز حیلوں سے نہ کھا جایا کرو دوم اپنا مال بھی باطل طریقہ سے کھانا درست نہیں۔ اسراف فضول خرچی عیاشی کھیل تماشے لہو ولعب میں صرف کرنا ناجائز طریقوں سے کھانا ہے۔

پہلی صورۃ میں ناجائز طریقہ سے کھانے کی یہہ صورتیں ہیں۔ دغا فریب دیکر کھانا رشوت اور سود میں دینا لینا رمل جفر نجوم وغیرہ شعبدوں سے مال مار لینا جھوٹے ٹوٹکے فال وغیرہ سے حاصل کر لینا فتووں میں رشوت لینا حکام اور اہل عدالت کا رشوت لینا جوئے سے لینا سب بالباطل مال کھانا ہے جو اس آیت سے حرام ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا

آپ سے ہلالون (چاندون) کی حقیقت پوچھتے ہین انسے کہدو کہ یہ لوگون کے معاملات اور حج کے اوقات بتلانے کے لئے ہین اور یہ تو کچھ بھی نیکی نہین کہ گھرون مین انکے پیچھے سے آیا کرو

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

لیکن نیکی تو اسکی ہے کہ جو پرہیزگاری کرتا ہے اور گھرون مین انکے دروازون سے آیا کرو اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

ترکیب

یسئلون فعل با فاعل کے مفعول عن الاہلة متعلق ہے یسئلون سے ہی مبتدا مواقیت للناس معطوف علیہ والحج معطوف مجموعہ خبر البر اسم لیس بان تاتوا البیوت اسکی خبر۔

تفسیر

جبکہ رمضان کے روزے فرض ہوگئے تو چاند کے حساب سے رمضان اور شوال کا اور نیز حج کے مہینونکا حساب شمار عرب کے قدیم عادت کے موافق ایک ضروری بات ہوگئی اسلئے بعض لوگون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہلالون سے سوال کیا کہ اسمین کیا سر ہے کہ اول ز تو مہین چاند باریک خمدار ہوتا ہی پھر بڑھتے بڑھتے بڑھ جاتا اور پورا ہوجاتا ہی اور پھر گھٹنے لگتا ہے آخر پھر وہی باریک خمدار رہجاتا ہی چونکہ یہ مسئلہ علم ہیئت سے متعلق تھا جسکے سمجھنے کی ادن ان پڑھ لوگون کو لیاقت نہ تھی مفت الجھن مین پڑجاتے اس لئے اس سے اعراض کرکے جو ہلالون کا فائدہ تھا وہ بتادیا کہ یہ لوگون کے معاملات اور اوقات بتاتے ہین چاندون سے مہینے اور مہینون سے سال برس بنتے ہین عرب کے نزدیک صاف اور موٹا حساب جسکو ہر ایک سمجھ سکے چاندون ہی سے تھا۔ اور اب بھی ہے۔ اس جواب سے دو باتون کی تعلیم ہوگئی اول یہ کہ جن اشیاء کے حقائق و اسرار سمجھنے کی لیاقت نہو انسے سوال کرکے اپنا اور مجیب کا وقت ضایع کرنا چاہیے بیکار باتون مین مصروف ہونا تضیع اوقات ہے دویم یہ کہ اگر کوئی اس قسم کا سوال کرے بھی تو جہان تک اُسکے مفید مدعا ہو تبلا دینا چاہیئے زجر و توبیخ کرنا خلاف اخلاق ہے۔

ہلال اول رات کے چاند کو کہتے ہین اسکی جمع اہلہ آتی ہے چونکہ یہ ذکر جواب مین آچکا کہ ہلال حج کا وقت بھی تبلاتے ہین اس مناسبت سے حج جیسی عمدہ عبادت مین جو کچھ عرب کے جاہلون نے تعریف کر رکھی تھی اور لطف یہ کہ اسکو نیکی سمجھے ہوئے تھے اور اصلی نیکی سے بیخبر تھے اس لئے اُس تعریف اور جملہ نیکیون کے اصل الاصول کو بتادیا۔ احرام باندھنے کے بعد جو عرب کے لوگون کو گھر مین آنیکی ضرورت پڑتی تھی تو پس پشت سے آتے تھے تاکہ دروازہ سے آنے مین حج سے اعراض نہ پایا جائے فرمادیا یہ کچھ بھی نیکی نہین آؤ تو دروازے سے آیا کرو واتوا البیوت من ابوابہا حکمت کا ایک بیش بہا گوہر ہی جسمین اشارہ ہے کہ جس کام کو کرو اسکے رستے سے کرو اسباب عادی کو اور اسکے مناسب تدابیر کو عمل مین لاؤ یہ دنیا و دین کے سب کامونکو حاوی ہی اصلی نیکی کیا ہی اتقوا اللہ خدا سے ڈرنا اور پرہیزگاری کرنا جملہ ممنوع امور سے الگ رہنا خواہ وہ از قسم عقائد ہون یا از قسم اعمال ہون اور یہی ہر فلاح دارین و البتہ ہی لعلکم تفلحون سعادت کے گھر کا یہی دروازہ ہی۔ یہ بھی معنوی روزہ کا تتمہ بیان تھا۔

ف واتوا البیوت من ابوابہا کلام حکمت ہے جو بہت سے معانی جلیلہ کی طرف اشارہ کرتا ہی از انجملہ یہ کہ جو کام کرو اسکے قاعدہ اور دستور سے کرو خلاف قاعدہ کام کرنا گھر مین پس پشت سے آنا ہے۔ گھر سے مقصود کی طرف اور دروازہ سے اسکے رستہ اور قاعدہ کی طرف استعارہ ہی ۱۲ منہ

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

اور (اسے مسلمانون) جو تم سے لڑتے ہین تم بھی انسے اللہ کی راہ مین لڑو اور زیادتی نکرو　خدا ہرگز زیادتی کرنیوالون کو پسند نہین کرتا　اور ان کو جہان کہین

ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

پاؤ قتل کرو　اور انکو وہان سے نکالدو کہ جہانسے اونہون نے تمکو نکالا ہے (مکہ سے)　اور فساد تو قتل سے بھی بڑھکر ہے[1]　اور انسے خانہ کعبہ کے پاس　نہ لڑو

حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○

جب تک کہ وہ تم سے یہان نہ لڑین　پھر اگر وہ تم سے لڑین تو تم بھی اونکو قتل کرو　کافرون کی ایسی ہی سزا ہے　پھر اگر وہ باز آجادین　تو خدا غفور الرحیم ہے

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○

اور ان سے یہان تک لڑو کہ فتنہ فساد باقی نہ رہے[2]　اور سب اللہ کا دین ہوجاوے　پھر اگر وہ باز آجاوین　تو سوائے ظالمون کے کسی پر زیادتی جائز نہین

ترکیب

قاتلوا فعل انتم اسکا فاعل فی سبیل اللہ اسکے متعلق الذین یقاتلونکم جملہ مفعول ولا تعتدوا معطوف ہے قاتلوا پر اللہ اسم ان لایحب الخ خبر واقتلوا فعل انتم فاعل ہم مفعول حیث متعلق ہے اقتلوا سے وقس علیہ اخرجوہم - الفتنۃ مبتدا اشد الخ خبر حتی بمعنے کے اور ممکن ہے کہ بمعنے الی ان ہو لاتکون کان تامہ اور یکون مین بھی کان تامہ اور جو دونون کو ناقصہ کیا جاوے تو للہ خبر عدوان اسم لا الا علی الظالمین خبر لا

تفسیر

پہلی آیت مین فرمایا تھا کہ نیکی گھرون مین پیچھے سے آنے مین نہین بلکہ نیکی تقوی ہے اور تقوی کی بڑی شاخ اللہ کے دشمنونسے لڑکر زمین کو کفر و معاصی اور دیگر فسادسے پاک کرنا ہے جسکی بھلائی اور جس کا عام فائدہ آیندہ نسلون تک باقی رہتا ہے اسی لیے اس آیت مین خدا تعالی نے قتل فی سبیل اللہ یعنی جہاد کا حکم دیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کبار کے ساتھ بارادہ حج مدینہ سے کوچ کرکے مکہ کی طرف چلے اور جب بمقام حدیبیہ[ف] آئے تو کفار قریش نے آپ کو روک دیا اور کئی روز تک آپ وہان ٹھہرے رہے اور آخر واپس چلے آئے پھر اگلے سال حج کی تیاری کی اور صحابہ کو خوف ہوا کہ قریش بجنگ پیش آئین گے اور ان مہینون مین صحابہ جنگ کرنے کو نہایت مکروہ جانتے تھے اس کشمکش مین تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسمین خدا تعالی نے انسے جنگ کرنیکی رخصت دی اور بوقت ضرورت تلوار اٹھانے کی اجازت دی کہ اے مسلمانو خدا کی راہ مین جنگ کرو مگر زیادتی نکرو بچون اور عورتون اور بڈھون کو نہ مارو سبز درختون کو نہ کاٹو عہد شکنی نکرو کس لیے کہ خدا کو زیادتی کرنیوالے پسند نہین[1] اور جب تم مین اور انمین کوئی عہد قائم نہو تو انکو جہان پاؤ　قتل کرڈالو اور جس طرح اونہون نے تمکو مکہ سے نکالدیا ہے تم بھی انکو وہان سے نکالدو اور یہ خیال نکرو کہ ہمنے انکو مقام مقدس مین قتل کیا اور وہان سے نکالا کیونکہ وہ وہان فتنہ اور فساد کرتے ہین اور فتنہ تو قتل سے بھی بڑھکر ہے جسکا نتیجہ خرابی بلاد اور پریشانی عباد ہے -

[2] مگر مسجد الحرام کے پاس انسے جنگ نکرو جب تک کہ وہان تم سے جنگ نکرین اور اگر وہ وہان حرمت خانہ کعبہ ملحوظ نرکھین اور تم سے جنگ کرین تو تم وہین انکو قتل کرو کس لیے کہ خدا کے دشمنون کی یہی سزا ہے[3] اور جو وہ باز آجاوین اور توبہ کرلین تو خدا بھی غفور الرحیم ہے[4] اور کفار سے لڑتے ہو جب تک کہ دنیا پر فتنہ و فساد باقی نرہے اور احکام الہی بے روک ٹوک عمل درآمد ہونے لگے -

---

[1] یعنی اگر وہ تم پر مسجد الحرام کے پاس قتال کرنیکا الزام لگاکر بے ادبی کعبہ کا طعنہ دین تو وہ خود اس کے مرتکب ہین کیونکہ مسجد الحرام مین فتنہ اوٹھا رکھا ہے جو قتل سے بھی بڑھکر ہے ۱۲ منہ

[2] یعنی دنیا پر سب احکام الہی چلنے لگین رکاوٹ اٹھ جائے سرکشون کے قتل اور مغلوب کرنیسے ۱۲ منہ　[ف] مکہ کے قریب ایک جگہ ہے ۱۲ منہ

متعلقات

فتنہ کے لغوی معنے امتحان اور آزمائش کے ہین اور اسی لئے نعمت اور مصیبت کو بھی فتنہ کہتے ہین کہ اس حالت مین صبر و شکر کے بارہ مین آزمائش ہوتی ہی مگر اس جگہ مراد ابن عباس رضی کے نزدیک کفر و شرک ہے کیونکہ اس سے زمین پر فساد اور خرابی پھیلتی ہے جس سے ظلم اور باہمی قتال و جدال پیدا ہوتا ہے جو موضع آزمائش ہی اور دیگر علماء فرماتے ہین کہ اس سے مراد فساد اور ظلم وغیرہ قبائح ہین اور شرک و کفر بھی اسمین شامل ہے -

اس آیت مین خدا تعالی نے اولاً یون فرمایا کہ جو تم سے لڑے تو تم بھی اُس سے لڑو اور مسجد الحرام کے پاس حتی المقدور جنگ سے او بآ باز رہو گویا یہ جنگ بحالت مدافعت ہی مگر زمین کا ہر قسم کی برائی اور جور و ظلم سے پاک کرنا عالم بالا کا اصل منشا تھا اور اس لئے خدا تعالی نے عرب کے ملک مین وہ نبی برپا کیا کہ جسکی اجمالی خبر کتب مقدسہ بالخصوص ۵۰ زبور[۱] مین ہی اور جسکی معرفت زمین پر آسمانی سلطنت کا ظاہر ہونا مقدر تھا اور ان شریر لوگونکی گوشمالی اور سزا علم آلہی مین ٹھہر چکی تھی کہ جنسے تورات و دیگر صحائف[۲] مین خطاب کرکے فرمایا گیا تھا کہ وہ بدون کبھو وسی[۳] کی طرح چھانٹے گا اور آتشی شریعت سے بت پرستی اور شرارت کو مٹا دیگا اور یہہ کام بعد موسے علیہ السلام کے پورا پورا سرانجام پانا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھہ پر مقدر تھا کہ آپ خدا کے نائب بنکر زمین پر ہر قسم کی نیکی پھیلاوین -

اسی لئے حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فرما کر یہ عام حکم دیدیا واقتلوھم حیث ثقفتموھم قرآن مجید مین یہ اول آیت ہے کہ جسمین جہاد و قتال کا حکم دیا گیا ہے آنحضرت جب مکہ مین تھے تو کفار قریش نے خود آنحضرت پر اور مسلمانون پر نہایت ظلم و ستم کئے تھے یہانتک کہ مکہ سے نکالدیا اور بہت لوگ ملک حبش مین چلے گئے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مسلمانون کو ادائے فرائض اور عبادت آلہی سے روکدیا تھا ایسے وقت مین خدا تعالی نے مسلمانون کو جہاد و قتال کی اجازت دی مخالفین اسلام محض تعصب و عناد سے جہاد کے بارہ مین اعتراض کرکے اسلام پر دھبا لگایا کرتے ہین -

(غلط فہمی نمبر ۱۰ اسلام کے جہاد پر اعتراضات)

(۱) یہ کہ بردباری اور فروتنی اور باہمی محبت اور عفو کا مسئلہ جو اور کتب انبیاء بالخصوص انجیل مین ہی (کہ جو تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو اُسکی طرف دوسرا گال کر دے اور جو تیرے لئے بُرا چاہے تو اُسکی بھلائی چاہ) قرآن و اسلام اس سے خالی ہے بلکہ برخلاف ہے -

(۲) برخلاف تمام انبیاء سابقین کے لوگونکو بزور شمشیر اسلام مین لانے کی تاکید ہے اور جو اسلام نہ لاوے اوسکو بیرحمی سے قتل کرنا اور اُسکی جورو اور معصوم بچون کو لونڈی و غلام بنانا اور اسکے گھربار کو لوٹنا عام دستور اہل اسلام کا ہے -

(۳) اس جہاد کے مسئلہ نے مسلمانونکو ہر ایک قسم کے ظلم و زیادتی کی غیر مذہب والون کے ساتھہ اجازت دیدی یہانتک کہ جو مسلمان غیر مذہب بادشاہون کے ملک مین امن پاکر رہتے اور اُنکے سایہ حفاظت مین پرورش پاتے ہین اُنکے ساتھہ بدعہدی کرنا اور جس غیر مذہب والے پر قابو پانا اُسکو مار ڈالنا اور بادشاہ کے ساتھہ بغاوت کرنا بدخواہی کرنا اسلام مین باعث ثواب ہے حالانکہ یہہ وہ باتین ہین کہ جنکو نہ الہام قبول کرتا ہے نہ عقل تسلیم کرتی ہی بلکہ یہ امور تمدن کے بھی صریح برخلاف ہین پھر ایسی باتون کے مروج کو کیونکر نبی کہا جاوے؟ اور اسی لئے اسوقت کے جسقدر روشن دماغ مسلمان ہین وہ بھی انتظام مملکت مین شریعت کو دخل نہین دیتے اور جو اُس پرانے وحشیانہ قانون پر چلتے ہین تو اُنکے ملک بھی برباد اور تنزل پذیر ہین -

---

[۱] ۵۰ زبور مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے یہ لکھا ہی دو ای پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا -

[۲] ہمارا بادشاہ آویگا اور چپ چاپ نہ رہیگا آگ اسکے آگے آگے فنا کرتی جائے گی اور اسکے گرداگرد شدت سے طوفان ہوگا وہ اوپر آسمان کو طلب کرتا اور زمین کو بھی تاکہ اپنے لوگون کی عدالت کرے ۱۲ چنانچہ آنحضرت کا اسکے مطابق ہیبت اور شوکت سے ظہور ہوا اور دنیا مین کامل عدالت بھی کی -

[۳] انجیل متی کے ۳ باب مین ہی - توبہ کرو کیونکہ آسمانی بادشاہت نزدیک ہی - (۱۱) وہ جو میرے بعد آتا ہی مجھہ سے زور آور ہی کہ مین اُسکی جوتیان اُٹھانیکے قابل نہین - اسکا چھاج اُسکے ہاتھہ مین ہی اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کریگا اور اپنے گیہون کو کھتے مین جمع کریگا پھر بھوسی کو اُس آگ مین جو کبھی نہین بجھتی (دوزخ) جلا دیگا ۱۲ منہ

مخالفین بالخصوص یورپ کے ملحد اور انکے مرید اور مشنری ان اعتراضات پر بڑے نازان ہین (۱) واضح ہو کہ علم اخلاق کے احکام دو قسم ہین ایک وہ کہ جنکی پابندی ہر شخص کے لئے ضروری ہو دوسرے وہ کہ جنکی پابندی سے مستحق خاص خاص لوگ بوجہ حصول مزید درجات ہین - عام لوگونسے اُنپر عمل ہو نہین سکتا مثلاً جو کوئی کسی کو قتل کرے یا چوری یا غصب سے کسی کا مال لیوے یا اور کسی قسم کی تعدی کرے اسکا معاف کردینا خاص لوگونکا کام ہو لیکن کوئی شریعت اور کوئی نبی اس حکم کو عام نہین کرسکتا کیونکہ اگر ایسا ہو تو دنیا مین ظلم و ستم کا دروازہ کھلجاے کبھی ایسی باتونپر عمل کیا ہو! ہرگز نہین بلکہ یہ مکارم اخلاق خاص لوگونکا خاص وقت مین دستور العمل ہوسکتا ہو قانون عام نہین ہوسکتا -

ہندو اپنے مذہب کو بڑا ہی رحیم کہتے ہین آدمی تو کیا کسی جاندار کا قتل کرنا بھی روا نہین رکھتے پھر کوئی دہرماتما ہندو یہ بتلا سکتا ہو کہ اس قانون کا فائدہ اور اثر سوا اسکے کہ صرف زبانی جمع خرچ ہو اور بھی کچھ کسی زمانہ مین ہوا ہے ؟ جن زمانون کو یہ ست جگ اور دواپر کہکے انکے متبرک ہونے پر بڑی خوشی ظاہر کرتے ہین کیا اُنمین انکے انہین بزرگونکے ہاتھونسے کہ جنکے یہہ مقلد ہین سیکڑون آدمیونکی جانین تلف نہین ہوئین ؟ مہابھارت سے کوئی ہندو ناآشنا نہین - اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ ایسی عفو اور تحمل اور بردباری کی باتین جس مذہب مین ہین وہ خاص لوگون کے لئے ہین نہ یہ کہ عموماً قوم کے لئے قرآن مجید مین بھی یہ مکارم اخلاق بہت کچھ مذکور ہین سورہ حم سجدہ مین فرماتا ہو ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذو حظ عظیم ۵ بھلائی اور برائی دونون برابر نہین تو برائی کے جواب مین بھلائی کر پھر جو تیرا دشمن بھی ہو وہ بھی نہایت دوست ہوجاویگا یہ خصلت صابرین اور بڑے نصیبہ والونکو نصیب ہوتی ہو - اب دیکھئے اسمین بلا لحاظ مومن و کافر ہم قوم و غیر قوم و بلا قید یگانہ و بیگانہ کیسی قدر رحمدلی اور بردباری اور عفو کی تعلیم ہو کہ جو دوسرے گال پھیر دینے کی اندر نہین کیونکہ اسمین تو دشمن کے ساتھ بجای صبر کے نیک سلوک کی بھی تعلیم ہے ایک جگہ فرماتا ہو ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیۃ کہ خدا تمکو حکم دیتا ہو کہ تم عدل و انصاف کرو اور اسی پر بس نکرو بلکہ بلا قید مومن و کافر یگانہ و بیگانہ سب کے ساتھ نیک سلوک کرو پھر نیک سلوک مین کوئی قید نہین بلکہ عام رکھا ہو ایک جگہہ فرمایا ولکن البر من امن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب اس آیت مین بلا قید مومن و کافر اپنے بیگانون سب کے ساتھ سلوک کرنیکا حکم ہو ایک جگہ فرماتا ہو ولمن صبر وغفر ان ذلک لمن عزم الامور اور اسی طرح بیشمار آیات ہین اور احادیث صحیحہ اس بارہ مین بکثرت ہین علاوہ اسکے جناب پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمدلی اور فروتنی اور بردباری اور مخالفون کے ساتھ قدرت پاکر نیک سلوک کرنا ضرب المثل ہوگیا ہو ایسے صدہا واقعات فن سیرت مین موجود ہین کہ جنسے ثابت ہو کہ اسلامی رحمدلی اور خود پیغمبر علیہ السلام کی نرم دلی بردباری تواضع عفو کا کچھہ انتہا نہ تھا آپکے جانشینون کے اخلاق و عادات بھی باوجودیکہ وہ بڑی بڑی سرسبز اور عالی شان سلطنتون کے مالک ہوگئے تھے نہایت رحیمانہ عفو و حلم کے سانچے مین ڈہلے ہوئے تھے مسلمانون کے بے نظیر فتوحات کا جو انکو قرن اول مین نصیب ہوئین یہ بھی ایک بڑا سبب تھا الحاصل جسنے قرآن و احادیث کو پڑھا ہو وہ مکارم اخلاق سے جو اعلی سے اعلی پیمانہ پر ہو قرآن اور اسلام کو خالی رہنے کا الزام نہین لگا سکتا مگر اسکے ساتھ قوانین معدلت اور سرکشون اور گمراہون اور گمراہ کنندونکے سرنگون کرنیکا مسئلہ بھی ضرور قرآن مین ہو جسکا سلسلہ انبیائی ہمیشہ سے خوشخبری دیتا آیا ہو اور جسکی بلحاظ ادا کرنے فرض منصبی مذہب کو از حد ضرورت ہے

(۲) اسلام مین کہین بزور شمشیر مسلمان کرنیکا حکم بھی نہین چہ جائیکہ تاکید بلکہ اسکے برعکس حکم ہے تاکید نہین بلکہ علانیہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی یعنی دین مین کسی پر کچھ زبردستی نہین گمراہی اور ہدایت مین فرق ظاہر ہوگیا - اسلام کسی کو مجبور نہین کرتا کہ زبردستی مسلمان ہوجاوے[۱] - زنا شراب خواری قمار بازی وغیرہ بد رسوم کو کیون بزور مٹایا اور کیون بت پرستی کو جرم قرار دیا تو یہ محض بیہودہ اعتراض ہو کیا اسوقت کے روشن دماغ جرائم کو بزور نہین مٹاتے ؟ اور بعد جنگ کے مخالفون کے مال و اسباب ضبط نہین کرتے اونکو قید مین نہین ڈالتے اسی طرح اسلام آسمانی باغیون کے ساتھ کرتا ہو اور اُنکو قید غلامی کی سزا دیتا ہو اگر اسپر اعتراض ہے تو پھر دیندار عیسائی انبیاء

[۱] پیغمبر علیہ السلام اور انکے جانشینون نے مصلحت ملکی و مذہبی کے لحاظ سے اسبات کی ضرور کوشش کی کہ غیر مذہب سرزمین عرب مین رہنے نہ پائے باہر چلا جائے اسکے سوا اور ممالک مین مسلمان اور مشرک وغیرہ مذاہب کے لوگ سلطنت کے مطیع رہکر مساوی درجہ پر بود و باش کے مجاز تھے پس عرب سے باہر کرنے کو اگر کسی نے بزور شمشیر اسلام لانے پر مجبور کرنا سمجھ لیا ہو تو یہ اوسکی خوش فہمی ہے اسلام بے قصور ہے ۱۲ منہ

نبی اسرائیل پر بھی اعتراض کریں کہ جنہوں نے زن و بچہ بلکہ جانوروں تک بھی مخالفوں کا زندہ نہچھوڑا تورات اور کتاب یوشع وغیرہ کو ملاحظہ فرمائیے۔

(۳) اسلام نے غیر مذہب والونکے ساتھ ظلم و زیادتی قتل و بدعہدی کی ہرگز اجازت نہیں دی ۔ جس بادشاہ کے امن مین آرام پائین اور فرائض مذہبی کو بآزادی ادا کرین اُسکے ساتھ بدعہدی اور بدخواہی کی رخصت دی ہی بلکہ عہد پورا کرنیکی نہایت تاکید ہی والموفون بعہدہم ابھی آیت سابقہ مین آچکا ہی اور متعدد مواضع مین آیا ہی اور احادیث مین بکثرت وارد ہی۔ ہرقل شاہ روم اور دیگر مخالفین اسلام شاہونکے ملک مین جب صحابہ تجارت یا اور کسی کام کو گئی اونہون نے کبھی ایسا نہین کیا اور جو یہ اعتراض کرتا ہی وہ اسلام اور قرآن پر بہتان باندھتا ہی یا ناواقف ہی۔ اسلام صرف ان چند صورتون مین جہاد کی اجازت دیتا ہی اور حسب ضرورت تاکید بھی فرماتا ہی اول یہ کہ مخالفین اسلام مسلمانونکے ملک اور معابد پر قبضہ کرنیکے ارادہ سے حملہ آور ہون اور مسلمانون پر چڑہائی کرین جیساکہ احزاب کا واقعہ۔ دوسرے یہ کہ کسی جگہ مسلمان اور کافر قدیم سے ملے جلے رہتے ہین اور پھر کفار انکو ادائی مراسم مذہبیہ سے منع کرین اور جلاوطنی پر مجبور کرین اور محض اسلام کیوجہ سے ظلم و تعدی کرنا شروع کرین جیساکہ کفار قریش نے مکہ مین مسلمانون کے ساتھ کیا تھا اس صورت مین اگر وہان کے لوگونکو مقابلہ کی طاقت نہین تو اسلام کو مخفی نکرین اور مراسم اسلامیہ سے باز رہنا اختیار نکرین بلکہ وطن چھوڑکر کسی دار اسلام مین چلے جاوین اور اُسکو ہجرت کہتے ہین یہ ایسی حالت مین فرض ہی جیساکہ صحابہ اور خود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا اس صورت مین باہر جاکر جمعیت بہم پہنچاکر ضرور مخالفین کو مغلوب کرین جسطرح کہ آنحضرتؐ نے مدینہ سے آکر مکہ فتح کیا۔

تیسری صورت یہ ہی کہ مسلمان اپنی قوت و شوکت اور سامان حرب و قتال بہم پہنچاکر اپنے آس پاس کے بادشاہون اور قریب و بعید کے ملکون کو دین حق کی منادی کرین اور بت پرستی اور دیگر رسوم قبیحہ ترک کرنے اور امور فطرت کے اختیار کرنیکا حکم دیوین کس لئے کہ دنیا مین خدا تعالی نے راستی اور آسمانی سلطنت قائم کرنے کے لئے جناب نبی علیہ السلام کو بھیجا ہے جیساکہ کتب مقدسہ سے بھی ثابت ہی اور آپکے بعد الی یوم القیامۃ آپکے جانشین اسکام پر مامور ہین اگر وہ لوگ امر حق اختیار کرین اور فساد سے باز آوین تو اون سے کچھہ نہ کہین ورنہ انکو ماتحتی اسلام پر مجبور کرین اور اگر یہ بھی نہ مانین تو اخیر درجہ جسطرح آجکل مہذب گورنمنٹین رفع فساد کے لئے فوج کشی کرتی ہین شاہ اسلام لشکرکشی کرے جیساکہ شام و ایران وغیرہ بلاد پر صحابہ نے لشکرکشی کی مگر لڑکے عورتون بڈہون کو نہ مارے کھیتیان نہ اوجاڑے ۔ پس ان صورتون مین جبکہ طرفین سے جنگ قائم ہوتی ہے تو سوائے واغلظ علیہم اور واقتلوہم حیث وجدتموہم کے اور کیا ہوتا ہی؟ جس قدر کفار پر سختی اور قتل مین سعی کرنے اور ثابت قدم رہنے کی تاکید ہے سو وہ خاص ان ان صورتون مین ہی اور انہین کے لئے قرآن مین جابجا تاکید ہی اور انہین مین مارے جانے سے شہادت ملتی ہی اور انہین کے اجر و ثواب قرآن مجید مین جابجا مذکور ہین باقی اور سب صورتون مین وہی رحمدلی اور عفو و رنہ عدل و انصاف ۔ اب فرمائیے کونسا اعتراض ہے؟[۱]

---

[۱] اور جو نا انصاف یہود و نصاریٰ اب بھی اعتراض سے باز نہ آئین اور ملحدانہ طور سے کہین وہ کہ قرآن نے ریلجس لبرٹی اور کانشنس کا ستیاناس کر دیا اور مذہبی آزادی کو باقی نہ رکھا اور آسمانی حقوق کے لئے کیون تلوار اٹھائی اور کیون کافرون پر قہر و غضب ظاہر کیا وہ تو اس سے پیشتر وہ بائبل اور اپنے دینی پیشواؤ پر بھی اعتراض جمادین کہ جنہون نے مذہبی جنگ قائم کی اور جنہون نے کفار سے عہد باندھنے کی بھی سخت ممانعت کر دی۔

چنانچہ تورات سفر خروج کے ۲۲ باب ۱۸ ورس مین ہے تو جادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چارپائے سے مباشرت کرے مارا جائے جو کوئی خدا کے سوا اور معبود کے لئے قربانی کرے مارا جاوے عذاب و دیگر پھر ۱۷ باب مین قوم عمالیق سے جنگ کی اور نسل در نسل اون سے جنگ کرنے کا حکم دیا پھر ۲۳ باب مین خدا کا کفار سے دشمنی رکھنا اور تمام کفار کی ہلاکت کا وعدہ کرنا۔ اور ان سے معاہدہ کرنے کی سخت ممانعت مذکور ہی پھر ۳۲ باب مین بسبب گوسالہ پرستی کی بھائی کو بھائی اور دوست کو دوست کے ہاتھ سے قتل کرنے کا حکم اور تین ہزار ون کا قتل ہونا بھی مندرج ہے پھر کتاب استثنا کے ۲ باب مین حسبون کے بادشاہ موری سے جنگ کرنے کا حکم ہے پھر ۳ باب مین عوج کو اوس کی تمام قوم سمیت قتل کرنا مذکور ہے جس مین اون کی عورتین اور معصوم بچے بھی بحکم خدا قتل کئے گئے اسی طرح سیکڑون مقامات ہین پھر کتاب یشوع کو دیکھیے کہ اس مین کافرون کے ساتھ کیا بیرحمانہ برتاو لکھا ہے اور زن و مرد جاندارون تک بھی نے تہ تیغ بیدریغ کیا ہی اب عیسائیون کے بزرگون کی طرف آئے قسطنطین اعظم نے عیسوی چوتھی صدی مین مذہبی قتل عام کیا۔ پھر ایرین چرچ نے مقلدین اتھانسیس کو کس بیرحمی سے افریقہ مین قتل کیا اور رومن چرچ نے جرمن و برطانیہ و فرانس مین اور اٹلی کے شمال مین الپس کے پہاڑون مین دریائے خون خاص مذہب کیلئے بہائے اسٹریا مین تیس برس تک مذہبی جنگ رہی ملک فرانس مین چارلس نہم عیسائی نے تین لاکھ پراٹسٹنٹ کو بیرحمی سے قتل کیا بلکہ کوئن میری اور لوئیس چاردہم نے کیسا قتل عام مذہب کیلئے کیا اور ہنری ہشتم شاہ انگلستان نے کاتھولیک لوگون کو قتل کرکے مذہب پراٹسٹنٹ پھیلایا پھر انگلستان مین ایکسو تیس برس تک پراٹسٹنٹون نے اپنا مذہب جاری کرنے کے لئے کیسے کیسے ظلم و ستم کئے پھر جان کالون نے شاہ سروئیس کو ترغیب دی کہ جو ہمارے مذہب کو نہ مانے قتل کیا جائے ۔ پھر اسپین مین مسلمانو پر پادریون نے کیا کچھ جور و ستم نکئے ۔ ہندون مین ویدیون اور بدھ مذہب والون مین سالہا سال تک کیسے کیسے قتل عام ہوئے ؟ پس اگر مذہبی آزادی خدائی حکم ہے تو یہہ ان رحمدل لوگون نے کیون کیا؟ اور اب روشن دماغ گورنمنٹین دنیاوی حقوق کے لئے اور محض انسانی آزادی مٹانے اور بنی نوع کو غلامی کی قید مین لانے کے لئے کیسی کیسی خونریزی کیا کرتے ہین اور کیسی کیسی مکر و فریب اور بدعہدی و بیرحمی کا استعمال کرتی ہین جو انسانی سیرت کے لئے بڑا بدنما دھبہ ہے ۱۲ منہ

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى

حرمت والے مہینے کا بدلا حرمت والا ہے اور سب قابل تعظیم باتون کا بدلہ ہے پھر جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اوس پر اسی قدر زیادتی کرو

عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى

جس قدر کہ اوس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگارونکا ساتھی ہے اور اللہ کی راہ مین خرچ کرو۔ اور اپنے تئین اپنے ہاتھون سے ہلاکت مین نہ ڈالو

التَّهْلُكَةِ ۛ وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

اور نیکی سے پیش آؤ خدا نیکی کرنے والون سے محبت رکھتا ہے

ترکیب

الشہر الحرام مبتدا بالشہر الحرام ای مقابل بالشہر الحرام خبر۔ والحرمات جمع حرمۃ ما منع من انتہاکہ والقصاص المساوات فمن اعتدی شرط فاعتدوا الخ جواب بمثل مین بعض کہتے ہین ب زائد ہے بعض کہتے بلکہ فعل سے متعلق ہے تہلکۃ تفعلۃ من الہلاک۔

تفسیر

عرب مین قدیم سے دستور تھا کہ ذی القعدہ اور ذی الحجہ وغیرہا چند مہینونکی نہایت تعظیم و حرمت کرتے تھے ان مہینونمین باہمی قتال وجدال کو بھی سخت مکروہ جانکر ترک کرتے تھے اور اسی لئے ان مہینون کو اشہر حرم یا اشہر الحرام کہتے تھے پس جبکہ مسلمانونکو کفار سے لڑائی کی اجازت ہوئی اور آنحضرت مع لشکر ہجرت کے ساتوین سال ذی القعدہ مین مکہ حج وغیرہ کے لئے چلے اور سال گذشتہ مین بمقام حدیبیہ کفار نے روکدیا تھا تو صحابہ کو جنگ کا یقین ہوگیا مگر شہر حرام کی وجہ سے دلمین خیال پیدا ہوا اسلئے اس آیت کو خدا نے نازل فرماکر شبہ حل کردیا کہ جسطرح اونہون نے شہر حرام مین اگلے سال تمکو روکدیا تھا اوسی طرح تم بھی اس سال شہر حرام مین انپر چڑھے دونون برابر ہوگئے۔ (ابن عباس) یا یون کہو اگر وہ شہر حرام کا اور حرمات یعنی تعظیم کی چیزون کا (جیسا کہ مہینا حج کا اور شہر مکہ اور مسجد حرام) لحاظ اور ادب کرین اور تمسے نہ لڑین تو تم بھی لحاظ و ادب کرکے اونسے نہ لڑو خلاصہ یہ کہ ان دنون مین اور ان مقامات مین تم پیش دستی نکرو ہان اگر وہ ابتدا کرین تو تم بھی انپر اوسی قدر تعدی کرو لیکن حد سے زیادہ نکرو اللہ سے ڈرو اور اسکو خوب سمجھ رکھو کہ خدا پرہیزگارون کا ساتھی ہے اگر تم پرہیزگاری کروگے تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا تم فتح پاؤگے۔ پھر جب دفع شر و فساد کے لئے جہاد کا حکم دیا تو اسکے ساز و سامان بہم پہونچانے کا بھی حکم دیا کہ اللہ کی راہ مین مال صرف کرو اور اگر ایسا نکروگے تو تمہارے دشمن تم پر غالب آجاوینگے اس صورت مین گویا تم آپ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالا سو ایسا نکرو۔ یا یہہ معنی کہ خدا کی راہ مین صرف کرو نہ ایسا کہ بالکل محتاج ہوجاؤ اور ہلاکت مین پڑجاؤ یا یہہ معنے کہ گو ہمنے جہاد کا حکم دیا ہے مگر بغیر ساز و سامان یون ہی اپنے سے قوی تر لوگون سے لڑکر نہ مرجاؤ کیونکہ اس سے مقصود شرع جو دفع فساد ہے حاصل نہین ہوتا ایک سو ر یا کیا کر سکتا ہے! جہاد کے حکم کو احسان کے ساتھ ختم کیا تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ قتال و جہاد اپنی موقع پر ہی ہیں یہہ مراد نہین کہ ہمہ وقت خونخوار بنے رہو بلکہ نیکی اور احسان کی عادت پیدا کرو۔

لہ یعنی اگر وہ حرمت والی قابل تعظیم مہینے کا لحاظ اور پاس کرین تو اسلام کی طرف سے بھی ادب اور لحاظ ہی قتال ممنوع ہی اسیطرح اور جسقدر قابل تعظیم چیزین ہین جیسا کہ حرم اور مسجد الحرام انکا بھی اگر وہ ادب ملحوظ رکھین اور قتال و جدال نکرین تو مسلمانون کو بھی لحاظ رکھنا ضروری ہی اور اگر وہ ادب نکرین تو اس مہینے اور ان قابل تعظیم چیزونکو آڑ بناکر مسلمانو پر ظلم اور قتال کا موقعہ حاصل نہین کرسکتے ۱۲ منہ حرمت والا مہینا حج کا مہینا ہی اسکی تعظیم ایام جاہلیت مین بھی عرب کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دین کی یہ بات انمین باقی تھی ۱۲ منہ

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ

اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو پس اگر تم روکے جاؤ (راستہ مین) تو جو کچھ قربانی میسر آئے (ذبح کردو) اور اپنے سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ

پس جو کوئی تم مین سے بیمار ہو جاوے یا اوس کے سر مین کوئی بیماری ہو اور وہ سر منڈائے تو اوس کے بدلہ مین روزے یا صدقہ یا قربانی لازم ہی پھر جب تم

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

امن کی حالت مین ہو جاؤ تو جو کوئی عمرہ کو حج سے ملا کر فائدہ اوٹھائے تو اوس کو جو کچھ میسر ہو قربانی کرنی چاہئے اور جو قربانی نہ پائے تو اوسکو تین روزے حج مین رکھنے چاہئین اور سات جبکہ

رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

وطن مین واپس آؤ یہ پورے دس ہوگئے یہ اوس کے لئے ہے کہ جسکا گھر بار مکہ مین نہو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب کرنے والا ہی ہے

ترکیب

اتموا امر انتم اسکا فاعل الحج والعمرہ مفعول للہ کا لام متعلق ہی اتموا سے فان احصرتم شرط فما موضع رفع مین ہے بسبب ابتدا کے اور خبر محذوف ہی ای فعلیکم یہ تمام جملہ جواب شرط ہی محلہ ظرف مکان اور زمان دونون ہوسکتا ہی فمن کان الخ شرط ففدیۃ الخ جواب فاذا موضع نصب مین ہی فمن تمتع شرط موضع ابتدا مین فما استیسر جواب پس فمن اور اسکا جواب جملہ شرطیہ جواب ہی اذا کا فمن شرط فصیام الخ جملہ جواب

تفسیر

اگلی آیت مین جہاد و قتال کا حکم نازل ہوا تھا تو اوسکی شان نزول مین آپ جان چکے ہین کہ یہ حکم جب نازل ہوا تھا کہ جب آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام حج وعمرہ کے لئے مکہ مین آنا چاہتے تھے کفار نے بمقام حدیبیہ آپکو روک دیا تھا پھر اگلے سال آپنے عمرہ ادا کیا پس چونکہ حج وعمرہ کا بیان تھا تو اوسکے مانع کو دفع کرنیکے بعد احکام حج وعمرہ کا بیان شروع فرمایا کس لئے کہ یہ بھی ایک بڑی عمدہ عبادت ہے چنانچہ اسکے اسرار اور فوائد ہم آگے چلکر بیان کرتے ہین انشاء اللہ حج وعمرہ کے بارہ مین یہ سب سے اول آیت ہے اور پھر دیگر مقامات مین بھی اسکے احکام بیان ہوئے ہین چنانچہ اس سورہ مین اسی مقام پر اور پھر آل عمران مین ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وہدی للعلمین فیہ آیات بینت مقام ابراہیم ط ومن دخلہ کان امنا ط وللہ علی الناس حج الخ اس آیت مین حج کی فرضیت ہی پھر سورہ مائدہ کے اول مین فرماتا ہی احلت لکم بہیمۃ الانعام الآیۃ کہ تمہارے لئے وہ مواشی حلال کئے گئے کہ جو حرام ہونے سے مستثنی ہین مگر حالت احرام مین شکار نکرو اور خدا کی نشانیون اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئی قربانیون کو اور حج کرنے والونکو بےحرمت نکرو پھر سورہ مائدہ کے بارہوین رکوع مین یہ فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لا تقتلوا الصید وانتم حرم ط ومن قتلہ منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیا بلغ الکعبۃ او کفارۃ طعام مسکین او عدل ذلک صیاما لیذوق وبال امرہ ط عفا اللہ عما سلف ط ومن عاد فینتقم اللہ منہ ط واللہ عزیز ذو انتقام احل لکم صید البحر وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ ج وحرم علیکم صید البر ما دمتم حرما واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والشہر الحرام والہدی والقلائد الآیۃ اس آیت مین احرام کی حالت مین شکار کی ممانعت ہی اور جو کوئی شکار کرے تو اوسکے بالعوض اور جانور ویسا ہی کعبہ کو قربانی کے لئے بھیجے یا مساکین کو کھانا کھلائے ورنہ روزہ رکھے۔ اور دریائی جانورون کے شکار کی اجازت دیتا ہے۔ اور یہ بتلاتا ہے کہ کعبہ بیت الحرام ہمین نے بنایا ہی اور ہدی اور قلادہ پڑی ہوئی قربانیان جو کچھ جاکر ذبح ہوتی ہین اور حرمت کا مہینا ہمارے حکم سے مقرر ہوا ہے پھر سورہ حج کے تیسرے رکوع مین حج اور قربانی اور خانہ کعبہ کی نسبت یہ ارشاد ہوا ہی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق ○ لیشہدوا منافع لہم ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر ○ ثم لیقضوا تفثہم ولیوفوا نذورہم ولیطوفوا بالبیت العتیق ○ ذلک ومن یعظم

حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ واحلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم الآیۃ لکم فیہا منافع الی اجل مسمی ثم محلہا الی البیت العتیق الآیۃ والبدن جعلنٰہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر کذلک سخرنٰہا لکم لعلکم تشکرون لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ما ہداکم وبشر المحسنین ان آیات میں خدا تعالیٰ یہہ فرماتا ہی کہ مین نے ابراہیم سے کہا تھا کہ لوگون مین حج کا اعلان دیدو پھر تمہارے پاس ہر جانب سے لوگ حاضر ہون گے (چنانچہ ابراہیم نے عرفات کی ایک پہاڑی پر چڑہکر آواز دی) تاکہ وہ اپنے منافع دنیا و آخرت دیکھین اور ایام تشریق تک خدا کے لئے تکبیر کہین کہ اوسنے اونکے لئے چارپائے بنائے - ان چارپایون کا گوشت خود بھی کہاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی دو پھر اس قربانی کے بعد (جو دسوین تاریخ منی مین ہوتی ہے) اپنا احرام کہولکر میل کچیل دور کرو اور اپنی نذرین پوری کرو (قربانی باقی ہو تو جانور قربانی کرو) اور کعبہ کا طواف کرو (اسکو طواف زیارت کہتے ہین) الخ ہمنے تمہارے لئے مواشی مین منافع رکھے ہین انسے ہر طرح کا کام لو پھر اخیر یہ کہ اسکو کعبی کی قربانی کو لیجاتے ہین الخ اور اونٹون مین ہمنے تمہارے لئے بہتیرے اور فوائد رکھے ہین وہ ہماری قدرت کا نمونہ ہین اونکے پاؤن باندہکر تکبیر کہو پھر جب وہ زمین پر گر پڑے تو اوسکو خود بھی کہاؤ اور محتاج بے سوال کو اور سوالی کو بھی دو الخ اور خدا کے پاس نہ اسکا خون جاتا ہے نہ گوشت بلکہ صرف تمہارا تقوی +

اب مین آپکو سورہ بقر کی اس آیت کا کہ جسکی ہم تفسیر لکھ رہے ہین پیشتر صاف صاف مطلب سمجھاتا ہون پھر اور ابحاث شروع کرتا ہون فرماتا ہے ای مسلمانون خدا کے لئے حج وعمرہ پورا کرو یعنے شروع کرکے ناتمام نہ چھوڑ دو اور اونکے شروط و ارکان مین بھی کچھ کمی نکرو اور نیت بھی اسکے لئے کرو اور جو احرام باندہنے کے بعد راستہ مین روکے جاؤ خواہ بسبب مرض کے یا بسبب دشمن کے جیسا اوس زمانہ مین نبی صلعم کو بمقام حدیبیہ قریش نے روکدیا تھا یا کوئی اور سبب پیش آوے جیسا کہ دریائی سفر مین جہاز والون کو پیش آتا ہے ان صورتون مین ایک قربانی خواہ بکری خواہ اونٹ جو میسر آوے کعبہ کو بھیجدو جب جانو کہ وہان ذبح ہو گئی ہو گی تو احرام کھولدو اور سر منڈالو اس حج وعمرہ کو آیندہ برسون مین ادا کرو و امام شافعی فرماتے ہین کہ قربانی کو ذبح وہین کرے کہ جہان وہ روکا گیا ہی اور احرام کہولدے کیونکہ محل کے معنے اون کے نزدیک یہی ہین ؎ اور جو بعد احرام کے کوئی مرض لاحق ہو یا سر مین جوئین اسطرح سے پڑجائین کہ بہت تکلیف ہو یا اور کوئی وجہ ایسی پیش آوے کہ جسمین سر منڈانے کی ضرورت پڑے تو سر منڈا دے لیکن اسکے بدلہ مین قربانی کرے ورنہ مساکین کو کھانا کہلائے اور جو مقدور نہو تو روزہ رکھدے ؎ اور جو کوئی حج کو عمرہ کے ساتہ ملائے تو اوسکو جو قربانی میسر آوے ذبح کرنی چاہئے اور جسکو مقدور نہو تو وہ اوس کے بدلہ مین دس روزہ رکھدے تین تو ایام حج مین دسوین تاریخ تک اور سات حج سے فارغ ہوکر امام شافعی فرماتے ہین کہ یہ سات روزے اپنے گھر جاکر رکھے اذا رجعتم کے اون کے نزدیک یہی معنی ہین - یہہ

؎ اگرچہ آیت مین روزہ اور طعام مساکین کی کچھ تشریح نہین مگر حدیث کعب بن عجرہ مین کہ جس کو اہل صحاح ستہ نے روایت کیا ہی تصریح آگئی ہے وہ یہہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گذرے اور وہ احرام باندہے ہوئے ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تہا اور سر مین سے جوئین گر رہی تھین آپ نے فرمایا کیا تجکو یہ تکلیف دے رہی ہین عرض کیا ہان فرمایا اچھا تو سر منڈا دے اور تین روزے رکہ لے ورنہ تین صاع کا ایک فرق یعنے ٹوکرا چھوارون کا چھہ مسکینون کو دے ورنہ ایک بکری ذبح کردے - ان تینون مین اختیار ہے جو چاہے کرے ۱۲ منہ

یعنی حج کا عمرہ سے ملانا اُسکو درست ہے کہ جو مکہ یا میقات کے اندر کا رہنے والا نہو بلکہ باہر کا رہنے والا ہو کس لئے کہ اہل مکہ
یا جو اُسکے آس پاس رہتے ہین پھر بھی جب چاہین عمرہ جداگانہ کر سکتے ہین ایام حج مین اُسکو ساتھ ملانے کی کیا ضرورت؟
امام شافعی کہتے ہین ذلک یعنی یہہ قربانی یا اُسکے بدلہ مین روزہ رکھنے کا حکم اُسکے لئے ہے کہ جو اہل مکہ نہو یا اوس کے
آس پاس کا نہو کیونکہ یہان کے لوگو پر تمتع مین نہ قربانی لازم ہے نہ روزہ پس ذلک کا اشارہ اسکی طرف ہوا۔ یہہ
آیت کا خلاصہ مطلب ہوا اسمین یہ چار حکم تھے ۔

متعلقات

واتموا الحج والعمرۃ حج لغت مین قصد کرنیکو کہتے ہین اور حج بالکسر بر بن کو تمامہ بنیچ اور شرع مین افعال مخصوصہ کو کہتے ہین جس مین
ارکان اور واجبات اور مستحبات ہین جنکی تشریح ہم سب آیات حج کے بعد کرین گے ۔
عمرہ صرف طواف کعبہ اور سعی بین الصفا والمروہ کا نام ہے یعنی حل سے احرام باندھکر طواف اور سعی کرنا پھر سر منڈاکر احرام
کھولنا ۔ اور عمرہ مین یہہ قید نہین کہ حج کے ایام مین ہو بلکہ تمام سال عمرہ جائز ہے البتہ عرفہ کے دن اور دسوین تاریخ اور
ایام تشریق مین مکروہ ہے اتموا کے معنے یہ ہین کہ جسنے حج وعمرہ شروع کیا ہو تو اُسکو پورا کرنا چاہیے ۔ امام شافعی فرماتے ہین
کہ ابتدا حج وعمرہ کرنا مراد ہے ۔ دلائل فریقین اونکی کتابون مین مذکور ہین ۔ ثمرہ اختلاف یہہ ہوا کہ امام شافعی کے نزدیک
حج وعمرہ دونون واجب ہین حضرت امام اعظم کے نزدیک حج واجب ہے وللہ علی الناس حج البیت الآیۃ سے اور عمرہ
سنت ہے فان احصرتم فما استیسر من الھدی حصر کے معنے رکنے اور بند ہو جانیکے ہین عام ہی کہ مرض کیوجہ سے راستہ مین
حاجی احرام باندھنے کے بعد رک جائے جیسا کہ ابی عبیدہ اور ابن السکیت اور زجاج وغیرہم اہل لغت کہتے ہین اور خواہ
کسی دشمن نے روکدیا ہو امام شافعی کہتے ہین کہ دشمن نے اوسکو روکا ہو کیونکہ احصار سے مراد یہان یہی ہے الھدی
جمع ہدیۃ کما تقول تمر و تمرۃ لیکن اہل حجاز اسکو بغیر تشدید اور بنو تمیم بالتشدید پڑھتے ہین ۔ ہدی مین اعلی اونٹ اور ادنی درجہ مین
بکری ہے حتی یبلغ الھدی محلہ محل ظرف زمان ومکان دونون کے لئے آتا ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہین یہان مراد مکان ہی
یعنی حرم[1] اور امام شافعی کہتے ہین زمان خواہ حرم مین ذبح کی جائے خواہ حل مین ۔
پس آیت کا مطلب امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہوا کہ جو کوئی احرام باندھنے کے بعد دشمن یا مرض سے راستہ مین رک جائے اور
اور حج کو نہ آسکے تو اوسکو لازم ہے کہ ایک قربانی (ہدی) مکہ کو روانہ کرے جب جانے کہ وہان پہونچ گئی اور ذبح ہو گئی تو سر منڈاکر
احرام کھولدے ۔ اسکی قضا پھر ادا کرے ۔
امام شافعی فرماتے ہین کہ جسکو دشمن کیوجہ سے یہ حالت پیش آئے تو جہان رک گیا ہی وہین قربانی ذبح کرکے احرام کھولدی
اور آیندہ کو قضا پوری کرے ۔ ہدی کو حرم مین بھیجنا کچھ ضرور نہین ۔ اور جو وقت پر ہدی میسر آوے تو قیمت ہدی سا کین

[1] مکہ کے آس پاس کو حرم کہتے ہین کہ وہان شکار کھیلنا درخت کاٹنا حرام ہے اور اوسکے علاوہ سبکو حل کہتے ہین اور کبھی حرم سے خاص خانہ کعبہ اور اوسکے مکانات مراد ہوتے ہین یعنی مسجد الحرام ۱۲ منہ

کو دینا کافی ہی جیساکہ امام احمد وغیرہ فرماتے ہین فمن کان منکم مریضاً جمہور مفسرین کے نزدیک یہہ جداجملہ ہی جسکا حکم محصر وغیرہ سبکو شامل ہی
اسی طرح بعد احرام کے جوکسی کو مرض کیوجہ سے خوشبو لگانے یا احرام کے برخلاف کپڑونکے پہننے کی ضرورت پڑیگی اوسکا بھی یہی حکم ہی کہ اسکی
فدیہ مین قربانی کرے یا کھانا کھلاوے یا تین روزہ رکھے۔ سر مین جوئین یا مرض کی صورت مین سر منڈانے فدیہ دینے کی اجازت پر یہہ
بھی قیاس کیئے گئے ہین فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج۔ واضح ہو کہ حج کی تین قسم ہین اول افراد یعنی ایام حج مین مواقیت یا حل سے صرف
حج کی نیت کرکے احرام باندھے اور مکہ مین پہنچکر پہلے طواف قدوم کرے یعنی سات بار کعبہ کے گرد پہرے اور فارغ ہوکر مقام ابراہیم
کے متصل دو رکعت نماز پڑھکر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور پھر احرام نہ کھولے یہانتک کہ آٹھوین تاریخ ذی الحجہ کو مقام منی مین
شب باش ہووے اور پھر نوین کی صبح کو بمقام عرفات جاوے اور شام تک وہان رہے اور بعد غروب کے وہان سے چلکر مزدلفہ مین
آرہے اور بڑے تڑکے اوٹھکر دسوین کو پھر منی مین آوے اور تینون جمرون مین سے پہلے اوس جمرہ کو کہ جو مکہ کی طرف ہی سات کنکریان
مارکر قربانی کرے اور سر منڈاکر احرام کھولدے اور عورتین کسی قدر سر کی لٹ کترین اسکے بعد سوا جماع کے سب باتین حلال ہوگئین
پھر اوس روز یا اگلے روز یا تیسرے روز کعبہ کا جاکر طواف کرے اور اسکو طواف زیارت کہتے ہین اب اسکو جماع بھی حلال ہوگیا اگر
اوسی روز طواف زیارت کو گیا تھا لوٹ کر پھر منی آجاوے اور اقل مرتبہ دو روز تک بعد زوال آفتاب تینون جمرون کو سات
سات کنکریان مارے اور ابتدا شروع اوس سے کرے کہ جو عرفات کیجانب ہے بس حج تمام ہوگیا۔

دوسرا قران یہ کہ حج و عمرہ دونون کی نیت کرے اور مکہ مین آکر پیشتر عمرہ کرلے مگر احرام نہ کھولے اور پھر آٹھوین تاریخ سے حج کے
افعال شروع کرے باقی سب باتین وہی ہین مگر اسپر نوین تاریخ قربانی واجب ہی اور اس قربانی کو دم قران کہتے ہین اور جو مقدور
نہو تو دس روزے رکھے تین نوین تک اور سات حج سے فارغ ہوکر۔

سوم تمتع کہ حج و عمرہ دونوکی جداگانہ نیت کرے اور پہلے عمرہ تمام کرکے احرام کھولدے پھر آٹھوین تاریخ کو کہ جسکو یوم الترویہ کہتے ہین مسجد الحرام
یا حرم کی عام جگہ سے احرام باندھکر حج کے تمام افعال ادا کرے اور اسکو بھی نوین تاریخ قربانی کرنی واجب ہے اور جو مقدور نہو تو دس روزے
رکھے فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج اس آیت مین خدا تعالی حج اور عمرہ دونون سے ثواب حاصل کرنے والونکو قربانی اور روزے
کا حکم دیتا ہے یہہ قران اور تمتع دونون کو شامل ہے اونٹ سے لیکر گائے بیل دنبہ بکرا بکری جو میسر آوے اللہ کے نام سے ذبح کردے
بمقام منی حاضری المسجد الحرام سے مراد امام مالک کے نزدیک خاص اہل مکہ ہین اور امام شافعی کہتے ہین کہ جو مسافت قصر نماز کے
اندر ہین وہ بھی مسجد الحرام کے حاضرین مین شمار ہین اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہین بلکہ وہ لوگ کہ جو مواقیت کے اندر رہتے ہین واللہ
اعلم تلک عشرۃ کاملۃ اس لئے فرمایا کہ وسبعۃ اذا رجعتم سے یہہ نہ سمجھے کہ واو جمع کے لئے نہین بلکہ تخییر کے لیے جیساکہ مثنی و ثلث و رباع
مین ہی کہ خواہ کوئی تین روزے ایام حج مین روزہ رکھے یا سات بعد حج کے رکھے پس جب تلک عشرۃ کاملۃ کہا کہ یہہ پورے دس ہوئے تو یہہ
احتمال جاتا رہا کیونکہ جبتک سات کو تین کے ساتھ ملایا نجاوے گنتی مین دس پورے نہین ہوتے۔ اسکے علاوہ اور بھی اسمین
حکمتین ہین اب ہم دوسری آیت حج کی تفسیر کرتے ہین تاکہ پھر سب کے بعد مجموعہ حج کی صورت بیان کرکے اسرار بیان کرین۔

الحج اشهر معلومات فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج وما تفعلوا من خیر

حج کے معلوم مہینے ہیں پس جو کوئی انمیں حج کا قصد کرے تو احرام باندھنے کے بعد سے اخیر حج تک اسکو نہ فحش بات کرنی چاہیے نہ بدکاری نہ حج میں لڑائی کرنا چاہیے اور جو کچھ نیکی کروگے خدا کو

یعلمه الله وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب لیس علیکم جناح ان تبتغوا

معلوم ہو جائے گی اور (جب حج کو جاؤ) توشہ بھی ساتھ لیا کرو پھر بہتر توشہ تو پرہیزگاری ہے اور اے عقلمندو مجھی سے ڈرا کرو (یہ بڑی پرہیزگاری اور عمدہ توشہ ہے) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ (ایام حج میں) اپنے

فضلا من ربکم فاذا افضتم من عرفات فاذکروا الله عند المشعر الحرام واذکروه کما هدیکم وان

پروردگار کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو۔ پھر جب تم عرفات سے پھرو تو الله کا ذکر کیا کرو مشعر الحرام کے پاس اور اسکی یاد اسطرح کرو کہ جسطرح اسنے تمکو بتائی ہے اور

کنتم من قبله لمن الضالین ۝ ثم افیضوا من حیث افاض الناس واستغفروا الله ان الله غفور

اس سے پہلے تو تم گمراہوں میں سے تھے پھر تم بھی وہیں سے لوٹ کر آیا کرو کہ جہاں سے سب لوگ لوٹ کر آتے ہیں اور خدا سے بخشش مانگو بیشک وہ غفور رحیم

رحیم ۝ فاذا قضیتم مناسککم فاذکروا الله کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا فمن الناس من یقول

ہے پھر جب تم ارکان حج سے فارغ ہو چکو تو الله کو اس طرح سے یاد کرو کہ جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کیا کرتے ہو یا اس سے بھی بڑھکر۔ پھر بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں

ربنا آتنا فی الدنیا وما له فی الآخرة من خلاق ۝ ومنهم من یقول ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی

کہ اے ہمارے رب ہمکو تو جو کچھ دینا ہو دنیا ہی میں دے۔ حالانکہ اونکے لئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت

الآخرة حسنة وقنا عذاب النار ۝ اولئک لهم نصیب مما کسبوا والله سریع الحساب ۝ واذکروا الله

میں بھی نعمت عطا کر اور ہمکو آتش دوزخ کے عذاب سے بچانا یہی ہیں وہ لوگ کہ جنکو اونکی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور الله جلد حساب لینے والا ہے اور الله کو گنتی

فی ایام معدودات ۝ فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیه ومن تاخر فلا اثم علیه لمن اتقی واتقوا

کے دنوں میں یاد کیا کرو (ایام تشریق میں تکبیر کہا کرو) پھر جسنے کوچ کرنے میں جلدی کی دو دن کے اندر تو اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اور جسنے تاخیر کی تو اسپر بھی کچھ گناہ نہیں یہ خدا سے ڈرنے والے کے

الله واعلموا انکم الیه تحشرون ۝

لئے ہے اور الله ہی سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تم سب اوسی کی طرف جمع کئے جاؤگے

ترکیب

الحج مبتدا اشهر معلومات خبر والتقدیر الحج حج اشهر ویمکن ان یقال اشهر الحج اشهر۔ فمن فرض مبتدا متضمن شرط فلا رفث والعائد محذوف ای فلا رفث ولا فسوق بعده وما تفعلوا الخ قدمر ترکیبه فی ما ننسخ من آیة الخ ان تبتغوا موضع نصب میں ہے علی تقدیر فی ان تبتغوا اور ممکن ہے کہ موضع رفع میں ہو جناح کی صفت ہو کر۔ من ربکم متعلق ہے تبتغوا سے پس مفعول بہ ہوگا اور فضل کی صفت بھی ہو سکتا ہے فاذا شرط فاذکروا الله الخ جملہ جواب عند المشعر الحرام ظرف ہے اذکروا کا کما هدکم کاف موضع نصب میں ہے نعت ہے مصدر محذوف کی اور ممکن ہے کہ کاف بمعنی علی ہو تقدیرہ فاذکروا الله علی ما هدکم وان کنتم میں ان مخففہ ہے مثقلہ سے والتقدیر انہ کنتم۔ من قبله لمن الضالین او آجگہ تخییر یا اباحت کیلئے ہے اشد ذکرا میں اگرچہ لوگوں نے بہت قیل وقال کی ہے مگر صاف قول یہ ہے کہ اشد منصوب ہے حال ہونے کی وجہ سے اور یہ حال ذکر سے ہے اور ممکن ہے کہ اسکی صفت ہو اور ذکرا تمیز ہے اشد کی یہاں ایک اشکال اور اسکا جواب ہے جسکا ذکر باعث تکدر فہم سامع ہے

تفسیر

یعنی حج کے چند مہینے مقرر ہیں شوال ذی القعدہ دس دن ذی الحجہ کے پس جو کوئی ان دنوں میں حج کرنے کے لئے احرام باندھے تو اسکے بعد نہ اپنی بیوی سے اختلاط

ط مکہ سے عرفات کا میدان جہاں کہ نویں ذی الحجہ میں جانا اور دعا کرنا حج میں فرض ہے تقریبا سات میل شمال ومشرق کے رخ ہے ایام جاہلیت میں قریش اس خیال سے کہ ہم کعبہ کے خادم ہیں وہاں تک نہیں جاتے تھے رستہ ہی سے واپس آجاتے تھے اسبات کو اس آیت میں منع کرکے حکم دیتا ہے کہ سب کو عرفات میں ٹھہر کر وہاں سے مزدلفہ اور منی اور مکہ کی طرف واپس آنا چاہیے ۱۲ منہ

کرے اور نہ کوئی بات فحش اور نہ شہوت انگیز کلام کرے اور نہ کسی سے لڑائی تکرار کرے اور جو کچھہ نیکی ہو سکے نہایت کوشش کرکے عمل مین لاوے کس لئے کہ یہ ایام تقرب ہین ملاء اعلیٰ
کو ان ایام مین بندہ کی طرف نہایت التفات ہوتا ہی یعلمہ اللہ اسکی طرف اشارہ کر رہا ہے - حج مین جسطرح سفر ظاہری اور ایک دن ایک جگہ اجتماع عام ہوتا ہے اس سے سفر
آخرت اور وہان قیامت کے روز خدا کے پاس جمع ہونے کی طرف اشارہ ہی پس اوس سفر کے لیے بھی توشہ لو اور عمدہ توشہ پرہیزگاری ہے - اور ممکن ہی کہ اس سے یہ مراد
ہو کہ سفر حج کے لئے کچھہ زاد راہ لیکر چلا کرو اور استقدر زاد راہ بہتر ہے کہ جس سے سوال سے بچو - چنانچہ اسکے شان نزول مین منقول ہی کہ یمن کے لوگ بغیر زاد راہ سفر حج کرتے تھے
اور خرچ ساتھہ لینا مکروہ جانتے تھے پھر لوگونسے سوال کرکے حاجیون کو دق کرتے تھے جیسا کہ ہندوٗن مین دستور ہے کہ بعض قومین تیرتھہ بھیک مانگ کر کرنا ثواب جانتی
ہین اسلئے اسکو خدا تعالی نے منع کیا کہ ایسا نکرو ان دونون مطلبون کے لئے واتقون یا اولی الالباب نہایت چسپان ہی توشہ آخرت مین بھی خدا کا خوف بڑی پونجی ہی اور سوال
بندونسے کرنا اور اسپر توکل نکرنا یا توشہ راہ ناجائز کمائی کا لینا بھی محل خوف خدا ہے -
عرب کی قومین ایام حج مین تجارت کو برا سمجھتی تھین حالانکہ یہہ کچھہ برائی نہین بلکہ ایسے مجمع مین کاربار خرید و فروخت بند ہونا ایک طرح کی مسافران با خدا کے لئے تکلیف ہی
اور نیز تقبول شخصے دست بکار دل بیار اسلام کا شیوہ خاص ہے اس نے فرمایا کہ اگر تم ان ایام مین روزی کہ جو فضل ربی ہے تلاش کرو یعنے تجارت کے لئے کچھہ مال
لاؤ تو کچھہ مضائقہ نہین اور یہ توشہ سفر حج کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اس لئے اسکو بھی اسکے ساتھہ بیان فرمادیا - محققین کہتے ہین کہ اس سے فضائل و عواید حاصل کرنیکی
طرف اشارہ ہی کہ جو ایسے پاکبازون کے مجمع سے حاصل ہو سکتے ہین اس مین کچھہ شک نہین کہ اہل اسلام کے باہمی میل و جول اور ترقی علوم و فنون اور برکات باطنیہ
حاصل ہونیکا یہ عمدہ سبب ہے اسکے بعد پھر ترتیب حج کو بیان فرماتا ہی کہ جب تم عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ مین آکر شب کو رہو اور صبح کو منی جانے لگو تو مشعر الحرام کے
پاس کہ جو مزدلفہ مین ایک مقدس پہاڑ ہے کہ جسکو قزح بھی کہتے ہین تکبیر و تہلیل کے ساتھہ خدا کو یاد کیا کرو کیونکہ مقامات متبرکہ مین یاد الہی باعث نورانیت روح ہی اور اسمین
ایک سر روحانی ہی کہ جسکو ہم اکثر جگہ بیان کر آئے ہین) - صحیح مسلم مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسجگہ کھڑے ہو کر بڑی دیر تک ذکر الہی کیا اور دعا مانگی یہانتک کہ صبح ہو گئی - اسکے
بعد قریش کی اوس تحریف کو مٹاتا ہے کہ جو اونہون نے ملت ابراہیمی مین کر رکھی تھی وہ یہ کہ یہہ لوگ اور بعض دیگر قبائل کہ جنکو حمس کہتے تھے اس خیال سے کہ ہم تو کعبہ کے ہمسایہ رہتے
ہین ہمکو عرفات جانا کیا ضرور ہے ؟ مزدلفہ ہی تک آیا کرتے تھے اور پھر وہان سے لوٹ کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اونکو فرماتا ہے جہان سے اور لوگ لوٹ کر آتے ہین یعنی عرفات
سے تم بھی وہین جاکر آیا کرو اور اپنے گناہون کی خدا سے معافی مانگو کیونکہ وہ غفور رحیم ہے اور یہہ تحریف ایک گناہ ہے -
پھر اصل مطلب کو ذکر کرتا ہے کہ تم جب منی مین آکر اپنے تمام ارکان حج پورے کر چکو تو جسطرح کہ ایام جاہلیت مین تین روز تک منی مین عرب کی قومین بعد فراغ حج اپنے باپ
دادا کے عماد اور بہادریون کے شعر پڑھتے اور فخر کیا کرتے تھے اور مجمعون مین بڑے زور شور سے قصائد پڑھتے تھے اسی طرح تم ای مسلمانون اپنے خدا کی یاد کرو بلکہ اوس سے بھی زیادہ
کیونکہ تم اسکی خاص جماعت ہو -
اسکے بعد فرماتا ہے کہ ایسے مواضع مین بعض لوگ کوتاہ نظر خاص دنیا ہی کے لئے دعا کرتے ہین اور اسی کو مد نظر رکھتے ہین دار آخرت پر اونکا یقین نہین لیکن جن پاکبازون کے سامنے
آخرت کھڑی ہی وہ جسطرح اپنی حوائج دنیا کے لئے دعا کرتے ہین اسی طرح اوس جہان کی خوبیان بھی اپنے پروردگار سے مانگتے ہین سو ایسے لوگونکی کوشش و سعی کارگر ہوتی ہی اور انکو
دونون جہانین بھلائی کا حصہ پہنچتا ہی - پھر فرماتا ہی کہ منی مین جسنے دو ہی روز تک قیام کی جلدی کی تو اسپر بھی کچھہ گناہ نہین اور جو تین روز تک ٹہرے تو اسپر بھی کچھہ گناہ نہین جیسا کہ ایام جاہلیت مین سمجھتے تھے

ا یہ تھوڑے دنون مین اسی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ ۵ مسلمانون کی اصلاح دنیا ہی کا حج ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے دنیا بھر کے مسلمان باہمی اتفاق اور خاص خاص تجاویز پر عمل کرنے کا باہمی
معاہدہ کر سکتے ہین دنیا مین اس سے بڑھکر اور کوئی انجمن ہو نہین سکتی جہان مشرق و مغرب کے مسلمان ہر طبقہ کے موجود ہوتے ہین اور دینی برادری کا کمال ظاہر ہوتا ہے مگر مسلمانون نے
اس قومی آلہ کو بیکار کر رکھا ہی صرف ادائے فریضہ کا کام لیتے ہین ۱۲ منہ

متعلقات

الحج اشہر معلومات اس آیت کے ظاہر معنے یہ ہین کہ حج کے لئے چند مہینے معلوم ہین مگر اس سے یہ خیال نکرنا چاہیے کہ ان مہینوں مین جب چاہے حج کے تمام ارکان ادا کرلے خواہ شوال مین خواہ ذی القعدہ مین خواہ چوتھی یا پانچوین ذی الحجہ ہی کو فارغ ہو جائے بلکہ یہ مراد ہے کہ جن مہینوں مین کہ حج شروع کیا جائے اور پھر وہ تمام کیا جائے اوس کے لئے ایک موسم اور وقت مقرر ہے کہ اوس سے پہلے اور پیچھے کوئی کام حج کا نکرنا چاہئے جیسا کہ ہمارے محاورہ مین بولتے ہین آم کے چار مہینے ہین یعنے انکا موسم یہی ہے کہ آنے سے لیکر انتہا تک یہ ہین نہ یہ کہ ان چار مہینوں مین سے اول مہینے کے اول ہی روز آم موجود ہو جاتے ہین۔ پس حج کا احرام باندھکر جب تک کہ اوسکو ختم کیا جاوے اسکے لئے شوال ذی قعدہ ذی الحجہ کے دس روز ہین پس اول تاریخ شوال سے افعال حج شروع ہوتے ہین اور دسوین ذی الحجہ کو تمام ہو جاتے ہین۔

اشہر معلومات مین بالاتفاق جمہور مفسرین شوال اور ذی القعدہ تو پورے پورے داخل ہین مگر ذی الحجہ مین اختلاف ہے عروہ بن زبیر کہتے ہین کہ سارا مہینا اشہر حج مین شمار ہے اور یہی امام مالکؒ کا مذہب ہے انکے قول پر اگر کوئی طواف زیارت کو اخیر مہینے ذالحجہ مین بھی کریگا تو درست ہوگا اور دلیل انکی یہ ہے کہ لفظ اشہر جمع ہے اور عرب کی زبان مین جمع کے لئے کم سے کم تین ہونے چاہئین - ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور نخعی اور شعبی اول عشرہ یعنے دس روز لیتے ہین اور یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے کس لئے کہ تمام ارکان حج طواف زیارت وغیرہ تو حج ہی تمام ہو چکتے ہین اور عرب مین جزو کو کل سے تعبیر کرتے ہین اس تقدیر پر دس روز کو مہینا قرار دیکر لفظ جمع بولا گیا - امام شافعیؒ کہتے ہین نودن اور دسوین تاریخ کی رات نہ دسواں دن مراد ہے کس لئے کہ عرفات مین ٹھہرنا جو بڑا رکن اعظم ہے ہی دن ہوتا ہے مگر ہنوز آیت کے معنے مین ایک اشکال باقی رہ گیا وہ یہ کہ اس آیت سے تو مدت حج دو مہینے دس روز مراد لئے گئے حالانکہ خدا تعالی چاندونکو فرماتا ہی قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ اور نیز صحابہ مین مشہور تھا کہ عمدہ حج وہ ہے کہ جسکے لئے گھر سے احرام باندھکر چلے اور بعض لوگونکے گھر چار یا چھ مہینے کی راہ ہوتے ہین - اسکا جواب یہ ہی کہ یہی مواقیت للناس والحج کے معنے یہ نہین کہ ہر چاند مین حج کے افعال درست ہین بلکہ یہ کہ ہر چاند کو سلسلہ وار حساب حج مین دخل ہی اور صحابہ کا قول غالبا اون عرب کی نسبت ہی کہ جنکے گھر دو مہینے کی راہ سے کم ہین امام ابوحنیفہؒ اور مالکؒ اور سفیان ثوریؒ جو اشہر حج سے پیشتر احرام باندھنے کو ان وجوہ اشکال کو تسلیم کرکے جایز قرار دیتے ہین یہ جواب دیتے ہین کہ احرام تو صرف التزام حج ہی جیسا کہ نیت پس جسطرح نیت حج کی اشہر حج سے پیشتر کرلی درست ہی اسی طرح احرام کا بھی کچھ مضائقہ نہین ہان جو امور مہتم بالشان حج کے ہین وہ اشہر حج ہی مین ادا ہونے چاہئین - اور گو موسم حج یہی ہی مگر بعض باتین بفرط شوق قبل موسم ہو گئین تو مضائقہ نہین وفیہ نظر - اب ہم پیشتر حج کے ارکان وہیئت بیان کرکے پھر اسکے اسرار اور مخالفون کے طعن کا جواب کرتے ہین احرام میقات سے باندھنا پھر مکہ مین آکر طواف قدوم کرنا پھر سعی بین الصفا والمروہ پھر اسکے بعد آٹھوین تاریخ کو منی مین جانا پھر نوین کو عرفات مین ٹھہرنا پھر شام کو وہان سے لوٹ کر شب کو مزدلفہ مین رہنا پھر صبح کو وہان سے اوٹھکر دسوین کو منی مین واپس آکر رمی جمار یعنے منارہ کو کنکریان مارنا قربانی کرکے سر منڈانا یا بال کتروانا پھر خانہ کعبہ کا جاکر طواف کرنا کہ جسکو طواف زیارت کہتے ہین پھر وہان سے منی مین آکر دو روز یا تین روز تک رمی جمار کرنا - ان چیزون مین سے بعض رکن ہین اور بعض واجب اور باقی سنت ہین - احرام اور عرفات مین ٹھہرنا دعا کے لئے اور طواف زیارت بالاتفاق رکن ہین کہ انکے فوت ہونیسے حج نہین ہوتا اور سعی بین الصفا والمروہ اور حلق و قصر یعنے سر منڈانا یا کترانا اور رمی جمار اور مزدلفہ مین شبکو دعا کے لئے قیام کرنا اور ایام تشریق پھر منی مین رہنا اور رمی جمار کرنا اور ان ارکان کی ترتیب کو ملحوظ رکھنا واجب ہی باقی چیزین سنت ہین یا کفارہ ہین احرام اور طواف اور دیگر امور حج کی تشریح پھر انکے کفارات کی تشریح کتب فقہ مین مذکور ہے - کعبہ کے ہر طرف چند مقامات مقرر ہین کہ جو اودھر سے اندر آئے تو کعبہ کی تعظیم کے لئے احرام باندھکر آوے خواہ نیت حج و عمرہ سے آئے خواہ تجارت یا کسی اور ضروری کام کیلئے آئے یہ صرف امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے اس حدیث سے لا یجاوز احد المیقات الا محرما رواہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی اور امام شافعی

(۱) کہ جنکے فوت ہونے سے دم یعنے قربانی کرنی پڑتی ہے ۱۲ (۲) اور طواف افاضہ بھی کہتے ہین ۱۲ منہ

وغیرہ علما فرماتے ہیں کہ احرام خاص اسوقت باندھنا لازم ہو کہ جب حج وعمرہ کی نیت سے آنا چاہئے ورنہ نہیں جیسا کہ ان مقامات کے اندر کے رہنے والوں کے لئے بالاتفاق اس صورت میں احرام کی کچھ ضرورت نہیں ـ میقات کہ جہانسے احرام باندھنا ضروری ہے یہ ہین اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ اور اہل عراق کے لئے ذات عرق اور اہل شام کے لئے جحفہ اور نجد کیطرف سے آنیوالون کے قرن سے اور یمن والونکے لئے اور جو اس راستہ سے آوین جیسا کہ ہندوستانکے لوگ تو اونکے لئے یلملم ہے احرام یہ ہو کہ جب ان مقامات کی حد پر پہنچے تو غسل یا صرف وضو کرکے دو کپڑے ایک تہبند اور دوسری چادر بے سلی پہنے اور دو رکعت نفل پڑھکر یہ کہے اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی بعد اسکے لبیک پکار کر پڑھے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ـ اس کے بعد یہ شخص محرم ہوگیا اسکے لئے شکار کرنا اور لڑنا جھگڑنا عورتونسے مخالطت کرنا سب ممنوع ہوگیا کما رہیہ احرام قرآن سے ثابت ہی فَمَنْ فَرَضَ فِیْھِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ الآیۃ وَلَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اور ان مقامات کو نبی صلعم نے بیان فرمایا ہو اور اسکی ہیئت اور بے سلا کپڑا پہننا اور سر ننگا رکھنا پستی و بلندی تہلیل و تکبیر کہنا تلبیہ پکارنا سب باتین احادیث صحیحہ سے ثابت ہین گو انمین سے کوئی کوئی بات ایام جاہلیت مین بھی باقی رہگئی ہو مگر آنحضرت علیہ السلام نے اس سنت ابراہیم کو از سر نو زندہ کیا اور اس مین جو کچھ تحریفات ہوگئین تھین سبکو دور کردیا ـ احرام مین سر منڈانے کی ممانعت بھی قرآن سے ثابت ہو وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ طواف بھی قرآن سے ثابت ہو وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ـ سات بار پھرنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور اسکے بعد دو رکعت نماز پڑھنا سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہے سعی بین الصفا والمروہ بھی قرآن مجید سے سمجھی جاتی ہو اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ـ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِھِمَا عرفات مین جانا اور وہان سے لوٹ کر شب کو مزدلفہ مین رہنا اور مشعر الحرام کے پاس یاد الٰہی کرنا بھی قرآن سے ثابت ہی فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ منیٰ مین رہنا بھی قرآن سے ثابت ہو وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ـ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ رہی جمار احادیث صحیحہ صریحہ سے ثابت ہی حج مین جو قربانی کیجاتی ہو وہ تین طرح کی ہو ایک حج وعمرہ ملانے پر ہوتی ہو اوسکا ذکر اس آیت مین ہو فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْھَدْیِ ـ یہ واجب ہی دوسری وہ کہ جب حج کو چلتے ہین تو قربانی ساتھ لیجایا کرتے ہین کہ وہان جاکر ذبح کرینگے اس قسم کی قربانیون کو ہدی اور قلائد کہتے ہین انکے گلے مین کچھ ڈالتے تھے کہ راستہ مین کوئی تعرض نکرے یا کچھ خفیف خراش سا اونکے کوہان پر کردیتے تھے اور وہین سے خرید کر بھی بہ نیت تقرب ذبح کرتے تھے اسکا ذکر بھی قرآن مین ہی وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا الآیۃ تیسری قسم وہ کہ جو کفارات مین ذبح ہوتی ہین جنکو دم جنایات کہتے ہین انکا ذکر احادیث مین ہی مخالفین اسلام یہود اور عیسائی اور ہنود حج کے بارہ مین اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ عرب کے جاہلون کا میلہ ہو جو بغرض تجارت قائم ہوا تھا چنانچہ [1]مفسر بھی ص ۲۴۹ مین کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے بغرض آبادی مکہ اور ترقی تجارت کے لئے لوگونکو حج کی ترغیب دی "پس نبی علیہ السلام نے انہین رسمیات کو کہ جو بعید از عقل ہین اور صرف جسمانی باتین ہین کہ ننگا سر کرکے ایک چوکھونٹے مکان کے گرد گھومو اور وحشیانہ وضع بناؤ تہبند باندھو پھر دو پہاڑیون کے درمیان دیوانون کیطرح پھیرے پھیرے کرو پھر مزدلفہ منیٰ اور عرفات مین رہو پتھر کے منارون کو کنکریان مارو سر منڈاؤ ناحق جانورونکو ذبح کرکے جنگل کو سڑاؤ فرض واجب بنادیا ہے اسکا جواب بہت سہل ہے ـ اہل کتاب کہ جو توراۃ کو مانتے ہین انکے لئے تو یہ اعتراض کرنا شیشہ کے گھر مین بیٹھکر مخالف پر پتھر پھینکنا ہی کیونکہ بائبل بالخصوص توراۃ سفر احبار مین متعدد مقامات پر بنی اسرائیل کیلئے خدا نے موسیٰ کی معرفت وہ احکام فرض کئے ہین کہ جو بظاہر عقل مین نہین آتے بلکہ صریح فضول معلوم ہوتے ہین پھر جو انپر اعتراض کرے حج کے بارہ مین بھی منہ نہ کھولے ـ دیکھئے کتاب خروج کے ۲۵ باب مین موسیٰ نے لوگونکو حکم دیا کہ خداوند کیلئے سونا اور چاندی اور رنگ برنگ کی چیزین لاوین جس سے بطلی ایل اور اہلیاب جو بڑے کاریگر تھے خداوند کے لئے (۱۱) مسکن اور خیمہ اوسکا گھٹا ٹوپ اوسکا اور کنگورے اوسکے اور تختے اوسکے اور ستون اوسکے اور پائے اوسکے صندوق اور چوبین اوسکی اور سرپوش اوسکا اور پردہ اوسکا میز اور چوبین اوسکی اور سب برتن اوسکے اور قندیل

[1] مفسر کا یہ کہنا ص ۲۵۵ حج مین قربانی کوئی مذہبی اصل قرآن مجید سے نہین پائی جاتی خشک بیابان تھا اناج غالم تھا اسلئے خوراک کیلئے لوگ جانور ساتھ لیجاتے تھے ... قرآن مجید سے ناواقفیت پر دلیل ...

روٹیان شمعدان روشنی کیلیئے اور اوسکے سرانجام اور اوسکے چراغ اور جلانے کا تیل اور قربانگاہ بخور کے لیئے اور چوبین اوسکی اور ملنے
کا تیل اور بخور خوشبو مصالح کا اور پردہ مسکن کے دروازہ کا اور مذبح سوختنی قربانی کا اور اوسکے لیئے پیتل کا آتش دان اور چوبین اوسکی
اور حوض وکرسی اور پردہ صحن کے دروازہ کا اور میخین مسکن کی اور صحن کی میخین اور ڈوریان ان دونون کی اور خدمت کا لباس مقدس
ہین عباد کیلیئے اور مقدس لباس ہارون کاہن کیلیئے اور لباس اوس کے بیٹون کا کاہنون کے لیئے بنایا اور پھر ہر ایک کے اندر جو جو بھید ہین
لگین کہ ایسا رنگ ہو اور اتنا طول اور اتنا عرض اور ایسا خیمہ اور کروبیون کی تصویرین پیتل کی اور کاہن کا لباس ایسا اور ایسا
اور چنان اور چنین پران احکام کی ایسی سخت تاکید کہ جو کوئی ذرا بھی سرتابی یا خلاف کرے تو بیچارا مارا جائے - اب اگر حج کے ارکان
کہ جنکی وجہ ہم ابھی بیان کرتے ہین فضول ہین تو یہہ بکھیڑا کیا معقول ہے؟ پھر اگر اس سے موسے کی نبوت اور توریت کے کتاب
الٰہی ہونے مین کچھہ فرق نہین آیا تو قرآن اور نبی آخرالزمان علیہ السلام کی نبوت مین کیون نکتہ چینیان ہوتی ہین؟ لطف یہ کہ
ارکان حج مین تو سراسر روحانیت ہے اور ان مین محض جسمانیت پھر ایسے اعراض کرکے اپنہ مونہہ مارنا عجب بات ہے - علاوہ
اسکے اور جو کچھہ سوختنی قربانی اور اوسکا خون چھڑکنا اور تیل کا پکوان پکانا وغیرہ احکام مندرج توریت عجیب حیرت انگیز ہین
طرفہ یہ کہ عیسائیون کے ہان باوجودیکہ شریعت سے مطلقاً آزادی ہے مگر عشاء ربانی کہ جسمین خمیری روٹیان مسیح کا گوشت تصور
کرکے کھائی جاتی ہین اور پھر بپتسمہ کہ حوض مین تمام گناہون سے پاک ہونے کے لیئے غوطہ دلایا جاتا ہے کیا نا معقول چیز
ہے اور پھر اس کو دین کا اصول قرار دینا کیا امر فضول ہے -

پادری صاحب ان باتون کی کوئی معقول وجہ بیان فرمائین ورنہ غیرون پر طعن کرنا تو کچھہ بڑی بات نہین - اور ویداور
شاستر اور پوران تو پوجا پاٹ سے بہرے پڑے ہین جنمین عناصر اور آفتاب ماہتاب ور اندر دیوتا اور دیگر لوگون کے پرستش کے
عجائب طریقے لکھین ہین اور بلدان اور یگ کا دستور کہ یون آگ جلاوین اور کبھی مین فلان چیز کا عرق چڑاوین اور صبح و شام
یون کرین اور سیکڑون باتین بعید از عقل سلیم ان کی کتب مسلمہ مین موجود ہین اور عام دستور گنگا جمنا کا اشنان اور ایک تھیلے
مین پوجا کے آلات کہین چھوٹی چھوٹی پیالیان اور صندل گھسنے کا پتھر اور بتون کو پانی پلانے کے چھوٹے چھوٹے پیتل اور
تانبے کے چمچے اور بجانے کا سنکھہ ہر مہاراج کی بغل مین بہان متی کا پٹارا دبا ہوا ہوتا ہے آریہ جو آج کل نئے محقق نکلے ہین
اور اپنے پوچ مذہب کو عقل کے مطابق کرنا چاہتے ہین اور جو نہین مطابق ہوتا تو اوس کا انکار کرتے ہین یا بین معنے
تاویل کرتے ہین وہ اپنی وید اور اوس کے اپنشیدون اور شاسترون کی تو خبر نہین مگر بیچارے ناواقف ہین کسی قدر
انگریزی پڑھ لی چلو شوامی جی مہاراج کی تقریر سُن کر وید اور شاسترون کو عام خیال مین کچھہ اور ہی سمجھہ بیٹھے ڈھٹائی
کے زور سے مقدس اور پاک مذہب پر مونہہ آنے لگے - اب ہم ملحدون کے مقابلہ مین اسرار ارکان حج
بیان کرتے ہین اگر عقل سلیم کے تابع ہین تو ضرور ہمارے قول کی تصدیق کرین گے ورنہ تعصب کا کچھہ
علاج نہین -

امر الحج

ہم اول بیان کر چکے ہین کہ خانہ کعبہ اوس خدائے پاک کی تجلی اور ظہور انوار کی جگہ ہی کہ جو جسم اور مکان سے پاک ہی نہ وہان کسی کی صورت ہے نہ کسی دیوی دیوتا کا استھان ہی بلکہ ایک چوکھونٹا اونچا سا مکان ہی گویا اوس بے نشان نے اپنے عاشقون کے لئیے دنیا مین اپنا ایک نشان قائم کر دیا ہی اور اوسکو اپنے دیدار فیض آثار کی کھڑکی قرار دیا ہی اور اپنے جمال باکمال کا آئینہ بنایا ہے (اور ثبوت اوسکا پہلے بدلائل ہو چکا ہے) اور نیز اس معبد کو رئیس الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اوسکی عبادت خاص کیلئے اپنے ہاتھہ سے تعمیر کیا ہی (جیسا کہ تواریخ مخالفین سے بھی ثابت ہی) اور تمام روئے زمین پر اکثر اسی بابرکت کی نسل سے انبیاء پیدا ہوئے ہین اسوقت کیا بلکہ ہر زمانہ کی خداپرست قومین انہین کو سر فرقہ توحید تسلیم کرتی چلی آئی ہین بالخصوص اخیر زمانہ مین جناب محمد علیہ السلام انہین کی نسل سے ہین جو تمام بنی آدم کے ہادی اور سب کے رہنما ہو کر اس باخدا کے اصول مذہب کے از سر نو زندہ کرنیکو دنیا مین تشریف لائے - اور حضرت ابراہیم نے بمقام عرفات خداپرست لوگون کو توحید کا جلوہ دکھانے کے لئیے آواز دیکر بلایا - اسلئیے تمام خداپرستون پر فرض ہوا کہ عمر بھر مین بشرط استطاعت فرمان والا شان کو قبول کر کے دربار خاص مین آوین اور ایک مجمع خداپرستونکا ایک خاص دن مین (کہ جسپر خدا نے تجلی باطنی اور برکت و مغفرت کا وعدہ کیا ہی) اوس معبد مین حاضر ہو کر اپنی فرمانبرداری اور ملت ابراہیمی کی پابندی کا اظہار کرین اور حسب استعداد باطنی اوسکے جمال باکمال سے بہرہ یاب بھی ہون اور اوس معشوق حقیقی کے انوار اور عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرین اور یہ بھی ہے کہ جس طرح دنیا مین بت پرستون کے میلے اور غیر اللہ کے لئیے مجمعے اونکی عظمت شان کے لئیے ہوتے ہین جس سے اونکی عظمت و عزت لوگون کے دلون مین مرسوخ ہو جاتی ہی اور اونکی پرستش و نذر و نیاز کا بازار گرم ہوتا ہی اسی طرح حکمت آلہی ہین (جبکہ خداپرستی اور نور توحید عالم پر ظاہر کرنیکا منشا تھا) ضرور ہوا کہ خاص موحدین کا بھی ایک مجمع عام روئے زمین کے لوگون کا اژدحام خاص خدا کے لئے اور اوسکی تہلیل و تکبیر و تقدیس نیز یہ ظاہر کرنے کے لئیے ہو تا کہ لوگون مین خداپرستی کی شوکت ظاہر ہو اور ہر ایک خداپرست دوسرے سے ملکر اکتساب خیر و برکت بھی کرے اور روئے زمین کے خداپرستون مین ایک میل جول اور اتحاد قلبی بھی قائم ہو جاوے اور اوسکے ضمن مین علوم و فنون و تجارت و صنعت کے متعلق فوائد اور تبادلہ خیالات بھی ہو چنانچہ اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہی لیشہدوا منافع لہم کلا یہ اور یہ بھی ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ دنیا مین توحید پہیلانے والے اور موحدین کے بزرگ مانے گئے ہین پس اس بزرگ کی یادگاری پر کوئی مجمع توحید کی ترقی کے لئیے ہونا بالخصوص اوس مقام پر کہ جہان اوسکی بیوی اور معصوم بچے کے ہاتھہ سے بھی اس خداپرستی کی بدولت خرق عادات کا ظہور ہوا ہو اور جہان اوسکا پوتا اخیر نبی پیدا ہوا خصوصاً ان مقامات پر کہ جہان حضرت آدم نے بھی سب سے پیشتر خدا کی یاد کی ہو اور جن پہاڑون اور میدانون مین اس کی قدرت کے عجائب ظاہر ہوئے ہون اور جس جگہ سے کہ اسلام کی روشنی نکلکر دنیا کے پرے کنارون تک پھیلی ہو - ضرور اور پر ضرور ہے اور یہی حج ہی - اسی لئے ان دنون مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لباس پہنکر کہ جو احرام ہے اور نیز تکلفات و تزئینات دور کر کے اوسکے دربار مین فطرتی حالت اور عاشقانہ ہیئت بنا کے حاضر ہونا اور ایک فاصلہ معین سے اس گھر کا ادب ملحوظ رکھکر یہ ہیئت بنانا اور اسی وقت سے اوسکی تہلیل و تکبیر و لبیک پکارنا اور اوس گھر کا ادب اور اس حالت کا لحاظ رکھنا شکار نکرنا فحش اور لڑائی جھگڑون سے باز رہنا پھر جب خاص اوس مسجد کے پاس آوین تو اوسکے شوق مین اوسکے گرد قربان ہونا کیونکہ اس سے دلپر ایک عجیب اثر پیدا ہوتا ہی پھر جس طرح کہ ہاجرہ دو پہاڑون مین دوڑتی پھری تھین اوس حالت کے یاد کرنیکے لئے ویسا ہی کرنا اور پھر عرفات مین جس میدان مین کہ حضرت آدم پر خدا کی تجلی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم نے لوگون کو وہان سے بلایا تھا جا کر دن بھر خدا کی تکبیر و تہلیل کرنا پھر منی مین آکر جہان کہ حضرت ابراہیم نے خدا کے لئے اپنے پیارے فرزند اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تھا قربانی کرنا اور جسطرح تین بار شیطان نے نمودار ہو کر انہین بہکانا چاہا تھا اور اونہون نے اوسکو کنکریان مار کر بھگایا تھا اسیطرح اون مقامات پر جو منارے ہین اونپر کنکریان مارنا جسکے نفس بد پر تین بار خاک ڈالنے کیطرف اشارہ ہی پھر وہان سے آکر اوس مقدس مسجد مین وہی نماز عاشقان یعنی طواف کرنا امر معقول اور اسلام مین رئیس الموحدین حضرت ابراہیم کی عاشقانہ جذبات کا اظہار ہی جسمین کوئی بات بھی خلاف عقل نہین ان سب باتون کا علاوہ قوم کو بری و بحری سفر کا تجربہ کرانا اور محنت کش و پختہ کار بنانا اور ایسی متبرک مقام کا دکھانا جو ہمیشہ سے توحید حق پرستی کا سرچشمہ رہا ہی اور نیز اون خداپرستون کی عظمت بھی لوگون مین سرسوخ کرنا اور ملک کے باشندونکو مالی فائدہ پہونچانا بھی مقصود ہی جسکی وہ سلف ۲

ملحوظ: یہ حاشیہ صفحہ ۵۸ پر ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ

اور بعض ایسے بھی ہین کہ جسکی زندگانی دنیا کی بات آپکو بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنی دل کی باتو پر خدا کو گواہ بھی کرتا رہتا ہے حالانکہ وہ سخت دشمن سخت جھگڑالو ہی اور جب پیٹھ پھیر کر جاتا ہی تو ملک مین فساد ڈالنے

لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ

اور کھیتی اور مواشی کو برباد کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے ؛ اور الله کو فساد پسند نہین آتا اور جب اسکو کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو شیخی مین آکر اور بھی گناہ کرتا ہی سو اوسکو

جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

جہنم کافی ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے اور بعض ایسے بھی ہین کہ جو خدا کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہین اور الله بندو پر بڑی شفقت رکھتا ہے

ترکیب

من یعجبک مین من نکرہ موصوفہ ہے فی الحیوة الدنیا متعلق ہی قول سی والتقدیر فی امور الدنیا اور ممکن ہی کہ یعجبک کی ساتھ متعلق ہو ویشہد الله جملہ حال ہی ضمیر یعجبک سے الخصام جمع خصم ہی اور ممکن ہی کہ مصدر ہو بمعنے اسم فاعل اور افعل اسجگہ مفاضلہ کے لئے ہی تقدیرہ وہو شدید الخصومة لیفسد لام متعلق سعی سی ہی اخذتہ فعل و مفعول العزة فاعل بالاثم مین ب سببیہ ہے ای اخذتہ العزة بسبب الاثم فحسبہ مبتدا جہنم اوسکی خبر اور ممکن ہی کہ جہنم حسب کا فاعل ہو۔

تفسیر

اول آیت مین ذکر تھا کہ بعض ایسے بھی ہین کہ حج کے ایام اور ایسے مواضع مین صرف دنیا خدا سے مانگتے ہین کس لئے کہ آخرت اور وہان کی نعمتون کا اونکو یقین ہی نہین اور بعض ایسے بھی ہین کہ جو دنیا و آخرت دونوں کا سوال کرتے ہین اب یہان ان دونون گروہونکی تشریح فرماتا ہی کہ وہ جو دنیا ہی مانگتے ہین وہ لوگ ہین کہ جو بڑے شیرین کلام خوش گو بڑی باتین بناتے بات بات پر خدا کی قسم کھاتے ہین اور باطن اونکا خراب ہی جب قابو پاوین تو فساد مچاوین اور جو کوئی منع کرے تو غرور اور تکبر مین آکر اور بھی گناہ مین اڑجاوین سو انکے لئے جہنم کافی ہی اور جو دنیا و آخرت مانگتے ہین وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنی جان کو خدا کی خوشنودی کیلئے فروخت کر دیا ہی سو انپر خدا بھی مہربانی کرتا ہی بعض مفسرین قرآن کے ایسے عام الفاظ سے اشخاص خاص مراد لیا کرتے ہین اور پھر اونکے حال بیان کر کے انکو شان نزول کہتے ہین اسمین کوئی شبہ نہین کہ قرآن کی عبارت مربوط ہی اسمین قصداً اسطرح سی ٹکڑے کرنا بیضرورت بات ہی مگر اسمین بھی کوئی تعجب نہین کہ ان عبارات کا مصداق اسوقت مین پایا گیا ہی چنانچہ ومن الناس من یعجبک کی تفسیر مین چند اقوال منقول ہین از انجملہ یہ کہ اس سے مراد اخنس بن شریق منافق ہی کہ جو آنحضرت علیہ السلام کے پاس آکر بڑی باتین بناتا تھا کہ والله مین سچا مسلمان خدا ترس آپسے دلی محبت رکھنے والا ہون اور ایک روز جو آپکے پاس سے گیا تو باہر جاکر غریب نیدارون کی کھیتی جلادی اور ضد اور تکبر مین آکر مویشی ہلاک کر دئی اور من یشتری نفسہ سی مراد صہیب بن سنان اور عمار بن یاسر اور بلال اور خباب بن ارت اور ابوذر وغیرہم مہاجرین ہین ان لوگونکو مشرکین نے قید کر لیا تھا اور انسے کفر اور بے دینی کرانا چاہتے تھے کہ اگر تم اسلام سے نہ پھروگے تو ہم قتل کر دینگے اور عذاب دیکر مارینگے لیکن ان حضرات نے نہ مانا سب مصیبتین سہین جو کچھ اپنے پاس تھا دیا مار کھائی فاقہ کھینچے مگر اسلام پر قائم رہے اور اونکے ہاتھ سے خلاصی پاکر مدینہ مین آئے پس انکے حق مین خدا فرماتا ہی کہ ان لوگون نے اپنی جان کو رضاء الٰہی کیلئے فروخت کر دیا ہی یہ اسکے انعام و فضل کے مستحق ہین۔ الغرض بدون اور نیکون کی معہ نتیجہ تصویر کھینچ دی۔

ف ۱ یہ کہنا فورصٹؔ جو لوگ یہ سمجھتے ہین کہ اوس پتھر کے بنے ہوئے جو کھونٹے گھر مین ایک ایسی متعدی برکت ہی کہ جہان سات دفعہ اسکا گرد پھیرا اور بہشت مین چلے گئے یہ انکی خام خیالی ہی الخ اس جو کھونٹے گھر کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہی اوسکے گرد تو اونٹ اور گدہے بھی پھرتے ہین تو وہ کبھی حاجی نہین ہوتے انتہی اصریح زندانہ ہے اور نیز قرآن و حدیث بلکہ حقیقت حج سے ناواقفیت کی دلیل ہی بیچارے اپنی خو سے ناچار ہین جہلی اور ابتدا عمر کا الحاد اور بے دینی اور دنیا پرستی نخوت و غرور دلمین بھرا ہوا ہی تو بے ساختہ منہ سے اگل پڑتا ہی سیکڑون زندون کو ہم نے دیکھا ہی وہ خدا اور رسول اور ہر امر دین سے تمسخر کرتے ہین اور زبان مین لگام نہین رکھتے بعد مردن حقیقت معلوم ہو جاویگی نعوذ بالله ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ

مسلمانون! اسلام مین پورے پورے آجاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو کیونکہ وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے پھر اگر تم کھلی کھلی

مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ وَقُضِيَ

نشانیان آجانے کے بعد بھی پھسل گئے تو جان رکھو کہ اللہ بھی زبردست حکمت والا ہے کیا وہ اسی کے منتظر ہین کہ انکے سامنے خدا بدلیون کے سایہ مین آموجود ہو اور فرشتے بھی آجاوین اور کام پورا

الْأَمْرُ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ سَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَمْ آتَيْنَاهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

ہو جاوے (یعنی کیا قیامت برپا ہو جانیکے منتظر ہین) اور سب باتین اللہ ہی کے اختیار مین ہین بنی اسرائیل سے پوچھو دیکھو کہ ہمنے انکو کسقدر کھلے کھلے معجزات دئے ہین اور جو کوئی خدا کی نعمت پاکر اسکو بدل ڈالے تو اللہ بھی سخت عذاب دینا ہے

ترکیب

کافۃ من الکف کانہم کفوا ان یخرج منہم احد باجتماعہم - حال ہے فاعل ادخلوا فی السلم سے اسے فی السلم من جمیع وجوہہ فان زللتم شرط فاعلموا الخ جملہ جواب فی ظلل جمع ظلۃ یہ ظرف ہے اور ممکن ہے کہ حال ہو من الغمام صفت ہے ظلل کی - سل فعل انت اسکا فاعل بنی اسرائیل مفعول اول کم استفہامیہ اتینا فعل با فاعل ہم مفعول اول اور کم من آیۃ بینۃ اسکی تمیز مجموعہ مفعول ثانی - پھر یہ تمام جملہ مفعول ثانی ہوا سل کا محلا یہ جملہ منصوب ہے - اور یہ سوال بطور تہدید کے ہے - یہ خطاب صرف آنحضرت کو نہین بلکہ ہر مخاطب کو -

تفسیر

اگلی آیت مین ذکر تھا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جنکا ظاہر حال اچھا معلوم ہوتا ہے مگر در پردہ برے ہین اب اس آیت مین خدا تعالے خطاب تو مومنون سے کر رہا ہے مگر سب کو سنا رہا ہے کہ یہہ دو رنگی کچھ نہین ہماری اطاعت مین پورے پورے آؤ ظاہر او باطنا خدا کی فرمانبرداری اختیار کرو یہہ نہین کہ جس کو دل نے چاہا مانا ورنہ نہین کیونکہ یہ شیطان کی پیروی ہے تم اوس دشمن کی پیروی نکرو اس کے بعد امر حق پر ثابت رہنے کی تاکید فرماتا ہے کہ ہماری آیات عقلیہ و معجزات نبویہ اور دیگر آثار قدرت کے دیکھنے اور غور کرنے کے بعد بھی اگر تم پھسل گئے تو ہمارا کچھ نقصان نکروگے ہم تم کو تمہارے افعال کی سزا دے سکتے ہین زبردست ہین اور اگر عذاب مین دیر ہو تو دیر ست ہو اس مین کوئی حکمت ہوتی ہے کیونکہ ہم حکیم ہین پھر فرماتا ہے کہ اے کفار وا ے مشرکین واے سخت دل یہود و نصاریٰ باوجودیکہ تم سب کچھ آیات دیکھ چکے ہو اور پھر ہماری طرف رجوع کرنے مین حیلہ و بہانہ کرتے ہو سو اب اور کیا باقی ہے مگر یہ کہ خدا اور اوس کے فرشتے تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے روبرو آوین تب تم مانو جیسا کہ کوہ طور پر موسے کے عہد مین بادلون مین سے دھوان اور کڑک اور شعلہ معلوم ہوا اور خدا کا جلوہ دکھائی دیا سو تم اسی بات کے منتظر ہو ! ہم قادر مطلق ہین بنی اسرائیل کے علماء سے پوچھو کہ ہم نے کیا کچھ نشانیان دکھائین ہین مگر اونہون نے اون کے بعد اس نعمت الٰہی کی ناشکری کی ہے جس پر ہم نے اون کو ہلاک کیا اور جو ہماری نعمتون کی قدر دانی نہین کرتا ہم اوس کو سخت عذاب دیتے ہین -

---

لہ نعمت سے مراد یا توریت اور صحف انبیاء علیہم السلام ہین کہ اہل کتاب نے اونکو حاصل کرنے کے بعد بدل دیا یا ہر ایک نعمت الٰہی مراد ہے ناشکر بندے اوسکی قدر نہین کرتے اور اوسکو ناشکری سے بدلتے ہین ۱۲ منہ

زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَالَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

کافر دنیا کی زندگانی پر رجھا گئے ہین اور وہ ایماندارون سے تمسخر کیا کرتے ہین حالانکہ قیامت کے دن پرہیزگار اونسے بالاتر ہون گے اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب

حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ

روزی دیتا ہے (ابتدا مین) سب لوگ ایک ہی گروہ کے تھے (بعدہ اختلاف ہوا) تو خدا نے نبی بھیجے جو خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے تھے اور اونکے ساتھ کتاب برحق بھی نازل کی تاکہ

بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ اِلَّا الَّذِينَ اُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى

اختلافی باتون مین لوگون کے بیچ فیصلہ کر دیا کرے (پر) جنکو کتاب دی گئی تھی ہی اپنے پاس کھلے کھلے احکام آنے کے بعد آپس کی ضد سے اوسمین اختلاف کر بیٹھے پھر دین

اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

حق کی کہ جسمین وہ اختلاف کر چکے ہین خدا نے اپنی عنایت سے مسلمانون کو رہنمائی کر دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدہا راستہ دکہاتا ہے

ترکیب

زین فعل مجہول للذین کفروا متعلق ہی زین کے الحیوۃ الدنیا صفت و موصوف مفعول مالم یسم فاعلہ اور زین کہا زینت نہ کہا کس لئے کہ زین اور الحیوۃ الخ مین فاصلہ آگیا دوم یہ کہ مؤنث حقیقی نہین ہے ویسخرون معطوف ہی زین پر والذین اتقو مبتدا و فوقہم خبر القیامۃ ظرف سے مبشرین و منذرین حال ہی النبیین سے وانزل موضع حال مین ہی کتاب سے بالحق بھی ہی ای مشتملا علی الحق لیحکم ای الکتاب اور لام متعلق ہے انزل سے فیہ ای الحق اوتوہ ای الکتاب من بعد الخ جملہ متعلق ہی اختلف سے بغیا مفعول لہ ہے اختلف کا من الحق حال ہے ضمیر فیہ یا ما سے باذنہ حال ہی الذین آمنوا سے ای ماذونا لہم۔

تفسیر

پہلی آیت مین اشارہ تھا کہ کفار دلائل و معجزات پر بھی ایمان نہین لاتے بلکہ عیانا خدا اور فرشتون کو دیکھنا چاہتے ہین پھر اسکے بعد اسکے سبب کی طرف اشارہ تھا کہ یہ ساری باتین دنیا اور دیگر نعمائے کے نشے کی وجہ سے ہین اونہون نے نعمتون کو بدلا شکر کی جگہ کفر کیا۔ اب یہان دنیا اور اوس کی نعمتون کی بیوقعتی اہل ایمان کے سامنے دکہاتا ہے کہ دنیا اور اوس کی نعمتین بے ثبات ہین اونپر کافر ہی ریجھتے ہین اور انہین کی آزمائش کے لئے خدا نے بیحد سامان دئیے ہین کہ جنکا عالم آخرت پر یقین نہین اور دنیا ہی کو مدنظر رکھتے ہین اسلیئے وہ ایمان والون پر کہ وہ عالم آخرت کی وجہ سے دنیا پوری پوری حاصل نہین کرتے اور یاد الٰہی مین رہتے ہین اون کو بیوقوف اور مفلس سمجھکر قہقہے مارتے ہین حالانکہ یہ اہل اللہ قیامت کے روز انسے بالاتر ہون گے اور اس فراغ دستی پر ان کا غرور بیجا ہے خدا اپنی حکمت سے جسکو چاہتا ہے بیشمار رزق و روزی عطا کرتا ہے اسمین کافر و مومن ہونے کو کچھ دخل نہین پھر دنیا کی افزودگی سے یہ سمجھنا کہ ہم خدا کے نزدیک پسند اور محبوب ہین محض غلط ہے اور یہ کفر حب دنیا کی وجہ سے انسان کے لئے ایک عارضی بات ہے کس لئے کہ یہ سب لوگ بدو الخلقت مین فطری طور پر خدا کے وجود اور اوسکے لاشریک ہونے کے قائل تھے پھر جب نوع انسانی پھیلی اور انپر طبیعت و لذات کے حجاب پڑتے گئے حقیقی نور کم ہوتا گیا اس لئے گمراہی کے رستونپر بھی چلنے لگے ان کے وہم و خیال نے انکی کمزور عقل کو ڈگمگانا شروع کر دیا اوہام پرستی و شہرت رانی شروع ہوگئی تو اس رحیم و کریم نے انبیاء بھیجنے شروع کرئے وہ حقائق الاشیاء کے واقف تھے ہر ایک نیک و بد کے نتیجہ کی خوشخبری اور ڈر لوگون کو سنایا کرتے اور اون کے ساتھ کتاب بھی اوتاری کہ ہر اختلافی بات مین وہ کتاب آسمانی فیصلہ کر دیا کرے لیکن جن پر گمراہی اور نفسانیت کا رنگ غالب تھا وہ اس کتاب مین بھی آیات و بینات دیکھنے کے بعد بھی مخالف رہے اور اختلاف کرتے رہے مگر اسنے اپنے فضل و کرم سے ایماندارونکو اختلافی باتون مین امر حق کی ہدایت کر دی اور وہ مختار ہے جسکو چاہے ہدایت کرے اس سے کوئی پوچھ نہین سکتا۔ پس کفار یہ سمجھکر خوش نہون کہ ہمارا طریق قدیم ہے اور پیغامبرون کی باتین باہم مختلف اور نئی ہین۔

امْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَ

مسلمانون کیا تم خیال کر بیٹھے کہ (مفت) بہشت مین چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگون کی سی حالت نہین ہوئی ہو کہ جو تم سے پہلے ہوگزرے ہین اپر ایسی سختیان اور مصیبت پڑی

زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝

تہین کہ وہ ہلا دئے گئے تھے یہانتک کہ خود رسول اور جو اوسکے ساتھ ایمان لائے تھے کہہ اُٹھے کہ خدا کی مدد کا کونسا وقت ہے (جسپر انکو تسلی ہوگئی) سنبھلو خدا کی مدد بہت ہی قریب ہے

ترکیب

ام بمنزلہ بل اور ہمزہ استفہام یعنے منقطعہ حسبتم فعل با فاعل ان تدخلوا الجنۃ سارا جملہ قائم مقام دو مفعولون کے ولما الخ جملہ مستانفہ ہی شرح احوال کے لئے اور ممکن ہے کہ قد مضمر مانکر حال قرار دیا جائے الرسول فاعل یقول والذین آمنوا اسپر معطوف معہ متعلق ہے یقول کے اور ممکن ہے کہ آمنوا کے ہو متی نصر اللہ جملہ مقولہ۔

تفسیر

پہلی آیت مین اس بات کا ذکر تھا کہ دنیا اور اوس کی زینت کفار کو دی گئی اور وہ مسلمانون سے ہنسی اور تمسخر کرتے ہین یہان مسلمانون کو صبر اور توکل اور ثابت قدمی کی ترغیب دیتا ہے تا کہ اسلام مین جس قدر مصیبتین اور تکالیف اور تنگدستی اور ناامیدی اور دنیا کی ناکامی اور دشمنون سے ہر قسم کی تکلیفین پیش آوین اسپر ثابت قدم رہین کس لئے کہ امر حق اور طلب مولی اور استحقاق دار آخرت بغیر برداشت کرنے شدائد کے نصیب نہین ہوتا اور بالخصوص صحابہ کو بہت بند ہا تا ہے جبکہ وہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ مین آرہے اور ان پر طرح طرح کی مشکلین پیش آئین خصوصاً جنگ احد مین کہ جس کی نسبت فرماتا ہے وبلغت القلوب الحناجر کہ اے مسلمانون صرف ایمان لانا ہی بس نہین کرتا بلکہ تم کو ہر قسم کی مصیبتون کی برداشت کرنا چاہئے اور تم سے پہلے انبیاء اور اون کے مطیع ایماندار کیا کچھ مصیبتین نہ اوٹھا چکے ہین آرون سے چیرے گئے ہین جلتی آگ مین ڈالے گئے ہین اون کے گھر بار لوٹ لئے گئے ہین مگر تب بھی وہ دین حق پر ثابت قدم رہے ہین بلکہ اون پر یہانتک مصیبت پڑی ہے کہ رسول اور مومنون کو باوجودیکہ مدد غیبی کے آنے کا یقین کامل تھا مگر بے قرار ہوکر پکار اوٹھے کہ وہ کب آئے گی جس پر غیب سے اون کو مژدہ دیا گیا کہ مدد الٰہی عنقریب آتی ہے۔

انسان کا مقتضے طبعی ہے کہ وہ نہایت سختی کے وقت بیقرار ہو جاتا ہے اور باوجودیکہ اوس کو یقین ہوتا ہے کہ مشکل کشائی ہوگی مگر پھر بھی ایک قسم کی مایوسی طاری ہو جاتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ حتی اذا استیئس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا جاءھم نصرنا الآیۃ مگر اس سے یہ سمجھنا کہ رسول کو وعدہ الٰہی مین شک ہوگیا غلطی ہے کیونکہ اگر یہ ہوتا تو مدد الٰہی کا وقت استفسار نکرتے بلکہ یون کہتے کہ آیا مدد آوے گی یا نہین؟

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ

آپ سے پوچھتے ہین کہ (اللہ کے لیئے) کیا دیا کرین | کہدو کہ جو کچھہ بہتر چیز خرچ کرو تو مان باپ | اور قرابت دارون اور یتیمون | اور فقیرون | اور مسافر کو دیا کرو

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ

اور جو کچھہ نیکی کروگے | سو وہ اللہ کو معلوم ہے

ترکیب

یسئلون فعل با فاعل ک مفعول ینفقون فعل با فاعل ماذا اسکا مفعول اور ممکن ہے کہ ما استفہام کے لئے ہو بمعنے اے شئی اور ذا بمعنے الذی اور ینفقون اس کا صلہ اور عائد محذوف پس ما مبتدا اور ذا مع صلہ کے اس کی خبر پھر یہ تمام جملہ مفعول ثانی ہوگا یسئلون کا قیل تفسیر ما شرطیہ انفقتم الخ شرط فللوالدین الخ جواب شرط پھر یہ تمام جملہ محلا منصوب ہے قل کا مفعول ہوکر۔ اور ممکن ہے کہ ما بمعنی الذی ہو اور مبتدا قرار دیا جاوے اور من خیر حال ہو محذوف سے فللوالدین خبر۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالی مومنون کو دنیا کی بے ثباتی بتا چکا اور دار آخرت کیلئے صبر اور استقلال کی تاکید فرما چکا کہ اسکے لئے جان و مال بھی دریغ نکرنا چاہیئے پھر اس کے بعد چند احکام بیان فرماتا ہے اس آیت سے لے کر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ تک کس لیئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے کہ وہ توحید کے ساتھہ پند و نصائح اور احکام ملاکر بیان فرماتا ہے تاکہ مخاطب کے دلپر ملال نہ آوے اور ایک کو دوسرے سے تقویت ہو جاوے۔ لیکن ان احکام مین بھی باہم ایک عجیب ربط ہے۔

پہلا حکم اس آیت مین ہے۔ ابن عباس فرماتے ہین اسکا شان نزول یہ ہے کہ عمرو بن جموح کہ جو احد کی لڑائی مین مقتول ہوا ایک نہایت عمر رسیدہ اور بڑا مالدار شخص تھا اوس نے آکر آنحضرت علیہ السلام سے پوچھا کہ یا حضرت ہم اپنا مال کسکو دین؟ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ سب سے اول مان باپ کا حق ہے پھر اقارب پھر یتیم اور فقیر اور مسافر کو دینا اور اون کے ساتھہ سلوک کرنا چاہیئے ماذا ینفقون کے معنی بعض علما یہہ کہتے ہین کہ کونسا مال خرچ کرین یہ سوال تھا خدا پاک نے اسکا جواب بھی ضمنا من خیر کے ساتھہ دیدیا کہ فائدہ کی چیز ہو خواہ کپڑا ہو خواہ اناج ہو خواہ نقد ہو اور اسکے ساتھہ مال کے مصارف دینے وہ لوگ کہ جنکو دینا چاہیئے اور جنکا پوچھنا سائل کو ضروری تھا) بیان کرد‌یئے اور اخیر مین عموما ہر کسی کے ساتھہ بھلائی کرنے کیلئے ایک جملہ وما تنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم ایسا کہدیا کہ جو سبکو شامل ہے بعض علما کہتے ہین کہ اس آیت کا حکم آیت میراث سے کہ جو آگے آتی ہے منسوخ ہوگیا یعنے یہ حکم والدین اور اقارب کے دینے کا جبتک تھا جب تک اونکے حصص اور میراث قائم نہوئے تھے۔

جمہور محققین فرماتے ہین یہہ قول غلط ہے کس لئے کہ یہ حکم اپنی زندگی مین بطور خیرات کے دینے کے ہے اس کو میراث سے کیا علاقہ؟ اور نیز جس طرح مسافرون اور یتیمون کو تبرعا آب دینے کا حکم ہے اسی طرح اپنی زندگی مین مان باپ اور اقارب کے ساتھہ ہر ایک قسم کے سلوک کرنے کا حکم بھی ہنوز باقی ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ

(مسلمانون) تمپر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمکو برا معلوم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمکو بری معلوم ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہو سکتا ہی کہ ایک چیز تمکو پسند ہو اور وہ تمہارے لئے بدتر ہو اور اللہ

يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ؏ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ

ہی (ہر چیز کا) انجام جانتا ہے اور تم نہین جانتے آپ سے حرمت کے مہینے مین لڑائی کرنے کو پوچھتے ہین کہدو اسمین لڑائی کرنا بڑا گناہ ہی اور خدا کی راہ سے روکدینا اور اوس کا

بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ

انکار کرنا اور مسجد حرام سے باز رکہنا اور وہان کے لوگونکو وہان سے نکالدینا تو خدا کے نزدیک اوس سے بھی بڑھکر ہے اور فتنہ برپا کرنا تو قتل سے بھی بڑھکر ہی اور وہ (کفار) تو تمسے سدا لڑتے ہی رہینگے تا وقتیکہ

يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

کہ اگر قابو پادین تو تمکو تمہارے دین سے برگشتہ کردین اور جو کوئی تم مین سے اپنے دین سے برگشتہ ہوگا اور وہ کفر ہی کی حالت مین مریگا تو اونکے اعمال دنیا اور آخرت

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَ

مین اکارت جاوینگے اور وہ دوزخی ہونگے جہنم مین سدا رہا کرینگے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت بھی کرگئے اور

جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اللہ کی راہ مین لڑتے بھی رہے سو وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہین اور اللہ غفور الرحیم ہے

ترکیب

کتب فعل مجہول القتال ذوی الحال وہو کرہ لکم جملہ حال مجموعہ مفعول مالم یسم فاعلہ عسی افعل ان تکرہوا جملہ بتاویل مصدر اوسکا فاعل وہو خیر لکم صفت شیئا اور ممکن ہے کہ حال ہو قتال فیہ بدل ہے الشہر سے بدل الاشتمال لان القتال یقع فیہ اور فیہ قتال کے متعلق ہے اور جائز ہے کہ اسکی صفت ہو قتال فیہ مبتدا کبیر خبر صد مبتدا عن سبیل اللہ اوس کے متعلق یا صفت وکفر بہ صد پر معطوف والمسجد الحرام مجرور معطوف ہے سبیل اللہ پر مدخول ہے عن کا ای صد عن المسجد الحرام واخراج اہلہ منہ معطوف ہے صد پر ان تینون کی خبر اکبر عند اللہ - ان استطاعوا شرط ولا یزالون دال بر جزا - ومن یرتدد شرط منکم موضع حال مین ہے من سے فیمت معطوف ہے یرتدد پر فاولئک جزا -

تفسیر

خرچ کرنے کا حکم تھا مگر مال کے خرچ کرنے سے اللہ کی راہ مین جان خرچ کرنے کا بڑا درجہ ہے اور نیز قوام ملت و قوم کے لئے ان دونون عزیز چیزون کا خرچ کرنا اصل الاصول ہے اسلئے موجب رضا آلہی بھی ہی اس لئے اسکا بھی حکم دیا گیا - آنحضرت علیہ السلام کو مکہ مین صرف صبر و برداشت کا حکم تھا پھر جب کفار کے ظلم سے مدینہ مین تشریف لائے تو اجازت ہوئی کہ جو تم سے لڑے اور تمپر ظلم کرے تو تم اوس سے بدلہ لو پھر اسپر بھی مخالفین جور و ظلم سے باز نہ آئے اور ایمان والون کو ہر جگہہ ستانا شروع کیا تو بموجب انہین بشارات کتب مقدسہ کے اس فتنہ و فساد اور شر و الحاد کے دفع کرنے کو عموماً جنگ کی اجازت دی بلکہ حکم دیا کہ یہ تمپر فرض ہوگیا - اور چونکہ اپنی جان کو ہاتھہ پر رکھنا اور اپنے بیگانہ کا کچہہ لحاظ نہ رکھنا البتہ انسان کی طبیعت کو ناگوار اور شاق معلوم ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس کی مصلحتین تم نہین جانتے خدا ہی جانتا ہے تم بعض باتون کو شاق

اور مکروہ جانتے ہو مگر اوس کے نتایج اچھے ہوتے ہیں ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کج طبع شریر لوگون کو کتنا ہی وعظ و پند کرو
کتنی ہی خرق عادات و معجزات دکھاؤ مگر وہ کبھی فساد اور فتنہ سے باز نہیں آتے جب تک کہ سیاست سے کام نہ لیا جائے
دنیاوی سلطنتون کی بھی یہی سیاست باعث رونق ہے ہر چند آدمی کو گھر مین بیٹھا رہنا عورتون سے مخالطت کرنا قسم قسم
کا عیش کرنا سفر اور جنگ کی مصیبتون سے بچنا بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے نتایج بربادی ملک و دولت دشمنون کا
غالب آکر مقہور کرنا دین و ملت کو خراب کرنا وغیرہ برے پیدا ہوتے ہین اور اسی طرح جفاکشی اور مخالفون کی مصائب
پر برداشت کرنے کے بھی نتایج بہت عمدہ تجربہ مین آتے ہین اسکے بعد پھر ہر ایک قسم کی راحت و عزت نصیب ہوتی
ہے آج کل جو اہل اسلام کا تنزل اور یورپ کے لوگون کا عروج دنیاوی ہے تو اسی وجہ سے ہے ٭ باقی علم و ہنر سب اقبال
کے تابع ہین ٭ صحابہ کی بے نظیر فتوحات کا یہی سبب تھا۔

عرب کا قدیم دستور تھا کہ وہ رجب اور ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم مین باہم جنگ و جدال نکرتے تھے اور ان مین
کوئی کسی پر چڑہائی نکرتا تھا بلکہ اس کو سخت معیوب جانتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے یہ دستور چلا آتا تھا
اس لئے لوگون نے آنحضرت سے پوچھا کہ کیا ان مہینون مین بھی قتال و جہاد جائز ہے؟ جواب آیا کہ ہر چند ان مہینون
مین لڑائی سخت اور بری بات ہے مگر ان مہینون مین لوگون کو خدا کی راہ سے روکنا جیسا کہ کفار کرتے ہین اور خدا سے
انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور وہان کے باشندون کو ناحق نکال دینا جیسا کہ آنحضرت اور صحابہ کو نکال دیا تھا اس سے
بھی بڑھکر گناہ ہے اور اون کا فتنہ کہ وہ ہر جگہ ایمان والون کو ستاتے پھرتے ہین قتل سے بھی بڑھکر ہے پس جب اونہون نے
ان مہینون کی رعایت نہ کی تو تمہیں بدلہ لینے مین کیا گناہ ہے؟

ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے جنگ بدر سے دو مہینے پہلے عبد اللہ بن جحش رض کو چند آدمیون کے ساتھ
بمقام بطن نخل کہ جو طائف کے قریب ہے کفار قریش کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا سو اونہون نے جا کر اون کو گرفتار
کر لیا لیکن اسی روز جمادی الثانی کی تیسوین تاریخ تھی مگر انتیسوین کا چاند ہو گیا تھا پر صحابہ کو معلوم نہ تھا اوس پر کفار
نے آنحضرت اور صحابہ کو طعنہ دینا شروع کیا کہ یہ لوگ شہر حرام مین بھی لڑتے ہین اس کا جواب بھی اس آیت مین دیا گیا کہ پھر
بعض علماء کہتے ہین کہ شہر حرام کا حکم اس آیت واقتلوہم حیث ثقفتموہم سے منسوخ ہو گیا اسلام نے ہر زمانہ مین دفع
فساد کے لئے کفار سے جنگ کی اجازت دیدی بعض کہتے ہین ابتدا نہ کرے اور جو کفار چڑھ کر آوین تو مدافعت ضرور ہے
کس لئے کہ ظلم ہر مہینہ مین ممنوع ہے اور بدلہ لینا ہر وقت درست ہے خواہ شہر حرام مین خواہ مسجد الحرام کے پاس ۔
یہ دوسرا سوال اور دوسرا حکم تھا۔

ف شراب اور جوئے کی ممانعت ۱۲

ف۱۰ اس لئے اون کو شہر حرام کہتے تھے ۱۲ منہ

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۡ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا

آپسے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہین کہدو انمین بڑا گناہ ہے اور لوگون کے لئے کچھ فائدہ بھی ہین اور انکا گناہ انکے فائدہ سے بڑھکر ہی اور آپسے پوچھتے ہین

يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

کہ خدا کی راہ مین کس قدر دیا کرین کہدو جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہو خدا یون احکام تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کرتا ہی تاکہ تم دنیا اور آخرت کے معاملات مین غور کرو

ترکیب

یسئلون فعل بافاعل کے مفعول عن الخمر والمیسر متعلق فعل سے اثم کبیر مبتدا فیہما خبر ومنافع للناس معطوف ہے اثم پر اسکے فیہما منافع للناس العفو منصوب ہی بفعل مضمر تقدیرہ انفقوا العفو کذلک موضع نصب مین ہی لغت ہے مصدر محذوف کی ایسے تبیین مثل ہذا التبیین ۔

تفسیر

قوام ملت و قومیت بیان فرما کر قوم و مذہب کو برباد کرنے والے کام کچھ جواب سوال کے پیرایہ مین بیان کیے جاتے ہین تاکہ قانون سعادت کی تکمیل ہو جائے از انجملہ جوا اور شراب ہی عرب مین شراب نوشی کا مدت سے دستور تھا اس چیز کو شریعت نے منع کیا تھا اصحابہ ؓ انکو اپنے قدیم دستور کے موافق استعمال مین لاتے تھے چنانچہ مکہ مین اسکا استعمال ہوتا رہا جب آنحضرت ؐ مدینہ مین تشریف لائے تو بتدریج شراب اور قمار کو حرام کر دیا بلکہ ایک مدت تک شراب کے برتنون کا بھی استعمال منع رہا ۔ الخمر یعنے شراب اسکی ماہیت مین علماء کا اختلاف ہے امام شافعی ؒ کہتے ہین جو چیز نشا پیدا کرے وہ خمر ہے مسکر اور خمر دونون لفظا ایک ہی معنے کے لئے ہین امام ابو حنیفہ ؒ فرماتے ہین زبان عرب مین خمر اوس شراب کو کہتے ہین کہ جو انگور سے بنتی تھی یعنی انگور کا شیرہ جب گاڑہا ہو جاوے اور اسمین جھاگ اوٹھنے لگین ۔ دلائل دونون کے اونکی کتابون مین مندرج ہین ۔ اس اختلاف کا یہ ثمرہ ہوگا کہ امام شافعی کے نزدیک ہر ایک مسکر کو حرام قطعی کہا جاویگا اور اوس کے تھوڑے اور بہت کا استعمال کرنا ممنوع ہوگا ۔ امام اعظم کے نزدیک وہ خاص شراب تو قطعی حرام ہوگی اور اسکا ایک قطرہ بھی ۔ مگر اور مسکرات کو جو حرام کہا جائیگا تو اسپر قیاس کرکے اور ان مسکرات کا اس حد مین استعمال منع ہوگا کہ جسقدر سے نشا پیدا ہو المیسر یعنے قمار یا جوا یہ یسر کا مصدر ہے جیسا کہ موعد اور مرجع اور اسکا ماخذ یسر ہے یعنی جوئے مین چونکہ آسانی سے مال حاصل ہوتا ہے اس لئے اسکو میسر کہنے لگے (کبیر) بعض کہتے ہین حصہ مقرر کرنے کے معنے اس مین ملحوظ ہین ۔ ایام جاہلیت مین دستور تھا کسی جانور کو بالاشتراک لیکر ذبح کرتے اور اوس کا گوشت یون تقسیم کرتے تھے ۔ دس تیر رکھے تھے اور ان کے نام مقرر کر رکھے تھے اون کو ازلام اور اقلام بھی کہتے تھے مسبل معلی نافس منیح سفیح وغد فذ توام رقیب حلس ۔ ہر ایک کے متفاوت حصے لگے ہوئے تھے بعض مین خالی لکھا ہوا ہوتا تھا سبکو جمع کرکے ایک تھیلی مین بند کر دیتے اور ہاتھ ڈالکر نکالتے جس کے نام سے جو نکل آتا اور جو جیت جاتا تو وہ گوشت فقیرونکو دیتا اور بڑا خوش ہوتا تھا شراب اور جوئے کا نفع تو یہی ہے کہ مفت مال ہاتھ آتا ہے اور بدن فربہ ہوتا ہے مگر نقصان عقل جو جوہر لطیف ہے اور باہمی عداوت زیادہ تر ہے اس لئے انکو منع کیا ۔ اور پھر مال خرچ کرنے کا لوگون نے سوال کیا کہ کس قدر دین فرمایا حاجت سے زیادہ ہو دو ۔ اس سے صدقہ نافلہ مراد ہے ۔

[1] چار آیتین اسکی تحریم مین نازل ہوئی ہین اول مین ذرا سا مخالفت کی طرف اشارہ ہوا پھر دوسری مین کچھ اور تیسری مین کچھ اور چوتھی مین صاف ممانعت کر دی اول آیت ومن ثمرات النخیل والاعناب الآیۃ دوسری فیہما اثم کبیر ومنافع للناس تیسرے لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری چوتھی انما الخمر والمیسر الآیۃ ۱۲ منہ [2] شرع مین انہین پر منحصر نہین رکھا بلکہ جسمین دو طرفہ شرط ہو جیسا کہ نرد اور گنجفہ وغیرہ سب کو حرام کر دیا ۱۲ منہ

ویسئلونک عن الیتمی قل اصلاح لہم خیر وان تخالطوہم فاخوانکم واللہ یعلم المفسد من المصلح

اور آپ سے یتیمون کی بابت سوال کرتے ہین کہدو جسمین انکی بہلائی ہو وہ بہتر ہے اور اگر انکو اپنے شریک رکہو تو وہ تمہارے بہائی ہین اور اللہ تو مفسد کو مصلح سے الگ جانتا ہے

ولو شاء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم ولا تنکحوا المشرکت حتی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من

اور اگر اللہ چاہتا تو تم پر دشواری ڈالدیتا اللہ غالب تدبیر والا ہے اور مشرک عورتین جب تک ایمان نہ لاوین انسے نکاح نکرو اور مشرک عورتون سے تو ایماندار لونڈی بہتر ہے

مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم

گو وہ تمکو بہلی معلوم ہوا کرے اور مشرک مردون کے نکاح مین (مسلمان عورتین) ندو جب تک کہ وہ ایمان نہ لاوین اور غلام بہتر ہے مشرک سے گرچہ وہ تمکو بہلا ہی معلوم ہو

اولئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنة والمغفرة باذنه ویبین ایته للناس لعلہم یتذکرون

یہ مشرک تو تمکو جہنم کی طرف بلاتے ہین اور اللہ اپنی عنایت سے تمکو بہشت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنا حکم لوگونکو کہول کہول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ یاد رکہین

ترکیب

اصلاح مبتدا لہم اسکی صفت خیر خبر وان تخالطوہم شرط فہم اخوانکم جزا ولو شرطیہ شاء فعل اللہ فاعل مفعول اعنتکم محذوف لاعنتکم جواب شرط - ولو بمعنی ان

تفسیر

از انجملہ یتیمون کی حق تلفی ہے اسکے متعلق اول آیت مین بیان ہے - از انجملہ مشرکون سے مناکحت ہے کیونکہ اس سے زہر آلود اختلاط ہوتا ہے مشرکون کی عادت اور خصائل رواج پاکر قومیت باقی رہتی ہے نہ دین خالص جسکی نظیر ہندوستان کے مسلمان ہین دوسری آیت مین اسکی ممانعت کی گئی جب خدا نے یتیمون کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن تو لوگون نے احتیاطاً یتیمونکا کہانا پانی گہر مین الگ رکہنا شروع کیا اور اون کے مال کو تجارت وغیرہ منافع مین بہی لگانے سے دست کشی کی یہانتک کہ جو کہانا یتیم کا بچ رہتا تو وہ سڑ بس کر خراب جاتا اسمین یتیمونکا خرچ تہا اور یتیمون کی پرورش کرنیوالون کو بہی دقت تہی اس لیے یہ آیت نازل فرمائی اور چند کلمات جامع کہکر تمام باتین ختم کردین - فرمایا کہ یتیمونکی اصلاح خواہ مال کے معاملہ مین خواہ انکی تعلیم و تربیت کے معاملہ مین بہتر ہے انکے لیے بہی اور دنیا و آخرت مین تمہارے لیے بہی - پہر فرمایا اگر انکو ملالو خواہ انکا کہانا پینا خواہ تجارت مین مال خواہ انسے نکاح بیاہ کرکے تو وہ تمہارے بہائی واجب الرحم ہین - اسکے بعد ظاہراً و باطناً خدا ترسی اور دلی نیک نیتی کیطرف اشارہ کیا کہ خدا کو بہلائی چاہنے والا اور برائی کرنیوالا معلوم ہی پہر نعمت جتلاتا ہی کہ اگر ہم چاہتے تو سخت احکام کی مشقت مین تمکو ڈالدیتے مگر نہ ڈالا اور آسانی ملحوظ رکہی یتیمونکی پرورش اور اصلاح اور خدا ترسی زیادہ گہر کی بیویون سے متعلق ہی کیونکہ مرد اپنے کاروبار مین اندر باہر آتا جاتا رہتا ہی اور نیز جزئیات امور پر اسکی نظر بہی نہین رہتی اسلیے خانہ داری کی اصلاح بہی ضرور ہوئی پس فرمایا کہ مشرک عورتون سے نکاح نکرو کس لیے کہ اسمین دیانت نہین پہر خدا ترسی اور حقوق پر نظر کہان؟ اور نیز تمہاری معاش و معاد مین بہی خلل پڑیگا زن و شوہر کا ایک نازک معاملہ ہی جو باہمی محبت پر مبنی ہی اگر اختلاف مذہب کیوجہ سے محبت نہ ہوئی تو روز کی جہگڑے پیدا ہوئے اور جو محبت ہوئی تو اسکی رسوم شرک و کفر پر چشم پوشی کرنی پڑی جس سے دین برباد[1] ہوا اور اسیطرح سے مسلمان عورتونکے مشرک مردونسے نکاح کی ممانعت کردی - اور فرمایا کہ مشرک سے غلام بہتر ہے اور مشرکہ سے لونڈی فضل ہے نکاح سے یہان مراد عقد ہی مگر اس لفظ کے معنی مین اختلاف ہی امام اعظم کہتے ہین اسکے اصلی معنی وطی[2] کے ہین اور مجازاً عقد پر اطلاق ہوتا ہی امام شافعی اسکے برعکس کہتے ہین المشرکات سے مراد سوا اہل کتاب کے اور بت پرست عورتین ہین یا جو خدا کی ذات و صفات مین کسی اور کو حصہ دار سمجہتے ہین اور اہل کتاب کی عورتونسے نکاح بحکم آیت سورہ مائدہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب حلال ہی مگر المشرکین سے بالاجماع اہل کتاب وغیرہ سب کافر مراد ہین پس مسلمان عورتونکا کسی کافر سے نکاح درست نہین اس آیت سے پہلے مسلمانون اور کافرونین بیاہ شادی کا عام دستور تہا اسکے بعد ممانعت کی گئی ہو

[1] اولئک یدعون الی النار سے اسی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ [2] جماع یعنے صحبت کرنا ۱۲ منہ

وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ

اور آپسے حیض کی بابت سوال کرتے ہین کہدو وہ نجاست ہے پس عورتون سے حیض مین الگ رہو اور اون کے پاس نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہوین پہر جب خوب پاک

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ

ہوجاوین توان پاس جاؤ جس جگہ سے کہ خدانے تمکو حکم دیا ہے ۔ ضرور خدا پسند رکھتا ہے توبہ کرنے والون کو اور پسند کرتا ہے ستہرائی والونکو تمہاری بیویان تمہاری کہیتی ہین پہر اپنی کہیتی

أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

مین جہان سے چاہو آؤ اور اپنے لئے آیندہ کی بہی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکہو کہ تمکو اسکے پاس حاضر ہونا ہے اور خوشخبری سنادو ایماندارون کو

ترکیب

المحیض مصدر المحیض ویحتمل ان یکون نفس الحیض والتقدیر یسئلونک عن الوطی فی زمن الحیض من حیث امرکم من اسجگہ ابتدا غایت کیلئے ہی اور ممکن ہی کہ بمعنی فی ہو پس یسئلون فعل ہم ضمیر فاعل ک مفعول عن المحیض فعل کے متعلق ہو کر جملہ خبریہ ہوا ہو مبتدا اذی خبر جملہ مقولہ ہوا قل کا فاعتزلوا امر حاضر معروف ضمیر فاعل النساء مفعول فی المحیض متعلق ہی فعل سی جملہ انشائیہ معطوف علیہ لاتقربوا الخ اسپر معطوف فاذا حرف شرط تطہرن مخفف اور مثقل دونو طرحپر ہی اسکی اصل تتطہرن تہا ت کو ساکن کرکے طا سی بدلا اور دوسری طا مین ادغام کیا یہ جملہ شرط فاتوہن جواب شرط من حیث متعلق ہی فاتوہن کے نساءکم مبتدا حرث لکم خبر انی شئتم ای کیف شئتم

تفسیر

ازانجملہ معاشرت کی طریقہ مین خرابی ہی اور یہ عین اپنی عورت سے خلاف فطرت بشری یا یعنی حیض مین صحبت کرنا جو طرفین کی تندرستی کو بہی مضر ہو اور انسانی پاکیزگی کو بہی ان آیات مین اس مسئلہ کا بیان ہی اس مسئلہ مین بعض اقوام افراط بعض تفریط کرتی ہین اسلام نے درمیانی طریقہ ارشاد فرمایا یہود مین دستور تہا کہ وہ حیض والی عورت کو جدی مکان مین رکہتی تہی اسکے ہاتہہ کا پکا کہاتی تہے نہ کسی چیز کو ہاتہہ لگانے دیتی تہے برخلاف اسکی عیسائیون مین کوئی بہی قید نہتی مجامعت سے بہی چندان حذر نکرتے تہے مدینہ مین ہر ایک قوم کو لوگ آنحضرت علیہ السلام کی پاس مجتمع تہے وہ اپنی اپنی عادت کے موافق کیا کرتے تہے اسلئے اس مسئلہ مین اونکو خلجان پیدا ہوا تو آنحضرت سے سوال کیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی ۔ فرمایا حیض ایک ناپاکی ہی اسلئے عورتونکے پاس نجاؤ یعنی انسے جماع نکرو جبتک کہ وہ خوب پاک نہو جاوین تو انسے صحبت نکرو پاک ہوجانیکی بعد تمہین ہر طرح سے فائدہ حاصل کرنیکا اختیار ہی اسکے ساتہہ یہ بہی بتلادیا کہ لذتون ہی مین مستغرق نہو کچہہ آگے کی بہی فکر کرو کیونکہ تمکو خدا سے ملنا ہی سو تقوا اور پرہیزگاری کرو خدا سے ہر امر مین ڈرا کرو ۔ حیض کی لغوی معنے سیلان کی ہین اور حوض مین چونکہ پانی ادہر سے ادہر بہکر آتا ہی اسلئے اسکو حوض کہتی ہین اور واو اور یا ایک دوسرے کی جگہ کلام عرب مین آیا کرتا ہی لفظ محیض مصدر بہی ہی اور اسم ظرف بہی مراد ہوسکتا ہی یعنی حیض کی جگہ ۔ حیض عورتونکی رحم سے ہر مہینے مین خون فاسد برآمد ہونیکو کہتی ہین اسکی رنگت سیاہی مائل ہوتی ہی اور بدبودار اور گاڑہا ہوتا ہے خدا تعالی نے حیض مین عورتونکے پاس نجانیکی علت ناپاکی بیان کی ہی سو یہ اُس خون مین نہین پائی جاتی کہ جو بیماری سے عورتونکو آیا کرتا ہی جسکو استحاضہ کہتے ہین اسلئے اسمین جماع منع نہین قرآن مین حیض کی کوئی مدت بیان نہین کی کہ کب سے کبتک ہوتا ہی عرف عام پر چہوڑ دیا لیکن علمانے احادیث اور اقوال صحابہ اور دیگر دلائل اور قرائن سے مدت مقرر کی ہی سو وہ امام ابوحنیفہ کی نزدیک کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز ہین اور امام شافعی کی نزدیک کم ایک رات دن زیادہ پندرہ روز ہین امام مالک کہتی ہین کوئی حد مقرر نہین ۔ قرآن مجید مین حیض کے ایام مین صرف جماع کی ممانعت ہے باقی اور احکام کہ حیض مین نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکہی مسجد مین نجاوی قرآن مجید کو نہ چہوئے طواف نکرے اور نیز نفاس کے احکام اور اسکی مدت اور یہ کہ نماز کی قضا لازم نہین روزہ کی ہی احادیث سے ثابت ہین ۔ تطہرن کو جو تشدید سے پڑہا جاوے تو اسکی معنی نہا دہو کر پاک ہونا اور جو بغیر تشدید پڑہا جاوے تو صرف حیض سے پاک ہونا ہی امام ابوحنیفہ نے یہ حکم دیا کہ اگر دس روز سے پہلے حیض منقطع ہوا ہی تو جبتک وہ غسل نکرے یا اتنا عرصہ گذر جاوے کہ جسمین غسل کرسکے اُس سے صحبت نکرے اور جو بعد دس روز کے خون بند ہوا ہی تو اسی وقت جائز ہی امام شافعی اور اوزاعی اور مالک اور ثوری کہتی ہین کہ ہر حال مین بغیر غسل کئے صحبت درست نہین بلحاظ قرأت تشدید اسکے بعد خدا نے عورت کے پاس جانیکی اجازت دی اور عورت کو کہیتی سے تشبیہ دی کہ جسطرح زمین مین تخم ڈالتی ہین اور اس سے کوئی چیز اگتی ہی اسیطرح عورتکا رحم بمنزلہ زمین کے اور منی بمنزلہ تخم کے ہی اور اولاد بمنزلہ اسکی کہیتی کے نہایت تہذیب کے ساتہہ اسطرف اشارہ کردیا کہ بیجا نہ کی راہ سے جماع نکرو اور اسلئے من حیث امرکم اللہ کہا اور یحب التوابین اور یحب المتطہرین فرمایا بعض شیعہ کہتے ہین درست ہی کیونکہ عام اجازت ہے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ

اور اللہ کے نام کو اپنی قسمون مین آڑ نہ بناؤ (کہ اللہ کے نام کی قسم کا بہانہ کر کے) نیکی اور پرہیزگاری اور لوگون مین اصلاح نکرو اور اللہ خوب سنتا جانتا ہی اللہ تمکو تمہاری

اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ

قسمون مین بیہودہ گوئی پر نہین پکڑتا ہے لیکن تم سے اون قسمون پر مواخذہ کرتا ہے کہ جو تمہارے دلسے سرزد ہوئے ہین (پورا نکرنے کی صورت مین) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہی جو لوگ اپنی بی بیون کے پاس

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

جانیسے قسم کھا بیٹھے ہین انکے لئے چار مہینے کی مہلت ہے (اسی عرصہ مین) اگر وہ ملاپ کر لین تو اللہ غفور رحیم ہے اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیا ہے تو بیشک خدا خوب سنتا جانتا ہے

ترکیب

ان تبروا موضع نصب مین ہی ای مخافۃ ان تبروا اور اہل کوفہ کہتے ہین لئلا تبروا والتقدیر ہے فی ایمانکم متعلق ہی باللغو ہے اور جائز ہے کہ حال ہو اُس سے تقدیرہ باللغو کائنا فی ایمانکم بما کسبت ما مصدریہ ہے للذین صلہ وموصول ثابت کے متعلق ہو کر خبر ہے تربص الخ کی فان فاؤا ای رجعوا شرط فان اللہ الخ جواب وقس علیہ۔

تفسیر

از انجملہ بے موقع قسم کہانا ہی اور قسم کو نیکی سے باز رہنے کے لئے آڑ بنانا اور بیوی جیسی جلیس سے جسپر معاشرت وتمدن مربوط ہے کسی بات پر خفا ہو کر اسکے پاس جانیکی قسم کھا بیٹھنا بہت مروج ہی اسلئے اس مسئلہ کو بھی مسئلہ مناکحت کے بعد طے کر دیا لوگون مین یہ بات مشہور تھی کہ جب کسی بات پر خدا کی قسم کھائی جائے خواہ وہ اچھی ہو یا بُری یا کسی چیز کے ترک پر خواہ اچھی ہو خواہ بُری تو ضرور اوسپر قائم رہنا ہے چنانچہ صدیق اکبرؓ ایک قسم کھا بیٹھے تھے کہ مین اپنے بھانجے مسطح کو اب کچھ ندیا کرونگا اسنے عائشہ پر بہتان باندھا اور اسی طرح اور لوگ بھی قسم کھا بیٹھتے تھے کہ مین اپنے باپ سے یا مان سے نہ ملونگا یا فلان شخص مین صلاح نکراؤنگا اس بات سے خدا تعالی نے منع فرمایا کہ میرے نام کو کیون آڑ بناتے ہو؟ اسکے ساتھ سمیع فرمایا یعنی اگر قسم کھاؤ گے تو وہ سنتا ہے اور جو اُسکے نام کی عزت کر کے ترک کرو گے تو وہ علیم یعنے جانتا ہی۔ اسکے بعد قسم کا مسئلہ بیان فرمایا کہ تم سے لغو قسمون پر کچھ مواخذہ نکریگا عرضۃ بروزن فعلۃ بمعنی المفعول کالقبضۃ والغرفۃ پس یہ اوس چیز کا اسم ہے کہ جو روکنے والی ہو جسکو ہندی مین آڑ اور اڑتلہ کہتے ہین ایمان یمین کی جمع ہی جسکے معنے قوت اور مضبوطی کے ہین اور عرف شرع مین اوس قسم کو کہتے ہین کہ جو اللہ کے نام سے یا اوسکی کسی صفت سے کھائی جاوے جیسا کہ واللہ باللہ تاللہ عربی مین اور اللہ کی قسم یا بخدا اردو مین اور اسی کو حلف کہتے ہین چونکہ خدا کے نام سے قسم مین قوت اور تاکید ہو جاتی ہے اسلئے اسکو یمین کہتے ہین یمین تین طرح پر ہوتی ہی ایک غموس[1] یہ وہ کہ جو کسی گزری ہوئی بات پر عمداً جھوٹی قسم کھائی جائے جیسا کہ واللہ فلان شخص آیا تھا اور جانتا ہی کہ وہ نہین آیا اسمین بڑا گناہ ہے اسپر بحکم ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم آخرت کا مواخذہ ہے دنیا مین اسکا علاج توبہ واستغفار ہے یہی قول امام ابوحنیفہ کا بھی ہے مگر امام شافعی کہتے ہین کہ یہہ بما کسبت قلوبکم مین داخل ہی اور پھر سورہ مائدہ مین اسکو بما عقدتم الایمان سے تعبیر کیا ہے اور وہان اس مواخذہ کی تشریح ہے کہ کفارہ دینا ہوگا دوسری منعقدہ وہ یہ کہ آیندہ کسی کام کے کرنے یا نکرنے پر خدا کی قسم کھائے کہ واللہ مین فلان کام کرونگا یا خدا کی قسم اُسکے گھر نہ جاؤنگا پس جو کسی گناہ کی بات پر قسم کھا بیٹھے کہ واللہ مین نماز نہ پڑہونگا یا فلان شخص کو قتل کرونگا یا اللہ نہ دونگا یا اپنے باپ سے کلام نکرونگا تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور کفارہ دیدے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من حلف علی یمین ورای غیرہا خیرا منہا فلیات بالذی ہو خیر ثم لیکفر عن یمینہ رواہ البخاری کہ جو کسی بات پر قسم کھا بیٹھے اور اسکے خلاف کرنے مین بہتری جانے تو اوس کام کو کرے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور اس آیت مین بھی اسی قسم کا ذکر ہے کہ تم خدا کے نام کو نیکی سے باز رہنے مین اڑتلہ نہ بناؤ۔ اور جو ایسی بات پر قسم نہین تو اسکو پورا کرنا چاہئے اور اگر خلاف کریگا پھر عام ہے

[1] غمس کہتے ہین ڈوبنے کو چونکہ ایسی قسم کھانے والا گناہ مین ڈوبتا ہے اسلئے اسکو غموس کہتے ہین ۱۲ منہ

کہ اچھی بات پر قسم تھی یا بری بات پر توسکو بالاتفاق کفارہ دینا ہوگا جسکا اشارہ یواخذکم بما کسبت قلوبکم مین ہے اور تشریح سورہ مائدہ مین ہے ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسٰکین من اوسط ما تطعمون اہلیکم او کسوتہم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلٰثۃ ایام الآیہ کہ خدا تم سے اون قسمون پر کہ جنکو تم نے منعقد کیا ہے مواخذہ کرتا ہے سو اوس کا کفارہ دس مسکینون کو اوسط درجہ کا کھانا[1] کھلانا یا کپڑا[2] پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور اگر مقدور نہو تو تین روزے[3] رکھنا

تیسرے یمین لغو اسکی تفسیر مین ائمہ کا اختلاف ہے ابن عباس اور حسن بصری اور مجاہد اور نخعی اور زہری اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور سُدی اور مکحول اور امام ابوحنیفہ کہتے ہین یمین لغو یہ ہے کہ کسی گذشتہ بات پر یہ جانکر کہ یہ یون ہے قسم کھائے اور در اصل وہ یون نہو جیسا کہ کوئی کہے واللہ پرسون بارش ہوئی تھی اور اوسکو گمان غالب ہو کہ ہوئی تھی اور در اصل یہ غلطی پر تھا یا کہے کہ واللہ یہ فلان چیز ہے اور در اصل اسکا خیال غلط ہے چونکہ اسنے عمداً جھوٹ نہین بولا یہہ معاف ہے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا ہے لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم + اور عائشہ صدیقہؓ اور شعبی اور عکرمہ اور امام شافعی کہتے ہین یہہ یمین لغو نہین کیونکہ اسمین قصد پایا گیا اسپر کفارہ لازم ہوگا بلکہ لغو یہہ ہے کہ بلاقصد یون ہے بات بات پر واللہ باللہ کا لفظ استعمال کیا جائے چونکہ اس مین قصد نہین یہہ لغویت معاف ہے خدا اولکو دیکھتا ہے +۔

عرب مین یہہ بھی دستور تھا کہ بیوی سے خفا ہو کر قسم کھا بیٹھتے تھے کہ اب تیرے پاس نہ آؤنگا سو وہ قسم کے مارے نہ اسکے پاس آتے تھے نہ طلاق دیتے تھے اسمین عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی - اس قسم کی قسم کو شرع مین ایلاء کہتے ہین خدا تعالی نے ایلاء کے لئے مدت چار مہینے کی مقرر کردی پس اگر چار مہینے کے اندر اندر پھر ملاپ ہوگیا تو صرف اس قسم کا کفارہ دینا ہوگا - مگر بعض علماء کہتے ہین کہ کفارہ بھی دینا پڑیگا کس لئے کہ اللہ غفور رحیم آیا ہے مگر یہہ قول ٹھیک نہین کیونکہ ہر قسم مین جو اللہ کے نام سے کھائی جائے حانث ہونے پر یعنے پورا نکرنے پر کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہہ بھی ایک قسم ہے دوم غفور رحیم باعتبار عذاب آخرت کے ہے - اور جو چار مہینے گزر گئے اور باہم ملاپ نہوا تو ایک طلاق بائن پڑجاویگی - امام شافعی فرماتے ہین خود بخود طلاق مدت گزرنے پر نہو گی بلکہ عورت کو مجاز ہوگا کہ حاکم کی طرف رجوع کرے اور حاکم یا ملاپ کرائے یا طلاق دلاوے + محققین کا اسبات پر اتفاق ہے کہ ایلاء جب پایا جاویگا کہ جب شوہر چار مہینے یا زیادہ مدت لگا کر قسم کھاویگا یا مطلق کہے گا یا ہمیشہ کا لفظ بولے گا مگر چار مہینے سے کم کی مدت پر قسم کھانے مین ایلاء نہوگا +۔

---

[1] دو وقت ورنہ ہر مسکین کو نصف صاع گیہون کے اور ایک صاع جو اور جو وغیرہ اور صاع کا وزن تخمیناً ساڑھے چار سیر ہے۔
[2] کپڑا ہر شخص کو ادنے مرتبہ اس قدر پہنائے کہ جس سے نماز ادا کر سکے اور زیادہ کا اختیار ہے۔
[3] روزہ امام اعظم کے نزدیک پے در پے رکھے اور آئمہ کے نزدیک یہہ قید نہین ہے ۱۲ منہ۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِىْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ

اور جن عورتون کو کہ طلاق دیگئی ہو وہ اپنے نفس کو تین حیض تک روکے رکھین اور انکو حلال نہین کہ جو کچھہ خدا نے انکے پیٹ مین پیدا کر رکھا ہی (حمل) اسکو چھپائین بشرطیکہ وہ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِىْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ

اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان بھی رکھتی ہون اور انکے خاوند اگر اچھی طرح رکھنا چاہین تو اس عرصہ مین انکو واپس لے لینے کے زیادہ مستحق ہین اور عورتونکے بھی ویسے ہی حقوق ہین

بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

جیسا کہ دستور کے موافق مردونکے حق انپر ہین اور مردونکو عورتونپر فوقیت بھی ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ع ۲۸ ۱۲

ترکیب

والمطلقات مبتدا یتربصن خبر معنیٰ امر ہے۔ ثلثة قروء ظرف ہی یتربصن کا لایحل فعل لهن اسکے متعلق ان یکتمن جملہ بتاویل مصدر فاعل ان کن شرط جملہ لایحل دال بر جزا البعولتهن مبتدا احق الخ خبر بردهن متعلق ہے احق کے فی ذلک ای وقت التربص

تفسیر

چونکہ ایلاء کا حکم آچکا تھا جو ایک قسم کی طلاق یا طلاق کے مبادی مین سے ہے اور معاملات کے مسائل کا بیان فرمانا سعادت انسانی کی تکمیل ہے اس لئے طلاق کا مسئلہ ان آیات اور اگلی آیات مین بیان فرمایا۔ ایام جاہلیت مین عدۃ کے بارہ مین بھی بڑا جھیلا تھا کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی شخص طلاق دیکر برس چھہ مہینے کے بعد بھی پھر اُس عورت پر دعویدار ہو جاتا تھا اسلئے اُس سے اور شخص نکاح نکرتا تھا نہ وہ خود اُسکے نان ونفقہ کی خبرگیری کرتا تھا اُسمین عورت پر بڑا ظلم ہوتا تھا اسلئے خداتعالی نے طلاق کی عدت بیان کی اور اُس عدت مین مرد کو پھر اوس عورت سے ملاپ کرنے کی اجازت دی بشرط نیت اصلاح اور عورتونکو بھی تاکید کردی کہ عدت مین کمی زیادتی کرنیکی غرض سے یا اول خاوند سے ناراض ہوکر اپنا حمل یا حیض نہ چھپائین کس لئے کہ اُسمین بڑی خرابی ہی اور ایک کی اولاد دوسرے کے پاس جاتی اور نسب مین فرق پڑتا ہی۔ اور یہ بھی جتلادیا کہ عورت و مرد کا ایک دوسرے پر حقوق مساوی ہین البتہ مردونکو عورتونپر فضیلت اور بزرگی ہی

تحقیقات

(۱) مطلقہ عرف شرع مین اُس عورت کو کہتے ہین کہ جو کسی کے نکاح مین ہو اور پھر اُسکو طلاق دی گئی ہو۔ اگر یہ عورت ایسی ہی کہ صرف نکاح ہوا ہی مگر اس سے صحبت کا اتفاق نہین ہوا تو اسکے لئے عدت نہین کما قال تعالی اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۔الآیۃ اور اگر اس سے صحبت ہوچکی ہی تو وہ یا حاملہ ہی یا غیر حاملہ اگر اُسکو حمل ہی تو اُسکی عدت وضع حمل ہی یعنی جبتک حمل ہی عدت باقی ہی اور شخص اوس سے نکاح نہین کر سکتا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ الآیہ اور اگر حمل نہین اور صغر سنی کی وجہ سے اسکو حیض نہین آتا ہی تو اُسکی عدت صرف تین مہینے ہین وَالّٰٓـىِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۔الآیۃ اور جسکو حیض بھی آتا ہی لیکن وہ لونڈی ہے تو اسکی عدت دو حیض ہین احادیث صحیحہ و آثار قویہ سے اور جو لونڈی نہین تو اُسکی عدت اس آیت مین ہی یعنی تین حیض یا تین طہر (۲) قروء قرء کی جمع ہی جسکے معنے حیض و طہر دونون ہین امام ابوحنیفہ حیض لیتے ہین امام شافعی طہر۔

سلہ یعنی تین حیض تک عدت طلاق ہی اگر کسی سے نکاح کرین تو اسکے بعد کرین ۱۲ منہ

الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا

دو طلاق (کہ جسکے بعد رجوع کر سکتے ہو) دو ہی ہین (اس ہین) یا تو دستور کے موافق زوجیت مین رکھے یا اچھی طرح سے چھوڑ دے اور جو کچھ اونکو دیچکے ہو اوس مین سے کچھ بھی واپس لینا تمکو حلال نہین مگر جبکہ دونون

أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا

کو ڈر ہو کہ ہم احکام الہی قائم نرہ سکین گے سو اگر تم کو (اے حکام) یہ خوف ہو کہ وہ دونون خدا کے حکمون پر قائم نرہین گے تو اس بات مین انپر ہی گناہ نہین کہ عورت مرد کو کچھ واپس دیکر پیچھا چھوڑا لے

تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

یہ خدا کی باندھی ہوئی حدین ہین سو اِنسے تجاوز نکرو اور جو خدا کی حدونسے آگے بڑھتے ہین سو وہی ظالم ہین

ترکیب

الطلاق ای عدد الطلاق (الذی یجوز معہ الرجعۃ) مبتدا مرتان خبر امساک موصوف بمعروف صفت دونون مبتدا علیکم اسکی خبر محذوف او تسریح معطوف ہے امساک پر لا یحل فعل ان تاخذوا بتاویل مفرد فاعل شیئا مفعول مما اوسکی صفت مقدم من تبعیض کے لئے اور ما بمعنے الذی اتیتموا فعل ہن مفعول اول ایاہ مفعول ثانی محذوف الا ان یخافا فاان اور فعل دونون موضع نصب مین ہین حال ہونے کی وجہ سے والتقدیر الا خائفین الا یقیما موضع نصب مین ہے یخافا سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین رجوع کرنے کا ذکر تھا اس آیت مین ہمکو کھولدیا کہ کب تک خاوند کو رجوع پہنچتا ہے فرمایا دو طلاق تک پھر تیسری طلاق کے بعد بالکل علاقہ منقطع ہو جاتا ہے مگر جاہلیت مین مرد کے رجوع کی کوئی حد مقرر نتھی تین بلکہ دس بیس طلاق دینے کے بعد بھی ایک عرصہ دراز تک مرد کا عورت پر دعوی رہتا تھا۔ اس مین عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی چنانچہ ایک عورت نے آکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے یہی شکایت کی تب یہ آیت نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہے کہ دو طلاق تک رجوع کرنیکا اختیار ہے پھر اسکے بعد یا تو رجوع کرے اور حسن معاشرت سے میان بیوی ملکر رہین ورنہ اچھی طرح سے چھوڑ دے یعنی پھر رجوع نکرے عدت گذر جانے کے بعد عورت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے یا تیسری طلاق دیکر منقطع ہی کر دے جو کچھ ہو خوش معاملگی سے ہو عورت کو دق نکرے نہ اوس کے عیوب بیان کرتا پھرے نہ جو کچھ مہر اور زیور اور کپڑا وغیرہ اسکو بخشدیا ہے اوسکو واپس لے مگر ایک صورت مین اور وہ خلع ہے یعنی جب یہ معلوم ہو کہ اب میان بیوی کی ہرگز نبنے گی اور بیوی اپنے آپکو اسکے نکاح مین رکھنا نہین چاہتی تو بیوی مہر یا جو کچھ لیا ہے اوس کو سب یا قدرے دیکر طلاق لے لے تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ انکے باہم ساتھ رہنے مین روزمرہ کی تکافضیحتی اور خدا رسول کی نافرمانی ہے۔

فوائد

(۱) مدینہ مین ایک عورت جمیلہ بنت عبد اللہ بن ابی تسکیلہ تھی اور اوسکا خاوند ثابت بن قیس بن شماس بدشکل تھا جس قدر یہ اسکو چاہتا تھا اوسی قدر اس عورت کو اس سے نفرت تھی اسلئے ہر روز باہم بدمزگی اور رنجش رہتی تھی آخر الامر جمیلہ نے آنحضرت علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا حضرت میرا دل اوس سے از حد نفرت کرتا ہے اور خوف ہے کہ حقوق شوہر مین کمی کرنے سے مجھ سے مواخذہ ہو اس لئے آپ مجھکو اس سے جدا کر دیجئے آپنے بہت کچھ فہمائش کی مگر جب دیکھا کہ انکا باہم اتفاق مشکل ہے ثابت سے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے اوس نے عرض کیا کہ بہتر مگر مین نے اسکو باغ دیا ہے یہ اوسکو واپس کر دے جمیلہ نے کہا باغ کے ساتھ کچھ اور بھی لیکر مجھے چھوڑ دیجئے حضرت نے فرمایا نہین بلکہ صرف باغ

۱؎ دو طلاق تک مرد کو زوجیت مین رکھنے کا اختیار رہتا ہے تیسری طلاق کے بعد اختیار نہین اسکا حکم بعد مین بیان ہوتا ہے۔

۲؎ یعنی مہر مین یا چیز ہا دے مین جو کچھ مرد نے دیا ہے وہ عورت کا مال ہو چکا طلاق کے سبب مرد کو جائز نہین کہ اس مین سے کچھ واپس لے۔ صرف خلع کی صورت مین جائز ہے اور وہ یہ کہ قرآن سے معلوم ہو جائے کہ اب ان دونون مین سلوک سے نہ گذرے گی مرد کو دو طلاق کے بعد بھی زوجیت مین رکھنے کا اختیار ہے بشرطیکہ عدت نہ گذر گئی ہو ایسی حالت مین مرد کو عورت اسکے عطیہ مین سے کل یا جزو واپس دے کر پیچھا چھڑا لے تو مضائقہ نہین اسکو شرع مین خلع کہتے ہین ۱۲ منہ

لیکر چھوڑ دے سوا وسنے باغ واپس کرکے اسکو چھوڑ دیا یہ اول خلع ہی جو اسلام مین واقع ہوا سنن ابی داؤد سے ثابت ہی کہ اوس عورت کا نام حفصہ بنت سہل تھا۔ (۲) ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلع جب درست ہے کہ جو مرد و عورت کو خوف ہو کہ ہم سے حقوق زوجیت ادا نہو سکینگے چنانچہ زہری اور نخعی اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہی۔ مگر جمہور مجتہدین حالت خوف اور غیر خوف دونون مین درست کہتے ہین بدلیل قولہ تعالی فَاِنۡ طِبۡنَ لَکُمۡ عَنۡ شَیۡءٍ مِّنۡهُ نَفۡسًا فَکُلُوۡهُ هَنِیۡٓـًٔا مَّرِیۡٓـًٔا کہ جو کچھ اپنی خوشی سے مہر مین سے وہ عورتین تمکو دیدین تو تمکو درست ہی پس جب بلا معاوضہ دینا درست تھا تو خلع کی صورت مین کہ اوسکے بدلہ مین آزادی حاصل ہوتی ہی بدرجہ اولے جائز ہے اور الا ان یخافا مین استثنا متصل نہین بلکہ منقطع جیساکہ اس آیت مین وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ اَنۡ یَّقۡتُلَ مُؤۡمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ای لکن ان کان خطار فدیہ ✽ ف خوف اگر عورت کی جانب سے ہو کہ وہ سرکشی اور نافرمانی کرتی ہے تو اس صورت مین بالاتفاق مال لیکر چھوڑ دینا درست ہے اور اگر صرف خاوند کی طرف سے ہو کہ وہ عورت کو مارتا پیٹتا بری طرح سے پیش آتا ہے اور تنگ کرکے اسکو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے طلاق لے اور مہر اور جو کچھ دیا ہی واپس دے سو یہ بالاتفاق حرام ہے جیساکہ سورہ نساء مین فرماتا ہے وَلَا تَعۡضُلُوۡهُنَّ لِتَذۡهَبُوۡا بِبَعۡضِ مَاۤ اٰتَیۡتُمُوۡهُنَّ اور اگر دونون جانب سے خوف ہی تو بھی عنداللہ مرد کو یہ مال لینا درست نہین گو بظاہر عدالت شریعت دلوا دے اور اگر دونون جانب سے نہین تو یہ وہی صورت اختلافی ہے کہ جسمین زہری وغیرہ ایک طرف اور اکثر مجتہدین ایک طرف ہین۔

(۳) فامساک بمعروف او تسریح باحسان کے صاف معنے یہ ہین کہ یہ دو طلاق کے بعد رجوع کرلے یا رجوع نکرے عدت گذر جانے دے اور یہی تسریح باحسان ہی یعنی اچھی طرح سے چھوڑ دینا۔ بعض کہتے ہین کہ تسریح سے مراد تیسری طلاق ہی کہ پھر بالکل ہی جھگڑا پاک ہوجائے چنانچہ اگلی آیت فَاِنۡ طَلَّقَهَا مین اسکا بیان ہے۔

(۴) مرتان دو دفعہ کرکے طلاق دینا ہی اثنان مین یہ بات نہین بلکہ صرف دو طلاق عام ہی کہ ایک بار دین گئین یا دوبار بتطریق اولے مرتان کا اسمین یہ بتلانا مقصود ہی کہ گو حالت مجبوری مین طلاق بغیر چارہ نہین مگر جہان تک ہو سکے اس رشتہ کو قائم رکھے اس لئے ایک بار دو طلاق دینا شارع علیہ السلام نے مذموم قرار دیا ہے یہ اس لئے کہ ایک طلاق کے بعد شاید مرد کا غصہ یا رنج جو باعث طلاق ہوا جاتا رہے اور مہر و محبت اور خانہ داری کی مصلحت معلوم ہوجائے تو پھر مل سکتے ہین داؤد اور ابن حزم وغیرہ ظاہری تو یہانتک کہتے ہین کہ اگر دو یا تین طلاق ایک بار دیگا تو ایک ہی واقع ہوگی کیونکہ اس سے شارع نے منع کیا ہی اور ممنوع کا وجود شرعاً معتبر نہین مگر ائمہ اربعہ و جمہور اہل سنت و جماعت اسکے برخلاف ہین وہ کہتے ہین ممنوع فعل کے وجود کا انکار کرنا محسوس کا انکار کرنا ہی زنا چوری ہر چند ممنوع مگر جو انکو عمل مین لائیگا اسپر زنا اور چوری کی ضرور سزا شرعاً واقع ہوگی احادیث صحیحہ سے بھی پایا گیا ہی کہ تین طلاق ایک بار دینے سے وہ تین ہی سمجھی گئین اور حلالہ بغیر چارہ نہوا اور لفظ فان طلقہا مرتان کے بعد اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

(۵) خلع یعنی مال لیکر طلاق دینا کیا ہی؟ حضرت علی و عثمان و ابن مسعود و حسن بصری و شعبی و نخعی و عطا و ابن مسیب و شریح و مجاہد و مکحول و زہری و سفیان ثوری و امام ابوحنیفہ اور ایک قول امام شافعی کا بھی یہی ہی کہ یہ طلاق بائن ہی اور اسکو طلاق علی المال کہتے ہین اسمین پوری عدت لازم ہوگی مگر ابن عباس اور طاؤس اور عکرمہ اور امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہی کہ خلع فسخ ہی یعنی نکاح کو اوڈھیر دینا اسمین ایک حیض تک عورت کو روکنا لازم ہی تاکہ حمل کا حال معلوم ہوجائے پھر نکاح کرنیکا اختیار ہے

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ

پھر اگر اسنے اسکو (تیسری) طلاق بھی دیدی تو اب وہ عورت اسکو حلال نہوگی جبتک کہ وہ کسی اور سے نکاح نکریگی پھر اگر وہ (دوسرا خاوند) اسکو طلاق دیدے تو پہلا خاوند اور اس عورت پر باہم ملاپ کرنے مین کچھ بھی گناہ نہیں

اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ

اگر وہ یہ جانین کہ ہم حقوق زوجیت ادا کر سکینگے اور یہ خدا کے احکام ہین وہ انکو سمجھنے والونکے لئے بیان کرتا ہے اور جب تم عورتون کو طلاق دیدو اور وہ اپنی عدت پوری کر نیکو ہون تو انکو یا تو

بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ

دستور کے موافق رکھ لو یا اچھی طرح سے چھوڑ دو اور انکو ضرر پہنچانے کے لئے نہ روک رکھو کہ انپر زیادتی کرو اور جس نے ایسا کیا تو اسنے اپنی جان پر ظلم کیا

وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور خدا کے احکام سے مسخرا پن نہ کرو اور اللہ کی اون نعمتونکو یاد کرو جو تم پر ہین اور یہ احسان بھی یاد کرو کہ اسنے تمپر کتاب اور حکمت نازل کی کہ جس سے تمکو سمجھایا جاتا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جان رکھو

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور جب تم عورتونکو طلاق دیچکو اور وہ اپنی عدت تمام کر چکین تو اب اونکو انکے خاوندونسے نکاح کرنے سے نہ روکو

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

جبکہ وہ باہم دستور کے موافق راضی ہوجاوین تم مین سے یہ نصیحت اسکو کیجاتی ہے کہ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تمہارے لئے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے اور (اسکی مصلحت) اللہ ہی جانتا ہے تم نہین جانتے

ترکیب

فان طلقہا شرط فلا تحل فعل ضمیر ہی راجع عورت کی طرف فاعل لہ متعلق لا تحل من بعد متعلق فعل مذکور حتی غایۃ لا تحل تنکح فعل ضمیر ہی فاعل زوجا مفعول موصوف غیرہ صفت یہ تمام جملہ جواب شرط فان طلقہا ای الزوج الثانی جملہ شرط فلا جناح علیہما ای المرءۃ والزوج الاول ان یتراجعا فی محذوف جملہ جواب شرط ان شرطیہ ظنا فعل الزوجان فاعل ان یقیما الخ جملہ مفعول بہ یہ سب شرط اور فلا جناح دال بر جزا تلک مبتدا حدود اللہ خبر موصوف یبینہا الخ جملہ صفت واذا طلقتم النساء شرط فامسکوہن الخ جواب ضرارا مفعول لہ تمسکوہن - وما معطوف ہے نعمت اللہ پر ان ینکحن ای من ان ینکحن -

تفسیر

اس آیت مین طلاق کے متعلق پانچوان حکم بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اگر تُنے تیسری طلاق بھی دیدی تو اب رجوع کرنیکا حق اول خاوند کو باقی نرہا بالکل اسکے اختیار سے باہر ہوگئی اب جو یہ شخص اوس عورت سے ملاپ کرنا چاہے تو اسکو یہ عورت اُسوقت حلال ہوگی کہ جب اور شخص سے نکاح کریگی اور وہ اس سے صحبت کرکے (جیساکہ صحیحین مین حدیث[1] زن رفاعہ سے ثابت ہے) طلاق دیوے سو اب اگر انکو یہ گمان ہوکہ ہم باہم سلوک و محبت سے گزران کرینگے اور حقوق زوجیت پر قائم رہینگے تب رجوع کرنا یعنی بعد عدت کے پھر نکاح کرنا درست ہے مگر یہ شخص جس سے کہ حلالہ کے لئے نکاح ہوا ہی شرط نہ کرے کیونکہ حضرت نے ایسی صورت مین دونون پر لعنت کی ہے بلکہ اس شخص کو اختیار ہے چاہے طلاق دے یا نہ دے -

[1] بخاری اور مسلم کی روایت ہی آنحضرت کے پاس رفاعہ کی بیوی نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مجھکو رفاعہ نے طلاق دی تھی پھر مین نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا مگر یہ سست نکلا آپ نے فرمایا تو یہ چاہتی ہے کہ پھر رفاعہ کے پاس جاوے اوس نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا یہ نہین ہوگا جب تک کہ تیرے مزے سے وہ اور تو اوسکے مزہ سے واقف نہوے یعنی باہم جماع نہو ۱۲

اس مین سر یہ ہے تاکہ خاوند اول تین طلاق دینے کی پوری سزا پاکر پھر کبھی ایسی لغو حرکت کا قصد نکرے -

واضح ہو کہ طلاق دینے کے بعد عورت کے تین حال ہین (۱) یہ کہ مرد اس سے رجوع کرے یعنی عدت کے اندر ملاپ کرے سو اسکو فامساک بمعروف مین بیان فرمایا (۲) یہہ کہ رجوع نکرے یہانتک کہ عدت تمام ہوجاوے اور بالکل جدائی ہوجاوے اسکو تسریح باحسان مین ظاہر فرمایا (۳) یہ کہ تیسری اور طلاق دیکر بالکل انقطاع کرے جیسا کہ اس آیت مین فرمایا فان طلقہا الخ الطلاق مرتان کے بعد فان طلقہا متصل ہے اوران دونون آیتون کے بیچ مین ولا یحل لکم الخ آیت خلع بطور جملہ معترضہ آگئی ہے -

اسکی شان نزول مین یون منقول ہے کہ معقل بن یسار کی بہن کو اُسکے خاوند جمیل بن عبداللہ بن عاصم نے طلاق دی اور عدت کے بعد پھر پشیمان ہوکر اوس سے نکاح کی درخواست کی عورت نے منظور کرلیا مگر معقل بن یسار نے خفا ہوکر رد کردیا اسپر یہ آیت نازل ہوئی تب معقل نے کہا مین خدا کے حکم پر راضی ہون - رواہ الحاکم - اس مین کوئی شک نہین کہ جب عورت ایک مدت ایک مرد کے پاس رہکر معاشرت کرچکی ہو گو کسی سبب سے باہم طلاق کی نوبت پہونچ گئی ہو مگر باہم ایک تعلق باقی رہتا ہے اس لئے اول خاوندون کے ساتھ نکاح کرنیکا اشارہ ہوا اور اسکی حکمت کو اشارتاً ذالکم ازکی لکم واطہر مین بیان فرمایا پھر واللہ یعلم وانتم لاتعلمون مین اور بھی توضیح کردی -

مخالفین اسلام طلاق کے بارہ مین بھی اعتراض کیا کرتے ہین کہ شریعت نے ایسے مکروہ مسئلہ کو جائز رکھا کہ جو باہمی محبت اور تمدن کے برخلاف ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس مین کوئی شبہ نہین کہ طلاق مکروہ چیز ہے اور اسی لئے نبی صلعم نے فرمایا کہ یہ خدا کے نزدیک نہایت ناپسند ہے اور جو عورت بغیر کسی لاعلاج ضرورت کے طلاق لے گی اوس پر جنت کی بو بھی حرام ہوگی مگر اس مین بھی کوئی شبہ نہین کہ میان بیوی کو تمام عمر ملکر گذارنی پڑتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خود خصلات کا موافق آنا ضروری بات نہین علاوہ اسکے سیکڑون ایسی سخت ضرورتین درپیش ہوجاتی ہین کہ جنکا علاج بجز طلاق کے اور کچھ نہین ہوتا اس لئے اس شریعت نے نہ یہود کی طرح افراط کو دخل دیا کہ خواہ مخواہ بھی ذراسی بات پر طلاق[1] دینے کی اجازت دی ہو بلکہ اول یون فرمایا کہ عورتون کی کج خلقی پر صبر کیا کرو اون کے ساتھ نہایت سلوک واحسان کے ساتھ پیش آیا کرو اور عورتون کو سمجھایا کہ تم پر مردون کی اطاعت اور حفظ ناموس اور خیرخواہی ضرور ہے اس کے بعد اشد ضرورت کے لئے طلاق کی اجازت دی مگر اس کے ساتھ بھی یہ باتین ملحوظ رکھین تاکہ پھر ملاپ ہوجاوے اول یہ کہ طہر مین طلاق دے شاید حیض کے وقت کسی بات سے دل پر نفرت آگئی ہو دوسرے دوم ایک بار تین طلاق نہ دے شاید پھر بیچ مین ملاپ ہوجاوے اور غصہ فرو ہوکر سمجھ آجاوے سوم عدت کے بعد بھی ملاپ کا رستہ رکھا اور نہ عیسائیون کی طرح تفریط کو کام فرمایا کہ عورت کیا ہوئی بلاے جان ہوگئی کچھ ہی کرے بغیر زنا کے اور کسی سبب سے طلاق ہی نہ دیسکے جس کے برے نتائج مشاہدہ مین رات دن آتے رہتے ہین -

[1] اسی بات کو حضرت مسیح علیہ السلام نے مذموم فرمایا ہے ۱۲ منہ

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ

اور ماؤن کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو کامل دو برس تک دودھ پلائین اوس شخص کی اولاد کے لیے جو (بین طلاق کے بعد بھی) اوسی عورت سے پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے اور باپ پر دودھ پلانے والیونکا کھانا

بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ

اور کپڑا دستور کے موافق لازم ہے کسی کو تکلیف نہین دیجاتی مگر اسی قدر کہ اسکی گنجائش ہو نہ تو ماں ہی کو اسکے بچہ کی وجہ سے ضرر دیا جاوے اور نہ باپ ہی کو اوسکی اولاد کی وجہ سے اسی قدر اسکے وارث پر بھی ہے

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

پھر اگر دونون اپنی رضامندی اور مشورہ سے (اس مدت کے پہلے) دودھ بڑھانا چاہین تو انپر کچھ بھی گناہ نہین اور اگر کسی اور سے اپنی اولاد کو دودھ پلوانا چاہو تو اسمین بھی تم پر کچھ گناہ نہین جبکہ جو کچھ

إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

تم نے دینا کیا ہے اسکو دستور کے موافق دیدیا کرو اور الله سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اوس کو دیکھ رہا ہے

ترکیب

والوالدات مبتدا یرضعن الخ خبر اولادہن مفعول یرضعن حولین موصوف کاملین صفت یہ ظرف لمن اراد الخ ثابت کے متعلق ہوکر خبر ہے مبتدا محذوف کی ای ذلک لمن اراد۔ رزقہن معطوف علیہ وکسوتہن معطوف دونون ذی الحال بالمعروف حال اور عامل اسمین معنے استقرار ہین یہ سب مبتدا علی المولود لہ موصول وصلہ خبر پھر یہ جملہ معطوف ہوا اول جملہ اسمیہ پر۔ لاتکلف فعل مجہول نفس مفعول مالم یسم فاعلہ الا وسعہا مفعول ثانی لاتضار فعل مجہول اصل مین لاتضارر صیغہ نہی اور رکو متحرک التقاء ساکنین کی وجہ سے کیا اور فتح مجانست الف کی وجہ سے دیا اور بعض نے رکو مرفوع بھی پڑھا ہے والدۃ مفعول مالم یسم فاعلہ بولدہا ای بسبب ولدہا ولا مولود لہ معطوف ہی والدۃ پر ای لایضار مولود لہ بولدہ ۔

تفسیر

یہ دسوان حکم رضاعت کا ہے۔ طلاق کے بعد میان بیوی مین ایک قسم کی دشمنی اور نفرت پیدا ہو جایا کرتی ہے اور ایسی حالت مین بالخصوص جبکہ عورت کو کسی اور سے نکاح کرنا منظور ہوتا ہے تو خواہ مخواہ بچہ سے بے التفاتی ہوتی ہے اور اوسکے دودھ پلانے مین بھی تکرار کرتی ہے خصوصاً اسلئے بھی کہ پہلا شوہر کو بچہ کی پرورش مین دشواری ہو اور کبھی مرد یہ چاہا کرتا ہے کہ اس سے اپنا بچہ چھین کر کسی اور سے دودھ پلوائے اور اس بیچاری کو اوسکے فراق مین تڑپائے اسلئے اسکے بعد اس امر مین بھی بچہ پر رحم کھا کر فیصلہ کر دیا کہ بچہ کی مائین کامل دو برس تک اپنے بچہ کو دودھ پلائین اور انکا باپ اسکے معاوضہ مین دستور کے موافق ان کو روٹی کپڑا یا نقد تنخواہ دے حسب مقدور نہ ماں کو کسی نوع کے بچہ کی وجہ سے تکلیف دیجاوے کہ اس سے بچہ چھین لیا جاوے یا دستور سے کم اسکو نان ونفقہ دیا جاوے اور نہ باپ کو تکلیف دیجاوے کہ اسکے مقدور سے زیادہ اس سے طلب کیا جاوے اور بچہ کو اوسکے پاس پھینک کر چلی جاوے اور جو باپ نہو تو اسکے بعد اس کے وارثون پر بھی نان ونفقہ اسی طرح لازم ہے۔ اور جو باہمی مشورہ کرکے اور مصلحت سمجھکر دو برس سے پیشتر دودھ بڑھانا چاہین تو کچھ مضائقہ نہین اور جو کسی مصلحت سے یہ منظور ہو کہ اور عورت سے بچہ کو دودھ پلوائین تو اس مین بھی کچھ حرج نہین۔ مگر جو کچھ تنخواہ مقرر ہو جاوے تو اسکو دیدینا چاہیے ۔

ف یعنی طلاق کے بعد اگر کوئی مطلقہ کے بچے کو اسکی پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے تو عورت کو انکار نکرنا چاہیے کس لئے کہ بہ نسبت اور عورت کے اسکو بچہ پر جو اسکے پیٹ کا ہے نہایت شفقت ہوتی ہے۔ مگر بچہ کے باپ پر دستور کے موافق نہ بہت زیادہ نہ بہت کم دودھ پلانے والی کا خواہ یہ مطلقہ ہو یا کوئی اور بورونگی کپڑا یا اسکے اندازہ سے کوئی تنخواہ دینی ضرور ہے اور اگر باہمی مصلحت سے دو برس سے پہلے ہی دودھ بڑھا دینا چاہین تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین اور اگر بچہ کا باپ مرجائے تو اسکے وارثون پر یہ تنخواہ لازم ہوگی ۱۲ منہ

فوائد

(۱) بظاہر یہ حکم طلاق دی ہوئی عورت کے لئے ہے کہ اس قدر مدت دودھ پلائے اور اُسکو روٹی کپڑا دیا جاوے الخ مگر حکم عام ہے بیوی کو بھی یہی حکم ہے اور اگر دودھ پلانے کی وجہ سے اُسکو کچھہ دیا جائے تو اُسکو حق زوجیت مانع نہین -

(۲) حولین کاملین یعنی پورے دو برس کی مدت تک دودھ پلانا کوئی ضروری بات نہین بلکہ اگر ضرورت پیش آوے تو اس سے پہلے بھی فطام ہو سکتا ہے یعنی دودھ بڑھ سکتا ہے جسکو فصال کے ساتھہ تعبیر کیا ہے اور دو برس کی مدت اس لئے مقرر ہوئی ہے کہ اگر اس سے پہلے باہمی مشورہ کے بغیر مرد یا عورت دودھ بڑھانے تو نہ بڑھا سکے اور یہ بھی ہے کہ جو احکام رضاعت کے متعلق ہین کہ دودھ سے بھائی بہن ہو جاتے ہین وہ اسی مدت کے اندر معتبر ہین اسکے باہر نہین پس ظاہر آیت سے امام شافعی اور علقمہ اور شعبی اور زہری نے دو برس رضاعت کی مدت قرار دی ہے اور یہی رائے حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے -

امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ڈہائی برس کی مدت ہے انکی دلیل یہ آیت ہے وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا کہ حمل[له] اور فصال کی مدت ڈہائی برس ہے اور اس آیت مین جو دو برس کامل مذکور ہین تو صرف اُجرت رضاعت کیلئے - اور ائمہ اس آیت کا جواب دیتے ہین کہ اسمین ہر ایک کی مستقل مدت نہین بیان کی بلکہ دونوکی مجموعی مدت جس سے حمل کی ادنی مدت چھہ مہینے اور رضاعت کی دو برس

(۳) عورت پر بچہ کا دودھ پلانا عموماً واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور یہ ضمن سے بھی یہی مراد ہے اور اسلئے دوسری جگہ اسکی تصریح آگئی ہے فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن یعنی اگر وہ تمھاری اولاد کو دودھ پلائین تو تم اونکو اُجرت دو وان تعاسرتم فسترضع لہ اخری اور جو تنگدستی ہو تو اور سے دودھ پلوالو - مگر بچے کے حقمین بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی مان کا دودھ پیوے کیونکہ جو شفقت اُسکو ہو گی وہ اور کو کب ہو سکتی ہے اور نیز اسیکا دودھ زیادہ تر موافق پڑتا ہے اور اسی لئے مان کو بچہ پر رحم دلانے کیلئے اولادھن فرمایا کہ اپنے بچون کو دودھ پلائین اور باپ کو شفقت دلانیکو مولود لہ کہا - اور جب بچہ سوائے مان کے اور کا دودھ نہین پیتا یا والد کو اور سے دودھ پلانے کی بالکل طاقت نہین تب مان کو ہی پلانا واجب ہے -

(۴) اذا سلمتم ما اتیتم پلائی کی اُجرت اوسی وقت سپرد کرنی واجب نہین بلکہ جو قرار داد ہو جاوے اور جسطرح سے ہو جاوے مدت تمام ہونیکے بعد دیجائے لیکن اوسی وقت دینے سے دل خوش ہو جاتا ہے اسلئے یہ لفظ آیا - اسکے بعد خدا نے ان حقوق کی رعایت رکھنے کے لئے ایک ایسا کلمہ ذکر کیا کہ جس سے ہر ایماندار کے دلپر ایک چوٹ سی لگتی ہے وہ یہ کہ اول فرمایا واتقوا اللہ اوسکے بعد یہ فرمایا واعلموا ان اللہ بما تعملون بصیر حقیقت مین ان باہمی حقوق کی رعایت بغیر خدا ترسی کے ممکن نہین عدالت دنیاوی اور حکام کہان تک بندوبست کر سکتے ہین اور اسی لئے جب تک دنیا مین خدا ترسی اور انبیاء اور اون کے جانشینون کے ذریعے سے تنفیذ احکام ہوتی ہین انتظام عالم بھی صداقت سے ہوتا رہا مگر جب صرف قانون حکومت رہ گیا تو بدمعاشی اور جعل سازی نے ظہور پکڑا -

[له] دودھ بڑھانا بچہ کا دودھ چھڑانا ۱۲ منہ [له] حمل سے مراد امام ابو حنیفہ کے نزدیک حمل شکمی نہین بلکہ رضاعت کے ایام ہین بچہ کا گود مین اوٹھانا اور کبھی الگ کر دینا گویا حمل و فصال رضاعت ہے اگر حمل سے مراد حمل شکمی اور فصال سے مراد دودھ بڑھانا لیا جائے تو ہر واحد کی خبر ثلاثون شہراً ہے یعنی اڑہائی برس انتہا مدت حمل کی ہے اور اڑہائی برس انتہا رضاعت کی ہے یہ نہین کہ دونون کی مدت اڑہائی برس ہے کلام کی صاف دلالت یہی ہے

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ

اور جو تم مین سے مرجاوین اور وہ بیویان چھوڑ مرین تو اون بیویون کو چار مہینے دس روز اپنے نفس کو روکنا چاہیے (یعنے عدت کرنا چاہیے) پھر جب وہ اپنی عدت پوری کر چکین تو الاوارثو

عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ

تم پر اس کام مین کہ جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق کرلین کچھ بھی برائی نہین (یعنی نکاح کرلین) اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو اوس سے خبردار ہے اور نہ تمپر اس بات مین کچھ گناہ ہی کہ تم ان عورتونسے اشارۃً نکاح کا

أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ

پیغام بھیجو یا اسکو دلمین پوشیدہ رکھو خدا جانتا ہی کہ تم کو اون عورتون کا خیال پیدا ہوگا (سو اسکا مضائقہ نہین) لیکن مخفی طور سے انسے نکاح کے وعدے نکرو ہان اگر کوئی دستور کے موافق بات کہو تو حرج نہین

وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا

اور جب تک کہ خدا کی طرف کی میعاد نوشتہ (یعنی عدت) پوری نہووے اوسوقت تک نکاح کا قصد بھی نکرو اور یہ بھی جان رکھو کہ خدا تمہارے دلون کی باتونکو جانتا ہے سو اوس سے بچتے رہو اور

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

جان لو کہ اللہ بخشنے والا بردبار بھی ہے

ع ۱۴

ترکیب

والذین الخ مبتدا خبر یتربصن خبر من خطبۃ النساء بیان جار مجرور موضع حال مین ہے سرا مفعول ہے کیونکہ یہ بمعنی نکاح ہے لا تواعدوھن نکاحا اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو ای مواعدۃ سرا اور

قیل تقدیرہ فی سر سویہ ظرف ہی الا ان تقولوا استثنا مفرغ ہے مدلول نہی سے ای لا تواعدوھن مواعدۃ الا مواعدۃ معروفۃ

تفسیر

پہلی آیتون مین عدت طلاق مذکور تھی اسلئے عدت وفات کا بھی حکم بیان کر دیا گیا ہے اوسکا حکم ہے فرماتا ہے جو لوگ بیویان چھوڑ مرین تو اون کی

بیویون کو چار مہینے دس روز تک چاہیے کہ نکاح نکرین نہ جو چیزین نکاح کے اسباب ہین اونکو عمل مین لاوین زیب و زینت سرمہ کاجل وغیرہ

اور نہ بغیر ضرورت اوس گھر سے باہر جاوین یہ سب باتین تیربصن سے سمجھی جاتی ہین اور خود نبی علیہ السلام نے تشریح کر دی ہے۔ اگر بیوہ کو حمل

ہی تو اس صورت مین جب تک ہی عدت ہی جیسا کہ اس آیت مین ہی واولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن۔ اور عدت کے بعد جو کچھ وہ دستور

کے موافق کرین خواہ نکاح ثانی کرین یا زیب و زینت تو اونکو منع نکرو اسمین تمپر کچھ گناہ نہین ہے۔ تو نکو نکاح اور اسکی دواعی سے روکا تو مردون کو

بھی منع کیا کہ عدت سے پہلے تم نہ اونکو صراحتاً نکاح کا پیغام دو اور نہ خفیۃً نکاح کا وعدہ کرو کیونکہ اس قسم کی تحریک اور لگاوٹ سے عورت کے دل مین

ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جس سے عدت مین فرق پڑجانے کا قوی اندیشہ ہے اور قیام عدت نکاح سابق کی عزت و حرمت کا ملحوظ رکھنا عورت کو بوالہوسی

اور بیگانون کی آشنائی سے محفوظ رکھنا ہی جو تمدن کے لیے ضروری ہی اسکا مضائقہ نہین کہ اشارۃً اپنا ارادہ نکاح ظاہر کر دیا جائے کہ میرا ارادہ نکاح کرنے کا ہی

ان سب باتون کے بعد فرمایا کہ وہ تمہارے دلون کی باتین جانتا ہی اوس سے ڈرتے رہا کرو۔

خِطبۃ۔ بالکسر منگنی اور پیغام نکاح کو کہتے ہین اور بالضم خُطبہ پڑھنا یعنی کوئی ترغیب ترہیب کا مضمون بیان کرنا جیسا کہ جمعہ و عیدین اور دیگر اوقات مین

ہوتا ہی اگلی ایک آیت ہی کہ جسمین عدت وفات برس روز کی ہی اسکا حکم اس آیت سے منسوخ ہوگیا۔ عدت حکمت نکاح اول کیلئے اور نیز حمل اور نسب کی تمیز کیلئے مقرر ہوئی

ف یعنی عدت وفات چار مہینے دس روز تک ہی خاوند کے مرجانیکے بعد اتنے عرصہ تک عورت نکاح نکرے اگر اسکے بعد دستور سے موافق کرے تو کچھ گناہ نہین وارثون کو اس سے انکو منع نکرنا چاہیے۔ اور ایام عدت مین الخ
نکاح کا پیغام دینا یا وعدہ کرنا کہ ہم تم سے بعد عدت نکاح کرینگے ممنوع ہی کس لئے کہ عدت حرمت و عزت نکاح کے لئے قائم ہوئی ہی پیغام دینے یا مخفی طور سے پکی کر لینے مین اس احترام نکاح مین فرق آتا ہی کہ بیوہ عورت
بے وفا اسکا مرنا ہی چاہتی تھی۔ ہان مرد کے دلمین خیال پیدا ہو تا کہ عدت کے بعد اس سے ہم نکاح کرینگے یا یہ کہلا بھیجنا کہ مجھے نکاح کی طرف رغبت ہے یعنی اشارۃً نہ صراحۃً ظاہر کرنا بعض مصلحتون کے سبب کچھ ممنوع نہین ۱۲ منہ

لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرضوا لهن فریضة ومتعوهن علی الموسع قدره وعلی

تم پر اسبات سے بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم عورتون کو ہاتھ لگانے یا انکے لئے مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دیدو (ہان اس صورت مین) انکو کچھ سامان دینا چاہیے مقدور والا اپنی حیثیت سے اور

المقتر قدره متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین ۝ وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فریضة

تنگدست اپنی مقدور کے موافق دے (جو کچھ بھی ہو) دستور کے موافق سامان دینا نیک لوگون پر ایک لازمی حق ہے اور اگر تم نے انکو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے اور انکے لئے مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو مقرر شدہ مہر معین دینا

فنصف ما فرضتم الا ان یعفون او یعفوا الذی بیده عقدة النکاح وان تعفوا اقرب للتقوی ولا تنسوا الفضل

لازم ہے مگر اس صورت مین کہ خود وہ عورتین معاف کر دین یا وہ شخص معاف کر دے کہ جسکے اختیار مین نکاح باندھنا تھا اور تمہارا معاف کر دینا پرہیزگاری سے زیادہ قریب ہے یعنی بہتر ہے اور آپس کی بڑائی کو

بینکم ان اللہ بما تعملون بصیر ۝

مت بھولو کیونکہ جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے

ترکیب

ما لم تمسوهن ما مصدریہ اور زمان اسکے ساتھ محذوف ہے تقدیرہ فی زمن ترک مسهن اور بعض کہتے ہین ما شرطیہ ہے ای ان لم تمسوهن فریضة فعیلة بمعنی مفعولة مفعول بہ ہے ومتعوهن معطوف ہے محذوف پر تقدیرہ فطلقوهن ومتعوهن علی الموسع خبر ہے مبتدا محذوف کی متعوهن علی الموسع پھر یہ جملہ موضع حال مین ہے فاعل سے اور ممکن ہے کہ مستانفہ ہو متاعا اسم مصدر ہے اور مصدر تمتیع ہے حقا مفعول مطلق ای حق ذلک حقا وقد فرضتم موضع حال مین ہے الا ان یعفون ان اور فعل موضع نصب مین ہے والتقدیر فعلیکم نصف ما فرضتم الا فی حال العفو۔

تفسیر

یہ تیرھوان حکم ہے واضح ہو کہ جن عورتون کو طلاق دیجاتی ہے انکی چار قسمین ہین قسم اول یہ کہ انکا مہر بھی معین ہوا اور پھر انکو خلوت کرکے طلاق دیگئی ہو انکا حکم پہلی آیتون مین بیان ہو چکا کہ انکو پورا مہر دینا چاہیے اور تنگ کرکے انسے کچھ واپس لینا نہ چاہیے اور انکی عدت تین حیض ہے قسم دوم وہ کہ انکے لئے مہر معین نہوا اور نہ ہنوز انسے خلوت ہوئی ہو بلکہ صرف نکاح کرکے طلاق دیدی ہو انکا حکم اس آیت مین لا جناح سے لیکر حقا علی المحسنین تک بیان ہے وہ یہ کہ انکے لئے مہر نہین بلکہ دستور کے موافق متعہ یعنی خرچ دینا چاہیے کم سے کم کپڑون کا ایک جوڑا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر ہے قسم سوم وہ عورتین ہین کہ جنکا مہر تو معین ہو مگر خلوت نہین ہوئی ہو اور طلاق دی گئی ہو انکا حکم اس آیت مین ہے وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن الایہ وہ یہ کہ انکو آدھا مہر ملے ان دونون قسمون مین عورت پر عدت لازم نہین آتی جیسا کہ سورہ احزاب مین فرماتا ہے اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیهن من عدة تعتدونها فمتعوهن چوتھی قسم یہ کہ عورت سے نکاح کرکے صحبت بھی کی ہو لیکن اسکا مہر معین نکیا ہو پھر اسکو طلاق دیدے تو اسکا حکم اس آیت مین ہے فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن کہ انکو مہر مثل دینا چاہیے یعنے جو مہر کہ اس عورت کے کنبہ کی عورتون کا ہے وہ ملیگا۔ متعہ اور متاع لغت مین اس چیز کو کہتے ہین کہ جس سے فائدہ حاصل ہو اور اسی لئے دنیا کو متاع کہتے ہین اس سے مراد یہان خرچ ہے جسکی تعداد کچھ نہین ادنی مرتبہ عورت کے کپڑے ہین اور زیادہ مقدار نصف مہر اور یہ واجب ہے الذی بیده عقدة النکاح سے مراد حضرت علی اور سعید بن المسیب اور بہت سے تابعین اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت کا میان ہے کہ اسکے ہاتھ مین نکاح ہے پس اگر یہ معاف کر دے یعنی ادا اور بھی دیدے تو پورا ہو سکتا ہے اور امام شافعی اور حسن اور مجاہد اور علقمہ کہتے ہین اس سے مراد ولی ہے یعنے عورت کا سرپرست کسلئے کہ نکاح کرنا اسکے ہاتھ مین تھا پس یا عورت معاف کر دے یا اسکی اجازت سے ولی معاف کر دے نصف بھی ساقط ہے۔

ف۔ ان آیات مین دو قسم کی طلاق کا حکم بیان فرماتا ہے کیونکہ عورت کو یا ہاتھ لگانے یعنی خلوت کرنے سے پہلے طلاق دیجائیگی تو پھر اسکی دو صورتین ہین یا تو انکے لئے کچھ بھی مہر معین نہوا تھا ایسی صورت مین متعہ دینا یعنی ضروری سامان حسب مقدور مرد پر لازم ہے جسکی کوئی تعداد بیان نہین ہوئی مگر کم سے کم ایک جوڑا کپڑے کا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر مثل۔ اور اگر مہر معین ہو چکا تھا تو نصف لازم ہے ہان اگر عورت کم سن ہے تو اسکے ولی معاف کر دیں اور معاف کر دینا بہتر ہے کیونکہ اس مین طرفین سے کوئی متمتع نہین ہوا ہے آپس کی فضیلت عورت کے ولی کا اختیار قائم رکھتا ہے کہ جو کچھ اسنے کر دیا ہے عورت منظور کرے سرکشی نکرے۔ ان دونون صورتون مین عورت پر عدت بھی لازم نہین۔ یا ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دینے کا مسئلہ پہلی آیتون مین بیان ہو چکا ہے کہ اگر مہر معین تھا تو کل اور اگر معین نہوا تھا تو مہر مثل لازم ہے اور اس عورت کو عدت لازم ہے اور اسکے لئے ایک سے لیکر تین طلاق دیجا سکتی ہین۔ ۱۲ منہ

حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين ○ فان خفتم فرجالا او ركبانا فاذا امنتم فاذكروا

نمازون کی محافظت کیا کرو (اور خاصکر) بیچ کی نماز کی اور اللہ کے سامنے نیازمندی سے کہڑی ہواکرو پھر اگر تمکو دشمن کا ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لیاکرو یا سوار ہوکر (جسطرح ہوسکے نماز ادا کرو) پھر جب

الله كما علمكم ما لم تكونوا تعلمون ○ والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا وصية لازواجهم متاعا الى

امن پاؤ تو اللہ کو اس طرحسے یاد کیاکرو کہ جسطرح اوسنے تمکو وہ طریقہ بتایا کہ جسکو تم نہ جانتے تھے اور جو تم مین سے مرنے کو ہون اور بیویان بہی چھوڑ مرین تو اونکو اپنی بیویونکے لئے سال بہر کے لئے گزارہ کی

الحول غير اخراج فان خرجن فلا جناح عليكم في ما فعلن في انفسهن من معروف والله عزيز حكيم ○ وللمطلقت

وصیت کرنی چاہیئے گہر سے باہر کئے بغیر پہر اگر وہ خود نکل کہڑی ہون تو تمپر اوس بات مین کہ جو وہ اپنے لئے دستور کے موافق کرلین کچہہ بہی گناہ نہین اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اور طلاق دی

متاع بالمعروف حقا على المتقين ○ كذلك يبين الله لكم ايته لعلكم تعقلون ○

ہوئی عورتون کے لئے خرچ دینا دستور کے موافق پرہیزگارونپر لازم ہے اللہ تمہارے لئے اپنے احکام یون صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجہو

۳۱
ع
۱۵

ترکیب

رجالا حال ہے محذوف سے تقدیرہ فصلوا رجالا جمع راجل کما علمکم کاف موضع نصب مین ہے ای اذکروا مثل ما علمکم والذین یتوفون مبتدا خبر محذوف ای یوصون متاعا مصدر اسلئے کہ یوصون بمعنی یمتعون ای یمتعون متاعا غیر اخراج حال ہے وللمطلقات خبر متاع مبتدا حقا مفعول مطلق۔

تفسیر

پہلی آیت مین خداتعالی نے تقوی اور احسان کا ذکر کیا تھا اور یہ بہی فرمایا تھا کہ آپس کی بزرگی کا لحاظ رکہو اس موقع پر بطور جملہ معترضہ خداتعالی اپنی بزرگی ملحوظ رکہنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ سب سے بڑا ہے خدا کی بزرگی ملحوظ رکہنا نماز پر مداومت کرنا ہے اس لئے نمازون کی محافظت کا ذکر اور اسکے ضمن مین حالت خوف مین نماز ادا کرنیکا مسئلہ بہی ذکر فرمادیا کہ نمازون کی محافظت کرو یعنے نہایت خشوع و خضوع اور حضور قلب سے ادا کرو بالخصوص بیچکی نماز کی محافظت کرو اور خدا کے روبرو ادب سے کہڑے ہواکرو نماز مین باہم اشارہ اور کلام مکرو۔ اس آیت سے پہلے اہل کتاب کی طرح مسلمان بہی نماز مین اشارہ یا بات کرلیتے تھے اسکے بعد ممانعت ہوگئی (وہ جو بعض احادیث مین ہی کہ نماز مین صحابہ یا خود حضرت نے کوئی اشارہ کیا یا بات کی یا چلے سو یہ سب اس آیت سے پہلے کی باتین ہین) پہر فرماتا ہے کہ اگر تمکو دشمن سے مقابلہ مین خوف ہو کہ اگر ہم نماز پڑہین تو وہ ہمپر حملہ کردیگا تو تم سوار یا پیدل جس حال مین ہو بلالحاظ رکوع و سجود کے و بلالحاظ جہت کعبہ کی طرف سونہہ کیون نہو نماز پڑہو اسکو نہ چہوڑو پہر جب امن ہو تو جسطرح تمکو خدا نے نماز کی تعلیم کی ہے اسطرح پر پڑہو امام ابوحنیفہ فرماتے ہین کہ ایسے وقت نماز کی تاخیر کرکے دوسرے وقت مین ادا کرے جیساکہ صحابہ اور حضرت نے جنگ احزاب مین کیا تھا۔ الصلوۃ الوسطے کی تعین مین مختلف اقوال ہین بعض ظہر بعض نماز صبح کہتے ہین مگر احادیث صحیحہ سے عصر کی نماز معلوم ہوتی ہی جیساکہ صحیحین مین آیا ہی کہ مشرکون نے ہمکو صلوۃ وسطے سے روکدیا خدا اونکی قبرکو آگ سے بہرے اور یہ واقعہ جنگ احزاب مین نماز عصر کا ہی۔ صلوۃ خوف کہ جسکا ذکر سورہ نساء مین ہی واذا کنت فیہم الآیہ وہ اس فرجالا او رکبانا سے غیر ہے اسکے بعد پہر احکام عدت اور طلاق کو ذکر فرماتا ہی۔ والذین یتوفون منکم سے جمہور مفسرین نے کہا ہی کہ ابتدا اسلام مین بیوہ کی عدت ایک برس تک تھی اور جب اسکے لئے میراث بہی نہ تھی تو خاوند کو حکم تھا کہ مرض الموت مین برس بہر کا خرچ اور مکان کی وصیت کرجاوے پہر یہ حکم اوس آیت سے کہ جو پہلے آئی ہی اربعۃ اشہر وعشرا منسوخ ہوگیا دو باتین تھین ایک خرچ سال بہر کا دوسرے مکان سال بہر رہنے کیلئے۔ اب آیت میراث نے جبکہ بیوہ کا حق آٹھوان یا چوتھا حصہ مقرر کردیا وصیت کرنا بہی جاتا رہا اور اسیطرح مکان بہی امام ابوحنیفہ کے نزدیک ضرور نہ رہا امام شافعی کے نزدیک مکان دینا چاہیے۔ ابی مسلم اصفہانی اور مجاہد وغیرہ کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ نہین بلکہ اس آیت کے معنے یہ ہین کہ جو شخص مرض الموت مین اپنی بیبی کو ایک برس بہر کا خرچ اور مکان مین رہنے کی وصیت کرمرے اور عورت برس سے پہلے نکلکر دوسرا نکاح کرلے بشرطیکہ چار مہینے دس دن کی عدت پوری کرچکی ہو برخلاف وصیت شوہر دستور کے موافق نکاح کرلے تو پہر کچہہ گناہ نہین یعنی یہ وصیت لازم نہین جیسا کہ الزام جاہلیت مین تہا

اس کو سال بہر خاوند کے گہر مین رہے اور کسی سے نکاح نکرے مگر اسکو اختیار تہا چاہے خاوند کے گہر مین عدت گذارے خواہ نکل کر اور جگہ لیکن جب وہ گہر سے نکلتی تہی تو اسکو خرچ نہ ملتا تہا ۱۲ کبیر منہ

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو

کیا آپ نے انکو نہین دیکھا کہ جو موت سے ڈر کر — باوجودیکہ وہ ہزارون تھے اپنے گھرون سے نکل کھڑے ہوئے — پھر تو خدا نے انسے کہا کہ مرجاؤ پھر انکو زندہ کردیا بیشک خدا تو لوگون پر

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ○

بڑا فضل کرتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہین کرتے

ترکیب

الم استفہام تقریری کے لئے ترفعل اصل مین ترای مثل ترعی کے تھا مگر عرب مستقبل مین ہمزہ حذف کردیتے ہین جب ہمزہ حذف ہوئی تو الف منقلبہ اخیر باقی رہ گیا جو جزم کے وقت حذف ہو گیا ضمیر انت اسکا فاعل الی الذین متعلق ہے فعل سے وہم الوف جملہ حال ہے فاعل خرجوا سے حذر الموت مفعول لہ خرجوا ہے۔

تفسیر

پیشتر خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور یہ ظاہر ہے کہ مخالفون سے خدا تعالے کی جماعت بنکر جہاد کرنا باہمی اتفاق پر مبنی ہو اور زیادہ تر اتفاق مین خلل ڈالنے والی باتین ہو روزمرہ پیش آتی ہین میان بیوی کا جھگڑا اور میراث وصیت کے متعلق امور ہین اس لئے بیچ مین چند احکام ان جھگڑون کے دفع کرنے والے ذکر فرماکر پھر جہاد کی ترغیب لاتا ہے اور اوس سے پیشتر بنی اسرائیل کے ایک واقعہ عبرت خیز کو یاد دلاتا ہے وہ یہ کہ ایک نبی کے عہد مین مخالفون سے ڈرکر سیکڑون ہزارون بنی اسرائیل ملک چھوڑ کر بھاگ نکلے اور نبی کے برخلاف ہوگئے جنگ مین ثابت قدم نرہے آخر اونپر دشمن غالب آئے جس سے وہ سب مارے گئے پھر نبی کی دعا سے زندہ ہوئے جس سے یہ معلوم کراتا ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے کوئی حیلہ کرو وہ ٹلتی نہین پھر نامردی اور بزدلی کرنا عبث ہے دوم بزدلی اور بھی جان کو ہلاکت مین ڈالتی ہے آدمی جانتا ہی کہ مین بزدلی سے بچ جاؤنگا مگر اس سے دشمن کو اور بھی قتل کرنے مین جرات ہوتی ہے سوم اس سے خدا تعالی کی قدرت کاملہ کا اظہار مقصود ہے کہ وہ قادر مردہ کو زندہ کرسکتا ہی حشر اجساد بھی اسکے نزدیک کوئی بات نہین پھر جب مرکر وہان جانا اور جزا و سزا پانا ہے تو کیون خدائے قادر پر توکل کرکے مخالفون سے جنگ نہین کرتے اسباب ظاہرہ پر کیون سہارا کرتے ہو۔

متعلقات

(۱) قرآن مجید سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ واقعہ کس زمانہ مین اور کس نبی کے عہد مین گزرا ہے؟ اور گھر سے موت سے ڈرکر دشمن کیوجہ سے نکلے تھے یا وبا کی وجہ سے۔ علماء مفسرین کے اسمین مختلف اقوال ہین مگر صحیح اور قابل اعتماد یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت حزقیل علیہ السلام

۲ مطلقہ کے لئے عدت مین خواہ طلاق بائن ہو خواہ رجعی نفقہ اور مکان ملنا چاہیئے جیساکہ اس آیت سے ثابت ہے وللمطلقت متاع بالمعروف اگر مطلقہ حاملہ ہے تو وضع حمل تک اور حمل نہین تو تین حیض تک امام شافعی کہتے ہین طلاق بائن مین نفقہ نہین بدلیل حدیث فاطمہ بنت قیس قالت طلقنی زوجی ثلثا فلم یفرض لی رسول اللہ صلعم سکنی ولا نفقۃ اخرجہ الجماعۃ الا البخاری مگر یہ استدلال صحیح نہین کس لئے کہ اس حدیث کو خود حضرت عمر نے رد کردیا کہ ایک عورت کے کہنے سے ہم کیونکر کتاب اللہ اور سنت نبوی کو چھوڑدینگے کیا معلوم سچی ہے یا جھوٹی بھول گئی ہے یا یاد (رواہ ابوداؤد و مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم)

۳ حضرت علی رض اور ابن عباس اور عائشہ رض اور مزنی وغیرہم کا بھی یہی قول ہی ۱۲ منہ

۴ حضرت عمر اور عثمان اور ابن مسعود اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور سفیان ثوری اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ۱۲ منہ

کے عہد مین بنی اسرائیل پر گزرا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے اور کتاب حزقیل کی سینتیسوین فصل سے بھی ثابت ہوتا ہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے بنی اسرائیل پر فلسطین کے لوگ غالب آگئے تھے اور کچھہ عجب نہین کہ ایسے موقع مین کسی نبی نے اونکو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہو اور وہ ڈر کر گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلے پھر قتل کئے گئے ہون جسکو فقال لہم اللہ موتوا سے تعبیر کیا ہی اور پھر وہ حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوگئے ہون جسکو کہ ثم احیاہم سے تعبیر کیا ہی اور اسبات کا ذکر کتاب حزقیل کے فصل مذکور مین صاف صاف مذکور ہی چنانچہ اوسکے بعض فقرات یہ ہین اور اس وادی مین جو ہڈیون سی بھرپور تھی مجھے اوتار دیا اور مجھے اونکے آس پاس چوگرد پھرایا اور وے وادی کے میدان مین بہت تھین (وہم الوف) اور نہایت سوکھی تھین اور اسنے مجھہ سے کہا اے آدمی زاد کیا یہ ہڈیان جی سکتی ہین؟ مین نے جواب مین کہا کہ اے خداوند یہوواہ توہی جانتا ہے پھر اسنے مجھہ سی کہا کہ تو ان ہڈیون کے اوپر نبوت کر اور اونسے کہہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو خداوند یہوواہ ان ہڈیون کو یون فرماتا ہی کہ دیکھو مین تمہارے اندر روح داخل کرونگا اور تم جیوگے الخ سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب مین نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا الخ اور ان مقتولون پر پھونک کہ جی اٹھین سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور انہین روح آئی اور وے جی اوٹھی اور اپنے پاؤن پر کھڑی ہوئی ایک نہایت بڑا لشکر + (۲) مخالفین اس مقام پر دو اعتراض کیا کرتے ہین پہلا یہ کہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم استفہام تقریری جس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے ان لوگونکو دیکھا ہی حالانکہ یہ غلط ہی کیونکہ انمین اور آنحضرت مین سیکڑون برس کا زمانہ فاصل ہی اسکا جواب یہ ہی کہ تری کے ساتھہ جب الی ملادیتی ہین تو اس سے اکثر رویت قلبی مراد لیا کرتے ہین یعنی علم سو آپکو اس قصہ کا علم یقینی تھا دوسرا جواب یہ ہی کہ یہ واقعہ یہود مین آنحضرت کے عہد تک ایسا مشہور تھا کہ گویا آنکھون کے سامنے تھا اور فصیح بلیغ ایسے واقعات کو بمنزلہ محسوسات کی قرار دیکر کلام کیا کرتے ہین سو آنحضرت کیا بلکہ اوس زمانہ کے سب لوگ اس واقعہ کو اور اون لوگون کو دیکھہ رہی تھے اور اسی لئے عبرت کے لئے اس واقعہ کا بیان کرنا مناسب حال ہوا +

دوسرا یہ کہ مردہ کا زندہ کر دینا ناممکن بات ہی یہ باتین بعید از قیاس ہین الہامی کتابون مین ایسی باتونکا ہونا تعجب کی بات ہی اسکا جواب بہت سے مقامات مین ہم دی آئے ہین اور دہریون اور ملحدونکو ساکت کر آئے ہین کہ یہ چیزین محال عقلی نہین اور جو دعوی کرے تو دلیل پیش کرے اور جب ممکن ہین تو انکے وقوع مین بطور خرق عادت کیا تعجب ہی؟ بالخصوص مخبر صادق نے خبر دی تو پھر کیا تردد ہی؟ رہا خلاف عادت ہونا سو اسکو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اور اس لئے اسکو معجزہ کہتے ہین معتزلہ اور اونکے بھائی نیچریہ جواب دیتے ہین کہ موت سے نامردی اور بزدلاپن مراد ہے اور احیاء کے لفظ سے انکے دلمین قوت آنا اور لڑنے پر آمادہ ہوجانا مراد ہی چونکہ مدیانیونکے ہاتھہ سے بنی اسرائیل نے سخت شکست پائی تھی اور اپنا گھر بار چھوڑ کر پہاڑون اور جنگلون مین بھاگ گئے تھے آخر جدعون نے انکو جنگ پر آمادہ کیا اور اس ذلت سے رہائی دی پس خدا مسلمانونکو بتلاتا ہی کہ جو لوگ لڑائی مین موت کے ڈر سے بھاگ گئے تھے وہ ایسی بدتر حالت مین پہنچ گئے تھے جو موت کے برابر تھی پھر اللہ نے انکو ہمت و جرات سے زندہ کیا اسیطرح مسلمانونکو بھی موت کے ڈر سے بزدلی اور نامردی جو موت کے برابر ہی نکرنی چاہیئے۔ اور قصہ حزقیل فرضی اور غلط ہی ہمارے مفسرون نے غلطی سے آیت کو اسپر چسپان کر دیا ہے۔ صـ۲۵۲

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗٓ

اور اللہ کی راہ مین لڑتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سنتا جانتا ہے کوئی ہے کہ جو اللہ کو خوشدلی سے قرض دے تا کہ خدا اُسکی کئی گنا کرکے

اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۭ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

بہت بڑھا کر اوسکو واپس دے اور خدا ہی تنگی اور فراخی دیتا ہے اور تم اوسی کیطرف چلے جارہے ہو

ترکیب

وقاتلوا معطوف ہے محذوف فاطیعوپر من استفہامیہ موضع رفع مین ہی بسبب مبتدا ہونیکے اور ذا اسکی خبر ہے اور الذی اُسکی نعت یا بدل ہے یقرض جملہ الذی کا صلہ قرضا مفعول مطلق حسنا یا اسم مصدر ہی اور مصدر اقراض ہی فیضاعفہ معطوف ہے یقرض پر یا جملہ مستانفہ ہی اضعافا جمع ضعف اور ضعف بفتح مین مصدر نہین کیونکہ مصدر اضعاف ہے یا مضاعفۃ اس تقدیر پر یہ یضاعفہ کی ہا سے حال ہوسکتا ہی اور بمعنی مفعول ثانی بہی ہوسکتا ہے

تفسیر

ان تمام مسائل کے بعد پہر خدا کی راہ مین جان دینے اور مال دینے کی تاکید شروع ہوتی ہے۔ کیونکہ دنیا مین کوئی قوم قوم نہین رہ سکتی تاوقتیکہ اس قوم مین اپنے ناموس اور مذہب محفوظ رکہنے کی قدرت نہو خاص وہ مذہب کہ جو تمام دنیا پر پہیلنے والا ہو جسکی توحید اور روشن احکام دنیا بہر کے شریرون کے خلاف ہون جس سے نہ صرف احتمال بلکہ یقین ہو کہ اس مذہب کے لئے اسکے گہر اور ملک مین بہی سخت سخت کاوٹین پیش آنی شروع ہونگی بلکہ ہوگئین پہر آگے چلکر تو کیا کچہہ نہوگا اس لئے حکم دیا گیا کہ اللہ کی راہ مین لڑو جو رکاوٹ پیش آئے اُسکو تلوار کی دہار دسی مٹادو مگر نیت نیک اور دلی اخلاص بہی ملحوظ رکہو صرف خون ریزی اور بنی نوع کا قتل کرانا ہی مقصود نہین بلکہ یہہ جہاد ایسا ہی جیسا نشتر کے ذیئے فصد و فاسد مادہ کا اخراج و قطع برید ایسے معاملات مین دلی اخلاص و نیک نیتی ضرور ہے اس لئے فرمادیا کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔

اور یہ ظاہر ہی کہ دشمنون سے لڑائی اور اُنپر چڑہائی بے ساز و سامان کے عادتاً مشکل ہی اُسکے لئے روپیہ پیسا بہی ضرور ہے اس لئے اپنی بندونکو خدا کی راہ مین مال صرف کرنے کی بہی کس عمدہ طور سے ترغیب دی کہ کوئی ہی جو اللہ کو قرض دے تا کہ اُسکے بالعوض دنیا و آخرت مین خدا اوسکو دگنا تگنا بلکہ بیشمار عنایت فرمائے، اللہ تعالی قرض مانگنے سے پاک ہی اوسکو کوئی حاجت اور ضرورت نہین وہ غنی اور حمید ہی اور اسی کے قبضہ مین آسمان و زمین کے خزانے ہین وہی بندونکو فراغ دستی اور تنگدستی دیا کرتا ہی مگر اللہ کی راہ مین صرف کرنیکو بطور استعارہ کے قرض دینے سے تعبیر کیا اسبات کے جتانے کیلئے کہ جسطرح غنی اور خوش معاملہ کو قرض دینا موجب اطمینان اور نتایج و منافع کا باعث ہی اسی طرح اللہ کی راہ مین دیا رائگان نہین جاتا وہ مع نفع چند در چند ملتا ہی ہم اسکے ضامن ہین گویا وہ ہمکو دینا ہی اور اسکے بعد یہ بہی سنادیا کہ تنگدستی و فراخ دستی سب ہمارے قبضہ مین ہی جو ہماری راہ مین صرف نہین کرتے وہ اسبات پر گہمنڈ کرین کہ ہماری دولت باقی رہے گی خدا ہزارون مصیبتین بہیجکر تنگدست کر سکتا ہی نہ جانے کب یہ بلا نازل ہو گی کہ مخالفین غالب آ کر تمام ملک و دولت چہین لین گے اور جو صرف کرتا ہی وہ تنگدستی سے نہ ڈرے + دنیا مین غنائم اور فتوحات ملک اُنکے حصہ مین آوینگے آخرت مین کہ سامنے کہڑی ہی جسکو الیہ ترجعون سے تعبیر کیا بیشمار نعمتین ملین گی جیسا کہ صحابہ کو ملین۔

ف یعنی اللہ کی راہ مین دینا خدا کو دینا ہی خدا قرض لینے سے پاک اور غنی ہی مگر دینے والے کی ترغیب اور اسکے اطمینان کیلئے کہ اسکا اجر کئی گنا ضرور ملیگا اس دینے کو اللہ کو قرض دینے سے بطور استعارہ کے تعبیر کیا کیونکہ جو کوئی غنی اور صادق الوعد کو دیتا ہی خواہ سود اور نفع کے حاصل ہونیکا اطمینان ہوتا ہی - اس سے یہ سمجہنا کہ خدا محتاج ہی بندون سے قرض مانگتا ہی صریح بدفہمی ہی جسکا کوئی بہی اب تک قائل نہین ۱۲ منہ

وقف لازم

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ

کیا آپ نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی طرف غور نہیں کیا کہ موسیٰ کے بعد جبکہ اونہوں نے اپنے نبی (اسرائیل) سے کہا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر دیجیے کہ ہم (اسکے زیر حکم) اللہ کی راہ میں لڑیں نبی نے

هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا

کہا اگر تمپر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بھی بعید نہیں کہ تم نہ لڑو کہنے لگے کہ ہم سے یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم اللہ کی راہ میں نہ لڑیں حالانکہ ہم اپنے

مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا فَلَمَّا کُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ

وطن اور بال بچوں سے بھی دور کئے گئے ہیں۔ پہر جب انکو لڑائی کا حکم ہوا تو سوائے چند آدمیوں کے سب کے سب پہر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہی اور انکی نبی نے کہا کہ اللہ نے (تمہاری درخواست

اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَهُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ

کے موافق) تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کر دیا کہنے لگے اسکے لئے ہمپر کیونکر بادشاہی ہو سکتی ہی حالانکہ ہم خود اس سی بادشاہی کے زیادہ مستحق ہیں اور اسکو تو کچھ مال میں بھی کوئی بڑی فراخدستی نہیں دیگئی ہی

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَیْکُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْکَهٗ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

(نبی نے) کہا بیشک اللہ نے اسی کو تمپر سرداری کیلئے منتخب کیا ہی اور علم اور صورت میں اسکو فوقیت دی ہی اور اللہ اپنا ملک جسکو چاہتا ہے دیتا ہی اور اللہ وسعت دینے والا جاننے والا ہے

ترکیب

من بنی اسرائیل من محذوف سے متعلق ہی کس لئے کہ یہ حال ہی اسی کائنات من بنی اسرائیل من بعد متعلق ہی ثابت کے اذ بدل ہی من بعد سے کس لئے کہ دونوں زمانہ کے لئے ہیں نقاتل جمہور اسکو جزم سے پڑہتے ہیں جواب امر قرار دیکر عسیتم فعل الا تقاتلوا اسکی خبر ان کتب الخ شرط جملہ معترضہ درمیان آگیا ما استفہام کو محل رفع میں ہی مبتدا ہونیکی وجہ سے لنا اوسکی خبر اور ربط ما قبل کے لئے آیا ہی وقد اخرجنا جملہ موضع حال میں اور عامل اس میں نقاتل ہے وابنائنا معطوف ہے دیارنا پر تقدیرہ ومن بین ابنائنا۔

تفسیر

ان آیات میں خدا تعالے نے بنی اسرائیل کا دوسرا قصہ سناتا ہے کہ جو حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً گیارہ سو برس پہلے گذرا ہے اس قصہ میں خدا تعالے نے مسلمانوں کو جہاد میں ثابت قدمی اور استقلال اور مصائب پر برداشت کرنے کی رغبت دلاتا ہے اور خالص ایمانداروں کا توکل پھر اس پر ان کی امداد غیبی کرنا سناتا ہے اس قصہ میں چھہ باتیں بیان ہوئی ہیں (۱) بنی اسرائیل کا اپنے نبی سے بادشاہ مقرر کرنے کی درخواست کرنا اور پھر سموئیل علیہ السلام کا بنی اسرائیل پر ساؤل کو کہ جسکو طالوت کہتے ہیں بادشاہ مقرر کرنا (۲) بعض لوگوں کا طالوت کے افلاس اور ظاہری حال سے انکار کرنا کہ یہ بادشاہی کا مستحق نہیں اور پھر نبی علیہ السلام کا اوسکی بادشاہی کی علامت صندوق شہادت کا کہ جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں دشمنوں کے ہاں سے خود بخود آجانا معین کرنا (۳) طالوت کا لشکر عظیم لیکر فلسطینوں کے مقابلہ میں نکلنا اور آگے چلکر ان میں سے دیار شورق پر بہادروں اور غیر بہادروں کا امتحان کرنا کہ جو اس کا پانی نہ پیے وہ میرے ساتھ آئے اور جو سوائے چلو کے پیے وہ حملہ دشمن کی برداشت نہیں کریگا میرے ساتھ نہ آئے پھر پیاس کے غلبہ میں بجز تخمیناً کئی سو آدمیوں کے ہزاروں بنی اسرائیل کا پانی پینا (۴) طالوت کے لشکر کا جالوت کے مقابلہ میں جاکر خدا سے دعا کرنا۔

[1] سعۃ کی اصل وسعۃ بفتح واو ہے اور حق اسکا کسرہ ہے لیکن چونکہ مستقبل میں حذف کیا گیا مصدر میں بھی حذف ہوا اور مستقبل میں اصل کسرہ تھا لیکن حرف حلقی کی رعایت سے فتح دیا گیا ورنہ وعد یعد عدۃ کے طور پر کسرہ تھا ۱۲ منہ [2] طالوت اوسکا لقب تھا ۱۲ منہ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ

اور اونکے نبی نے کہا کہ طالوت کی بادشاہی کی یہ نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا کہ جسمین تمہارے رب کی طرف سے تسکین اور کچھ بچی ہوئی چیزین ہین کہ جنکو موسے اور ہارون چھوڑ گئے ہین

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ع فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ

اسکو فرشتے اٹھا لاوینگے۔ بیشک اسمین تو تمہارے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین رکھتے ہو پھر جب طالوت (سردار قرار پاکر) جنگ کیلئے لشکر لیکر چلا تو کہدیا کہ بیشک اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش

بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةً ۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ

کیا چاہتا ہے پھر جسنے اس نہر کا پانی پی لیا تو وہ میرا نہین اور جو کوئی اوسکو نہ چکھے تو وہ میرا ہے مگر ہان اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے چلو بھر کر پی لیا (تو کچھ مضائقہ نہین) سوا نہین سے سوائے چند لوگون کے سبنے پی لیا

فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا

پھر جب طالوت اور جو اوس کے ساتھ ایمان لائے تھے نہر سے پار ہوئے تو لوگون نے کہا کہ آج ہمکو جالوت اور اوس کے لشکر سے مقابلہ کی طاقت نہین۔ لیکن جنکو یقین تھا کہ ضرور ہمکو اللہ سے ملنا ہے اونہون نے

اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا

کہا کہ بہت ہوا ہے کہ تھوڑے سے لوگ بڑی جماعت پر بحکم اللہ سے غالب آگئے ہین اور اللہ تو صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور جب وہ جالوت اور اسکے لشکر کے مقابلہ مین آگئے تو دعا کرنے

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۟ۙ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ

لگے کہ اے رب ہمکو استقلال عطا کر اور ہمارے پاؤن جمادے اور ہمکو کافرون کی قوم پر غالب کر پھر اونہون نے دشمنون کو اللہ کے حکم سے شکست دی اور داؤد نے جالوت کو

وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

مارڈالا اور اللہ نے داؤد کو بادشاہی اور حکمت عطا کی اور جو کچھ وہ چاہتا تھا اسکو سکھایا اور اگر اللہ بعض لوگون کے سبب بعض کو پست نکرتا رہے تو ملک کا انتظام بگڑ جائے

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

لیکن اللہ تو مخلوق پر فضل کرنے والا ہے

ترکیب

ان یاتیکم خبر ان - التابوت اصل وزن اسکا فاعول ہے فیہ سکینۃ جملہ موضع حال مین ہی اور اسی طرح تحملہ الملائکۃ - من ربکم صفت ہی سکینۃ کی و بقیۃ اصل اسکی بقییۃ ہی لام کلمہ ی ہی الا من اغترف استثنار ہے جنس سے اور ممکن ہی کہ اول من سے ہو اور یہ محل نصب مین ہے غرفۃ غین کے فتح اور ضمہ دونون سے جائز ہی یہ مصدر ہے - اور بعض کہتے ہین بالفتح کے معنے ایک بار چلو بھرنا اور بالضم کے معنے چلو - الا قلیلا منصوب ہی کیونکہ استثنار ہے موجب سے لا کا اسم طاقۃ اسکا عین کلمہ واو ہے لانہ من الطوق وہو القدرۃ لنا اسکی خبر الیوم اور جالوت مین عامل معنے استقرار ہے - کم من فئۃ - کم اسجگہ خبریہ ہے اور موضع اسکا رفع ہے بسبب مبتدا ہونے کے اور غلبت اسکی خبر اور من زائدہ ہی باذن اللہ موضع حال مین ہے - والتقدیر باذن اللہ لہم و لولا دفع اللہ الناس دفع مصدر مبنی للفاعل مضاف ہے فاعل کی طرف اور الناس مفعول اور بعضہم بدل ہے الناس سے بدل بعض ببعض مفعول ثانی ہی اسکی طرف فعل بواسطہ حرف جر متعدی ہوا ہے ۔

ف طالوت کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک بہت بھیر بھاڑ دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے طالوت نے آگے جو پانی کا نالہ آنے والا تھا اوس سے انکے صبر و برداشت کی آزمائش کرنی چاہی کہ جو اس پیاس کی تاب لائیگا وہ آب شمشیر کی کیونکر تاب لائیگا اسپر بھی ہاتھ سے چلو مین لیکر پینے کی اجازت دیدی تھی مگر جب وہ بھیڑ بھاڑ اوس نہر پر پہونچی تو بجز چند لوگون کے سبنے پانی پی لیا پھر جب یہ بھیڑ آئی اور انبوہ جالوت فلسطین کے بڑے قد آور بادشاہ اور اوس کے لشکر کے مقابلہ مین آئے تو ڈر گئے اور کہنے لگے کہ ہم مین انسے مقابلہ کی کیا طاقت ہے لیکن ان چند صبر کرنے والون نے ڈھارس بندھائی کہ خدا کے ہاتھ فتح و شکست ہے قلت و کثرت پر موقوف نہین بلا خدا کے حکم سے چند لوگون نے بڑے لشکرون کو شکست دیدی ہے پھر یہی جماعت مقابلہ مین سامنے آئی اور خدا سے صبر و استقلال اور نصرت کی دعا کی اور ان سپاہیون مین داؤد علیہ السلام بھی تھے انکے ہاتھ سے جالوت مارا گیا بنی اسرائیل مین انکی شہرت ہوگئی اور طالوت نے انسے اپنی بیٹی بیاہ دی اور طالوت کے بعد یہی بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے اور خدا نے انکو الہام اور نبوت عطا کی حکمت کے اسرار تعلیم فرمائے یہ تمام قصہ بنی اسرائیل کا سنا کر مسلمانون کو جہاد پر قائم رہنے کے لئے سنا کر جہاد کی حکمت بھی ظاہر فرماتا ہے کہ انتظام عالم ہے خدا نے اسپر مربوط کیا ہے کہ وہ بعض کی شوکت بعض سے برباد کرا دیتا ہے ظالم قومونکو دوسری قومون سے غارت نکرے تو انتظام عالم درہم برہم ہو جائے ١٢ منہ

تفسیر

(۵) لشکر طالوت کا لشکر جالوت پر فتح پانا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ جالوت فلسطینی کا قتل ہونا (۶) حضرت داؤد کو بادشاہی اور علم و حکمت عطا کرنا ❊ یہ باتین توریت کی اول کتاب سموئیل مین نہایت مشرحًا مذکور ہین لیکن مجملًا بیان اونکا یہ ہے -

حضرت سموئیل علیہ السلام سے پہلے بنی اسرائیل مین کوئی بادشاہ نہوتا تھا بلکہ کاہن یعنی امام یا اوس کے نائب قاضیون کے طور پر فیصلہ کیا کرتے تھے اور انبیا علیہم السلام جو وقتًا فوقتًا انمین پیدا ہوتے تھے وہ شریعت موسیٰ اور توریت کے موافق فتوی دیا کرتے تھے بنی اسرائیل آس پاس کے مشرک قومون کی طرح جب بت پرستی اور زناکاری کرنی شروع کرتے تھے تو انپر قہر خدا نازل ہوتا تھا جس سے وہ ان قومون سے شکست کھا کر اون کی رعیت ہو جاتے تھے اور طرح طرح کی ذلت و پریشانی اوٹھاتے تھے پھر جب توبہ کرتے تو خدا انپر اپنا فضل کرتا تھا چنانچہ جب عبدون سردار اسرائیلی تین سو بہتر سال حضرت موسیٰ کے بعد مرگیا تو بنی اسرائیل نے پھر بت پرستی اور بے دینی اختیار کی جس سے اونپر فلسطین[۱] کے لوگ غالب آگئے اور چالیس برس تک اونکی حکومت رہی پھر شمسون کے عہد مین خلاصی ملی شمسون بیس برس تک سلطنت کرتا رہا اخیر اوسپر پھر اہل فلسطین غالب آگئے اور اوسکو پکڑ کر لے گئے اور بنی اسرائیل کا بڑا ابتر حال ہوگیا پھر تخمینًا چار سو بالیس برس بعد حضرت موسیٰ کے بنی اسرائیل مین ایک شخص عیلی نام کاہن ہوا اس کے عہد مین کوہستان افریم مین القانہ ایک شخص ہر سال سیلا مین قربانی اور سجدہ کرانے آتا تھا اوس کی دو بیویان تھین ایک کا نام فنینہ دوسرے کا نام حنہ مگر حنہ کے اولاد نہوتی تھی اس لئے وہ غمگین رہتی تھی ایک بار اوسنے جب ہیکل مین قربانی کرنے آئی تھی تو رو کر خدا سے دعا مانگی کہ تو مجھکو فرزند عطا کرے تو مین اوسکو تیرے لئے نذر گزرانون گی سو خدا نے اوس کی مراد دی اوس کے پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا اوسکا نام سموئیل رکھا جسکے معنے عبرانی مین خدا سے مانگا ہوا یا اللہ دیا ہوتے ہین ❊ -

جب سموئیل کا دودھ بڑھ چکا تو اوس کی مان اور باپ اوسکو اپنے شہر رامہ سے سیلا مین خداوند کے گھر لائے اور وہ لڑکا بہت ہی چھوٹا تھا تب اونہون نے ایک جوان بیل کو ذبح کیا اور لڑکے کو عیلی پاس لائے اور وہ عیلی کاہن کے آگے خداوند کی خدمت کرتا رہا - عیلی کے بیٹے بدچلن تھے جس سے عمومًا بنی اسرائیل ناراض تھے اور سموئیل خداوند اور آدمیون کے آگے مقبول ہوتا چلا - اس عرصہ مین سموئیل نے عیلی کے بیٹون کی بابت رات کو خواب دیکھا کہ جسمین خدا نے عیلی کے خاندان برباد کرنے کی خبر سموئیل کو دی صبح کو یہ خبر عیلی اور بنی اسرائیل نے سنی اور سموئیل کی تمام بنی اسرائیل مین نبوت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی - پھر بنی اسرائیل فلسطیون سے لڑنے نکلے اور ابن عزر کے پاس خیمے لگائے - اور فلسطیون نے افیق مین اپنے خیمے قایم کئے اور باہم صف بندیان ہوکر مقابلہ شروع ہوا تو بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور قریب چار ہزار آدمی کے مارے گئے - پھر لشکر گاہ مین بنی اسرائیل نے آکر یہ تجویز کی کہ آؤ ہم خدا کے عہد کا صندوق سیلا سے اپنے پاس لاوین کہ اوس کی برکت سے فتح پاوین اور جب وہ صندوق لشکر گاہ مین آپہونچا اور اسکے ساتھ عیلی کے دونون بیٹے فنیحاس اور حفنی بھی آئے تو بنی اسرائیل نے اس زور سے للکارا کہ زمین لرز گئی جب فلسطیون کو حال معلوم ہوا تو اپسمین عہد کیا کہ مردانگی اور مضبوطی سے جنگ کرین گے - سو فلسطی لڑے اور بنی اسرائیل نے شکست کھائی اور تیس ہزار بنی اسرائیل مارے گئے اور خداوند کے صندوق کو بھی لوٹ کرلے گئے اور عیلی کے دونون بیٹے بھی مارے گئے - تب بنی بنیامین مین کا ایک شخص کپڑے پھاڑ کر سر پر خاک اوڑاتا ہوا اسیوقت سیلا مین پہونچا اور عیلی کرسی پر بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا اور اسکا دل صندوق شہادت کے لئے کانپ رہا تھا اور جیون ہی اس شخص نے شہر مین پہنچکر

[۱] فلسطین ملک شام کا وہ ٹکڑا ہے کہ جو مغرب و جنوب کی طرف بحر روم سے ملا ہوا ہے جیسا کہ ہمنے نقشہ مین دکھایا ہے یہان کے لوگ مشرک اور بت پرست تھے یہ لوگ ہمیشہ بنی اسرائیل سے جنگ و جدال کیا کرتے تھے کبھی غالب کبھی مغلوب ہو جاتے تھے آخر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین بالکل مغلوب ہو گئے تھے ۱۲ منہ

خبر دی تو سارا شہر چلایا اور عیلی نے جو شور کی آواز سنی تو کہا یہ شور کیا ہی سو اس شخص نے عیلی سے سب ماجرا کہا اور عیلی جیون ہی اوس نے یہ خبر سنی کرسی پر سے پچھاڑ کھا کر گر گیا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا کہ وہ بوڑھا تھا یہ چالیس برس بنی اسرائیل کا قاضی رہا (اول کتاب سموئیل باب ۴)

یہ واقعہ ہی کہ جسمین تابوت سکینہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے جاتا رہا اور فلسطی لوگ اسکو اپنے ملک مین لیگئے۔ اسوقت بنی اسرائیل مین سموئیل علیہ السلام بزرگ مانے جاتے تھے انکی نصیحت سے بنی اسرائیل نے بت پرستی اور بدفعلی ترک کی اور اس حادثہ کے تخمینا بائیس برس بعد بمقام مصفاہ سموئیل نبی نے بنی اسرائیل کو جمع کر کے فلسطیونکے مقابلہ پر آمادہ کیا آخر الامر بنی اسرائیل نے فتح پائی اور عقرون سے لیکر جات تک جسقدر بستیان انکے قبضہ مین آگئی تھین پھر بنی اسرائیل کے قبضہ مین آئین (باب ۷) پھر جب سموئیل بوڑھے ہوگئے تو لوگون نے رامہ مین جمع ہوکر سموئیل سے کہا دیکھ تو بوڑھا ہوا اور تیرے بیٹے یوایل و ابیاہ تیری راہ پر نہین چلتے بلکہ نفع کی پیروی کرتے اور رشوت لیتے اور عدالت مین طرفداری کرتے ہین اب تو کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کر جو ہمپر حکومت کیا کرے اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہمارے لیے لڑائی کرے (باب ۸) تب سموئیل نے مصفاہ مین خداوند کے حضور لوگونکو بلایا اور کہا خداوند اسرائیل کا خدا ایسا فرماتا ہی کہ مین اسرائیل کو مصر سے نکال لایا اب تمنے بادشاہ کی درخواست کی سو اب ایک فرقہ کرکے ہزار ہزار کرکے سب خداوند کے آگے حاضر ہو وا اور جب سب حاضر ہوئے تو قرعہ بنیامین کے فرقے کے نام پر پڑا پھر انہین سے مطری کے گھرانے کا نام نکلا اور قیس کے بیٹے ساول کا نام نکلا جو بہت خوب جوان تھا اور بنی اسرائیل مین اس سے خوبصورت کوئی شخص نہ تھا یہ ساری قوم مین کاندہے سے لیکر اوپر تک ہر ایک سے اونچا اور شہر جبعہ کا رہنے والا تھا مگر بنی بلیعال نے اوسکی تحقیر کی کہ یہ کس طرح ہمکو بچائیگا سموئیل نے کہا اسکی سلطنت کی علامت یہ ہی کہ تمہارے پاس صندوق شہادت آجاویگا پس ساول کی بادشاہت قائم ہوگئی اور سموئیل کی صلاح سے فلسطینون سے لڑائیان ہوتی رہین اور فلسطی روز بروز دبتے چلے گئے اور وہ صندوق جو لوٹ کر لیگئے تھے جہان اوسکو رکھا وہین اونپر بیماری وغیرہ سخت بلائین نازل ہوئین اور یہ بھی سمجھے کہ بنی اسرائیل کی لڑائی ہمسے جبتک کہ یہ صندوق ہمارے ہان رہیگا موقوف نہوگی اسلئے انھون نے اسکو ایک گاڑی مین رکھا اور اسکے ساتھ ایک صندوقچہ مین کچھ سونیکی تصویرین بھی بند کرکے رکھدین اور اس گاڑی کو بیت شمس کی طرف کہ جو بنی اسرائیل کا شہر انکے حد سے ملتا تھا چھوڑ دیا اس گاڑی کو فرشتے ہانک کر بیت شمس مین ایک شخص یشوع کے کھیت مین لے آئے ان لوگون نے بڑی خوشی کی اور صندوق کو گاڑی سے اتار لیا اور پھر قریت یعاریم کے لوگونکو کہلا بھیجا وہ آکر اسکو اپنے ہان لیگئے۔ اسکے واپس آنے سے بنی اسرائیل مین نہایت خوشی پیدا ہوئی۔

اس عرصہ مین کئی باتون مین ساول یعنی طالوت نے سموئیل علیہ السلام کی نافرمانی کی جس سے وہ ناخوش ہوئے جسپر خدا نے سموئیل کو کہا تو کب تک ساول کی بابت غم کھاتا رہیگا تو بیت لحم مین جا اور یسی کے بیٹونکو بلائیو ان سے جسکو مین بتلاؤن اوسکو منتخب کر چنانچہ سموئیل وہان گئے اور یسی کے بیٹونکو بلایا کسی کو بھی پسند نکیا پھر پوچھا کہ تیرے یہی لڑکے ہین اوسنے کہا سب سے چھوٹا ایک اور ہے وہ بھیڑ بکریان چراتا ہے سموئیل نے کہا اوسکو بلا بھیج سو اسنے بلایا وہ سرخ رنگ اور خوش چشم اور دیکھنے مین اچھا تھا تب سموئیل نے تیل لیکر داؤد پر ملا اور پھر سموئیل رامہ چلے گئے اس کے بعد پھر فلسطیون نے جنگ کے ارادہ سے اپنی فوجین جمع کین اور یہوداہ کے شہر شوکہ مین فراہم ہوئے اور شوکہ اور عزیقہ کے درمیان افسدمیم مین خیمہ زن ہوئے انکے مقابلہ مین طالوت نے بنی اسرائیل کو جمع کرکے ایلہ کے قریب خیمے لگائے (یہ وہ لڑائی ہی کہ جو قرآن مجید کی ان آیات مین بیان ہوئی ہی) ان دونون لشکرونکے درمیان دریائے شورق واقع تھا فلسطی اوس کے جنوبی طرف مین تھے اور بنی اسرائیل شمالی طرف مین۔

چونکہ متواتر فتوحات سے بنی اسرائیل کا حوصلہ بڑھ گیا تھا اسلئے بنی اسرائیل کے عام وخاص بہادر وغیر بہادر سب نکل کھڑے ہوئے تھے اور تجربہ کارون کے نزدیک عام بھیڑ بھاڑ لڑائی مین اکثر شکست کا باعث ہوجایا کرتی ہے اس خیال سے طالوت نے دریا پر پہنچکر جبکہ لشکر مین گرمی اور تشنگی تھی انتخاب کرنا چاہا اور اُنسے پیشتر مدیانیون کے مقابلہ مین جدعون اسی طرح کا انتخاب کرچکا تھا اور حکم دیا کہ جو اس کا پانی پی لے میرے ساتھہ نہ آوے۔ مگر چلو بھر کے زبان تر کر لینے کا کچھہ مضائقہ نہین سوا اس عام بھیڑ مین سے انہین دل چلون اور بہادرون نے نہ پیا کہ جو اپنے جوش اور حمیت سے جنگ مین شریک ہوئے تھے ورنہ سبنے پی لیا۔ پھر جب ان بہادرون کا فلسطیون سے آمنا سامنا ہوا تو انمین سے ایک شخص جالوت نام جو بڑا قدآور تھا اور پتیل کی زرہ پہنے ہوئے اور سر پر پیتل کا بڑا بھاری خود دھرے ہوئے تھا سب سے پہلے صف مین سے نکلکر اپنا مقابل مانگنے لگا بنی اسرائیل مین سے کسی کی جرات اوس کے مقابلہ کے لئے نہوئی داود سے بادشاہ نے بڑے انعام واکرام کا وعدہ کیا تو داود علیہ السلام اوس کے مقابلہ کو چلے اور اپنا لٹھہ ہاتھہ مین لیا اور پانچ پتھر چکنے چکنے اپنے واسطے چن لئے اور جھولے مین ڈالے اور فلاخن لیکے اوسکی طرف قدم بڑھائی جالوت نے داود کو حقیر جانکر کہا کیا مین کتا ہون جو تو لٹھہ لیکر مجھپر آیا ہی؟ داود نے کہا تو تلوار ڈھال برچھا لیکے میرے پاس آیا ہی مین رب الافواج کے نام سے تیری طرف آیا ہون جالوت نے حملہ کیا داود نے پھرتی کرکے ایک پتھر فلاخن مین دھرکر جالوت کے ماتھے پر ایسا مارا کہ وہ مونھہ کے بل زمین پر گر پڑا اور اوسی کی تلوار سے اوسکا سر کاٹ لیا یہ حال دیکھکر فلسطی بھاگ نکلے اور ہزارون مارے گئے تب داود علیہ السلام اوسکا سر لیکر یروشلم مین آئی جس سے بنی اسرائیل مین اون کی دہوم ہوگئی اور طالوت نے اپنی چھوٹی بیٹی میکل کا داود سے بیاہ کردیا مگر دلمین رشک اور حسد پیدا ہوگیا داود کے قتل کی بہت سی تدبیرین کین مگر کوئی پیش نہ چلی آخرالامر طالوت اور اوسکے بیٹے ایک عرصہ کے بعد فلسطیون کی لڑائی مین مارے گئے اور بنی اسرائیل کی تمام سلطنت داود علیہ السلام کو ملی (کتاب اول سموئیل) عیسائی مورخ ان آیات پر دو اعتراض کیا کرتے ہین (۱) یہ کہ تابوت سکینہ طالوت کے بادشاہ مقرر ہونے سے پہلے آگیا تھا جیسا کہ کتاب سموئیل سے ثابت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب سموئیل مین خود تعارض ہے اسکے ۱۵ باب ۲۹ درس مین ہے "یعنے خداوہ انسان نہین ہے کہ پچھتاوے" پھر اسی باب کے ۳۵ درس مین ہے "اور خداوند بھی پچھتایا کہ اوس نے ساول کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا" پھر اسی کتاب کے ۱۶ باب درس ۲۱ مین ہے کہ داود کو ساول نے اپنے پاس بلایا اور وہ آیا اور اوس نے پیار کیا اور اپنا سلح بردار کیا جس سے معلوم ہوا کہ ساول داود اور انکے باپ سے خوب واقف تھا پھر ۱۷ باب ۱۳ درس سے ۴۹ تک یہ ثابت ہی کہ ساول داود سے واقف نہ تھا۔ اسوجہ سے خود عیسائی مورخ یہ کہتے ہین کہ قصہ الٹ پلٹ ہوگیا بلکہ بعض اسباب کو الحاقی کہتے ہین علاوہ اسکے یہ بھی تحقیق نہین کہ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے کوئی خود سموئیل کی کہتا ہے کوئی ناتن نبی کی کوئی یرمیاہ کی پھر جب اسکے لکھنے والے مختلف لوگ ہون تو الٹ پلٹ ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین جس سے یہ یقین ہو سکتا ہی کہ جس طرح قرآن مین بیان ہی وہی صحیح ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کرتے ہین کہ کتاب سموئیل مین لشکر کا پانی سے آزمایا جانا نہین پایا جاتا اور نہ بوقت مقابلہ دعا کرنا اس کا۔

جواب یہ ہی کہ کتاب سموئیل مین نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ باتین واقع نہین ہوئین کوئی عیسائی کہہ سکتا ہے کہ تمام باتین کتاب سموئیل مین مندرج ہوگئی ہین! تابوت سکینہ کہ جسکو خداوند کا صندوق کہتے ہین اسمین کچھہ من اور وہ لوحین کہ جو موسی کو کوہ طور پر ملی تھین اور ہارون اور موسے کے بعض کپڑے اور عصا رکھا ہوا تھا۔

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۞ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

یہ اللہ کی آیتین ہین جنھین ہم آپکو صحیح صحیح پڑھکر سناتے ہین اور آپ بھی رسولون مین سے ہین ان رسولون مین بھی ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ

انہین سے بعض ایسے بھی ہین کہ جنسے خدانے کلام کیا اور بعض کے درجے بلند کئے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہمنے کھلے ہوئے معجزات عطا کئے اور روح القدس سے اونکو مدد بھی دی اور اگر اللہ

اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ

چاہتا تو ان انبیا کے بعد والے اپنے پاس کھلے کھلے احکام آئے پیچھے آپس مین نہ لڑتے لیکن آپسمین اختلاف کر بیٹھے پھر بعض تو انمین سے ایمان لے آئے اور بعض

مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۞

منکر ہوگئے اور اگر خدا چاہتا تو وہ نہ لڑ مرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

ترکیب

تلک آیات اللہ مبتدا نتلوہا علیک خبر اور نتلو حال ہے تلک مبتدا الرسل خبر اور ممکن ہے تلک الرسل مبتدا فضلنا خبر ہو۔ من کلم اللہ بدل ہے محل فضلنا سے درجات حال ہے بعضہم سے اور ممکن ہے کہ فی مقدر ہو من بعدا لخ بدل ہے من بعضہم سے مع اعادۂ حرف جر ولکن استدراک ہے مضمون ماقبل سے۔

تفسیر

اس سے پہلے خدا تعالیٰ نے طالوت وجالوت اور انکے باہم مقابلہ اور ایماندارونکی استقلال کا ذکر کرکے جہاد کے مشروع ہونیکی وجہ بیان فرمائی تھی کہ اسی سے خدا مفسدونکی شر کو دفع کرتا ہی اگر یہ نہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کر ڈالا کرین اور یہ انبیا اولوالعزم کا قدیم معمول ہی پھر آپ پر اعتراض بیجا ہی کہ نبیونکا کام لڑائی نہین بلکہ آپ بھی انہین رسولون مین سے ہین جو ایسا کام کرتے آئی ہین اور اسلیے طالوت وجالوت کا قصہ بیان کیا گیا اب یہان یہ بات تبلاتا ہی کہ شر کے دفع کرنے والا انبیا علیہم السلام ہین جو درجات مین مختلف ہین جیساکہ بنی اسرائیل مین اول سرگروہ موسیٰ علیہ السلام تھے جنکی طرف منہم من کلم اللہ کہہکر اشارہ کیا اور اخیر بنی اسرائیل مین بڑے اولوالعزم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین جنکے فضائل و اتینا عیسیٰ ابن مریم البینات وایدناہ بروح القدس کہکر بیان ہوئے اور انکے درمیان حضرت سموئیل اور داؤد اور الیاس اور نحمیاہ اور یرمیاہ اور دانیال وغیرہم علیہم السلام موسیٰ کی شریعت کی اصلاح کرنیوالے گذری ہین اور اے محمد آپ بھی رسول برحق ہین اسبات کیطرف تلک آیات اللہ الخ مین اشارہ کیا یعنی باوجودیکہ آپ نبی امی ہین نہ توراۃ کو دیکھا نہ انجیل کو پھر بنی اسرائیل کے صحیح صحیح اور جزئیات احوال کا اسطرح بیان کرنا کہ جو مطابق واقع ہون حالانکہ بائبل کے علما بھی اسطرح سے بیان نہین کرسکتے خود بائبل مین تعارض اور غلطیاں ہین آپکا کام نہین بلکہ ہم تمکو یہ باتین ٹھیک ٹھیک جبرئیل کی معرفت سناتے ہین اسمین آنحضرت کو تسلی بھی دی گئی کہ پہلے زمانہ مین موسیٰ اور اونکی متبعین کو بنی اسرائیل کی سرکشون نے نہ مانا اور پھر حضرت عیسیٰ کا معجزات دیکھکر انکار کیا اگر آپکا انکار اور آپکے حکم کی نافرمانی کرتے ہین تو کچھ نئی اور تعجب کی بات نہین یہ رسالت کا قصور ہی اسکے بعد مفسد اور سرکشونکی طرف اشارہ فرمایا ہے ولو شاء اللہ الآیہ کہ یہ انکا راہ حق مین اختلاف اور قتال کہ کوئی ایمان لایا کوئی کافر ہوگیا سب تقدیر آلہی کیوجہ سے ہی اسمین اون نادانون کے اعتراض کا بھی جواب ہی جو کہتے ہین خدا کیون لوگونکو ہدایت نہین دیتا اور کیون انبیا بھیجکر ہدایت پر مجبور کرتا ہی کہ جو کچھ ہوتا ہی ہماری تقدیر سے ہوتا ہی لیکن ہم ہر حال مین اتمام حجت کرنیکے لئے اسباب ہدایت دکہاتے ہین ولکن اللہ یفعل مایرید۔

ف روح القدس سے بعض کہتی ہین جبرئیل علیہ السلام مراد ہین بعض کہتے ہین وہ روح کہ جو حضرت عیسیٰ اور حواریون پر نازل ہوئی تھی جسکی وجہ سے معجزات دکرامات دکہاتے تھے اور یہی اون کی موید تھی ف کوئی یہ شبہ نکرے کہ یہان تو خدا تعالیٰ کلم اللہ فرماتا ہی کہ خدانے کلام رسولون سے کیا اور سورہ شوریٰ مین یہ فرمایا وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من ورا حجاب او یرسل رسولا الآیہ کہ کسی بشر کی یہ شان نہین کہ خدا اوس سے کلام کری مگر بذریعہ وحی کے یا حجاب سے یا فرشتہ کے ذریعہ سے پس تعارض پایا گیا کس لئے کہ یہان جو کلام کرنا فرمایا ہی اس سے مراد اسیطرح کا کلام کرنا ہی کہ جو سورہ شوریٰ مین بیان ہوا یعنے بذریعہ وحی یا حجاب یا فرشتہ کے ذریعہ سے کس لئے کہ دوبدو بالمشافہ جیساکہ انسان باہم کلام کرتے ہین اسطرح اس سے کوئی نہین کرسکتا پس تعارض نرہا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ

ایمان والو اس دن کے آنیسے پہلے کہ جسمین نہ کچھ خرید وفروخت ہوگی نہ یاری اور نہ سفارش (کام آیگی) ہمارے دئے مین سے دے لو اور کافر ہی ظالم ہین

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلْـحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ سِـنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ

اللہ کے سوا کوئی بھی معبود نہین وہ ہمیشہ زندہ (اور قائم ہے نہ اوس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند - اوسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہو کون ہی جو اوسکی اجازت بغیر اسکے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِـيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ

حضور مین (کسی کی) سفارش کرسکے . اگلے اور پچھلے سب حالات کو وہی جانتا ہے اور اسکے علم کا کوئی بھی احاطہ نہین کر سکتا مگر جسقدر کہ اوسنے چاہا اسکی کرسی (حکومت) نے آسمانون اور

الْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

زمین کو گھیر لیاہے اور وہ انکی حفاظت کرنے سے نہین تھکتا . اور وہ عالی شان بڑی عظمت والا ہی

ترکیب

انفقوا - اسکا مفعول شیئا محذوف ہی مما مین ما بمعنی الذی اور عائد محذوف ہی ای رزقناکموہ لا بیع فیہ جملہ صفت یوم - ولا خلۃ ولا شفاعۃ معطوف ہین بیع پر
اللہ مبتدا ر لا الہ الا ہو جملہ خبر الحی القیوم خبر ثانی - لا تاخذہ الخ جملہ مستانفہ اور ممکن ہے کہ خبر ہو حی کی سنۃ اصل مین وسنۃ مثل وعد یعد عدۃ -

تفسیر

پہلے خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا تھا اور قاتلوا فی سبیل اللہ فرمایا تھا جسطرح اوسکی تائید اور فوائد ظاہر کرنیکے لئے طالوت کا قصہ سنایا تاکہ ترقی دارین بہم
ہم جاوی اسکے بعد اللہ کی راہ مین صرف کرنیکی تاکید کی تھی کہ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا اسیطرح اس علم کی تائید کیلئے پھر یہ آیت انفقوا الخ نازل
فرمائی کیونکہ جان و مال کا صرف کرنا نفس پر گران گذرتا ہی اور یہ بات بتلادی کہ آج جو کچھ نیکی کرنی ہو سو کرلو کل یعنی روز حشر نہ کوئی عمل مول مل سکتا ہی
نہ وہان کسی کی دوستی کام آسکتی ہی نہ سفارش پھر جو کچھ کافرون پر عذاب اور سختی ہوگی وہ انہین کے ہاتھون سے ہوگی کہ انہون نے دنیا مین سعادت حاصل
نہ کی سو یہ ظلم انکے نفسون پر انہین کیطرف سے ہی + اسکے بعد خدا تعالی اپنی صفات کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہی کس لئے کہ قرآن مجید کی عادت ہے
کہ وہ علم توحید اور علم احکام اور علم قصص کو بڑی خوبی سے ملاکر بیان کرتا ہی ہر ایک قصہ یا واقعہ کو ایسے موقع پر لاکر بیان کرتا ہی کہ جس سے اوسکی توحید و
صفات کاملہ کا ثبوت ہوتا ہی یا احکام پر نفس کو رغبت ہوتی ہی - اور یہ بیان کا نہایت عمدہ طریق ہی تاکہ طبیعت سامع کو ملال نہو اور جب ایک بیان سے
دوسرے کیطرف متوجہ ہوتا ہی تو گویا ایک باغ کی سیر کرکے دوسرے کی سیر کرتا ہی جس سے دلپر فرحت پیدا ہوتی ہی سو اسی لئے اوسنے یہ آیت اللہ لا الہ الا ہو کہ جسکو آیۃ الکرسی
کہتے ہین نازل فرمائی اسمین ان جملہ عیوب و اعتراضات کی کہ جو جہاد کے بارہ مین جاہل لوگ خدا پر کرتے ہین نفی کردیگئی اس آیت کے مضامین کی خوبی بیان سے
باہر ہی تمام کتب الہامیہ مین اسقدر مطالب اوسکی ذات وصفات کے متعلق نہین ہین جسقدر اس آیت مین ہین اسی لئے احادیث صحیحہ مین اس کے
فضائل بیشمار آئے ہین جنکے بیان کی یہان گنجائش نہین جو چاہے مشکوۃ المصابیح وغیرہ کتابون مین دیکھ لے

متعلقات

(۱) اللہ لا الہ الا ہو منصب نبوت کا یہ پہلا کام ہی کہ اسکی ذات کا ثبوت کرے جسقدر بیوقوفون نے اسکے ساتھ شریک بنا رکھے ہین انکی نفی کرے اسکی صفات کاملہ کا ثبوت کرے اور جو کچھ قوت متوہمہ نے
مخلوقات و محسوسات پر قیاس کرکے اوس بیچون و بیچگونہ مین عیوب ثابت کر رکھے ہین انکو مٹادے اسی لئے سب سے مقدم لفظ اللہ کو ذکر کیا کہ جو ایسی ذات کا نام ہی کہ جسمین تمام خوبیان ہون اور وہ کسی کی کسی بات
مین محتاج نہو اور پھر سب نقصانکی باتونسے پاک ہو سو جب عاقل اس مضمونکو خیال کرکی تمام کائنات کیطرف دیکھیگا تو سبکو حادث اور فانی اور مستعار الوجود جانکر ضرور یقین کریگا کہ اس عالم حسی کے پردہ مین ضرور کوئی ایسا شخص ہے کہ جسکے دست قدرت

وجودات کے سلسلے منتہی ہوتے ہین اور جسکے ہاتھ مین سبکی ڈوریان ہین یا جسکے نور کی سب شعاعین ہین اسکے بعد لا الہ الا ہو سے اسکی وحدانیت ثابت کی اور عالم وجود مین اسکے وجود کے آگے سبکو پست کر دیا اسکے بعد الحی القیوم کہکر اوسکی حیات حقیقی اور اسکا واجب الوجود ہونا ثابت کر دیا۔ القیوم بروزن فیعول من قام یقوم پھر جب واو اور ی جمع ہوئے اور اول ساکن تہا تو واو کو ی کرکے ی مین ادغام کر دیا مجاہد کہتے ہین اسکے معنے ہر چیز پر قائم کے ہین یعنی ہر شخص کے رزق و روزی وغیرہ امور کی تدبیر کرنیوالا ضحاک کہتے ہین دائم الوجود۔ قوی یہ ہی کہ اسکے معنے واجب الوجود کے ہین سو یہ لفظ تمام صفات کمالیہ کا سرچشمہ ہے اور تمام عیوب و نقائص سے پاک ہونے کا منبع۔ اسکے بعد پھر کسی صفت کی تشریح اجمال کی تفصیل ہی اسکے بعد لا تاخذہ سنۃ ولا نوم سے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ جمیع خصائص ممکنات سے بری ہی پھر جب ایسا ہی تو ما فی السموات وما فی الارض کہ تمام آسمان و زمین اوسی کے ہین اوس کے آگے اور کون ہی کہ جو ہمسری کا دعوی کرے یا اپنی وجاہت اور دہمکی سے کسی کے سفارش کر سکے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ جب تمام ممکنات اوسکی معلول اور وہ سبکی علت ہے تو ہر چیز کا علم اوسکو حاضر ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم بخلاف اور ممکنات کے کہ اونکو دوسری ممکنات سے یہ علاقہ نہین پھر کون ہی کہ جن چیزون کو وہ جانتا ہی وہ بھی جانے لا یحیطون بشیٔ من علمہ ہان جسقدر چیزین اوسنے اپنی بندونکو خواہ بذریعہ حواس خواہ بذریعہ الہام وحی بتلائی ہین اوسی قدر بندے جان سکتے ہین الا بما شاء

(۲) وسع کرسیہ کرسی کے لغوی معنی ایک چیز کا دوسرے سے ملنا (والکرس ابوال الدواب والبعار یتلبد بعضہا فوق بعض ومنہ الکراسۃ لترکب بعض اوراقہا علی بعض۔ تفسیر کبیر) اور کرسی کو بھی اسی لئے کرسی کہتے ہین کہ اوسکی لکڑیان باہم ملی ہوئی ہوتی ہین علماء محققین کہتے ہین وہ کرسی اور تخت پر بیٹھنے سے پاک ہے یہ الفاظ بطور استعارات اوسکی ذات مقدسہ کے لئے قرآن مین مستعمل ہوئے ہین اس جگہ اس کے معنے سلطنت اور قدرت کے ہین کہ جو ہر چیز کی ایجاد کے لئے اصل ہی والعرب یسمون اصل کل شیٔ الکرسی اس تقدیر پر آیت کے یہ معنی ہین کہ اوس کی قدرت آسمانون اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے کوئی چیز اوس سے باہر نہین اور یہ قرین قیاس ہی کیونکہ خدا تعالے بندون سے اونکی عادات و عرف کے موافق کلام کرتا ہے سو جسطرح بندے بادشاہ کی لئے تخت اور کرسی تصور کرتے ہین اسی طرح یہ الفاظ اوس نے اپنی ذات پاک کے لئے بولے اس سے ظاہری معنے مراد نہین اہل حدیث یہ کہتے ہین کہ ان الفاظ کے جو معنے ہین اوسکی ذات کے لئے ثابت ہین مگر ہم اوسکی حقیقت و کیفیت نہین جانتے۔ اور ظاہریہ اور اون کے مقلد نہایت غلو کرکے اوسکے لئے عرش پر بیٹھنا اور دیگر خواص جسمانیہ صرف خبر احاد اور ظاہر الفاظ کے زور پر ثابت کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ قرآن مین جسطرح حقیقت کا استعمال ہوا ہے اوسی طرح مجاز اور کنایہ اور استعارہ اور تشبیہ کا بھی۔

(۳) من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ اس آیت سے معتزلہ نے شفاعت کا انکار کیا ہے مگر یہ اونکی غلط فہمی ہی اسی آیت سے تو شفاعت کا ثبوت ہوتا ہے غایۃ الامر یہ کہ شفاعت اوسکے اذن پر موقوف ہی سو اوس نے اپنے حبیب کو اذن دیدیا ہے اور پھر قیامت کو اسکو ظاہر کریگا اس لئے آنحضرت علیہ السلام شافع اکبر ہین تمام بنی آدم حضرت کے دامن تلے پناہ لینگے آپ ایماندارون کو پناہ دینگے

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ

دین مین زبردستی نہین گمراہی سے ہدایت خود ممیز ہو چکی ہے پہر جسنے جہوٹے معبودون کا انکار کردیا اور اللہ کو مان لیا تو اسنے ایسا مضبوط سہارا پکڑ لیا

الْوُثْقٰی ۖ لَا انْفِصَامَ لَہَا ۗ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُہُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا

کہ جو ٹوٹنے والا نہین اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ ایماندارون کا مددگار ہے انکو تاریکیون سے نکالکر روشنی مین لارہا ہے اور جو منکر ہین

اَوْلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَہُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ ۝

انکے دوست شیاطین ہین انکو نور سے نکال کر اندہیرون مین لارہے ہین یہی دوزخی بہی ہین وہ دوزخ مین سدا رہین گے

ترکیب

اکراہ اسم لا فی الدین خبر تبین اسے تمیز فعل الرشد فاعل من الغی موضع نصب مین مفعول ہوکر تمام جملہ علت ہے لا اکراہ کی فمن یکفر الخ شرط طاغوت اسکی اصل طیغوت ہے کیونکہ یہ طغیت نطغی کا مصدر ہے مثل ملکوت اور رہبوت کے یہ مذکر مونث دونون طرح مستعمل ہوتا ہے فقد استمسک الخ جزا الوثقی مونث ہے اوثق کا مثل اوسط و وسطے لا انفصام لہا جملہ حال ہے ضمیر وثقی سے یا عروہ سے اللہ مبتدا ولی الذین الخ خبر یخرجہم جملہ حال ہے اللہ سے فی علیہ البا

تفسیر

اگرچہ پہلی آیات مین خدا تعالے نے جہاد کی علت فرما چکا تہا ولولا دفع اللہ الناس الآیہ اور معترضون کو جواب شافی دے چکا تہا مگر وہ جواب اشارۃً تہا اس لئے اوسکی تشریح اور تفسیر کردی کہ جہاد سے یہ غرض نہین کہ کسی کو زبردستی سے مسلمان کیا جاوے اور بزور شمشیر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جاوے جیسا کہ مخالفین اسلام کج فہمی سے یہ تصور کرکے اسلام پر اعتراض کیا کرتے ہین اور یہ اس لئے کہ خدا نے اپنی نبی برحق کی معرفت وہ معجزات و آیات بینات ظاہر کئے کہ جنسے حق و باطل مین رات دن کی طرح امتیاز ہوگیا پہر اب جو کوئی غیر اللہ کی عبادت و شان الوہیت کا انکار کرکے خدائی واحد پر ایمان لاتا ہے تو وہ ایک ایسی قوی وسیلہ کو پکڑتا ہے کہ جو کبہی نہین ٹوٹے گا اور اللہ خلوص دل اور زبانی باتین سب کو سنتا اور جانتا ہے۔

ایمان ایسی عمدہ چیز ہے کہ جسکی وجہ سے اللہ بندہ سے محبت کرتا ہے اور اوس کو کفر اور طبیعت اور رسوم کی اندہیرون سے نکالکر نور مین داخل کرتا ہے اور جو اسپر ایمان نہین رکہتے اون کے محب اور مددگار شیاطین ہین کہ جو انکو نور فطرت سے نکال کر کفر اور اخلاق رذیلہ اور شہوات و حب جاہ و مال کی اندہیرون مین ڈالتے ہین جو موت کے بعد جہنم کی صورت مین ظاہر ہونگی اور جسطرح ان اندہیرون سے انکو عمر بہر رستگاری نہ ہوئی وہان بہی نہوگی اس لئے وہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے ؛

پس جہاد سے یہ غرض نہین جو مخالفین سمجہتے ہین بلکہ دنیا سے شر اور فساد کا دفع کرنا اور قبیحات کا مٹانا اور دنیا کے ناپاک کرنے والون کی شوکت کا توڑنا سو یہ عین مقتضی رسالت اور نتیجہ سلطنت آسمانی ہے جسکے ظہور کی حضرت یحیی اور حضرت عیسے اور حضرت موسے علیہم السلام خبر دیتے آئے ہین اسپر اعتراض کرنا عقل سلیم پر پتہر پہینکنا ہے۔

طاغوت سے مراد سرکش ہین جنکا مصداق بعض نے شیاطین جن و انس قرار دیا ہے یعنی انکے گروہ اور سرگروہ جو کفریات کی تعلیم کرتے تہے بعض نے بت مراد رکہے ہین و اللہ اعلم عروہ اسکی جمع عریٰ آتی ہے اسکی معنی دستہ وغیرہ کے ہوتے ہین جیسا کہ لوٹے اور پیالیان سے لگا ہوا ہوتا ہے یہ ایک طرح کا استعارہ ہے کہ جو امر معقول کو محسوسات کے پیرایہ مین بیان کیا کرتے ہین جو شخص دین الہی قبول کرتا ہے گویا ایک نہایت مضبوط دستہ غیبی کو پکڑتا ہے ؛

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَ

کیا آپ نے اسکو بھی دیکھا کہ جس نے ابراہیم سے اس کے رب کے معاملہ مین حجت کی تھی اس غرور مین آکر کہ اسکو خدا نے سلطنت دی تھی جب ابراہیم نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے کہ جو جلاتا اور مارتا ہی اوسنے کہا

أُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

مین بھی تو جلاتا اور مارتا ہون ابراہیم نے کہا اچھا اللہ تو آفتاب کو مشرق سے نکالا کرتا ہے سو تو اسکو مغرب کی طرف سے نکال دے تب تو کافر حیران رہگیا اور خدا نا انصافون کو ہدایت نہین دیا کرتا

ترکیب

ان آتاہ اللہ یہ جملہ موضع نصب مین ہی سیبویہ کے نزدیک اور خلیل کے نزدیک موضع جر مین ہی تقدیرہ لان آتاہ اللہ من المشرق اور من المغرب فعل سے متعلق

تفسیر

جبکہ خدا تعالی نے اپنی ذات وصفات کا ذکر آیت الکرسی مین کیا اور علم التوحید کی بحث شروع فرمائی تو اسکے بعد تین قصے اسکے مناسب اور موید ذکر کیے جنکو فی الجملہ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ سے بھی ایک لطیف مناسبت ہے (۱) قصہ ان آیات مین حضرت ابراہیم اور نمرود کا ہی جو خدا تعالی کے وجود کی اثبات کیلئے برہان قاطع ہی۔ (۲) او کالذی مر علی قریۃ سے شروع ہوتا ہی (۳) واذ قال ابراہیم کیف تحیی الموتی سے شروع ہوتا ہی یہ دونون قصے اثبات حشر کیلئے ذکر ہوئے ہین تاکہ مبدا اور معاد کا کامل یقین ہوجائے حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل کے قریب پیدا ہوئے تھے جب ہان انکی خدا پرستی کا شہرہ ہوا اور بت پرستی کی مذمت لوگون مین مشہور ہوئی تو وہان کے بادشاہ نمرود بن کوش نے کہ جو جبار اور سخت بیدین اور ملحد تھا حضرت ابراہیم کو بلا کر پوچھا کہ رب کون ہی اور کہان ہی اگر ہی تو مجھکو دکھا بلکہ دنیا مین ہر ایک چیز اپنے اسباب کے پیدا ہونے سے پیدا ہوجاتی پھر آپ ہی فنا ہوجاتی ہی (یہ سب باتین اسکی بادشاہی اور دولت کے نشہ سے تھین) حضرت ابراہیم نے خدا تعالی کے موجود ہونے پر یہ دلیل بیان کی کہ ہم دنیا مین ایک ایسا فعل پاتے ہین کہ جو کسی کے قبضہ قدرت مین نہین جس سے معلوم ہوا کہ اس فعل کا فاعل کوئی اور قوی قادر ہی جو اپنی لطافت کی وجہ سے محسوس نہین ہوتا اور وہ فعل مارنا اور جلانا ہی جسطرح کوئی شخص کسی تخت یا صندوقچہ کو اوس کاریگر کا وجود کہ جو اب ہمکو دکھائی نہین دیتا یون ثابت کرے کہ آخر کوئی ہی کہ جسنے ان لکڑیون مین تصرف کیا اور چھیل تراش کر ایک طور پر جمع کر دیا اسیطرح مارنا جلانا تمام مخلوقات مین ایک قوی تصرف ہی جو کسی کے قبضہ مین نہین کوئی از خود زندہ ہو سکتا ہی نہ کسی کو زندہ کر سکتا ہی نہ مار سکتا ہی اسکے جواب مین نمرود نے کہا اگر یہ فعل بلا توسط اسباب ہی تو مین اسکا قائل نہین اور اگر اسباب کے ذریعہ سے ہے تو مین بھی بذریعہ اسباب مار سکتا جلا سکتا ہون ہم جماع کرتے ہین اس نطفہ کے سبب سے آدمی بن جاتا ہی زہر کھلانے تلوار مارنے سے مرجاتا ہے انا احی وامیت اسکی طرف اشارہ ہی حضرت ابراہیم نے جواب دیا کہ گو دنیا مین اوسکے کاربار عادتًا اسباب پر مبنی ہین مگر وہ اسباب کسکے قبضہ مین ہین منجملہ اسباب عالم کے گردش افلاک اور آفتاب کا وتیرہ خاص پر طلوع وغروب کرنا ہی اچھا آپ اوس مین تو کوئی تصرف کر دیجئے آفتاب کو مغرب کی طرف سے تو نکال کر دکھائیے یہ سنکر وہ حیران اور بھونچکا ہوگیا مگر ایسے بے انصاف راہ پر نہین آتے بلکہ شرمندہ ہوکر حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈلوایا جس مین خدا نے ابراہیم کو سلامت رکھا اور پھر ابراہیم وہان سے ہجرت کرکے ملک شام مین آئے۔ پادری اور اون کے مقلد اعتراض کیا کرتے ہین کہ یہ قصہ توراۃ مین نہین اس لئے غلط ہی اونسے کوئی پوچھے کہ کیا توراۃ کے دس بارہ ورق مین حضرت ابراہیم کے تمام وقائع عمریہ مندرج ہین بلکہ ہزارون باتین نہین پھر کیا وہ سب غلط ہین اور خدا کا بیان فرمانا اونکی صداقت کیلئے کیا کافی نہین!

ف۱ یعنی اس کے معاملہ کو بھی دیکھا ۱۲ منہ ف۲ بعض کہتے ہین یہ ضحاک کی طرف سے حاکم تھا ف۳ جیسا کہ توراۃ کتاب پیدائش کے ۱۰ باب مین مذکور ہی ۱۲ منہ ف۴ دیکھیے ہوا باوجودیکہ جسم ہے مگر لطافت کی وجہ سے نظر نہین آتی اور جو جسم کی کثافت سے بھی بری ہے تو وہ کیونکر محسوس ہوسکے ۱۲ منہ

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ

یا جیسا کہ وہ شخص جو ایک ایسے شہر پر سے گذرا جو چھتوں سمیت ڈہا پڑا تھا اسنے (دیکھکر) کہا کہ اسکی ویرانی کے بعد اسکو خدا کیونکر آباد کریگا تب اوسکو خدا نے سو برس تک مردہ پڑا رہنے دیا پھر اوسکو اوٹھا کر پوچھا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ

کہ تو کب تک یہاں پڑا رہا اوس نے کہا ایک دن یا اوس سے بھی کم پڑا رہا ہونگا (خدا نے) کہا بلکہ تو سو برس پڑا رہا پھر تو اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ ابھی تک ایسا ہی ہے نہیں اور اپنے گدہے کو بھی دیکھ

إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

کہ بالکل گل گیا) اور ہم تمکو لوگون کے لیے قدرت کا نمونہ کیا چاہتے ہیں اور تو گدہے کی ہڈیوں کو دیکھ کہ کس طرح سے ہم انکو جوڑتے ہیں پھر کیونکر انکو گوشت پہناتے ہیں۔ پھر جب اوسکو یہ قدرت معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوگیا کہ خدا ہر چیز

ترکیب

او تفصیل کے لیے کالذی مین کاف زائد ہے جیسا کہ کہتے ہیں بعض نے کہا زائد نہین تب اسکا موضع نصب ہے والتقدیر ارأیت مثل الذی وہی خاویۃ جملہ موضع جر مین ہے صفت قریۃ کی علی عروشہا متعلق ہے خاویۃ سے انّی بمعنی کیف یا بمعنی متی موضع نصب مین ہے یحیی سے مائۃ عام ظرف ہے اماتہ کا کم لبثت ظرف ہے لبثت کا لم یتسنہ اسمین ہا زائدہ ہے وقف مین اصل فعل تسنن جیسا کہ حما مسنون آیا ہے چونکہ تین نون جمع ہوگئے تھے اخیر کی ی سے بدلا پھر ی کو الف سے اور الف جزم کی وجہ سے حذف ہوگیا بعض ہا کو اصلی کہتے ہین۔ ولنجعلک محذوف پر معطوف ہے تقدیر عبارت یہ ہے ذلک لتعلم قدرتنا ولنجعلک بعض کہتے ہین زائد ہے

تفسیر

یہ دوسرا قصہ ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام سے تخمیناً چہ سو برس پیشتر ملک شام مین بمقام ایلیا گزرا ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پچھلے جملہ مین بابل کے بادشاہ بخت نصر[1] نے ہزارہا بنی اسرائیل کو قتل کیا اور شہر یروسلم کو جلا کر برباد کردیا بیت المقدس کو ڈھا کر اور جلا کر خاک سیاہ کردیا اور ستر ہزار کو گرفتار کرکے ساتھ لے گیا اور ستر برس تک بنی اسرائیل وہان اوسکی قید مین رہے مگر حضرت یرمیا علیہ السلام یہین رہے تھے ایک بار وہ اس شہر کے پاس سے گزرے اسکی یہ حالت اور ملک اور قوم کی بربادی دیکھکر دل بھر آیا حسرت کی طور سے کہنے لگے کہ اب اس شہر کو خدا کیونکر آباد کریگا خدا نے اونکو اپنی قدرت کاملہ کا تماشہ دکھایا وہ یہ کہ حضرت یرمیا نے اپنی سواری کا گدہا زیتون کے درخت سے باندھ دیا اور انگور کے شیرہ کا برتن اور روٹیون کا تھیلا درخت سے لٹکا کر سو رہے خدا نے انکی روح قبض کرلی یہانتک کہ سو برس کا عرصہ گزر گیا گدہے کی ہڈیان بھی خشک ہوگئین اس عرصہ مین بخت نصر مرگیا اور ایران کے بادشاہون کا دور دورا ہوگیا تخت نشین نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ اپنے ملک مین واپس جاوین اور پھر بیت المقدس اور شہر کو آباد کرین سو تخمیناً بیالیس ہزار بنی اسرائیل کہ جنمین حضرت عزیر علیہ السلام اور یرمیا علیہ السلام بھی تھے ملک شام مین آئے اور بیت المقدس اور شہر کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا پھر کسی نے بادشاہ کو بہکا دیا اور لوگ بھی مانع آئے آخر دارا شاہ کے عہد مین بنی اسرائیل کی واپسی کے بیس برس بعد یروسلم اور بیت المقدس پھر از سر نو تعمیر ہوا جیسا کہ دوم کتاب تاریخ اور کتاب عزرا اور کتاب نحمیاہ سے ثابت ہے اس عرصہ مین خدا نے حضرت یرمیا کو زندہ کیا اور انسے بطور الہام پوچھا کہ تم کتنی دیر تک پڑے رہے چونکہ وہ صبح کو سوئے تھے عصر کے وقت زندہ ہوئے کہا کہ ایک دن یا کم پڑا رہا ہون وہان سے جواب آیا کہ تو سو برس تک پڑا رہا ہے گدہے کو دیکھ۔ دیکھا تو اوسکی ہڈیان سفید پڑی چمک رہی تہین اور کھانے پینے کو دیکھا تو ویسا ہی تھا پھر خدا نے آنکے روبرو گدہے کو زندہ کیا اور شہر مین آکر سب شہر اور بیت المقدس کو آباد دیکھکر کہا مجھے یقین ہے کہ خدا ہر چیز پہ قادر ہے ہر شے کو بھی زندہ کر سکتا ہے سو حشر اور بعد مردن تمام خلق کو زندہ کرکے حساب لینا بھی اسکی قدرت مین ہے

[1] حضرت عیسی سے تخمیناً پانسو برس پہلے ہوا تھا

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ

اور اس واقعہ کو بھی یاد کرو کہ جب ابراہیم نے کہا کہ ای رب مجھے بھی تو دکھا کہ تو مردونکو کیونکر زندہ کریگا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں آتا ابراہیم نے کہا کیون نہیں لیکن دل کا اطمینان کرنا چاہتا ہون فرمایا تو اچھا چار پرندے لو

الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ○

پھر ان کو اپنے ساتھ ہلا لو پھر اون میں سے ہر ایک کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑی پر رکھدو پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئینگے اور جان لو کہ بیشک خدا زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

اذ کا عامل محذوف ہے تقدیرہ اذکر پس یہ مفعول ہے نہ مفعول فیہ قال فعل ابراہیم فاعل رب ارنی الخ جملہ مقولہ کیف تحی الموتی جملہ مفعول ہے ارنی کا ای کیفیۃ احیاء الموتے لیطمئن کا لام محذوف سے متعلق ہے تقدیرہ و سألتک لیطمئن من الطیر صفت ہے اربعۃ کی منہن حال ہے جزءً سے سعیا مصدر موضع حال میں اور مفعول مطلق بھی ہوسکتا ہے ۔

تفسیر

یہ تیسرا واقعہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ملک بابل سے ہجرت کرکے ملک شام میں آنیکے بعد گذرا حضرت ابراہیم کو ہر چند خدا کے فرمانیکی وجہ سے یقین تھا کہ آدمی مرکر گو اسکے اجزا مخلوط ہوجائیں۔ ہوا میں ہوا اور خاک میں خاک اور پانی میں پانی آگ میں آگ ملجائے مگر خدا اسکو زندہ کریگا اور اسکے اجزاء کو جمع کریگا لیکن بمقتضائے بشریت یہ بات گونہ عجیب معلوم ہوتی تھی اسلئے خدا سے سوال کیا کہ مجھکو دکھا تو کس طرح سے مُردونکو زندہ کریگا خدا نے فرمایا کیا تجھکو یقین نہیں عرض کیا یقین تو ہے لیکن اطمینان قلبی کیلئے سوال کرتا ہون کہ اس امر کا مشاہدہ بھی کرون تاکہ عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہوجائے خدا نے فرمایا تو چار پرند جانور لیکر چند روز انکو اپنے پاس رکھ پھر سب کا قیمہ کرکے تھوڑا تھوڑا پہاڑ کے مختلف ٹیلون پر رکھدے اور پھر ہر ایک کو بلا تیرے پاس ہر ایک جانور دوڑ کر چلا آویگا چنانچہ حضرت ابراہیم نے مور اور کبوتر اور مرغ اور کوا لیا اور اسیطرح کیا پھر جسکو پکارا اوسکے اجزاء مجتمع ہوکر زندہ ہوا اور ابراہیم کے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا اس امر کے مشاہدے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یقین کامل ہوگیا ۔

اگرچہ ان چار پرندونکے لینے کی وجہ اور انکے نام کسی صحیح حدیث سے معلوم نہیں ہوتے مگر علما کے اقوال سے یہ نام جو اوپر گذرے ثابت ہوتے ہیں اور چار پرندون کے لینے اور انکے بلانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پیشتر انسان کے جسم کے لئے چار عنصر آگ پانی ہوا مٹی جزو غالب ہیں اور دنیا میں چارون پرند کہ جو ہر ایک دوڑکر اپنے حیز اصلی کیطرف اوڑ جانا چاہتا ہے آپس میں ملے رہتے ہیں اور ایک روز یہ پھر جدا ہوجاوینگے اور قیامت کو اوس قادر مطلق کے حکم سے پھر ملینگے۔ ہر ایک دوڑتا چلا آویگا اس امر کے مشاہدہ کیلئے انکا نمونہ اور انکے مناسب چار پرند جانور مختلف الطبائع لینے کو کہا اور انکو ہلا لینیکو فرمایا تاکہ پہچان رہے اور یہ شبہ نہو کہ یہ اور جانور ہیں ۔

ف اول قصہ میں چونکہ حضرت عزیر سے بادب ملحوظ نہ کہا اور انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا کہا تو خدا نے قرآن میں انکا نام نہ لیا اور خود انہیں پر امتحان ہوا برخلاف اسکے حضرت ابراہیم نے پہلے رب ارنی کہا اور کیفیت احیاء موتی پوچھی اونکا ذکر آیا۔ ف۲ نیچری مفسر نے ان دونون قصونکا انکار کیا ہے اور اپنی عادت قدیمہ کے موافق مفسرین پر اعتراض بیہودہ کرکے ایک لغو توجیہ کی ہے کہ کاندھی سے ہرکانہ مرغی قرینہ یعنی خواب میں یہ واقعہ گزرا ہے اور اسیطرح ابراہیم کا واقعہ بھی خواب کا ہے چونکہ بجز تقلید ملحدین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اس شخص نے اپنے دعوی پر قائم نہیں کی اور توجیہ کو کوئی نحوی یا اہل زبان تسلیم نہیں کرتا اور نیز انکے کلام میں باہم تعارض بھی ہے اسلئے اس میں لغط جواب دینا مناسب نہیں جانتا۔ بعض عیسائیونکا یہ اعتراض کہ مُردے دنیا میں زندہ نہیں ہوتے خود بائبل کے برخلاف ہے دیکھو کتاب حزقیل میں سیکڑون مردونکا زندہ ہونا

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ

مثال اون کی جو اپنے مال خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین - اوس دانے کی ہے کہ جو سات بالین نکالے اور ہر بال مین سو دانہ ہون اور اللہ جسکے لیے چاہتا ہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ

دو چند کر دیتا ہے - اور اللہ وسعت والا خبردار ہے جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ مین خرچ کرتے ہین پھر خرچ کرکے نہ احسان جتلاتے ہین اور نہ ستاتے ہین انہین کے لیے انکا بدلہ خدا کے پاس ملیگا

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝

اور نہ انکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہون گے اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے کہ جسکے پیچھے سائل کو ایذا پہونچے اور اللہ بےنیاز بردبار ہے

ترکیب

مثل الذین الخ جملہ مبتدا ای مثل انفاق الذین الخ کمثل حبۃ الخ خبر - انبتت سبع الخ جملہ موضع جر مین صفت ہی حبۃ کی مائۃ حبۃ مبتدا فی کل سنبلۃ خبر یہ جملہ صفت ہی سنابل کی الذین ینفقون صلہ و موصول مبتدا لہم اجرہم الخ خبر قول معروف موصوف و صفت مبتدا خیر الخ خبر یتبعہا اذی جملہ صفت ہے صدقۃ کی

تفسیر

جبکہ خدا تعالی اپنی قدرت کاملہ اور عالم آخرت کا ثبوت قطعی کر چکا تو اب عالم آخرت کیلئے ساز و سامان کی ترغیب دیتا ہی کہ وہان کیلئے کچھہ دیا کرو وہ ضائع نہین جاتا وہ خدا ایسے قادر کہ جو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور جسکے اوصاف مذکور ہوئے اس خیرات کے اجر کو عالم مثالی مین قائم کرتا ہی جسطرح کوئی یہان ایک دانہ زمین مین ڈالے اور اس سے گیہون یا باجرہ وغیرہ کا کوئی پیڑ اوگے اور اسمین سات خوشے پیدا ہوین اور ہر خوشہ مین سو دانہ ہون تو ایک دانہ کے سات سو دانہ زمین مین مخفی کرنے سے حاصل ہوتے ہین بشرطیکہ اسکو پانی دیا جاوے اور آفات سے محفوظ رکھا جاوے اسی طرح جو کوئی خدا کی راہ مین صرف کرتا ہی تو اوس کو عالم مثالی کی زمین مین مخفی کرتا ہے اوسکا وہان ایسا درخت اوگتا ہے اور ایسے ثمرات پیدا ہوتے ہین بشرطیکہ ایمان اور خلوص کا پانی دیا جاوے اور احسان جتلانے اور سائل کو ایذا دینے کی بلاؤن سے بچایا جاوے ورنہ سائل کو زبان سے نیک بات کہنی اور اوس کے الحاح پر درگزر کرنا یا عموماً ہر شخص سے نیک بات کہنی اور درگزر کرنا ایسی خیرات سے بہتر ہے -

ف ۱ یہ مثال ایک ذہنی الوجود چیز کے ساتھہ ہی اوسکے لئے یہ کچھہ ضرور نہین کہ خارج مین کوئی ایسا پیڑ بھی پایا جاوے کہ جس کے سات خوشے ہون اور ہر خوشہ مین سو دانہ ہون ف ۲ لاخوف علیہم مین تعمیم ہے نہ دنیا مین ایسے لوگون کو افلاس کا خوف و غم ہوگا نہ آخرت مین -

ف ۳ مال انسان کو بہت عزیز ہے اوس کے صرف کرنے والے کے لئے واسع علیم فرمایا کہ ہم وسعت اور فراخی عطا کرتے ہین اور خلوص دل سے آگاہ ہین - اور موذی ریاکارون کے لئے غنی حلیم فرمایا کہ ہم کو کچھہ پروا نہین اور سزا دینے مین جلدی نہین کرتے -

ہونا مذکور ہے اور کتاب تاریخ کے تیرہوین باب ۲۱ درس مین ہے کہ الیسع نبی کی قبر مین لوگون نے ایک مردہ کو ڈالدیا اور جب وہ شخص گر گیا اور الیسع کی ہڈیون سے لگا تو وہ جی اوٹھا اور پاؤن پر کھڑا ہوا انتہی دراصل ایسی باتین ملحد بنایا کرتے ہین جو کہ سوا محسوسات کے معقولات کے منکر ہین خدا تعالی اور اسکی قدرت اور اسکے افعال خوارق عادت سب کے منکر ہین انکی نظر بہائم کی مانند ہے جو محسوسات سے تجاوز کرکے معقولات تک نہین پہنچتی - اور یہ کہنا کہ یہ قصہ توریت مین کیون نہین یا الٹ پلٹ کر وہان سے نقل کئے گئے ہین خیال خام ہے اسکا جواب بارہا ہم دے چکے ہین ۱۲ منہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

ایمان والو اپنی خیراتوں کو احسان جتلاکر اور ایذا دیکر اوس شخص کی طرح برباد مت کردیا کرو جو اپنا مال لوگونکے دکھانیکو خرچ کرتا ہے اور نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ

سو اوس کی مثال ایسے چکنے پتھر کی ہے کہ جسپر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اوسپر زور کا مینہہ پڑجائے اور صاف کرجائے جو کچھ اونہوں نے کمایا تھا سب گیا گزرا ہوا اور اللہ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ

(منکروں) کافروں کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے اور اپنے دلی اعتقاد سے خرچ کرتے ہیں ایک ایسے باغ کی

جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

ہے جو نرم زمین پیدا ہو اوسپر زور کا مینہہ برسے تو دوچند پھل لائے پھر اگر اوسپر مینہہ نہ پڑے تو شبنم ہی کافی ہوجائے اور جو کچھ تم کررہے ہو خدا خوب دیکھ رہا ہی

ترکیب

کالذی کاف موضع نصب مین ہی نعت ہی مصدر محذوف کی تقدیرہ ابطالا کابطال الذی ینفق رئاء الناس مفعول لہ ہی ینفق کا رئاء کی پہلی ہمزہ نفس کلمہ ہی کہ یہ راٰی سے ہی اور اخیر بدل ہے ی سے صفوان جنس ہی وقیل جمع صفوانۃ علیہ تراب جملہ موضع جر مین صفت ہی صفوان کی ابتغاء مفعول لہ ہی ینفقون کا اور تثبیتا اسپر معطوف ہی اور یہ مصدر ہی فعل متعدی کا ای یثبتون اعمالہم باخلاص النیۃ اور ممکن ہی کہ بمعنے ثبت ہو ربوۃ بضم الراء و فتحہا بلندی یا پھولی ہوئی نرم زمین اصابہا وابل جملہ صفت ہی جنۃ کی وابل وبل سے مشتق ہی یقال اوبل فہو موبل اکل سکون کاف اور ضمہ دونون طرح جائز ہی یہ جمع ہی واحد اسکا اکلۃ ہی بمعنی ماکول ضعفین حال ہی ای مضاعفا فطل خبر ہے مبتدا محذوف کی اسکی معنی شبنم ہین اور خبر بھی محذوف کی کہہ سکتے ہین ۔

تفسیر

پہلی آیات مین خیرات دیکر احسان جتلانے اور فقیر کو بدزبانی یا طعن وتشنیع سی ایذا دینی سے منع فرمایا تھا یہان اوسکے اجر ضائع ہوجانے مین منافقون سے مثال دیتا ہی کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہین رکھتے نہ انکو اجر آخرت کا یقین ہے بلکہ محض نام آوری کے لئے مال خرچ کرتے ہین یعنی منافق سو ظاہر ہے ایسا کرنے والونکو کچھ بھی اجر نہین اسیطرح تمکو بھی نہ ملیگا کس لئے کہ عالم مثال مین جسطرح تخم خیرات کو احسان جتلانا اور ایذا دینا برباد کرتا ہی اسیطرح ایمان نہ لانا اور ریاکاری کرنا بھی برباد کرتا ہی ۔ پھر ان منافقون کے حال ظاہر کرنیکے لئے مثال دیتا ہی کہ ایمان اور خلوص نیت بمنزلہ ربوۃ یعنی نرم اور بلند زمین کی ہے جو اپنے پھیرون اور درختون اور جڑی بوٹیون کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہی اعنی عمدہ زمین اور کفر اور ریاکاری بمنزلہ سخت پتھر کے ہی کہ جسپر کوئی چیز نہین اوگتی اور اوسپر کسی قدر مٹی پڑی ہو یعنی ظاہری اسلام پس جو منکر اور ریاکار خیرات کرتے ہین تو گویا اس پتھر پر کسیقدر مٹی دیکھکر کچھ بونا چاہتے ہین اور جب اوسپر سخت بارش پڑجاتی ہے تو سب کو بہادیتی ہی کچھ بھی اونکے قبضہ مین نہین رہتا اسیطرح جب موت اور مرور دہر کا مینہہ پڑیگا انکو آخرت مین کچھ نہ ملیگا وہ ظاہری نیکوکاری جو غبار تھی اوڑجاویگی اور جو مومن ومخلصین خدا کی خوشنودی اور خلوص دل سے حسنات وخیرات کرتے ہین تو اس عمدہ زمین پر عالم مثالی مین باغ لگاتے ہین جسپر زور کا مینہہ برستا ہی تو دوگنا پھل آتا ہی اور چونکہ زمین عمدہ ہے اگر زور کا مینہہ نہین برستا تو کسی قدر ترشح اور شبنم ہی کافی ہوجاتی ہی یعنی موت کے بعد تو بیشمار اجر حاصل ہوگا اور دنیا مین بھی اسکا کچھ پھل اسکو ملے گا ۔

ف ان دونون مثالون مین جو کچھ باریکیان ہین اونکو مین اس مختصر مین بیان نہین کرسکتا مفرد اور مرکب کے لحاظ سے ہر پہلو مین اعجاز ہے ۔

أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ

کیاتم مین سے کوئی یہ چاہتاہے کہ اوس کے لئے کوئی کھجورون اور انگورون کا ایسا باغ ہو کہ جسمین نہرین بہتی ہون اس مین اوسکے لئے ہر قسم کے میوے بھی ہون اور اسپر بڑہاپا آگیا ہو

وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝

اور اوسکے بال بچے بہت ننہے ہون پہر اوس باغ پر ایسا لو کا جہونکا چل جاوے کہ جسمین آگ ہو جس سے وہ جل جاوے اللہ یون اپنی آیتین کہول کہول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ

ایمان والو اپنی کمائی مین سے پاک چیزین اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے اگائی ہین وہ دیا کرو اور ایسی بری چیز کے دینے کا تو ارادہ بھی نکرنا

وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

کہ جسکو تم خود بھی بغیر چشم پوشی کئے لے نہین سکتے اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا خوبیون والا ہے

ترکیب

من نخیل صفت جنۃ کی جیسا کہ تجری اور لہ فیہا الخ واصابہ الکبر جملہ بحذف قد حال ہی احد سے ولہ ذریۃ حال ہی اصابہ کی ضمیر سے ولا تیمموا ای لا تقصدوا فعل الخبیث مفعول منہ جار مجرور متعلق تنفقون سے اور تقدیم تخصیص کیلئے پس یہ جملہ یعنی تنفقون منہ حال ہی الخبیث سے ولستم باخذیہ الخ جملہ حال ہی فاعل تنفقون سے

تفسیر

یہ ایک اور مثال اوس شخص کیلئے بیان کی گئی کہ جو خیرات وصدقہ خلوص نیت سے نہین دیتا یا دیکر احسان جتلاتا اور سائل کو طعن اور عار کی باتونسے ایذا دیتا ہی وہ یہ کہ کسی کے پاس ایک ایسا عمدہ باغ ہو کہ جسمین اکثر کھجور اور انگور ہون اور اسمین نہرین بھی ہون یعنی آب روان اور علاوہ اسکے اسمین ہر قسم کا میوہ ہو۔ اور مالک باغ کا بڈہا ہو کہ علاوہ اس باغ کی آمدنی کے اور کوئی وجہ معاش نرکھتا ہو نہ اور فنون کسب معاش پر قادر ہو اور اسپر طرہ یہ ہو کہ اس بیکسی کی حالت مین اسکے ضعیف ننہے ننہے بال بچے بھی ہون کہ جنکا خرچ اور پرورش سب اسی کے ذمہ ہو پھر اس حالتمین اس باغ پر کوئی آفت آسمانی ایسی پڑجائے کہ جو اسکو جلاکر نیست ونابود کردے پھر دیکھئے کہ اس شخص پر کسقدر صدمہ اور کیا بیکسی اور حیرت اور حسرت طاری ہوتی ہی۔ اسیطرح انسان کا صدقہ وخیرات عالم غیب مین نہایت عمدہ باغ کی صورتمین کہ جسکے صفات مذکور ہوئے ظہور کرتا ہے اور عالم آخرت مین انسان بڈہے کی طرح حسنات اور اعمال صالحہ کرنے سے معذور ومجبور ہوتا ہی اور اسکو اپنی اس کمائی اور انہین اعمال صالحہ کیطرف توقع کی نظر ہوتی ہی اور اسکا احسان جتلانا اور ایذا دینا اور خلوص نیت نہونا بمنزلہ بگولے کے ہی کہ جسمین لو اور آگ ہو کہ جو اسکے اوس تروتازہ باغ کو خاک سیاہ کردیتی ہی۔ فرماتا ہی کہ آیا کوئی تم مین سے ایسا چاہتا ہی کہ ایسا باغ ایسی حالت مین تباہ ہو جاوے یعنی کوئی نہین چاہتا پھر تم کیون اپنے اوس تروتازہ باغ کو تباہ کرتے ہو۔ اسکے بعد یہ بتلاتا ہی کہ کیسی چیزین خیرات وصدقہ مین دینی چاہئیں آیا دل سے اتری ہوئی کہ جنکو باہم بھی کوئی بجز کراہت اور ناخوشی کے نہین لیتا یا عمدہ اور مرغوب چیزین حکم دیتا ہی کہ اپنی کمائی مین سے عمدہ چیزین دو اور نیز طیبات ما کسبتم مین یہ بھی اشارہ ہی کہ جو چیز تمنے حلال اور جائز طور سے حاصل کی ہی اوسکو دو اوسی کو خدا قبول بھی کرتا ہی حرام اور ناجائز کمائی کی خیرات اوس کے نزدیک قبول نہین ہوتی۔ اور جو چیزین کہ اناج میوے وغیرہ زمین سے پیدا ہوتے ہین اون مین سے بھی دو اور جن چیزون کو تم خرچ کرتے ہو ان مین سے ان بری چیزون کے دینے کا تو قصد بھی نکرنا کہ جنکو تم بھی خوشی سے نہین لیتے کس لئے کہ خدا بے پرواہ ہی بری نذرین قبول نہین فرماتا تغمضوا اغماض آنکھہ بند کرنا اور اسکی اصل غموض یعنے چھپانا ہے اور اسی لئے کلام خفی کو غامض کہتے ہین مگر یہان مراد مساہلت ہی کیونکہ آدمی جب کوئی ناپسند چیز دیکھتا ہے تو آنکھہ بند کرلیتا ہے۔

ترکیب

الشیطان مبتدا یعدکم الخ جملہ خبر واللہ مبتدا یعدکم خبر منہ صفت ہے مغفرۃ کی جو مفعول ثانی ہے یعد کا یوتی الحکمۃ جملہ صفت ہے علیم کی وما انفقتم الخ شرط فان اللہ الخ جواب - ان تبدوا شرط فنعما ہی جواب ف جواب کے لئے نعما اصل مین نعم ما تھا باہم ادغام کردیا ہی مبتدا موخر نعم فعل ما نکرہ بمعنی شئے اسکا فاعل مجموعہ خبر - اور یون بھی ہے کہ ہی مخصوص بالمدح خبر مبتدا محذوف کی ہو تقدیر الکلام نعم الشئی شیئا ہی -

تفسیر

خیرات و صدقات سے اکثر خیالات فاسدہ منع کیا کرتے ہین کہ یہ مال جاکر پھر کہان سے آئیگا یا تمہارے بال بچے ہین آیندہ کیا کیا ضرورتین پیش آتی ہین جنکا منشا انسان کا طبعی بخل ہی شیطان ان خیالات فاسدہ کو دلمین ڈالتا ہے مگر ایمانداروں کے دلون مین خدا کی طرف سے ایک روحانی سلسلہ الہام بھی قائم ہے اسکے ذریعہ سے خدا اس صدقہ و خیرات پر مغفرت اور فضل یعنی کشائش و فراغدستی و برکت کا وعدہ کرتا ہے کس لئے کہ واللہ واسع علیم خدا بڑی کشائش دینے والا اور خبردار ہے انسان اپنے ذرائع معاش اور کوشش کو وسعت کا سبب جانتا ہی حالانکہ یہ غلط ہی کس لئے کہ بارہا ایک دو نہین تو سیکڑون عاقلون کی کوششین اور بارہا تدبیرین بیکار ہو جاتی ہین بجائے فائدہ اور دولت کے افلاس اور نقصان پیش آتا ہی یہ اسرار اور حکمت ہر ایک کو نصیب نہین ہر ایک کا فہم یہان تک نہین پہونچتا مگر انہین کے فہم کو رسائی ہوتی ہے کہ جن کو خدا نے حکمت یعنی دانائی دی ہے اور جسکو دانائی دیگئی اوس کو سب کچھ دیا گیا کس لئے کہ انسانی سعادت خواہ دنیاوی ہو یا اخروی ہو سب علم و حکمت ہی پر مبنی ہے اس خزانہ غیبی کے آگے دولت و مال و اسباب کامرانی کیا چیز ہین ممکن ہے کہ خدا کا وعدہ مغفرت و کشائش انبیا کی معرفت ہوا ہو جو ہر ایک شریعت مین متوارث ہی شیطان صدقہ و خیرات کرنے پر تنگدستی ہی سے نہین ڈراتا بلکہ فحش کا بھی حکم دیتا ہی سائلونکو گالیان دینا اور نیک کامون کی مذمت کرنا شہوات و لذات اور نمود کے کامون مین روپیہ اوڑانا شراب خواری اور زناکاری قماربازی اور سب بازیون مین بیدریغ روپیہ اوٹھانا شہرت کے لئے مجامع کرنا رقص و سرود کی مجلسین بیاہ شادی مین کرنا بلاحاجت مکانات بنانا وغیرہ جملہ فحش شیطانی الہام ہی جسکا بدیہی نتیجہ افلاس اور رسوائی ہی عجب ہی کہ ان کامون مین روپیہ خرچ کرنے سے تو افلاس سے ڈراتا ہی مگر شیطانی کامون مین بیدریغ اوڑانے سے افلاس سے نہین ڈراتا حالانکہ راتدن دیکھا جاتا ہی کہ شیطانی کامون مین صرف کرنے سے افلاس آتا ہی جسکی نظیر ہندوستان کے امرا زادے موجود ہین اور نیک کامون مین صرف کرنے سے ابتک کوئی بھی محتاج دیکھا نہین گیا بلکہ برکت اور فراغدستی دیکھی جاتی ہے مگر شیطانی الہام نے کیسا برعکس معاملہ سمجھایا ہی اسکے بعد حکم دیتا ہی کہ جب تمہارے دلمین اخلاص ہی تو تمکو اختیار ہی مخفی طور سے دو یا ظاہر دو - پھر خلوص نیت پر آمادہ رہنے کے لئے واللہ بما تعملون خبیر فرمایا -

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ

آپکا ذمہ نہین کہ اونکو راہ راست پر لائین لیکن اللہ جسکو چاہتاہے راہ پر لاتاہی اور تم جو کچھ بھی اچھی چیز خیرات کرتے ہو تو اپنی ہی بھلے کیلئے کرتے ہو اور تم تو صرف اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا

اور جو کچھ تم خیرات دوگے تو پوری پوری تم کو ملے گی (یعنی اوسکا ثواب) اور تمہارا کوئی حق کم نہ کیا جائیگا خیرات تو ان فقیرونکا حق ہی جو اللہ کی راہ مین گھر گئے ہین ملک مین کہین جا بھی

فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُھُمْ بِسِيْمٰھُمْ ۚ لَا يَسْــَٔـلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ

نہین سکتے ناواقف تو انکو قناعت کے سبب غنی سمجھتاہے (تو اے مخاطب) انکی صورت سے انکو خوب جان سکتاہے وہ کسی سے چمٹ کر نہین مانگتے اور تم جو کچھ بھی کام کی چیز خرچ کروگے

فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ

ع ۳۷ الربع

تو اوسکو اللہ جانتاہی جو لوگ رات اور دن چھپے اور کھلے اپنے مال اللہ کی راہ مین خرچ کیا کرتے ہین تو انکا اجر ان کے رب کے پاس موجود ہے نہ انپر کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی رنجیدہ ہونگے

ترکیب

للفقراء خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الصدقات المذکورۃ للفقراء پھر فقراء کے احصروا الخ لا یستطیعون ضربا یحسبہم الجاہل اغنیاء - تعرفہم بسیماہم لا یسئلون الناس پانچ وصف بیان فرمائے اول بطور صفت اور باقی بطور حال وفیہ سر لا یسعہ المقال الذین موصول وصلہ مبتدا فلہم اجرہم جملہ خبر اور ف اس لئے آئی کہ مبتدا مین بوئی شرط تھی -

تفسیر

یہ خیرات کی بابت چوتھا حکم ہی جسطرح پہلی آیتون مین خیرات مین دینے کی قابل چیزونکا بیان تھا - اسمین اون لوگونکا بیان ہی کہ جنکو خیرات دینی چاہئے صحابہ یا خود آنحضرت علیہ السلام مشرکین اور بت پرستون کو دینے مین کوتاہی کیا کرتے تھے اون کی بت پرستی سے نفرت کرکے - اسپر حکم آیا کہ تم ہر ایک محتاج کو دو خواہ مومن ہو خواہ کافر بدکا ہدایت پر لانا آپکا ذمہ نہین کہ آپ اونکو ایسی باتون سے مجبور کرکے مسلمان کرین ایمان اور ہدایت اوسکے قبضہ مین ہے جسکو چاہتاہے نصیب کرتاہی تم شوق سے دو تم کو انکی بت پرستی سے کیا تم تو خاص اللہ کی رضامندی کے لئے دیتے ہو اب جو کچھ تم دوگے پاؤگے انکو کیا دیتے ہو اپنے لئے جمع کرتے ہو یہ سب خدا تمکو واپس دیگا کچھ کم نہ لیگا - اسکے بعد جو لوگ خیرات کیلئے زیادہ مستحق ہین اونکو بیان کرتاہی کہ ان صدقات کے زیادہ مستحق وہ فقراء ہین کہ جنمین یہ پانچ باتین پائی جاتی ہین (۱) یہ کہ وہ خدا کی راہ مین بند کئے گئے ہون جیسا کہ آنحضرت سے تعلیم پانے اور شب و روز یاد الٰہی مین بہت سے صحابی[1] گھر بار چھوڑ کر حضور مین حاضر رہتے تھے جن کے فیض نے آنحضرت کے بعد تمام عالم کو منور کیا سو ان کا دینا علاوہ عام ثواب کے تائید و تقویت اسلام بھی ہے اس لئے ہر زمانہ مین طلباء و علماء و خادمان دین کی خدمت ضروری سمجھی گئی (۲) یہ کہ وہ ان وجوہ سے پا شکستہ ہو کر بیٹھ گئے ہین کہین تجارت یا سوال کے لئے نہین جا سکتے (۳) اس فقر و فاقہ پر بھی اس کشادہ پیشانی اور خرمی سے گزارتے ہین کہ ناواقف اون کو اس بے اعتنائی اور بے سوالی سے غنی سمجھتاہے (۴) جس سے اون کے چہرون پر انوار تقدس ایسے چمکتے ہین کہ جنکو ہر ایک صاحب بصیرت پہچان لیتاہے کہ یہ خاصان خدا اور محبوبان کبریا ہین (۵) ان مین صفت توکل غالب ہے عام سائلون کی طرح سے در بدر بھیک مانگتے اور رستون مین لوگون سے لپٹتے نہین جیسا کہ آج کل چرس بھنگ پی کر گدائی کرنا ولایت اور کمال احمقون مین سمجھا جاتاہے - اسکے بعد زیادہ خیرات دینے کی ترغیب دیتاہے کہ جو اپنا مال رات دن خدا کی راہ مین خرچ کرتے ہین نہ اون کو اوس مال کے خرچ کرنے سے رنج ہوگا نہ اون کو کچھ آخرت مین خوف ہوگا -

[1] یہ مہاجرین کے گروہ مین سے ایک خاص فرقہ تھا جن کو اصحاب صفہ کہتے تھے ۱۲ منہ

اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ

جولوگ سود کہاتے ہین (قیامت مین) کہڑے نہونگے مگر جسطرح کہ وہ شخص کہڑا ہوتا ہے کہ جو بہوت چمٹ جانے سے دیوانہ ہوجاتا ہے یہ اسلئے کہ انہون نے کہدیا کہ سود اکرنا بہی تو

الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗۤ اِلَی اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ

سود ہی جیسا ہے حالانکہ خدا نے سودے کو تو حلال اور سود کو حرام کردیا ہے پہر جسکے پاس اسکے رب کی طرف سے نصیحت پہونچ جائے پہر وہ باز آجاے تو جو کچہہ لے چکا وہ اسکا ہوگیا اور اسکا معاملہ خدا کے حوالے اور جو پہر بہی

فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ اِنَّ الَّذِیْنَ

سود لے تو یہ لوگ دوزخی ہین جو اُسمین سدا رہا کرینگے خدا سود کو مٹاتا اور خیرات کو بڑہاتا ہے اور اللہ کو کوئی بہی ناشکر گنا ہگار پسند نہین بیشک جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

ایمان لائے اور اونہون نے اچہے کام کئے اور نماز پڑہتے اور زکوۃ دیتے رہے اونکا اجر اون کے رب کے پاس ہے اور نہ اونکو کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کبہی رنجیدہ ہونگے

ترکیب

الذین یاکلون الخ مبتدا ر لا یقومون الخ جملہ خبر کما کاف موضع نصب مین ہی صفت ہی مصدر محذوف کی تقدیرہ الا قیاما مثل قیام الذی الخ ذلک مبتدا بانہم الخ خبر من المس متعلق ہی یتخبطہ سے فمن جاء شرط فلہ ما سلف جواب امرہ معطوف جواب پر و من عاد شرط فاولئک جواب الذین آمنوا اسم ان لہم اجر خبر۔

تفسیر

صدقہ وخیرات کے بعد سود کی برائیان بیان کرنا اور اُسکو حرام کردینا گویا صدقہ وخیرات کے بیان کو پورا کردینا ہی کس لئے کہ جسطرح صدقہ وخیرات مین رحمدلی اور مسکینون اور غریبونکی دستگیری ہی اسیطرح سود مین سخت دلی اور حاجتمندونپر سخت گیری ہی یہ اسکی پوری ضد ہم پہلے الفاظ آیت کی تفسیر پہر مسئلہ ربوا کی تشریح اور اسکے حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین۔

فرماتا ہی جو لوگ کہ سود کہاتے ہین وہ قیامت مین اس فعل بد کی سزا مین عذاب الٰہی کی دہشت سے بدحواس ہونگے جیسا کہ کوئی عمل آسیب سے بدحواس ہوجاتا ہی چونکہ دنیا مین محتاجونکو انکی سخت گیری سے دہشت اور حیرانی ہوتی تہی انکا یہ فعل اُس عالم مین انپر آسیب بنکر سوار ہوگا) اور یہ اس لئے ہوگا کہ ان سود خورونے یہ بات بنائی ہی کہ سود مین اور بیع مین کیا فرق ہی جسطرح ایک روپیہ کی چیز کو دس روپیہ مین بیچنا درست ہی اسی طرح بوقت حاجت کسیکو دس روپیہ دیکر پندرہ لینا اپنے روپیہ کا نفع حاصل کرنا ہے کہ جس سے اتنی مدت مین ہم نفع حاصل کرتے ہمکا جواب دیتا ہی یہ تمہارا قیاس غلط ہی کیونکہ بیع مین ایک چیز معاوضہ مین بیچاتی ہی اور سود مین اصل روپیہ لیکر اوسپر زیادتی کونسی چیز کا معاوضہ ہی رہی یہ بات کہ اس سے ہم نفع حاصل کرتے تو یہ یقینی بات نہین اس تقریر کی طرف اجمالا احل اللہ البیع وحرم الربوا مین اشارہ کردیا اسکے بعد فرماتا ہی کہ اسکی ممانعت سے پہلے جو کچہہ کسی نے لے لیا نیز وہ اُسکا ہوگیا دنیا مین اسپر کچہہ مطالبہ نہین آخرت مین خدا چاہی تو معاف کرے چاہی حساب لے وامرہ الی اللہ لیکن باوجود حکم ممانعت آنے کے پہر جو کوئی سود لیگا اور خدا کے حکم کو حقیر جانیگا تو جہنمی ہوگا ہمیشہ اُسمین رہیگا سود خور نازان نہون کہ ہم نفع حاصل کررہی ہین بلکہ نقصان کررہی ہین کیونکہ خدا کے نزدیک روپیہ نہایت مکروہ ہی اور اس عالم مین اس سے کچہہ نفع نہوگا کیونکہ اُس عالم مین خدا اسکو مٹاتا ہے

گو بظاہر زیادتی معلوم ہو مگر باطن مین بربادی ہو بر خلاف صدقہ و خیرات کے کہ ظاہر مین مال گھٹتا ہو لیکن باطن مین بڑھتا ہو اسیلئے احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ جب کوئی خلوص نیت سے خدا کی راہ مین کوئی تھوڑی سی چیز بھی دیتا ہو تو خدا اسکو عالم باطن مین بڑھاتا ہے اور زیادہ کرتا ہو یہانتک کہ بعد مرون وہ تھوڑی سی چیز اسکو پہاڑ کی برابر اجر مین معلوم ہوگی و یربی الصدقات چونکہ سود خور چند مدت کی مہلت کا معاوضہ لیتا ہو اور یہ خدا کی نعمت دولت کی ناشکری ہے سوا اسکو کوئی ناشکر گنہگار نہین سمجھتا بلکہ وہ نفرت کرتا ہو جسکی نفرت کا پرتو اس عالم مین یہ ہوتا ہو کہ سود خور کو لوگ بنظر حقارت دیکھتے اور مکروہ جانتے ہین اور سخی کی عزت اور اس سے محبت کرتے ہین۔

اس وعید کے بعد ایماندارونکو کہ جو خیرات و زکوۃ دیتے ہین خوشخبری سناتا ہو کہ یاد انکا مال برباد نہین جاتا بلکہ اُنکے پاس جمع ہوتا ہو اور اس عالم مین سب کا اجر ملیگا کہ انکو کوئی رنج و غم نہوگا عالم قدس مین شادان رہین گے کیونکہ انھون نے میرے محتاج بندونکے دل خوش کئے تھے لاخوف علیہم ولاہم یحزنون۔ ربوا یعنے سود یا بیاج لغت مین زیادتی کا نام ہو کہتے ہین ربی الشئ یربو دمنہ قولہ تعالیٰ اہتزت وربت ای زادت ربوا کی دو قسم ہین ربا النسیئہ ربا الفضل اول قسم کا ربوا ایام جاہلیت مین جاری تھا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص کسی کو کسی میعاد پہ قرض دیا کرتا تھا اور اوسپر کچھ ماہواری مقرر کر لیتا تھا پھر جب میعاد پر وہ روپیہ دیلون سے ادا نہوتا تھا تو قرضخواہ اصل مین کچھ اور بڑھا کر مہلت دیتا تھا اور کبھی سود کو اصل مین جمع کر کے پھر اسپر سود لگایا کرتا تھا جسکو اضعافا مضاعفا اور سود در سود کہتے ہین سود خوارونکا عموماً دستور ہے قسم دوم یہ ہو کہ گیہون یا جو وغیرہ کسی چیز کو اوسی کی جنس سے ڈیوڑھے یا دگنے پر فروخت کیا جائے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اول مین یہ رای تھی کہ اول قسم کا ربوا حرام ہو اور قسم ثانی درست ہے مگر پھر انھون نے اس مذہب سے رجوع کیا۔ لیکن جمہور ائمہ دونون قسم کے سود کو حرام کہتے ہین اول کی حرمت قرآن کی انہین آیات سے ثابت ہو اور قسم دوم کا حرام ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہو منجملہ اونکے ایک حدیث صحیح ہے کہ جسکو عمر بن الخطاب اور عبادہ بن صامت اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کہ اصحاب الصحاح نے روایت کیا ہو قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یدا بید فاذا اختلفت ہذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید رواہ مسلم۔

اس حدیث مین جناب نبی صلعم نے ان چھ چیزونکی برابر اور دست بدست فروخت کرنیکا حکم دیا اور وہ چھ چیزیہ ہین سونا چاندی گیہون جو چھوارے نمک پس جب سونے کو سونے سے اور چاندی کو چاندی سے اور گیہون کو گیہون سے اور جو کو جو سے اور چھوارونکو چھوارونسے اور نمک کو نمک سے فروخت کرین تو کمی زیادتی نکرین اور اسیوقت دیوین لیوین اگر سیر دیکر دو سیر لیگا یا دوسرے وقت سیر بھر ہی لیگا تو یہ ربوا ہوگا۔ پھر علماء ظاہر یہ کہتے ہین کہ صرف انہین چھ چیزونمین ربوا ہی باقی اور چیزونمین نہین سیر بھر باجرہ جوار دیکر دو سیر خواہ اوسیوقت خواہ پھر لے مگر جمہور مجتہدین بالخصوص ائمہ اربعہ یہ کہتے ہین کہ علاوہ انکے اور چیزونمین بھی انہین پر قیاس کر کے حکم جاری ہوگا مگر جب کسی چیز کو کسی چیز پر قیاس کرتے ہین تو دونون مین ایک وصف مشترک ضرور دیکھا جاتا ہو جسکو علم اصول فقہ مین علت کہتے ہین اس علت مین ائمہ کا اختلاف ہو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قدر و جنس ہو یعنی تلنی اور نپنے مین آتی ہون تول اور ماپ کو قدر کہتے ہین پس اگر یہ چیز بھی تلکر بکتی ہو اور دوسری بھی جیسا کہ چاندی سونا پھر اگر دونون ایک جنس ہین تو بیع مین کمی زیادتی بھی منع ہوگی اور ادھار بیچنا بھی۔ اور اگر صرف قدر مین شریک ہین اور جنس غیر ہین جیسا کہ گیہون اور جو کہ دونون نپکر بکتے ہین مگر جنس الگ الگ ہین اس صورت مین زیادہ لینا دینا تو درست ہوگا مثلاً سیر گیہون دیکر دو سیر جو خریدے مگر ادھار کرنا درست نہوگا اسیطرح جنس ایک ہو مگر قدر مین شریک نہون جیسا کہ ایک تھان اور ایک لنگی کو دو کے ساتھ فروخت کرے تو وہان بھی فضل

جائز ہی نسیہ حرام خلاصہ یہ کہ اگر قدر و جنس دونون متحد ہونگے تو فضل اور نسیہ دونون حرام ہونگے اور ایک بات مین اتحاد ہوگا تو صرف نسیہ یعنی ادھار بیچنا
حرام ہوگا فضل یعنے زیادہ لینا درست ہوگا اور جو دونون مین اتحاد نہین تو فضل و نسیہ دونون درست ہونگے جیسا کہ روپیہ سے غلہ خریدنا بیچنا - اب رہی
یہ بات کہ امام صاحب نے ان دونون چیزونکو علت کیون قرار دیا ؟ اسکے ادلہ کتب حنفیہ مین مذکور ہین -
دوسرا قول امام شافعی کا ہو وہ یہ کہ چارون چیزون مین تو علت ربوٰ کے حرام ہو نیکے لئے طعم ہو یعنی کھانے مین آنا اور چاندی سونے مین نقدیت اور دوسرا وصف
جنس کا متحد ہونا تیسرا قول امام مالک کا ہو وہ یہ کہ علت قوت ہے یعنے غذا ہونا یا جو اسکی اصلاح کرے جیسا کہ نمک چوتھا قول عبدالملک بن ماجشون
کا ہو یعنی قابل نفع ہونا -
انہین باتون پر نظر کرکے علما نے فرمایا ہو کہ آیت ربوا مجمل ہو اور حضرت عمر نے بھی کہا کہ آنحضرت دنیا سے تشریف لیگئے اور ربوٰ کے مسائل ہنوز ہم حل نہین کرنے
اس مجمل کی تفسیر آئمہ نے خوب کردی ہو اب جو کوئی خواہ مخواہ اس آیت کی تخصیص کرکے کہ وہ صرف غریبون سے سود لینا حرام ہو اور دولت مندونسے
درست ہو اور گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹ کی آمدنی بھی درست ہو اور رفاہ عام کے سرمایہ کا سود لینا بھی درست ہو اور ریل وغیرہ امور تمدن مین بھی
سود کے لئے روپیہ دینا درست ہو دواوسکا کیا اعتبار ہے ؟ پھر اسپر دہلی کے علما پر بہتان باندہنا کہ انھون نے ایسا فتوی دیا تھا صریح غلط ہو اور یہہ
کہنا کہ یہ مسئلہ تجارت اور ترقی ملک کے حق مین سدراہ ہے سخت بیوقوفی اور ابلہ فریبی ہی حق یہ ہو کہ سود کی تمام قسمین حرام ہین اور اسپر چار وعید نازل ہین
اوّل یتخبط اور اسکے بعد حرم الربوا دوم ومن عاد فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون کہ سود کو جائز کرنے والے ہمیشہ جہنم مین رہین گے سوم یمحق اللہ الربوا
چہارم فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ کہ سود خوارون کو اللہ اور رسول سے لڑائی کرنے پر مطلع کردو - اسیطرح احادیث صحیحہ مین اسکے لینے والے اور
دینے والے اور کاتب و شاہد سب پر لعنت آئی ہو اور سر اسکا یہ ہے - (۱) ہر فعل کی روح پر ایک تاثیر پڑتی ہے اور جب اوس فعل کی مداومت
کرتا ہے تو یہ قوت راسخہ اور ملکہ اسکی روح پر رنگ کی طرح پیوست ہو جاتا ہے - اور تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سود خوری سے دل پر سختی اور روپیہ
کی محبت اور بزدلی اسدرجہ کی طاری ہوتی ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین اور یہ تینون اوصاف نہایت درجہ کے خراب ہین - دیکھئے سود خور کیسے سخت دل
ہوتے ہین کہ کیسا ہی غریب و مفلس کیون نہو اوس کی خانہ بربادی کرکے اپنا بھلا کرنے مین دریغ نہین کرتے اور بزدلی اون کی مشہور ہے اور ہی لئے
آپ تاریخون کے ورق اولٹ جائے کبھی کسی سود خور قوم کو آپ نہ پاوین گے کہ اوس نے اولوالعزمی کی ہو یا وہ فاتح ملک ہوئی ہو بلکہ بیشتر یہہ
ناجائز روپیہ جمع کیا ہوا دیرون کے ہاتھ لگا کرتا ہی یہ تاثیر دنیا مین ظاہر ہوتی ہے اور عالم باطن مین اسکے یہ اخلاق رذیلہ ہمیشہ اسکی روح کو
صدمہ پہنچاتے ہین جیسا کہ اسنے لوگونکے دلونپر صدمہ پہنچایا (۲) سود خوری سے ملک کی ترقی اور علوم و فنون اور کارخانون اور تجارت کیطرف کہ جو قوم
اور ملک اور سلطنت کی رونق کا باعث ہین توجہ نہین رہتی اور کاہلی اور بدبختی آجاتی ہے آپ سود خورون کے ملک کو کبھی سرسبز نہین دیکھین گے
بلکہ صرف انہین چند مردار خورون کو (۳) صلہ رحمی اور ہمدردی انسانی اور مروت کا دروازہ اس سے بند ہو جاتا ہے اعاذنا اللہ منہ

ف یعنے معاملات مین بمعاوضہ قیمت انکا جاری ہونا دیکھو جو کچھ لین دین ہوتا ہے تو روپیہ اشرفی سے ہوتا ہے ۱۲ منہ
* امام ابوحنیفہ کے نزدیک پہلون وغیرہ اون چیزون مین کہ جو وزن اور پیمانہ سے نہین فروخت ہوتین ٹرہوتری ربوا کا حکم نہین رکھتین اسی طرح امام شافعی کے نزدیک جو چیزین
سوا دہین سوا چاندی سونے کے دی جاتی ہین جیسا کہ لوہا تانبا پیتل اور کپڑا وغیرہ ان کی ٹرہوتری مین ربوا نہین اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے امام مالک کے نزدیک سوا چاندی سونے
کے اور جس قدر چیزین کہانے مین نہین آتین نہ ذخیرہ ہو سکتی ہین جیسا کہ سبز ترکاری اور تانبا لوہا وغیرہ ان مین بھی ربوا نہین اور اس مسئلہ کی تفریعات کتب فقہ مین نہایت تشریح
کے ساتھ مذکور ہین ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھہ سود لینا باقی رہ گیا ہے اوسکو چھوڑ دو اگر تم (سچے) مومن ہو پھر اگر (ایسا) نہین کرتے تو اللہ اور اوس کے رسول سے لڑنے

رَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن

کو خبردار ہوجاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو تمہاری اصل رقم پہونچ سکتی ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ کوئی تمپر ظلم کرے اور اگر قرضدار تنگ دست ہے تو اوسکو فراخی تک مہلت دینی چاہئے اور اگر

تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

سمجھو تو معاف ہی کردینا تمہارے لئے بہتر ہے اور اوس دن سے ڈرتے رہا کرو کہ جسدن تم خدا کی طرف لوٹا کر لائے جاؤگے پھر جس کسی نے جو کچھہ کیا تہا اسکو پورا پورا دیا جاویگا اور کسیکا کوئی حق دبا نہ رکہا جاوے

ترکیب

ان کنتم مومنین شرط جملہ متقدم دال بر جزا فان لم تفعلوا شرط فاذنوا الخ جواب وان شرطیہ کان تامہ ذو عسرۃ اسکا اسم فنظرۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای فالحکم نظرۃ الخ یہ تمام جملہ جواب شرط واتقوا فعل انتم فاعل یوما مفعول بہ ترجعون الخ جملہ اسکی صفت۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا سود سے باز آؤ اور جو کچھہ ممانعت سے پیشتر لے چکے ہو وہ تمہارا ہے۔ اسپر خیال پیدا ہوتا تھا کہ ممانعت سے پہلے کا جو سود قرضدار کے ذمہ چڑہ رہا ہے وہ بھی ہمارا ہی ہے اسکو لینا چاہئے اس خیال کو خدا تعالی نے رد کیا کہ جو کچھہ سود قرضدارون کے ذمہ پر باقی رہگیا ہے اسکو چھوڑ دو اگر سچا ایمان رکھتے ہو اور جو تم باز نہین آتے تو تمکو خدا اور اسکے رسول کی طرف سے لڑائی کا اشتہار دیا جاتا ہے کس لئے کہ باوجود ممانعت شدید اور تاکید مزید کے پھر سود لینا اور غریبون کا دل دکہانا خدا اور اسکے رسول سے جنگ کرنا ہے ہان اگر تم اس فعل بد سے توبہ کرتے ہو تو تمکو تمہارا اصل مال پہنچتا ہے نہ سود لیکر تم کسی پر ظلم کرو نہ اصل مال مین کمی کرکے تمپر ظلم کیا جاوے۔ جبکہ سود کی سخت ممانعت ہوگئی اور ذمہ پر چڑہا ہوا سود لینا بھی حرام ہوا تو قرضخواہ کا قرضدار کو تنگ کرکے جلدی وصول کرنا بھی ایک طبعی بات ہے کس لئے کہ جو امید نفع کی تھی جسکی وجہ سے وہ مہلت دے رہا تھا وہ تو منقطع ہوگئی مگر جو قرضدار تنگ دست ہین اونکے لئے اسمین بڑی دقت ہے وہ کہان سے لاکر اونکو دین ادہر قرضخواہ ہے کہ تقاضون کے مارے اوسکو پیسے ڈالتا ہے بے آبرو کررہا ہے قید مین ڈلوانے کی فکر کررہا ہے اس لئے خدا تعالی نے ان بیکسون کے حال زار پر رحم کرکے اسکے ساتھہ ہی یہ حکم دیا کہ اگر قرضدار تنگ دست ہے یعنی سردی گرمی کے کپڑون اور دو ایک دن کے کھانے اور خرچ عیال کے علاوہ نہ کوئی جائداد رکھتا ہے کہ اسکو فروخت کرکے قرض ادا کرے نہ نقد مال ہے کہ دیکر پیچھا چھڑا لے تو اوسکو مہلت دینی چاہئیے یہانتک کہ اسکو قرض ادا کرنیکا مقدور حاصل ہوجائے اتنے عرصہ مین اسکو تنگ کرنا یا قید کرانا حرام ہے اسلام مین سراسر رحمدلی ہے اول ربوا الفضل کو بھی اسی لئے حرام کیا تھا کہ اگر مثلاً کسی غریب کو اچھے گیہون کی ضرورت پڑے تو برابر سرابر کسی سے بدلے اس تفاوت قلیل پر نظر نہ کیجائے اسی طرح ربوا النسیئہ کو حرام کیا باہم احسان اور صلہ رحمی کے طور پر دوسرے بھائی کی حاجت قرض وغیرہ ادا کردینا چاہئیے پھر فرماتا ہے اگر تم بالکل معاف کردو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ یہ خزانہ الہی مین جمع ہو کر تمہین آخرت مین نفع دیگا۔ اسکے بعد اس صلہ رحمی اور رحمدلی اور اس سخت گیری کے لئے ایک کوڑا سا غافلون کی پشت پر مار دیا کہ اس دن سے ڈرو کہ جسمین تم پھر خدا کے پاس واپس جاؤگے اور ہر شخص اپنے اعمال کا نتیجہ پائیگا۔

اس مین اشارہ ہے کہ تم پر بھی تو خدا تعالی کے سیکڑون مطالبات ہین پھر جب تم سخت گیری کرتے ہو تو اپنے لئے اوس روز رحم کی کس بہروسہ پر امید رکھتے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ

ایمان والو جب تم ادھار پر کسی میعاد معین تک لین دین کیا کرو تو اوس کو لکھ لیا کرو اور چاہیے کہ تم میں سے کوئی کاتب پورا پورا لکھے اور لکھنے والے کو چاہیے

اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ

جیسا کہ اوسکو خدا نے سکھایا ہو انکار نہ کرے (بس اوسکو لکھدینا چاہیے) اور مضمون وہ بتائے کہ جسپر مطالبہ ہو اور اللہ سے ڈرے جو اسکا پروردگار ہے اور اسمین کوئی کسر نہ رکھ جائے پھر جسپر مطالبہ ہے

عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ

اگر وہ بیوقوف ہو یا معذور ہو یا وہ مضمون نہیں بتا سکتا تب اسکے ولی کو چاہیے کہ انصاف سے مضمون بتائے اور اپنے لوگوں میں سے دو مرد گواہ کر لیا کرو

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَ

اور اگر دو مرد نہ ملین تو ایک مرد اور دو عورتین کہ جنکو تم گواہون مین پسند کرتے ہو کیونکہ اگر ان مین سے ایک بھولیگی تو دوسری یاد دلا دیگی اور

لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔـمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

گواہون کو انکار نکرنا چاہیے جبکہ وہ طلب کئے جائین اور معاملہ میعاد لکھنے مین کاہلی نہ کرو چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا ہو یہ خدا کے نزدیک منصفانہ بات ہے اور گواہی کیلئے بھی مضبوطی

وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ

اور زیادہ قرین عقل ہے کہ تمکو شبہ نہ پڑے مگر جبکہ وہ معاملہ دست بدست تجارت کا ہو کہ جسکو باہم لیتے دیتے ہو تب اوس کے نہ لکھنے مین تمپر کچھ مضائقہ نہیں اور جب سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ ۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ وَ

اور نہ کاتب کو ضرر پہونچایا جاوے اور نہ گواہ کو اور جو ایسا کروگے تو یہ تمہاری بدکاری ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور خدا تمکو سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے اور

اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ وَلْيَتَّقِ

اگر تم سفر مین ہو اور تم کو کوئی لکھنے والا نہ ملے تو قرضخواہ کے ہاتھ مین کوئی چیز گروی کر دو اور جو تم مین سے کوئی کسی کے پاس امانت سپرد کرے تو اسکو چاہیے کہ اسکی امانت واپس کرے اور اللہ سے

اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ

ڈرے جو اسکا پروردگار ہے اور گواہی نہ چھپایا کرو اور جو اسکو چھپاتا ہے تو وہ دلکا کھوٹا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسکو جان رہا ہے

ترکیب

یا حرف ندا ایہا الذین الخ صلہ و موصول منادی اذا کلمہ شرط تداینتم بدین الی اجل متعلق ہے فعل سے یہ جملہ شرط فاکتبوہ جواب بالعدل متعلق ہے ولیکتب سے کما علمہ اللہ کاف موضع نصب مین ہی صفت ہے مصدر محذوف کی۔ ولیملل اسکی ماضی امل ہی من رجالکم صفت ہے شہیدین کی ممن ترضون موضع رفع مین صفت ہی رجل وامرتان کی من الشہداء بدل ہے من سے جو ممن مین ہے ان تضل ان مصدریہ ناصبہ فعل ہے اور یہ مفعول لہ ہے تقدیرہ لان تضل فتذکر منصوب ہے معطوف ہے تضل پر احدہما فاعل الاخری مفعول ان تکتبوہ بتاویل مصدر مفعول ہی لاتسامو کا صغیرا وکبیرا دونون حال ہین تکتبوہ کی ہ سے عند اللہ ظرف ہی اقسط کا اور لام للشہادۃ مین اقوم سے متعلق ہے ان لاترتابوا موضع نصب مین ہی وتقدیرہ لئلا ترتابوا۔ تجارۃ موصوف حاضرۃ صفت مجموعہ خبر تکون اور اسم اسکا ضمیر ہے تکون مین جو المعاملۃ کی طرف پھرتی ہے تدیرونہا بینکم اسے تقبضونہا جملہ صفت ثانیہ ہے تجارۃ کی رہان موصوف مقبوضۃ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اسے الوثیقۃ رہان۔

تفسیر

پہلی آیتون مین صدقہ وخیرات کا حکم دیا اوسکے بعد سود کو منع کیا جس سے بظاہر مال مین کمی ہوتی ہے اسکے بعد مال کی حفاظت اور ترقی کی تدبیران آیات مین

بیان کی لکھنے اور بیع السلم کا حکم دیا ہے اس لئے کہ مال سے انسان بہت سے نیک کام کر سکتا ہے اور سوال اور ذلت سے بچتا ہے بفراغت دل عبادت
کر سکتا ہے اور اسی لئے بیجا صرف کر کے مال برباد کرنے سے بھی بڑی تاکید سے منع فرمایا و لا تسرفوا۔ یا یون کہو جبکہ خدا نے سود سے منع کیا تو اسکے بدلہ
مین ایک اور جائز آمدنی یعنی بیع السلم کو جائز کیا کیونکہ بعض مفسرین نے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی سے بیع السلم مراد لی ہی جیسا کہ ابھی بیان ہوتا ہے
فرماتا ہے اے مسلمانون جب تم باہم کچھ قرض کسی میعاد پر لو دو تو اوسکو لکھہ لیا کرو اور کوئی لکھنے والا حق حق لکھے کمی زیادتی نکرے اور قرض لینے والا خود
بتاتا جائے اور جو وہ کمسنی یا بیوقوفی وغیرہ کی وجہ سے خود نہین لکھہ سکتا یا مضمون تمسک نہین بتا سکتا تو اسکے ولی وارث بتائین اور لکھوائین اور
پھر دو شخصون کو کہ جو معتبر ہون گواہ بنالو اور جو دو مرد نہون تو ایک مرد اور دو عورتین گواہی مین کافی ہین تا کہ ایک بھولے تو دوسری یاد دلائے اور جب
وقت پڑے تو گواہون کو لازم ہے کہ پوری گواہی دین اوسکو ہرگز نہ چھپاوین ہان اگر نقد بنقد تجارت ہو تو اسکا لکھنا کچھ ضرور نہین اور جو باہم بیع کرو تو
کسی کو اسپر گواہ بنا لیا کرو اور جو سفر کی وجہ سے لکھنے والا نملے تو کوئی چیز رہن کر دینی چاہئے اور جو کوئی کسی کو امانت سپرد کرے تو اوسکو لازم ہے کہ
بیپرواہی کی امانت واپس کرے خدا سے ڈرے یہ آیت کا خلاصہ مطلب ہوا اب ہم اسمین جسقدر احکام ہین اونکی تفصیل کرتے ہین اور اس مین اقوال مفسرین
بھی بیان کرتے ہین تا کہ آیت کے مطالب پر بخوبی آگاہی ہو جائے۔ (۱) اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین جبکہ
نبی صلعم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ پھلون کی دو برس تین برس کے وعدہ پر بیع کیا کرتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیع سلم
کرے تو وزن اور وقت اور پیمانہ معین کر لیا کرے اسپر خدا تعالے نے اور بھی اس آیت مین اس بیع کی حفاظت کر دی کہ ان سب باتونکو لکھہ لیا کرو
پس ابن عباس رض کے نزدیک اس آیت مین تداینتم بدین سے بیع سلم مراد ہے اور اسکے لکھنے سے یہ مراد ہے کہ وزن اور پیمانہ اور وقت لکھہ لیا جاوے
جمہور مفسرین کہتے ہین کہ بیع چار طور سے ہو سکتی ہے اول نقد بنقد یعنے ابھی دام دینا اور ابھی چیز لینا جسکو تجارۃ حاضرۃ سے تعبیر کیا ہے سو وہ اس جگہ
مراد نہین کیونکہ وہان دین نہین اور تداین تفاعل ہی دین سے اور تداینتم تبایعتم بدین دوم ادہار کو ادہار سے فروخت کرنا کہ ہم تمکو پرسون تک
روپیہ دین گے تم ہمکو اس قدر چیز دینا سو یہ بیع باطل ہی یہ بھی اس آیت مین داخل نہین تیسرے کسی چیز کو ادہار سے فروخت کرنا یعنے بیع العین
بالدین جیسا کہ کوئی کہے یہ شے اتنے روپیہ سے خرید لی مگر روپیہ دو مہینے مین دونگا چوتھی بیع الدین بالعین یعنے روپیہ تو اوسی وقت دیا
جائے اور مال کے لئے کوئی مہلت مقرر ہو جاوے مثلاً کوئی کہے کہ ہمنے تم سے سو من گیہون اس نرخ سے خریدے اور فلان مہینے مین ہم تم سے
لے لین گے اسکو بیع السلم اور بیع السلف کہتے ہین اس آیت مین تیسری اور چوتھی قسم مراد ہے اور یہی قوی ہے بعض کہتے ہین اس سے قرض دینا مراد ہے
کہ اگر کوئی کسیکو قرض دے تو اسکو لکھہ لے لیکن اسمین ضعف ہی کیونکہ لغت مین قرض اور چیز ہے دین اور چیز ہے قرض مین مدت مقرر کرنا درست نہین دین
مین ہے + قرض روپیہ پیسہ وغیرہ کسی کو بشرط واپسی دینا دین کسی حق کی بابت کوئی چیز اسپر لازم ہوتا اور کبھی دونون ایک معنے مین بھی مستعمل ہوتے ہین
پس آیت مین دین کا ذکر ہے نہ قرض کا +
(۲) فاکتبوہ جمہور محققین کے نزدیک یہ امر وجوب کے لئے نہین بلکہ اباحت کیلئے یعنے لکھنا اس معاملہ کا فرض و واجب نہین بلکہ بہتر ہے تا کہ باہم
نزاع اور کسی شرط پر جھگڑا نہو (۳) ولیکتب بینکم کاتب بالعدل کاتب پر بھی اسکا لکھنا بقول جمہور فرض واجب نہین۔

ل بیع السلم جمہور آئمہ کے نزدیک جائز ہی جسکو ہمارے عرف مین بدنی کہتے ہین مگر اسمین چند شرطین ہین مال ہو لیا جاویگا اس کی ناپ تول مقرر ہو جانی چاہئے اور یہ کہ کب لیا جاویگا اور کہان لیا جاویگا وغیرہ تا کہ کوئی جھگڑا پیدا نہو خواہ وقت مقرر پر وہ چیز ارزان ہو خواہ گران بائع کو دینی پڑیگی اور اسکا نفع مشتری کو درست ہوگا ۱۲ منہ ؎ اسکو امام بخاری وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ

ولا یضار کاتب ولا شہید بلکہ اسی لئے متاخرین نے کاتب کے لئے اجرت کتابت لیکر لکھنا جائز قرار دیا ہو اور مستحب یہ ہو کہ کاتب بلا اجرت اس شکر یہ مین کہ خدا نے اوسکو لکھنا سکھایا ثواب جانکر لکھے جیسا کہ اہل اسلام کے اور سب کار اجر آخرت پر ہوتے ہین والیہ یشیر بقولہ ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ (۴) ولیملل الذی علیہ الحق املال اور املا دونون کے لغت مین بتانے اور پڑھکر سنانے کے معنے ہین قال تعالے فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا یعنے جسپر دین ہے اور اسنے اپنے ذمہ پر لے لیا ہے کہ مین فلان دینے مین اس شئے کو کہ جسپر بیع واقع ہوئی دونگا وہ اقرار کرے اور لکھوائے اور کچھہ کم زیادہ نکرے اور جو یہ خود لکھوا نہین سکتا یا خود لکھہ نہین سکتا تو اسکا ولی انصاف سے یہ کام کرے ＊

(۵) واستشہدوا شہیدین من رجالکم گواہ بنانا بھی امر استحبابی ہو من رجالکم اور ممن ترضون من الشہداء سے شہادت کے متعلق چند مسائل مستفاد ہوتے ہین اول یہ کہ سوائے شہادت زنا کے ہر امر کی شہادت کے لئے دو آدمی کافی ہین لانہ قال شہیدین اور زنا کے معاملہ مین چار شخصون کی گواہی معتبر ہے کما قال اللہ تعالیٰ واللاتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم وقال ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء کیونکہ یہ کام مرد اور عورت دونون سے متعلق ہے ہر ایک کے دو دو گواہ چاہئین اور نیز پردہ پوشی بھی مطلوب ہے پھر سوائے زنا کے اگر حدود و قصاص کا معاملہ ہے تو اسمین صرف دو مرد ہون عورتین نہون کیونکہ ابن ابی شیبہ نے مصنف مین زہری سے روایت کی ہے مضت السنۃ من لدن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم والخلیفتین من بعدہ ان لا شہادۃ للنساء فی الحدود کہ حضرت کے عہد سے ابوبکر و عمر رض کے عہد تک حدود (و قصاص) مین عورتون کی گواہی قبول نکی جاتی تھی - اسکے سوائے اور سب معاملات مین خواہ مالی ہون خواہ غیر مالی دو مردون کی گواہی اور جو دو مرد نہون تو ایک مرد[۱] اور دو عورتون کی کافی ہے دو عورتین ایک مرد کے قائم مقام کی گئی ہین کیونکہ انکے مزاج مین برودت ہے جس سے نسیان پیدا ہوتا ہے دو مین اگر ایک بھولیگی تو دوسری یاد دلا دیگی امام شافعی کہتے ہین کہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی مالی معاملات مین قبول ہوگی اور غیر مالی مین مرد کا ہونا ضروری بات ہے (دوم) ممن ترضون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر شخص گواہی کے قابل نہین بلکہ عمدہ آدمی ہو اب اسکی تفسیر بالتفصیل علماء نے احادیث اور قیاس سے یون کی ہو کہ گواہ مین دس شرطین ہونی چاہئین اول حر ہو یعنی کسی کا غلام نہو دوم بالغ ہو کم سن لڑکا نہو سوم مسلمان ہو جیسا کہ من رجالکم سے سمجھا جاتا ہے کافر نہو البتہ کافر مستامن کی گواہی دوسرے کافر مستامن پر درست ہوسکتی ہے نہ مسلمانون پر واضح ہو کہ یہ شرطین اون باتون کی گواہی مین معتبر ہین جو دین سے متعلق ہین اور معاملات مین تو صرف ہر اہل عقل و تمیز کا قول معتبر ہوگا خواہ حر ہو خواہ غلام خواہ مسلمان ہو خواہ کافر جوان ہو یا عقل و تمیز والا لڑکا کس لئے کہ معاملات کثیر الوقوع ہین اگر انمین یہ قیدین معتبر ہون تو حرج ہوگا چنانچہ ہدایہ کی کتاب الکراہیۃ مین لکھا ہے ویقبل فے المعاملات قول الفاسق ولا یقبل فے الدیانات الا قول العدل ووجہ الفرق ان المعاملات یکثر وجودہا فیما بین الناس فلو شرطنا شرطا زائدا یؤدی الے الحرج فیقبل قول الواحد فیہا عدلا کان او فاسقا کافرا کان او مسلما عبدا کان او حرا ذکرا کان او انثی دفعا للحرج ＊ معاملات کی مثال

[۱] مگر وہ معاملات جن پر مرد مطلع نہین ہوتے وہان صرف ایک عورت کی بھی شہادت کافی ہو جیسا کہ بکارت و ولادت اور عورتون کے خاص عیب ہدایہ ۱۲ منہ

شراء اور اذن تجارت اور وکیل بنانا وغیرہ اور دیانات کی مثال نجاست آب کی خبر دینا یا اور کوئی حل وحرمت کے متعلق خبر دینا چہارم عدل ہو فاسق نہو پنجم جس چیز کی گواہی دیتا ہو اوسکو خوب جانتا ہو ششم اس گواہی سے اسکا کوئی نفع نہو ہفتم اس سے کوئی اس کی مضرت دفع نہو ہشتم غلط اور نسیان مین مشہور نہو نہم بیمروت لالچی نہو دہم جسپر گواہی دے رہا ہے ان اور اوسمین کوئی عداوت نہو۔

(سوم) ولا یاب الشہداء اذا ما دعوا ۔ ولا تکتموا الشہادۃ سے گواہون پر فرض وواجب ہوگیا کہ جب اونکو عدالت مین طلب کیا جاوے تو ایمانداری سے سچی شہادت دیوین اور اوس مین سے ہرگز کوئی بات مخفی نکرین نہ اوسکو بدل کر کہین خواہ اپنا ہی نقصان کیون نہوتا ہو۔ اگر گواہ کا کوئی حرج اداء شہادت مین سفر کرنا پڑے تو جب درس تدریس وعہدہ قضا کے لئے اجرت لینا متاخرین نے جائز رکھا ہے تاکہ یہ دروازہ بند نہ ہو جاوے تو اسی طرح گواہ کو خرچ وخوراک بھی دینا جائز ہو سکتا ہے جس کی طرف ولا یضار کاتب ولا شہید مین اشارہ ہے۔

(چہارم) وان کنتم علی سفر ولم تجدوا کاتبا فرہان مقبوضۃ جمہور محققین کہتے ہین کہ یہ قید اگر تم سفر مین ہو اور کوئی کاتب نملے تب کوئی چیز رہن کردو) ایک امر کثیر الوقوع کے بیان کے لئے ہے کیونکہ سفر مین اکثر ایسا ہوتا ہے مگر اس سے یہ غرض نہین کہ وطن مین باوجود کاتب ہونے کے رہن نکرو بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی درع[1] کو کسی قدر جو کے عوض رہن کیا تھا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے۔

(پنجم) فان امن بعضکم بعضا الآیہ چونکہ کبھی اس طرح سے بھی بیع ہوتی ہے کہ نہ مشتری سے نقد روپیہ لیا جاتا ہے نہ معتبر اور امین سمجھکر تمسک لکھوایا جاتا ہے نہ کوئی شئے زرثمن کی عوض مین رہن کی جاتی ہے گویا اس مشتری کو امین تصور کیا جاتا ہے اس امر مین ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی کو ایسا سمجھے تو اوس کو لازم ہے کہ اوسپر جو کچھ آتا ہے خدا سے ڈر کر حسب وعدہ دیدے انکار نہ کرے اور نیز اس مین یہ بھی اشارہ ہے کہ جو چیز کسی کے پاس رہن کی گئی ہے وہ مرتہن کے پاس رہن رکھنے والے کی امانت ہے اوس کو واپس دیدے جبکہ قرضہ ادا کر دیا جائے۔ اس سے بہت سے مسائل رہن کے ثابت ہوتے ہین منجملہ اون کے یہ کہ اس چیز پر جو کچھ صرف ہو اسکے مالک کے حساب مین لگے اور جو کچھ اوس کی آمدنی ہو وہ بھی مالک کی ہے۔

منجملہ اون کے یہ کہ اگر امانت کسی آسمانی یا زمینی حادثہ سے تلف ہو جاوے تو امانت ہے اس کا معاوضہ نہین اور نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ یون بھی کوئی کسی کو امانت سپرد کرے تو اوس کو واپس دینا لازم ہے ۔ یہ بھی حفظ مال کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور حفظ مال کے لئے یہ آیات بیان ہو رہی ہین ۔ ان آیات مین جس قدر احکام اشارتاً مذکور ہین اور پھر جو کچھ الفاظ مین اسرار رکھے گئے ہین اور بلاغت مرعی ہے وہ ایک بحر زخار ہے جس کے بیان کے لئے ایک دفتر چاہیئے ۔

[1] زرہ ۱۲ منہ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ

جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے سب اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ کہ تمہارے دلون مین ہے خواہ تم اوسکو ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ اوسکا تم سے حساب لیگا پھر جسکو چاہے معاف کرے گا اور

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ

جسکو چاہے عذاب دیگا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے جو کچھ رسول پر اوسکے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اوسپر رسول اور ایمان والے یقین لائے ہر ایک اللہ اور

مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝

اوسکے فرشتون اور اوسکی کتابون اور اوسکے رسولون پر ایمان لے آیا کہ ہم کسی ایک رسول مین بھی فرق نہیں کرتے اور کہدیا کہ ہمنے سن لیا اور مان لیا تیری مغفرت چاہتے ہین اور تیرے ہی پاس پھر کر جانا ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا

اللہ بھی کسی کو اوسکی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جیسے اچھے کام کئے تو اپنے لئے اور جیسے برے کام کئے اوسکا وبال بھی اوسی پر ہے اے رب اگر ہم بھول چوک جائین تو ہمکو نہ پکڑنا اے ہمارے رب

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟

اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ ہم سے پہلون پر ڈال دیا تھا اور ہمپر ایسا بار گران نہ رکھ کہ جسکی ہمکو طاقت نہو اور ہم سے درگذر کر اور ہم کو بخشدے

وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور ہمپر مہربانی کر تو ہمارا کارساز ہے پس ہمکو کافرون پر فتحیاب بھی کر

ترکیب

مافی السموات الخ مبتدا للہ خبر وان تبدوا شرط یحاسبکم جزا فیغفر مرفوع جملہ مستانفہ اور مجزوم پڑھا جائے تو یحاسب پر معطوف ہے والمومنون معطوف ہے الرسول پر کل مبتدا امن باللہ الخ خبر بعض کہتے ہین المومنون مبتدا اور یہ جملہ یعنی مبتدا و خبر اوسکی خبر غفرانک ای نسئل غفرانک ہے۔

تفسیر

پہلے رکوع مین فرمایا تھا کہ "گواہی نہ چھپاؤ اور جو چھپائے گا تو اوسکا دل گناہ گار ہوگا"، اور نیز یہ بھی فرمایا تھا کہ "کسی کو مضرت نہ پہنچاؤ"، اور یہ بھی کہ "امانت کو گو اوسپر کوئی گواہ نہو واپس دو"، اور ایسا ہوتا ہے کہ بعض ظاہر مین تو گواہی دیتے ہین مگر اسمین ایسی گول گول باتین کہجاتے ہین کہ جس سے مضرت ہوتی ہے یا کوئی حیلہ کرکے اور شرع اور قانون کو آڑ بنا کے مضرت پہنچاتے ہین یا بدنیتی سے کوئی ایسا کام کرتے ہین کہ جو بظاہر اچھا ہے مگر درپردہ اوس مین خیانت ہے جسپر حکام ظاہری کچھ مواخذہ نہین کرسکتے ان سب باتون کے لئے جبتک خوف خدا نہو اور یہ بات دلنشین نہو جائے کہ وہ ظاہر و باطن سب کچھ جانتا ہے ہر خطرہ قلبی بھی اوس کے سامنے موجود ہے وہ بدنیتی اور باطن کے فریبون اور حیلون پر عذاب دیگا وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اور کوئی علاج نہین اسیلئے یہ آیت للہ مافی السموات الخ نازل فرمائی تاکہ خدا کا علام الغیوب اور قادر مطلق ہونا دلپر نقش ہو جائے صفات کاملہ مین سب سے بڑھکر علم و قدرت ہے اس لئے للہ مافی السموات ومافی الارض مین تو اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کر دیا اور ان تبدوا مافی انفسکم الآیۃ سے کمال علم کو تعبیر کیا کہ اسکو ہر بات معلوم ہے اس سے فرمانبردارون کو پوری تسلی ثواب اور جزاء خیر ملنے کیلئے ہے اور سرکشون اور نافرمانون کو پوری پوری تہدید اور تنبیہ ہے اور اسی لئے سورہ بقرہ مین نماز زکوۃ روزہ حج قصاص جہاد نکاح طلاق مہر ایلاء خلع رضاعت بیع ربوا رہن وغیرہ احکام متعلقہ بحقوق العباد اور حقوق اللہ کو بیان کرکے اس آیت پر کلام کو تمام کر دیا۔

واضح ہو کہ انسان کے افعال دو قسم ہین ایک وہ کہ جو خاص قلب سے متعلق ہین جیسا کہ محبت الٰہی رحمدلی اللہ اور اوسکے رسولونپر اور قیامت اور فرشتونپر

ایمان لانا اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر اوس سے ڈرنا اور معبود حقیقی اور حبیب حقیقی سمجھکر محبت رکھنا یا کینہ حسد بغض نفاق دل مین رکھنا ... ذات

وصفات اور قیامت اور فرشتون اور کتابون اور رسولون کا انکار کرنا۔ ان سب کو اعتقادیات اور نظریات کہتے ہین دوسرے وہ کہ جنکا تعلق

ہاتھ پاؤن زبان وغیرہ اعضا سے متعلق ہے جیسا کہ نماز زکوۃ صدقہ وخیرات وغیرہ یا زنا چوری اور جھوٹ بولنا گالی دینا وغیرہ انکو عملیات

کہتے ہین اور یہ باتین امور ظاہرہ مین شمار ہوتی ہین قسم اول مین بھی نیک و بد باتین ہین او قسم دوم مین بھی قسم دوم کو ان تبدوا ما فی انفسکم

سے تعبیر کیا او قسم اول کو او تخفوہ سے تعبیر کیا مگر نیک لوگون سے بھی کبھی بھول چوک ہو جاتی ہے اور دلمین بھی کبھی بے اختیار خطرات بد پیدا ہوتے

ہین اگر گرفت ہو تو بڑی مشکل پیش آئے اس لئے فیغفر لمن یشاء بھی فرمادیا مگر بری باتون کے لئے ویعذب من یشاء سے تہدید کردی۔

اور جبکہ فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء فرمادیا جسمین اشارہ تھا کہ انسان کی بعض باتین مغفرت و رفعت درجات کا سبب اور بعض عذاب

کا سبب ہین عام ہی کہ دنیاوی ہو یا اخروی یا دونون ہون اسلئے اسکے بعد موجبات رحمت و مغفرت کو بالخصوص انکو جو علم و معرفت سے

متعلق ہین کس لئے کہ انسان کی سعادت کا زیادہ تر مدار اعتقادیات و معارف ہی کی درستی پر ہے اس لئے فرمادیا امن الرسول بما انزل الیہ الایہ

اس مین یہ بھی بات ظاہر ہوگئی کہ اول سورہ مین جو ہدی للمتقین الایہ آیا او متقین کا حال بیان فرمایا اوس سے یہی لوگ مراد ہین تاکہ ابتدا

کلام اور انتہائے کلام مین وہ ربط ہو جائے جو کہ دعوی اور دلیل کے نتیجہ مین ہوتا ہے یہ کمال بلاغت ہے اور نیز یہ بات بھی تبلادی کہ صرف

تقوی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگیا۔

یہ بات ہم مقدمہ کتاب مین ظاہر کرچکے ہین کہ خدا اور بندون مین بہت سے وسائط ہین پاکباز بندون یعنے رسولون مین اور اللہ مین واسطہ

فرشتہ ہے کہ تجرد زیادہ رکھتا ہے پھر اور آدمیون کے لئے واسطہ رسول ہین کس لئے ملائکہ پر تو عالم ملکوت خود ظاہر ہے انکو بجز یقین کرنے کے

چارہ نہین ہان انسانونسے بچشم ظاہر مخفی ہی اسلئے انکا ایمان لانا زیادہ تر ضروری ہی سب سے اور پیشتر انکے ہادی اور مرشد رسول کو اوس عالم کا یقین

ہونا پرضرور ہی تاکہ اسکی صداقت اور ایمان کا پرتو امت کے دلو نپر پڑے اور اسی لئے جناب نبی علیہ السلام کو شب معراج مین مختلف اوقات مین

اوس عالم کا مشاہدہ کرادیا اور سب کچھ دکھادیا اس لئے فرماتا ہے امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ اسکے بعد والمومنون ذکر کیا اور پھر سبکو جمع کرکے

کل امن باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ مین علی ترتیب فرمایا اور مومنون کی طرف سے یہ بھی ظاہر کردیا کہ لانفرق بین احد من رسلہ کہ ہمکو اوس کے[1]

کسی رسول کا بھی انکار نہین حقیقت مین خدا کی فرمانبرداری کے یہی معنی بھی ہین کہ اوسکے کسی برگزیدہ یا رسول کا انکار نکیا جاوے سو یہ بات

بھی خاص اہل اسلام کو حاصل ہی یہود حضرت عیسے علیہ السلام کا انکار کرتے ہین عیسائی انہین پھر وجوہ سے کہ جنسے یہودی حضرت عیسے کی کسرشان

پر استدلال کرتے ہین جناب محمد علیہ السلام کا انکار کرتے ہین جنکے انکار کی وجہ نہ تورات سے ثابت ہی نہ انجیل سے نہ وہ ان حضرات انبیاء کے برخلاف ہے

بلکہ اونکی مصدق علاوہ اسکے صدہا معجزات اور سب سے بڑھکر معجزہ عرب جیسے جاہل اور وحشی قوم کو خدا پرست اور نیکوکار ہونے اور کایا پلٹے بھی

[1] اسی لئے مسلمان تمام انبیاء علیہم السلام کو برحق جانتے ہین جن کا ذکر قرآن مجید مین ہی ان پر بالتفصیل ایمان رکھتے ہین اور جنکا ذکر نہین ہو جب۔ اس آیت کے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ ولکل قوم ہاد ان کو

اجمالاً برحق جانتے ہین۔ یہان سے یہ بات بھی پیدا ہوئی کہ ہندوستان ایران چین وغیرہ بڑے آباد ملکون مین ضرور خدا کے انبیاء اور ہادی آئے ہونگے ابد مین بمرور زمانہ ان کے مذہب و بات مین تحریف ہو کر

بگڑ گئی اس لئے انکے مذاہب مین بعض بعض باتین حقانی بھی ملتی ہین اور اسی لئے انکے مشاہیر کی بابت سکوت بہتر ہے سو ادبی نہین کرنی چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ رسول ہون ان کے پیرون کی غلط تاریخ اور غلط ...

... نہین ...

دیکھ چکے ہین اور انکی بشارت بھی کتب مقدسہ مین ہین - اس کے بعد اہل ایمان کی سیرت اور رویہ کو بیان کرتا ہی وقالوا سمعنا و
اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر یہ آپ ابھی جان چکے ہین کہ انسان کا کمال اوسکی قوت نظریہ اور عملیہ کی تکمیل پر منحصر ہی قوت نظریہ کی
تکمیل اعتقادیات کو درست کرنا اللہ اور اوس کے رسولون پر اور قیامت اور فرشتون پر ایمان لانا ہے سو اس کی طرف کل امن باللہ
وملائکتہ الخ مین اشارہ تھا اور قوت عملیہ کی تکمیل اوسکی اطاعت کرنا اور آپکے احکام پر کان دھرنا ہی سو اسکو اس آیت قالوا سمعنا الخ
مین واضح کیا - اور یہ بھی ہی کہ انسان کے تین حال ہین اول وہ جو گزر گیا گزشتہ اور پہلی باتون کے علم کو علم المبدا کہتے ہین دوسرا حال موجود
اسکے علم کو علم الحاضر کہتے ہین کہ اس عالم مین انسان کو کیا کرنا چاہیے تیسرا حال آیندہ مرنے کے بعد اسپر کیا گزریگا اور کیا پیش آویگا اسکو علم المعاد
کہتے ہین قرآن چونکہ کتاب الٰہی ہی اوسمین ان تینون علمون کیطرف ضرور اشارہ ہوتا ہی اور انہین کی تعلیم کے لئے انبیاء دنیا مین آئے اور کتابین آئی
ہین اس لئے اخیر سورہ بقرہ مین ان تینون علوم کو بیان فرمادیا امن الرسول سے لیکر لانفرق بین احد من رسلہ تک تو علم المبدا کیطرف اشارہ ہے
کہ اول سب سے وہ ذات باری ہی اور پھر ملائکہ مخلوقات مین مظہر اول ہین پھر آسمان و زمین جن و انس اور انکی ہدایت کیلئے کتابین اور رسول آئے
اور علم الاوسط کی طرف وقالوا سمعنا واطعنا مین اشارہ ہے کیونکہ بجز طاعت و فرمانبرداری کے دنیا مین انسان کے لئے فلاح و نجات کا
اور کون ذریعہ ہو سکتا ہے اسکو دنیا مین ہی کرنا چاہیے غفرانک ربنا والیک المصیر مین علم المعاد کی طرف اشارہ ہے کہ مرکر عالم قدس مین
جانا اور خدا کے پاس حاضر ہونا ہے جہان سوائے مغفرت کے اور کوئی عمدہ چیز نہین * لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا الخ یہ تیسری قسم مومنین اور
رسول کا اور قالوا کا مقولہ ہی یعنی مومنون نے جبکہ یہ کہا سمعنا واطعنا تو اسکے ساتھ خدا کی مدح بھی کہا کہ ہم کیونکر آپکی اطاعت نکرین جبکہ آپ کسی کو طاقت سے
زیادہ کوئی حکم ہی نہین دیتا بعض مفسرین کہتے ہین یہ جملہ خدا کیطرف سے اس بیان مین بطور جملہ معترضہ کے بیان ہوا ہی کہ وہ جو میری اطاعت کرتے ہین انکا
کرتے ہین بھی ایسا نہین ہون کہ جو کبھی کوئی حکم طاقت سے زیادہ دون اور طاعت مین میرا کوئی فائدہ نہین نافرمانی مین نقصان نہین بلکہ بندون کا ہی
نفع اور نقصان ہی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا یہ ایمانداروں کی طرف سے دعا ہی کہ الٰہی ہر چند ہم تیری طاعت مین سرگرم ہین مگر جو کچھ مقتضائے
بشریت سے بھول چوک ہو جاوے تو معاف کیجیو اسلئے ذکر کیا کہ عابدونکو اپنی عبادت پر غرور نہو جاوے - ربنا ولا تحمل علینا اصرا الخ یہ دعا کی دوسری
قسم ہی - اصر لغت مین سختی اور بوجھ کو کہتے ہین اس سے مراد احکام کی سختی اور بھاری ہین یعنی ہمپر وہ سخت احکام فرض نکرنا جو باعث دقت ہون
جیسا کہ بنی اسرائیل پر تھی جو کتاب احبار وغیرہ تورات کے حصون مین اب تک موجود ہین یا یہ مطلب ہے کہ ہمپر دنیا مین سخت تکلیفین اور غیر قومونکی غلامی کا بوجھ
نڈالیو جیسا کہ بنی اسرائیل پر پڑا - ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ حمل اور تحمیل مین فرق ہی حمل اپنا اوٹھانا تحمیل اوٹھوانا - یہ تیسری قسم دعا کی ہی کہ ہمپر کوئی
ایسی افتاد بھی نڈالیو جس سے ہمکو وہ باتین برداشت کرنی پڑین جو ہماری طاقت سے باہر ہون واعف عنا عذاب اور مکافات اعمال سے ہمکو درگزر کرنا
واغفر لنا پردہ پوشی بھی کر بلکہ اس سے بڑھکر وارحمنا اپنے کرم سے ہمارا دنیا و آخرت نصیب کیا وہ وانصرنا علی القوم الکافرین اور ہمکو دشمنان دین پر فتحیاب بھی
رکھیو یہ چوتھی قسم دعا کی تھی حقیقت مین غیر ملت کی حکومت مین رہنا پوری غلامی ہی مخالفون پر فتحیابی بھی ایک عجیب نعمت ہی -

* علم الحاضر کو علم الاوسط بھی کہتے ہین ۱۲ منہ * بعض علماء نے اس سے یہ بات پیدا کی ہے کہ خدا کو اختیار ہے کہ بندہ کو اسکی طاقت سے زیادہ کسی کام کا حکم دے - اسپر بحث کی تفصیل و قال کی ضرورت ہی ہے مگر جب طاقت وقدرت
سے دو معنی ہیں [illegible] کام کرسکے تو جو کام مشکل اور دقت سے ہو سکے عرف عام مین اسکو طاقت و قدرت سے باہر کہتے ہین کونسا اشکال ہو سکتا ہے اس سے ناممکن کام کا حکم دینا ثابت
کرنیکے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے ارتکاب عبث ظلم کا جواب دہ ہونا ایک فضول بات ہے ۱۲ منہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝

اللہ اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ زندہ عالم کا کارساز ہے اتنے آپ پر کتاب برحق نازل کی جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

اس سے پہلے توریت اور انجیل کو نازل کر چکا ہے اور اسنے حق و باطل میں فیصلہ کرنے والا بھی اتارا (قرآن) جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں انکو سخت عذاب ہے اور اللہ زبردست بدلا لینے والا ہے

ترکیب

الم کی ترکیب بیان ہو چکی اللہ مبتدا لا الہ الا ہو جملہ اسکی خبر الحی القیوم موصوف و صفت خبر ثانی نزل علیک الخ جملہ یا خبر ثالث ہے یا مستانفہ ہو بالحق حال ہے مفعول سے یا فاعل سے ای نزلہ محقا فی تنزیلہ او متلبسا بالحق مصدقا حال ہے کتاب سے لما بین یدیہ جملہ مفعول ہے مصدقا کا اور لام آیا ہے تقویت عمل کے لئے ہدی للناس جزء نصب یا حال ہے مفعول لہ ہونے کی وجہ سے

تفسیر

یہ سورۃ مدینہ ہے اسمیں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں چونکہ آل عمران کا اسمیں ذکر ہے اسی سبب اسکا نام آل عمران ہوا۔

اسکی شان نزول میں محمد بن اسحاق نے یون روایت کی ہے اور دیگر روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ روایات ایک عمدہ محدثین قرار دی گئی ہیں وہ یہ کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور دین حق کی روشنی کی چمک اطراف و جوانب میں پھیلی اور مدینہ کے آس پاس کے یہود و نصاریٰ سے ملزم ہو گئے تو نجران[1] کے عیسائیوں کی ایک جماعت مناظرہ کے لئے آئی جسمیں تخمیناً ساٹھ آدمی تھے ان میں اونکا سردار عبد المسیح اور اوسکا وزیر و مشیر ایہم اور انکا بڑا پادری کہ جسکو وہ حبر اور سقف بھی کہتے تھے ابو حارثہ بن علقمہ قبیلہ بنی بکر بن وائل کا بھی موجود تھا اس پادری کی روم کے بادشاہ اسکے علم و فضل کی وجہ سے بڑی تعظیم و توقیر کرتے تھے اور اسکو انعام و اکرام جاگیر بھی دے رکھی تھی اور کلیسا عرب کا سردار بھی کر رکھا تھا جب یہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو رستہ میں ابو حارثہ کے خچر نے ٹھوکر کھائی تو اوس کے بھائی کرز نے کہا جہان کے لئے جا رہے ہیں وہ بڑا کمبخت ہے ابو حارثہ نے کہا تو کمبخت ہے اوس نے کہا بھائی صاحب یہ کیون اوس نے کہا واللہ وہ شخص کہ جس کے پاس ہم جا رہے ہیں وہ نبی ہے کہ جس کا حضرت مسیح اور یوحنا کے عہد سے اب تک انتظار تھا اور جس کی خبر موسیٰ نے توریت میں دی ہے اور حضرت مسیح کو بھی مصلوبی کے وقت بشارت دے گئے ہیں کرز نے کہا جب آپ یہ جانتے ہیں تو پھر کیون اسکے دین کو قبول نہیں کر لیتے ابو حارثہ نے کہا بھائی اگر میں ایسا کرون تو جو کچھ بادشاہون نے ہمیں دے رکھا ہے سب واپس لے لیں عزت جاتی رہے دنیا بھی رکھنی ضرور ہے یہ لوگ الوہیت مسیح کے قائل تھے اور انکو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور تثلیث کے بھی قائل تھے جب یہ مدینہ آئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ شروع ہوا آنحضرت نے بڑے قوی دلائل سے حضرت مسیح کا بندہ ہونا ثابت کیا کہ خدا اس بات سے پاک ہے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں نو مہینے

[1] نجران ایک شہر ہے مکہ اور یمن کے بیچ میں مکہ سے سات منزل پر

پرورش پاوے اور پھر باہر آکر اور بندون کی طرح کھائے پیئے اور بقول نصارے صلیب پر کھینچا جاوے تڑپ تڑپ کر جان دے اور بیٹا باپ کا مماثل اور مشابہ ہوتا ہے اور خدا تعالے سے کوئی چیز مماثل اور مشابہ نہین میدان وجود مین اسکے سوا کوئی معبود نہین کجا مساوی ہونا جب وہ لاجواب ہوئے تو آپ نے فرمایا اچھا اگر اب بھی تمہارے دل مین کوئی کھٹکا ہے تو آؤ ہم تم اپنی اولاد کو لیکر باہر نکلین اور خدا سے دعا کرین کہ جھوٹے پر لعنت خدا نازل ہو اونہون نے عرض کیا کہ اسکا مشورہ کرکے جواب دین گے آپسمین گفتگو کرنے لگے کہ ارے بھئی یہ شخص بلاشک خدا کا سچا رسول ہی اگر ہم اسکے مقابلہ مین یون مباہلہ کرین گے تو ہمپر خدا کا غضب ٹوٹ پڑیگا اپنے گھر چلے چلو۔ اس اثنا مین یہ سورۃ نازل ہونے لگی سو وہ واپس نجران مین آئے۔ اس سورہ مین بیشتر نصارے کے عقائد باطلہ کا رد ہے اور نہایت عمدہ دلائل سے اون کی تسکین کی گئی ہے الم اسکی تشریح سورہ بقر مین ہو چکی الله لا اله الا هو الحی القیوم ان عیسائیون کے مقابلہ مین اون کے تینون عقیدون کے بطلان کے لئے یہ ایک چھوٹا سا جملہ بیشمار دلائل اور براہین کا مجموعہ اون کے تین عقیدے یہ تھے اول تثلیث کہ خدا اور عیسے اور روح القدس تینون ملکر ایک خدا بعض حضرت مریم کو تیسرا اقنوم قرار دیتے تھے دوم حضرت عیسے خدا ہے انسان کی شکل مین خدا نے ظہور کیا تھا سوم حضرت عیسے خدا کا بیٹا ہے آج کل کے عیسائی بھی بجز چند فرقون کے یہی عقیدہ رکھتے ہین۔

اس آیت مین ان تینون عقیدون کو باطل کردیا الله لا اله الا هو کہ اسکے سوا کوئی معبود نہین صرف اس توحید حقیقی سے تینون عقائد کا ابطال ہوگیا اول کا اسلئے کہ جب خدا تثلیث اور توحید حقیقی مین صریح تضاد ہی اگر ہر ہر جزکو خدا مستقل مانا جاسے تو تین خدا ہوتے ہین اگر تینون سے مرکب کو خدا کہا جائے تو وہ مرکب اعتباری واحد ہے نہ حقیقی طور پر علاوہ اس کے وہ حادث بھی ہوگا پھر وہ قیوم نہین ہو سکتا کیونکہ قیوم حقیقی وہی ہے جس نے سب کو قائم و موجود کیا ہو اسکو کسی نے موجود نہ کیا ہو اور حادث کے لئے محدث قیوم ہوتا ہے دوسرے کا ابطال اس طور سے کہ اگر عیسے کو بھی خدا مانا جائے تو دو خدا ہو جاتے ہین توحید نہین رہتی اسی طرح سے تیسرے عقیدہ کا ابطال بھی ظاہر ہے کہ بیٹا قیوم نہین ہو سکتا اسکے لئے باپ قیوم ہے رہی یہ بات کہ وہ ایک ہے اسکی کیا دلیل؟ اوس کی دلیل یہ ہے الحی القیوم حی کے معنی زندہ کے ہین جسکو واجب الوجود کہتے ہین اور اسکے سوا جو کچھ ہے ممکن الوجود ہے اسکی ذات کے لحاظ سے وہ معدوم ہے نہ حی ہے نہ قیوم ہے۔ اس جملہ مین اور جملہ مذاہب باطلہ کا بھی ابطال ہوگیا کس لئے کہ جس قدر مشرک گروہ ہین وہ جو غیر الله کو پوجتے ہین ضرور انکو حی و قیوم سمجھتے ہین خدائی کارخانہ مین نفع و نقصان کا مالک و مختار بھی جانتے ہین عرب کے مشرک بتون کو ارواح غیر مرئیہ کو جنون کو ایرانی عناصر اور سیارات کو بعض فرشتون اور خدا کے برگزیدہ بندون کو پوجتے پکارتے ان کی نذر و نیاز کرتے ہین اسی اعتقاد سے کہ وہ کارساز ہے جب آیت نے یہ ثابت کردیا کہ وہی حی یعنی زندہ ہے تو یہ جملہ اشیاء مرتبہ ذات مین سرے سے موجود ہی نہین معدوم ہین پھر جب معدوم ہین تو کیونکر قیوم یعنی کارساز ہین۔

تثلیث اور الوہیت مسیح کا رد

جب خداتعالی اون کے عقائد مذکورہ کو باطل کر چکا اور توحید خوب ثابت ہو چکی تو اب آنحضرت علیہ السلام کی نبوت اور قرآن مجید کا کتاب الٰہی ہونا ثابت کرتا ہے نزل علیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ یہان کتاب یعنی قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہے کہ اسکو تم پر ہی نازل کیا ہے یہ کتاب برحق ہے اور اگلی کتابون کی تصدیق کرتی ہے یہ دو گواہ کتاب الٰہی ہونے کے لئے خدا نے بیان فرمائے جیسا کہ پہلے مطالب کے لئے دو گواہ الحی القیوم بیان کئے تھے۔ اس مین کوئی شبہ نہین کہ ایک شخص ایسے ملک کے باشندے سے کہ جسمین علوم وفنون کا مطلق چرچہ نہو اور خاص اوس شخص نے نہ کبھی کچھ لکھا پڑھا ہو نہ کسی اہل علم یہودی یا نصرانی یا مجوسی کی صحبت پائی ہو نہ جہان کی سیر کی ہو بلکہ چالیس برس عمر کا وہ حصہ کہ جسمین اکتساب علوم کیا جاتا ہے ایک ریگستانی ملک کے دو خشک پہاڑون مین گزرا ہو پھر اوس پر دنیا کی تنگدستی اور عزیز و اقارب کے روزمرہ کے جور و ظلم اور بھی مزید ہون پھر اوس سے ایک ایسی کتاب کا ظاہر ہونا کہ جسمین یہ دو وصف ہون بلاشک معجزہ ہے وہ کتاب آسمانی اور وہ شخص نبی ہے۔ وصف اول برحق ہونا اسکی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کے مطالب عالیہ (ذات و صفات مبدء و معاد انسان کی سعادت و شقاوت قصص گذشتہ اخبار آئندہ قوانین ملت دستور العمل سیاست ملک میراث بیع و شرا حلت و حرمت طہارت و نجاست علم اخلاق رحمدلی راستبازی بردباری خداترسی دنیا سے دل برداشتگی وغیرہ وغیرہ کس عمدہ اور پاکیزہ عبارت مین مبالغہ شاعرانہ اور تخیلات جاہلانہ سے خالی ایسے ہین کہ جنمین سے کوئی بھی عقل سلیم کے برخلاف نہین۔

دوسرا وصف تصدیق کرنا کتب الہیہ کا سو یہہ بھی ایک بڑی بھاری بات ہے قرآن مین اور کتب سابقہ تورات و انجیل و زبور کے مضامین مذکورہ بالا مین سر مو تفاوت نہین اور جو امور جزئیات فرعیات مین کچھ فرق ہے تو وہ بلحاظ ملک و زمانہ ہے اس لئے کہ انبیاء ہر زمانہ مین لوگون کے مناسب احکام مین کمی زیادتی کیا کرتے ہین یہہ بات بغیر اس کے کہ سب کا مبداء الہام ربانی واحد مانا جاوے ممکن نہین بالخصوص اوس شخص کے لئے کہ جس نے وہ کتابین آنکھ سے بھی نہین دیکھین چہ جائیکہ اونکو یاد کیا ہو۔

پس جب اس قرآن مین یہ دو وصف ہین تو اس کے کتاب الٰہی ہونے مین کیا شبہ ہے اور جب یہ کتاب الٰہی ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہین۔

وانزل التورٰۃ والانجیل من قبل الآیہ یہ دوسری دلیل ہے اس دعوی کے لئے یعنی یہ بات تو تم بھی مانتے ہو کہ اس سے پیشتر خدا نے تورات و انجیل نازل کی تھی اب بتلاؤ اون کے کتاب الٰہی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ جو دلیل ان کے لئے ہے وہی قرآن کے لئے ہے مبدء فیاض نے اپنی اسی رحمت سے انزل الفرقان قرآن نازل فرمایا ہے۔ پھر باوجود ان آیات بینات کے ان الذین کفروا جو کوئی خدا کی آیات کا انکار کریگا اون کو عذاب شدید ہے وہ خدا کہ رحیم جس نے اپنے فضل سے کتابین نازل فرمائی ہین عزیز زبردست بھی ذو انتقام بدلہ لینے والا بھی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ سے تو کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں نہ زمین کی نہ آسمان کی۔ وہی جسطرح چاہتا ہے ماں کے پیٹ میں تمہاری صورتیں بنایا کرتا ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ

زبردست ہے حکمت والا۔ وہی تو ہے جسنے آپ پر کتاب نازل کی کہ جسمین سے کچھہ آیتین تو مستحکم ہین کہ جو کتاب کے اصول ہین اور کچھہ دوسری ایسی بھی ہین کہ جنکے کئی کئی معنے ہین پہر جنکے دلون

فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ ۗ وَ

مین کجی ہے وہ تو اوس کتاب کی انہین آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہین جنکے کئی کئی معنے ہین تاکہ فتنہ برپا کرین اور اونکی تاویل کرین حالانکہ اونکی تاویل تو کوئی نہین جانتا مگر اللہ اور

الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝

وہ جو علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین ہم اوسپر ایمان لائے سب کچھہ ہمارے رب کی طرف سے ہے اور عقلمند ہی سمجھا کرتے ہین

ترکیب

ہو مبتدا الذی الخ خبر فے الارحام متعلق ہی یصور سے کیف ظرف ہی یشاء کا یہ کل جملہ موضع حال مین ہی فاعل یشاء سے تقدیرہ یصورکم علی مشیئۃ ای مریدا۔ منہ آیات محکمات جملہ موضع نصب مین ہی کیونکہ حال ہی کتاب سے اس جملہ مین آیات محکمات صفت و موصوف مبتدا اور منہ خبر ہن مبتدا ام الکتاب خبر لفظ ام اگرچہ مفرد ہی لیکن معنی جنس کے دیتا ہی اسلئے جمع کی خبر ہوگیا و آخر جمع ہی اخری کی جو مونث ہی آخر افعل تفضیل کا معطوف ہی آیات پر متشابہات اسکی صفت ہی ما بمعنی الذی تشابہ منہ صلہ مجموعہ مفعول ہے یتبعون کا ابتغاء مفعول لہ یتبعون کا مضاف الفتنۃ مضاف الیہ اور اسی طرح ابتغاء تاویلہ۔ والراسخون فی العلم مبتدا یقولون الخ خبر اور بعض کہتے ہین والراسخون معطوف ہی لفظ اللہ پر اور یقولون حال ہے۔

تفسیر

پہلے خدا تعالی نے عقائد باطلہ کے ابطال مین اپنے وصف مین الحی القیوم ذکر فرمایا تھا اور حی قیوم وہ ہی کہ جو اپنی مخلوق کی حاجات پوری کرے اور اونکی ضروریات کا خبر گیران رہکر تدبیر و تصرف کرے اور یہ بات دو وصف چاہتی ہی ایک یہ کہ اسکو ہر ایک بات کا علم بھی ہو انجام آغاز پر نظر ہو بے سوال کی بھی حاجت کو جانتا ہو دوسرے یہ کہ ہر چیز پر قادر بھی ہو جو چاہتا وہ کر سکتا ہو اس لئے صفت علم کے اثبات کیلئے ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء فرمایا کہ اسکو ہر چیز معلوم ہی کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین۔ دوسرے وصف کے ثابت کرنے کو ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء فرمایا کہ اوسکا تصرف اشرف المخلوقات انسان پر بھی ماں کے پیٹ اور اندہیری کوٹھری مین کس نظم و نسق کے ساتھہ ہی کہ عقل حیران ہی جسکی کسی قدر کیفیت کتب طبیہ سے معلوم ہوتی ہی اور لطف یہ ہی کہ اول وصف ان اللہ الخ بھی گویا ایک دعوی تھا اسکے ثبوت کے لئے ہو الذی یصورکم دلیل قاطع ہی کیونکہ جو ارحام مین ایسی تصرفات کرتا ہی اوسپر کوئی چیز کب مخفی رہسکتی ہی؟ یا یون کہو پہلی آیات مین نصاری کے عقائد فاسدہ تثلیث اور الوہیت مسیح وغیرہ کا رد تھا اور بیشتر عیسائی ان خیالات باطلہ پر حضرت عیسے علیہ السلام کے علم و قدرت سے استدلال کیا کرتے ہین علم سے یون کہ حضرت عیسے غیب کی باتین بتاتے تھے اور جو کوئی گھر مین کچھہ کھا کر آتا تھا اوسکو بھی ظاہر کر دیتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا تھے کہ خدا انسان کی صورت مین ظاہر ہوا تھا یا خدا کے بیٹے تھے کہ جو باپ کی طرح علم مغیبات رکھتے تھے قدرت سے اسطرح کہ حضرت عیسے مردون کو زندہ کرتے تھے کوڑھیون اور اندہون کو تندرستی دیتے تھے ہوا کو اڑاتی اور جنونکو نکالتے تھے یہ بھاری کام انسان کے نہین اس سے بھی معلوم ہوا کہ وہ خدا یا اوس کے بیٹے تھے گرچہ پہلی آیتون مین الحی القیوم فرما کر ان شبہات کو دکر دیا تھا

ملہ مستحکم یعنی صاف صاف اصول دین بیان کرتے ہین ۱۲ منہ

لیکن یہان تتمہ کے طور پر اوس بھی اون شبہات کا دلائل قطعیہ سے رد کر دیا ۰

پہلے شبہ کا جواب ان اللہ لا یخفی الخ مین دیا کہ خدا کی شان علام الغیوب ہونا ہے سو یہ بات سوا ذات باری اور کسی کو حاصل نہین اور جو کسی نبی یا فرشتہ کو کوئی بات معلوم ہو تو وہ بھی اوسکی طرف کا فیضان ہو اور جو عیسے خدا ہوتے تو ضرور انپر بھی کوئی بات مخفی نہوتی حالانکہ اونپر بہت سی باتین مخفی تھین چنانچہ انجیل لوقا کے چوتھے باب مین لکھا ہی کہ یسوع روح قدس سے بھرا ہوا یردن سے پھرا اور روح کی رہنمائی سے بیابان مین گیا جب غیر کی رہنمائی ہوئی تو علام الغیوب کہان رہا ؟ علاوہ اسکے اوسی کتاب کے آٹھوین باب مین ہی کہ ایک عورت نے کہ جسکا بارہ برس سے خون جاری تھا چپکے سے آکے پیچھے سے مسیح کی پوشاک چھو لی جس سے اوسکا خون بند ہو گیا مگر مسیح کو وہ نہ معلوم ہوئی لوگون سے پوچھا آخر اوس عورت نے اظہار کیا اور بہت سے مقامات سے یہی ثابت ہوتا ہی - دوسرے شبہ کا جواب ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء مین دیا کہ خدا قادر مطلق ہے حضرت عیسی کو یہ بات کب حاصل تھی وہ خدا سے دعا مانگتے تھے چنانچہ اسی انجیل کے چھٹے باب ۱۲ درس مین ہے کہ (وہ مسیح) پہاڑ پر دعا مانگنے گیا اور خدا سے دعا مانگنے مین رات کاٹی اسکے علاوہ بقول نصاری جب اونکو سولی دینے یہود لے چلے اور سولی پر چڑھا دیا تو اونون نے خدا سے فریاد کرنی شروع کی کہ مجھے کیون چھوڑ دیا اور بڑی سختی سے چیخ چیخ کر جان دی جیسا کہ انجیل متی کے ۲۷ باب مین مذکور ہے ۰

اور نیز ہو الذی یصورکم الخ مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر عیسے خدا ہوتے تو وہ عورت کے رحم مین آکر آدمی کی شکل کیون قبول کرتے خدا تو اورون کی شکلین رحم مین بناتا ہے اس کے بعد پھر کلمۂ توحید کا اعادہ کرتا ہے لا الہ الا ہو العزیز الحکیم اس مین بھی لفظ عزیز سے قدرت کاملہ کی طرف اور حکیم سے علم حقیقی کیطرف اشارہ ہی جب نصاری کو دلائل عقلیہ سے عاجز کر دیا جاتا ہی تو وہ اس مسئلہ مین یون کہنے لگتے ہین کہ کتب سماویہ مین اونکو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور خدائی کے الفاظ بھی اونکی نسبت بولے گئے ہین اور قرآن مین بھی اونکو روح اللہ وکلمۃ اللہ کہا ہے تو ہم اس بات کو عقل وادراک کے احاطے سے باہر جانکر صرف کلام الٰہی کا اتباع کر کے خدا اور اوسکا بیٹا کہتے ہین چنانچہ آنحضرت علیہ السلام سے بھی عیسائیون نے یہی تقریر کی تھی اور اب بھی عاجز آکر یہی کہا کرتے ہین اسکا جواب خدا تعالی نے ان جملون مین دیا ہو الذی انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات ہن ام الکتاب واخر متشابہات - کہ خدا کے کلام مین وہ آیات کہ جنپر احکام شریعت اور امور اخلاقیہ اور تذکیر آخرت کا مدار ہوتا ہی جنکو ام الکتاب یعنی اوسکی بنیاد کہتے ہین صریح اور کھلی کھلی ہوتی ہین اور کہین کسی رمز اور مصلحت سے ایسے جملے بھی ہوتے ہین کہ جنکے کئی معنی اور پیچیدہ مطلب ہوتا ہی اور اوس کلام کا دوسرا پہلو بھی ایک پہلو کا ہمسر ہوتا ہی جن عبارت سے انکا استدلال ہی وہ از قسم متشابہات ہین اب کا لفظ حقیقی بیٹے پر بھی بولا جاتا ہی اور پیار مین نوکر اور غلام اور بندہ کو بھی کہدیتے ہین اور اسکے برعکس لفظ خداوند ذات باری پر اور بادشاہ اور ذی مرتبہ لوگون پر بھی اطلاق ہوتا ہی پس جو کج طبع اور گمراہ لوگ ہوتے ہین وہ انکی تاویل اپنی خواہش کے موافق کر کے ایک مطلب گھڑ لیتے ہین جیسا کہ عیسائی اور جو اہل علم اور با خدا ہین وہ ان ظاہر الفساد معنی کو ترک کر کے اوس کلام کی اصلی مراد کو خدا کے سپرد کر دیتے ہین کہ اسکو وہی جانتا ہی - اور یہ بات کتب سابقہ ہی پر منحصر نہین بلکہ قرآن مین جو اسی نبی آپ پر نازل ہوا ہی اسمین بھی یہی بات ہے[1] پھر اپنے مدعا فاسدہ کو ان متشابہات سے ثابت کرنا اور وہ معنے لینا کہ جو دیگر آیات کے برخلاف ہین صریح گمراہی ہی یا یون کہو قیوم کیلئے دو باتین ضرور ہین اول مصالح جسمانیہ کا پورا کرنا شکل و صورت بنانا اسکو ہو الذی یصورکم مین بیان کیا دوم مصالح روحانیہ یعنی علم والہام سے بہرہ ور کرنا اسکو ہو الذی انزل الخ مین بیان کیا -

[1] انزل علیک الکتاب منہ آیات محکمات مین یہ بات بتلا دی کہ جسطرح قرآن مین یہ بات ہے اسی طرح پہلی کتابون مین بھی تھی [illegible]

فائدہ

محکم و متشابہ کے معنی لغت مین مضبوط اور ملتے جلتے کے ہین۔ عرب محکم مضبوط بنیاد کو کہتے ہین اور جو دو چیزین آپسمین ملتی جلتی ہون انکو متشابہ کہتے ہین اور اسی لئے قرآن کو کتابا متشابہا فرمایا کہ حسن و خوبی مین باہم ہر ایک آیت دوسرے سے برابر ہے۔ ان معنے کے لحاظ سے تمام قرآن پر متشابہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور محکم کے معنے لغوی مضبوط اور حق ہونے کے ہین اس لحاظ سے تمام قرآن کو محکم بھی کہہ سکتے ہین جیسا کہ فرماتا ہے الر کتاب احکمت آیاتہ یہ دونون لغوی معنی باہم کچھ منافات نہین رکھتے مگر بعض ناسمجھ پادری اس نکتہ کو نہ سمجھے اونہون نے ان مین تعارض ثابت کرکے قرآن پر اعتراض کر دیا البتہ اس آیت مین محکم اور متشابہ کے اصطلاحی معنے مین منافات ہے جو محکم ہے متشابہ نہین اور جو متشابہ ہے اسکو محکم نہین کہہ سکتے اور وہ معنے یہ ہین محکم ممنوع کو کہتے ہین کہ اسمین ایک احتمال کے سوا دوسرا احتمال منع کیا گیا ہے اوسکا گذر نہیں اور اسی لئے حاکم کو حاکم کہتے ہین کہ وہ ظالم کو منع کرتا ہے اور حکمت چونکہ لایعنی باتون سے روکتی ہے اسلئے اوسکو حکمت کہتے ہین اور متشابہ وہ کلام کہ جسمین چند احتمالات مساوی ہون اور اس معنے سے جو محکم ہے وہ متشابہ نہین علماء اصول نے کلام کی یون تقسیم کی ہے کہ جو کلام کسی معنے کے لئے موضوع ہو اگر اسمین دوسرا احتمال نہین تو اسکو نص کہتے ہین اور جو ہو تو پھر اگر وہ دونون احتمال برابر ہین تو اسکو مشترک کہتے ہین اور بالتعین ہر احتمال کے لئے مجمل اور جو ایک احتمال قوی ہو اور دوسرا ضعیف احتمال قوی کے لحاظ سے اسکو ظاہر کہتے ہین اور ضعیف کے لحاظ سے مأول۔ انہین سے نص اور ظاہر پر بلفظ محکم بولا جاویگا اور مجمل اور مأول کو متشابہ کہین گے بعض محققین کہتے ہین کہ تقسیم یون ہونی چاہئے جو کلام کہ کسی معنی پر ظاہراً دلالت کرتا ہے اور اسمین دوسرے احتمال کی گنجایش بھی ہے پس اگر یہ معنی نفس الفاظ سے سمجھے جاتے ہین تو اوسکو ظاہر کہینگے اور جو سیاق بھی اسیکے لئے ہے تو اوس کو نص کہین گے (اور کبھی عموماً ہر آیت و حدیث کو نص کہدیتے ہین) اور جس مین دوسرے احتمال کی گنجائش نہین اگر احتمال نسخ ہے تو اوس کو مفسر کہتے ہین اور اگر یہ بھی احتمال نہین تو اوسکو محکم کہتے ہین۔ اور جو ظاہراً دلالت نہین کرتا اور اوس مین پوشیدگی ہے اگر وہ پوشیدگی کسی عارضی وجہ سے ہے تو اسکو خفی کہتے ہین اور اگر نفس الفاظ مین ہے پھر اگر وہ قرائن کی مدد سے دور ہو سکتی ہے تو اس کو مشکل کہتے ہین اور جو قرائن سے بھی دور نہین ہوتی مگر متکلم سے انکشاف کی امید ہے تو اس کو مجمل کہتے ہین اور اگر امید بھی نہین تو اس کو متشابہ کہتے ہین وہی اس آیت مین مراد لیا گیا ہے۔

لا یعلم تاویلہ الا اللہ ابن عباس اور عائشہ اور حسن اور مالک بن انس اور کسائی اور فراء اور امام ابو حنیفہ رض وغیرہم علماء یہ کہتے ہین کہ الا اللہ پر کلام تمام ہو گیا اور یہان وقف لازم ہے اور والراسخون جدا کلام ہے وہ عطف کے لئے نہین بلکہ ابتداء کلام کے لئے۔ اس تقدیر پر یہ معنے ہون گے کہ متشابہات سے جو کچھ مراد ہے اوسکو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا اور یہی ٹھیک ہے کس لئے کہ اسرار غیب کو عقل جب تک جسم کے ساتھ مقید ہے اوس کی تاریکی کی وجہ سے نہین دریافت کر سکتی۔ اور مجاہد اور ربیع بن انس اور اکثر متکلمین اور جمہور معتزلہ یہ کہتے ہین کہ والراسخون فی العلم کا اللہ پر عطف ہے یہان وقف نہین۔ اس تقدیر پر یہ معنے ہون گے کہ علماء ربانی بھی متشابہات کو جانتے ہین کیونکہ بندون سے جب کلام کیا گیا ہے تو ایسا نہین ہو سکتا کہ اوسکو کوئی بھی نہ سمجھے ورنہ اوس کے نازل کرنے سے کیا فائدہ تھا واللہ اعلم عند اللہ تعالی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ

اور وہ دعا بھی کرتے رہتے ہین (کہ) اے ہمارے رب ہمارے دلونکو ہدایت دینے کے بعد ٹیڑہا نہ کر دیجیئےگا اور خاص اپنے پاس سے ہمارے لئے رحمت عطا فرما کیونکہ تو بڑا ہی دینے والا ہے ہمارے رب بیشک تو ایک روز کہ جسکے آنے مین کوئی

لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ

بھی شبہ نہیں سب کو جمع کرے گا کیونکہ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا بیشک جن لوگوں نے انکار کر دیا ہے نہ تو اونکے مال ہی اونکے کچھہ کام آئین گے اور نہ انکی اولاد ہی کچھہ کام آئے گی اور یہی ہین

هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

جو دوزخ کا ایندھن ہونگے ان کی بھی فرعون والون اور انسے پہلے لوگون جیسی حالت ہی کہ اونہون نے ہماری آیتین جھٹلائین جبپر خدا نے اونکو اونکے گناہون سے پکڑ لیا اور اللہ کی مار بھی بڑی سخت ہے

ترکیب

بعد ظرف ہی لاتزغ کا من لدنک صفت ہے رحمۃ کی یا حال - لیوم لام بمعنے فی ای فی یوم لاریب فیہ جملہ موضع جر مین ہو صفت ہے یوم کی الذین موصول وصلہ اسم ان - لن تغنی الخ اسکی خبر من اللہ موضع نصب مین ہی تقدیرہ من عذاب اللہ ای لایدفع اموالہم ولا اولادہم عذاب اللہ شیئا مفعول بہ ہی لن تغنی کا اور حال بھی ہو سکتا ہے کداب کا کاف موضع نصب مین ہے نعت ہوکر مصدر محذوف کی ای کفروا کفرا کعادۃ آل فرعون اور ممکن ہے کہ خبر ہو مبتدا محذوف کی ای دابہم کداب آل فرعون -

تفسیر

یہ بھی راسخین فی العلم کا مقولہ ہے یعنے وہ متشابہات کو علم الٰہی کے حوالہ کر کے اور اس پر ایمان لاکر یہہ دعا بھی کرتے ہین کہ اے رب تو نے ہم کو ہدایت دی اور فہم سلیم عطا کیا ہے اب ایسا نہو کہ ہمارے دل کجی کی طرف میلان کر جاوین کیونکہ استقامت تیرے ہی ہاتھہ مین ہے (جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون مین ہین جدھر چاہتا ہے پہرا دیتا ہے) داعیہ خیر اور داعیہ شر قلب مین اوس کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور دلی استقامت کے بعد ہمکو اپنی رحمت خالصہ بھی عطا کر -

فائدہ

رحمت کی چند قسمین ہین اول یہ کہ دل مین نور ایمان و توحید حاصل ہو دوم یہہ کہ اعضا پر اطاعت اور خدمت کے انوار ظاہر ہون سوم یہہ کہ دنیا مین رزق اور اسباب معاش سہل ہوجاوین اور تندرستی اور امن و عافیت حاصل ہو چہارم یہہ کہ شدت موت اور اس کے بعد قبر اور حشر مین رستگاری ہو پنجم یہہ کہ عالم سرور مین اوس کا دیدار اور نعماء بیشمار حاصل ہون - لفظ رحمت ان سب کو شامل ہی - اس کے بعد کافرون کا حال ذکر کرتا ہے کہ وہ جو دنیا مین اولاد و مال کے لئے خدا سے غافل ہین یہ آخرت مین ان کے کچھہ بھی کام نہ آئے گا وہ دوزخ مین جلین گے جس طرح کہ فرعون کے لوگ اور ان سے پہلے منکر لوگ اولاد و مال مین مستغرق ہوکر خدا کو بھول گئے اور اس کی آیات کو جھٹلانے لگے ہرچند انبیاء نے اون کو سمجھایا لیکن نہ مانا آخرالامر خدا نے اون پر اون کی بدکاری کی وجہ سے عذاب نازل کیا - داب عادت اور خصلت کو کہتے ہین - وقود بالفتح ایندھن اور بالضم آگ جلانا -

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ

(اے نبی) کافروں سے کہدو کہ تم بہت جلد مغلوب کئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ کیا ہی بڑا ٹھکانا ہے تمہارے لئے ان دو لشکروں میں جو (بدر کے دن) باہم مقابل ہوئے تھے

الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ

قدرت کی بڑی نشانی تھی ایک لشکر تو خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر گروہ تھا جو مسلمانوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے دو چند دیکھ رہا تھا اور اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی مدد سے فتح دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۝

بیشک اس واقعہ میں انکے لئے جو آنکھ رکھتے ہیں بڑی عبرت ہے

ترکیب

آیۃ اسم کان لکم خبر فی فئتین موصوف التقتا صفت مجموعہ صفت ہے آیۃ کی اور ممکن ہے کہ فی فئتین خبر ہو اور لکم کان سے متعلق ہو فئۃ موصوف تقاتل فی سبیل اللہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی ای احدہما فئۃ الخ واخریٰ نعت ہے مبتدا محذوف کی ای وفئۃ اخریٰ کافرۃ خبر یرونہم اسکا فاعل المسلمون وقیل الکفار مثلیہم ای مثل مسلمین او مثل عسکرہم مفعول ثانی رای العین مفعول مطلق یہ جملہ محل نصب میں ہے کیونکہ صفت ہے فئتین کی۔

تفسیر

نیک اور بد بندوں کی سیرت بیان فرما کر اس مقام سے کچھ حال بد بندوں کا بیان فرماتا ہے جنہوں نے نہ صرف یہی ایک جرم کیا تھا کہ آیات اللہ کی تکذیب کی تھی بلکہ نیک بندوں کے ساتھ طرح طرح سے بدسلوکیاں بھی کی تھیں جسلئے انپر اوس عزیز ذو انتقام کا غصہ بھڑکا اور انکو ذلت سے ہلاک کیا اس لئے ہلاک ہونے سے پہلے اپنے نبی کو حکم دیتا ہے کہ قل الذین کفروا الخ کافروں آیات اللہ کی تکذیب کرنے والوں کو پہلے سے مطلع کر دو کہ تم اپنے زور و کثرت پر گھمنڈ نکرو عنقریب دنیا میں تم مغلوب کئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد جہنم میں جمع کئے جاؤ گے آنحضرت صلعم نے انکو یہ پیغام الٰہی پہونچا دیا مگر وہ کب باور کرنے والے تھے تمسخر میں اڑا دیا آخر انپر اس مغلوبی کا وہ وقت آیا جسکی ابتدا اس جملہ سے ہوتی ہے قد کان لکم آیۃ الخ جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب مکہ سے ہجرت کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو کفار مکہ جب بھی اہل اسلام کو امن و امان نہ دیتے تھے اس لئے خدا تعالی نے جہاد کا حکم دیا ہجرت سے اگلے سال رمضان کے مہینے میں آنحضرت کو یہ خبر لگی کہ ابو سفیان ایک قافلہ لیکر شام سے مکہ کو آتا ہے جس میں تجارت کا مال ہے آنحضرت نے اسی بشارت الٰہی کے اطمینان پر لوگوں کو آمادہ کیا اگرچہ لوگوں کی یہ خوشی تھی کہ قافلہ کو لوٹ لیجے کیونکہ اسمین نفع اور آسانی تھی مگر خدا کو یہ منظور تھا کہ کفر کی شوکت توڑے اس لئے یہی بات پیش آئی کہ ابو سفیان کو بھی کہیں یہ خبر ملگئی وہ قافلہ کو دوسرے راستہ سے لیکر مکہ کی طرف نکلا اور کہلا بھیجا کہ جلد میری مدد کو پہونچو ورنہ محمد علیہ السلام اور اون کے اصحاب میرے تعاقب میں آ رہے ہیں آنحضرت اوس کے تعاقب میں مکہ سے کئی منزل کے قریب تک آ پہنچے اور ایک میدان میں کہ جسکو بدر کہتے ہیں پانی دیکھکر ڈیرا کر دیا حضرت کے ساتھ تقریباً تین سو تیرہ آدمی تھے جو محض بے سامان تھے جن میں صرف دو سوار تھے اور چند زرہ پوش تھے اور انہی کے پاس تلواریں تھیں باقی لٹھ پتھر لئے ہوئے تھے اون کے مقابلہ میں مکہ کے لوگ نکلے ابوجہل اور ابو سفیان اور عتبہ اور عباس وغیرہ بڑے بڑے سردار تھے ان کی تعداد ہزار کے قریب تھی انکے پاس ساز و سامان بھی خوب تھا سوار بھی بہت تھے اونہوں نے بھی اسی میدان میں ایک طرف ڈیرا کر دیا اور پھر باہم صف بندی ہو کر مقابلہ شروع ہوا۔ اب یہاں سے تائیدات غیبیہ کا ظہور ہونا شروع ہوا۔ اول یرونہم الخ کہ کفار کو مسلمان لشکر جو بہت قلیل تھا اپنے سے دو چند نظر آنے لگا جس سے ان کے دلوں میں رعب بیٹھ گیا پھر کیا تھا جو کچھ ہے دل ہی تو ہے۔ اس بات کا ثبوت خود اس جماعت کے بہت سے لوگوں سے بھی ہوا جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یرونہم تسلیم کے یہی معنے ہیں مگر بعض نے یرون کا فاعل مسلمانوں کو بتایا ہے کہ مسلمان ان کو دو چند دیکھ رہے تھے اس پر خدا نے

تائید غیبی کا اظہار کیا آخر کار کفار نے بڑی شکست کھائی وہ بشارت صادق ہوئی ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے کفر کے سردار مارے گئے
ستر گرفتار کئے گئے کچھ بھاگ گئے۔

واضح ہو کہ کفروا کا اطلاق مشرکین عرب پر بھی ہوتا ہے جن کے مغلوب ہونے کا حال معلوم ہو گیا اور یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ فرقوں پر بھی اس لئے عموماً اس پیشین گوئی کا روئے سخن سب ہی کی طرف ہے جو اس زمانہ پر لحاظ کرنے والوں کے نزدیک ایک امر محال کی پیشین گوئی تھی کس لئے کہ مسلمانوں کی مدینہ میں بہت ہی تھوڑی جماعت تھی جس کا غلبہ قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب پر بھی جو بڑے بہادر اور جنگ جو تھے بظاہر محال تھا اس کے سوا دو سلطنتیں ایسی بر سر زور آور تھیں کہ جنہوں نے دنیا پر احاطہ کر رکھا تھا ایک مجوسی سلطنت کسریٰ شاہان ایران کی جن کے ماتحت ہند و ترکستان وغیرہ ملک تھے دوسرے عیسائی قیصروں کی سلطنت جس کا اقتدار تمام یورپ اور ایشیائے کوچک اور شام اور بعض ممالک افریقہ پر مسلم تھا مگر آسمانی تائید کے بھروسے پر سب ہی کو با آواز بلند پکار دیا گیا ستغلبون کہ تم جلد مغلوب کئے جاؤ گے۔

کس لئے کہ عرب کی زبان میں سین زمانہ استقبال میں قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ایک صدی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی اگر یہ منجانب اللہ کوئی علامت پیغمبر علیہ السلام کی صداقت اور اسلام کے برحق ہونے کی نہیں تو اور کیا تھا؟۔

اس لئے خدا فرماتا ہے واللہ یؤید بنصرہ من یشاء کہ یہ تائید الٰہی ہے وہ جس کو چاہے اس سے فتحیاب کرے ظاہری سامان و اسباب اس کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہیں آتے جس کا اب بھی تجربہ و مشاہدہ ہوتا رہتا ہے یہ بات بڑے غور و فکر کے لائق ہے۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کہ اس میں چشم بصیرت والوں کے لئے خدا پر اور اس کی آیات پر ایمان لانے اور ایمان لا کر رسولوں کے رستے پر چلنے کے لئے ایک بڑی عبرت ہے اس لئے کہ یہ بات عالم اسباب کے مخالف ہے پھر اس کا ظہور اگر خاص خدا کی طرف سے نہیں تو اور کیا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ

لوگون کو مرغوب چیزون کی خواہش بھلی معلوم ہوتی ہے عورتون کی اور اولاد کی اور سونے چاندی کے چنے ہوئے ڈھیرون کی اور پلے ہوئے گھوڑون کی اور چارپایون

وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۞ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ

اور کھیتی کی یہ سب زندگی دنیا کا سامان ہے اور عمدہ ٹھکانا تو اللہ ہی کے یہان ہے (اے نبی انسے) کہدیجئے کہ کہو تو مین تمکو اس سے بھی بہت بہتر چیز بتادون وہ یہ کہ پرہیزگارونکے لئے اونکے رب کے

جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۞ الَّذِينَ

ہان باغ ہین کہ جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین وہ انمین ہمیشہ رہا کرینگے اور اونکے لئے پاکیزہ بیویان ہین اور اون کے لئے خدا کی خوشنودی ہے اور اللہ اپنے بندونکو دیکھ رہا ہے یہ انکے لئے

يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ

جو کہ کہا کرتے ہین کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے سو ہمارے گناہ معاف کرئیے اور ہمکو عذاب دوزخ سے بچائیو یہ وہ جو صبر کرتے اور سچ بولتے اور بندگی مین لگے رہتے اور خرچ کرتے رہتے ہین

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۞

اور صبح کے وقتون مین استغفار کیا کرتے ہین

ترکیب

زین فعل مجہول للناس اس کے ساتھ متعلق حب الشہوات مفعول مالم یسم فاعلہ من النساء الخ اوس کا بیان ذالک مبتدا متاع الحیوٰۃ الدنیا خبر واللہ مبتدا عندہ جملہ الخ خبر قل فعل انت اسکا فاعل اؤنبئکم جملہ مقولہ بخیر موضع نصب مین ہے اؤنبئکم سے من ذلکم موضع نصب مین ہے بسبب خبر کے تقدیرہ بافضل ذالک۔ جنات موصوف تجری الخ صفت مجموعہ مبتدا للذین اتقوا خبر خالدین فیہا حال ہے محذوف سے وازواج معطوف ہے جنات پر الذین یقولون موضع جر مین صفت ہے للذین کی الصابرین الخ موضع جر مین صفت ہے للذین کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار کہ ان عجائب قدرت مین اہل بصیرت کو عبرت کا مقام ہے جس سے عاقل کے نزدیک یہ دنیا اور اسکے مزہ جات ایک ناچیز اور فانی معلوم ہوتے ہین اور عالم باقی کے آگے خواب سا معلوم ہوتا ہے مگر اس چشم حقیقت بین پر لذات دنیا اور اسکے سامان کی محبت کے پردے پڑے ہوئے ہین جس سے وہ عالم آخرت پر دنیا کو ترجیح دے رہا ہے اور چند روزہ عیش کے لیے کفر والحاد مین آکر آخرت اور عالم باقی کی خوبیون سے بےخبر ہے اس مضمون کو خدا تعالے نے ان آیات مین کس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ جس کا بیان نہین۔ یان یون کہو کہ خدا کی منزل کتابون کے منکرون کا دنیا و آخرت مین جو انجام ہوگا اسکو بیان فرماکر انکی غفلت اور اندھے پن کا سبب ذکر کرتا ہے کہ وہ مال وزن فرزند کی محبت اور فریفتگی ہے جو فانی ہین اسکے بعد اسی سلسلہ سے دار آخرت کی نعمتین جو نیکون کو ملین گی انکا ذکر فرماتا ہی اور نیکی کے اصول بھی ذکر کرتا ہے۔ لذائذ دنیا کہ جنپر ہر انسان تفاخر کرتا اور انکی رغبت کا دم بھرتا ہے سات چیزین ہین۔

اول عورت اس سے جسقدر مرد کو لذت اور انس ہو وہ کس چیز سے ہے؟ اسی کی محبت انسان کو ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے مرد مین اور اس مین ایک جذب مقناطیسی رکھا ہوا ہے جیسا کہ فرمایا ہے خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ اسکے بعد بیٹا ہے جسکو انسان اپنا نائب اور قائم مقام سمجھکر جو بات اپنے لیے چاہتا ہے اوس سے بڑھکر اوس کے لئے چاہتا ہے اور نیز اسکا ہر وقت مین قوت بازو اور معین ومددگار بھی ہوتا ہی اس سے بھی انسان کو بڑا فخر اور نہایت خوشی ہوتی ہے اس کے بعد مال دولت روپیہ اشرفی بالخصوص توڑے بندھے ہوئے یہ بھی ایک عجیب

چیز ہے جمیع حاجات کا ذریعہ خیال کیا گیا ہے اسکا غرور اور سرور بھی انسان کو اندھا کردیتا ہے خدا و رسول سے بغاوت پر آمادہ کرادیتا ہے خدائی
دعوی کرانے لگتا ہے پھر کوتل گھوڑے پھر گائے بیل اونٹ وغیرہ مواشی پھر باغ کھیتی ان چیزون کے بعد خدا تعالٰی یہہ بات جتلاتا ہے کہ یہ
چیزین صرف زندگی دنیا کا سامان ہین مگر خدا کے پاس اس سے زیادہ اور عمدہ لذائذ روحانیہ وجسمانیہ موجود ہیں مگر بتقاضی آب و گل انہین محسوس
اور فانی چیزون پر فریفتہ ہے اور یہ اسکی جبلی بات ہے کیونکہ آدمی جب مان کے پیٹ مین ہوتا ہے تو اوسی کو عمدہ عالم سمجھتا ہے یہان تک جب
باہر آتا ہے تو رو رو کر غل مچاتا ہے پھر جب آنکھ کہلتی ہے تو اس عالم حسی پر غش ہوجاتا ہے سدا یہین رہنا پسند کرتا ہے یہین کی ان چیزون
پر دم جاتا ہے آخر جب اوس عالم باقی مین جاتا ہے تو اس عالم کو وہان کے نعما اور وسعت کے مقابلہ مین ایسا تنگ و تاریک و پرالم سمجھتا ہے
کہ جسطرح دنیا مین مان کے پیٹ کو اور وہان کے رہنے اور واپس جانے کو یہ چیزین دل لگانے کے قابل نہین کیونکہ یہان کا ہر عیش و ہر چیز فانی
وہان کی باقی اور جاودانی ہے یہان ہر عیش تلخی پر بنی ہے اور پھر راحت کے بعد تلخی ہے جب تک کہ پیاس اور دہوپ کا رنج نہ اوٹھاوے سایہ
اور سرد پانی کا کبھی مزہ نہ آوے اوس عالم باقی مین یہ باتین نہین اسلئے خدا نے مجملا واللہ عندہ حسن المآب کا لفظ کہکر اوس عالم کا شوق دلادیا۔
اسکے بعد اور بھی کلام کو بلند کیا اور نبی سے فرمایا کہ لوگون سے کہدو کہ کہو تو مین تمکو دنیا کی ان چیزون سے عمدہ چیزین بتلادون؟ پھر آپ ہی فرماتا ہے کہ پرہیزگارون
کے لئے اوس عالم مین دعند ربہم ایسے باغ ہیں کہ جنمین نہرین بہتی ہین رجہان تمام جگہ خوشبودار رنگ برنگ کے پھول و پھل اور طائران خوش الحان اور
نہایت تکلف کے مکانات ہین انمین بیویان ہین جو صورت و سیرت کی تمام برائیون سے مبرا حسن و خوبی مین یکتا۔ اسپر دوام اور بقا۔ یہان تک تو
جنت جسمانیہ کی طرف اشارہ تھا اسکے بعد جنت روحانیہ کی طرف اشارہ فرماتا ہے ورضوان من اللہ یعنی خدا کی رضامندی آنحضرت علیہ السلام نے
گویا صحابہ کو اوس عالم کو دکھا دیا تھا جس سے اونکی نظرون مین دنیا اور اسکے مزہیات گرد ہوگئے تھے یہ کیا کم معجزہ ہے؟ اسکے بعد اون نعمار کے
مستحق لوگون کا بھی عجب لطف کے ساتھ ذکر فرماتا ہے للذین اتقوا یعنے پرہیزگارون کے لئے یہ عام لفظ ہے پھر اسکے بعد اسکی اور بھی تشریح
ہے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ جنمین یہ چہہ وصف پائے جاتے ہین۔

(۱) یقولون ربنا الخ کہ وہ خدا سے دعا کرتے رہتے ہین کہ اے رب ہم تجھپر ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور عذاب نار سے بچائیو (۲)
صبر کرنے والے۔ صبر کہتے ہین محنت کا نفس پر برداشت کرنا خواہ عبادات قائم کرنے مین خواہ نفس کو اوسکی خواہشون سے روکنے مین
(۳) صادقین سچ بولنے والے اور ہر بات کو سچ کر دکھانے والے (۴) خدا کی عبادت کرنے والے (۵) منفقین یعنی خدا کی راہ مین خرچ کرنے والے
خواہ بذریعہ صدقہ نافلہ خواہ بذریعہ زکوۃ خواہ اپنون کو خواہ بیگانون کو (۶) سحر کے وقت خدا سے استغفار کرنے والے۔ اسوقت شب کی
ظلمت دور ہوکر نور پھیلتا ہے رات کا مردہ زندہ ہوتا ہے یہ وقت جود عام اور فیض تام کا وقت ہے اور کچھ عجب نہین کہ عالم قدس کی
صبح کا یہ تو اس عالم کی صبح ہو دوم یہ خواب و غفلت کا وقت ہے ایسے وقت اوس طرف متوجہ ہوکر استغفار کرنا اور اوس مبدء فیاض سے
اپنی مغفرت کا سوال کرنا بلاشک عالم سرور مین پہنچنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور اسی لئے صحابہ اور صالحین امت بلکہ اگلے انبیا اور اونکے
تربیت یافتہ اسوقت عبادت و استغفار کرتے تھے اور اسی لئے اسوقت سونا نشہ مین پڑا رہنا نحوست اور بربادی کا باعث ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ

اللہ اور فرشتے اور علم والے عدالت کے ساتھ گواہی دے چکے کہ اسکے سوائے کوئی معبود نہیں کوئی بھی خدا نہین مگر وہی ایک زبردست حکمت والا بیشک دین تو خدا کے نزدیک

الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

اسلام ہی ہی اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا ہے تو صرف معلوم ہو جانے کے بعد آپس کی ضد سے اور جو کوئی اللہ کی آیتون کا انکار کرتا ہے تو اللہ بھی بہت جلد حساب لینے والا ہی

ترکیب

شہد فعل اللہ فاعل انہ جملہ بیان شہادت والملائکۃ واولوا العلم معطوف ہی لفظ اللہ پر قائما بالقسط حال ہی فاعل شہد سے الدین اسم ان الاسلام خبر عند اللہ ظرف عامل اسمین الذین ہے ومن مبتدا یکفر خبر۔ اور ممکن ہے کہ من شرطیہ یکفر الخ شرط فان اللہ جزا۔

تفسیر

اس بیان کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید کی طرف رجوع کیا جاتا ہی پہلے فرمایا تہا کہ دنیا اور اسکے نعمتین فانی ہین اور دار آخرت اور وہان کی نعمتین باقی ہین اور نعمتین انکو ملتی ہین کہ جو کہتے ہین ربنا اننا آمنا الخ یعنی جنکی قوت نظریہ ایمان کامل توحید اور اسکی صفات پر یقین ہی اور قوت عملیہ بھی کامل ہی جیسا کہ الصابرین الخ مین اشارہ ہی اب یہان سے بات کو ظاہر فرماتا ہی کہ خدا تعالے اور اسکی توحید پر ایمان لانا جو نجات کا مدار ہی کوئی خلاف واقع اور بے اصل بات نہین کہ جس سے عقل رکے جیسا کہ بے عقل لوگ جو صرف محسوسات ہی کا وجود مانکر اور چیزون کے وجود کا انکار کرتے ہین بلکہ یہ بات بہت واضح اور کہلی ہی خدا نے خود آسمان و زمین اور انکے اندر کی کائنات کو اپنے وجود اور توحید کے لئے شاہد بنا رکہا ہی جسطرح کوئی نقش پاؤن رکہنے والیکے وجود پر بغیر اسکے کہ کسی نے اسکو آنکہ سے دیکہا ہو بآواز بلند گواہی دے رہا ہی اسی طرح ہر چیز مخلوق الٰہی بزبان حال اوسکے وجود اور وحدت کو بیان کر رہی ہی سہ وفی کل شیء لہ شاہد ٭ یدل علی انہ واحد ٭ شہد اللہ الخ کے یہ معنے ہین اسکے علاوہ یون بھی خدا تعالی کتب الہامیہ مین شہادت دے رہا ہی اور نیز وہ ملائکہ سے اور ملائکہ انبیاء سے کہتے ہین وہ علماء سے فرماتے ہین وہ عامہ خلائق کو سناتے ہین والملائکۃ واولوا العلم اس سے بڑھکر یہ ہے کہ جب عقل نور الہام کی روشنی سے آنکہ اوٹھا کر عالم ہستی مین دیکہتی ہے تو اس مخلوقات کو اسکا مظہر اور ظل جانکر سوائے اسکے اور کوئی نظر نہین پڑتا ع بخدا غیر خدا در دو جہان چیزے نیست ٭ لا الٰہ الا ہو مگر بسبب لطافت کے وہ عزیز حکیم حس بصری سے محسوس نہین ہو سکتا۔ اور جبکہ یہ عقائد اور یہ اعمال صالحہ وہ ہین کہ جنکا تسلیم کرنا عقل سلیم کے نزدیک ضرور ٹہرا تو یہی مذہب حقانی اور مقبول عند اللہ ہے بس اور مذہب اسلام اسی کا نام ہی۔ تمام انبیاء اور ہر نبی آدم کا فطرتی مذہب یہی ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے مجدد ہین نہ موجد اور جو یہود اور نصاری اور دیگر مذاہب اختلاف کرتے ہین تو یہ سب دلائل حقہ سے اعراض کرکے محض ضد اور نفسانیت سے کرتے ہین۔ اسکے بعد مذہب اسلام کا عجب لطف سے برحق ہونا ثابت کرکے اہل کتاب سے مناظرہ شروع فرماتا ہے اور اونکو اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ پر اونکی غدوت من اہلک کا الزام دیتا ہے۔ اسلام کے لغوی معنی فرمان برداری کرنا اور شرع مین ایمان اور اسلام سے ایک معنی مراد ہین۔ ہان کبھی لغوی معنی کے لحاظ سے دونون مین فرق ہوتا ہے جیسا کہ قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا تب ایمان سے مراد تصدیق قلبی اور اسلام سے انقیاد ظاہری لیجاتی ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۗ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا

پس اگر وہ آپ سے حجت کرے تو کہدو کہ مینے اور میرے ماننے والون نے تو اپنا سر اللہ کی آگے جھکا دیا اور آپ اہل کتاب اور ان پڑھون سے پوچھیے کہ کیا تم بھی سر جھکاتے ہو پہر اگر وہ بھی سر جھکاوین

فَقَدِ اهْتَدَوْا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ

تو اونہون نے بھی ہدایت پائی اور اگر نہ مانین تو آپ پر صرف پہونچا دینا ہی ہے اور اللہ اپنے بندون کو آپ دیکھ رہا ہے بیشک جو لوگ اللہ کی آیتون کا انکار کرتے اور نبیون کو ناحق

النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ

کرتے ہین اور انکو بھی قتل کرتے ہین جو لوگون کو انصاف کرنے کا حکم دیتے ہین تو اے نبی انکو عذاب الیم کا مژدہ سنا دو یہی وہ لوگ ہین کہ جن کے عمل

أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

دنیا اور آخرت مین اکارت گئے اور انکا کوئی بھی مددگار نہین

ترکیب

ومن اتبعن من موضع رفع مین ہے عطف ہے اسلمت کی ت پر و اتبعن کی ی حذف ہوئی ہے روس آیات کی مشابہت سے اور قائم بھی کی جاتی ہے کیونکہ اصل ہے الذین موصول و صلہ مع معطوف اسم ان فبشرہم اسکی خبر۔ اور فا اسپر اسی لیے داخل ہوئی کہ الذین کا صلہ فعل تہا تاکہ معلوم ہو یہ بشارت جزا ہے کفر ہو اور ان [illegible]

تفسیر

جبکہ بدلیل قوی یہ ثابت کر دیا گیا کہ دین برحق عند اللہ اسلام ہے اور جو کچھ اختلافات لوگون نے پیدا کیے ہین وہ ضد اور تعصب کے ہین اسپر بھی ناانصاف حجت کیے چلے جاتے ہین تو اب انکی تمام بیہودہ گفتگو اور کل شکوک شبہات کا ایک عجیب لطف کے ساتھ جواب اپنے نبی کو تعلیم فرماتا ہے کہ جسکے آگے منصف مزاج کو سوائے تسلیم کے اور کچھ بن ہی نہین آتا۔ وہ یہ کہ دنیا مین دو قسم کے اہل مذہب ہین ایک وہ کہ جو کتاب الہامی اور کسی نبی کے اتباع کا ادعا کرتے ہین جیسا کہ یہود اور عیسائی وغیرہم دوسرے وہ کہ جو ایسے نہیں جنکو ان پڑھ اور بے علم کہا جاتا ہے جیسا کہ مشرکین عرب ان سب سے کہدو کہ حقانی اور آسمانی مذہب خدا تعالے کی حقیقی فرمان برداری ہے کہ جسکو تم بھی مانتے ہو سو مینے اور میرے متبع لوگون نے تو فرمانبرداری کی بلکہ اوس کے آگے گردن جھکا دی خواہ اعتقادیات ہون خواہ عملیات سب مین تسلیم ہے۔ خدا کو وحدہ لاشریک اور جمیع صفات حمیدہ سے متصف اور بری صفتون سے پاک جاننا اور قیامت پر ایمان لانا اور اوس کے تمام انبیا کو بلا تفریق برحق سمجھنا ہمارا عقیدہ ہے پنجگانہ نماز مین طہارت ظاہری و باطنی حاصل کر کے اپنی روح اور جسم کو اسپر نثار کرنا کہ جسکو نماز کہتے ہین اپنے مال مین سے علاوہ اور خیرات کے ایک حصہ معین دینا مخلوق الٰہی پر رحم کرنا بلا وجہ کسی کے ایذا سے باز رہنا اور اوسکی عزت و توحید پھیلانے مین اپنی جان عزیز کو بھی قربان کر دینا شہوات و لذات بیجا کی پیروی نکرنا ہمارا شیوہ خاص ہے ؎ کار ما عشق ہست و بار ما عشق ہست ٭ حاصل روزگار ما عشق ہست ٭ یہ باتین تمام شریعتون کا عطر اور عقل سلیم کا مسلم مسئلہ ہین پس اگر تم بھی ایسا کرتے ہو تو تم نے بھی ہدایت پائی اور یہی اسلام ہے اور جو نہین تو اب تمہارے گمراہ ہونے مین کیا کلام ہے اب نبی کا ذمہ خبر دینا ہے اس کی سزا عالم آخرت مین خود پاوینگے۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کے وہ خصائل بد کہ جو ان مین پائے جاتے تھے مجملاً بیان کر کے عذاب آخرت سے ڈراتا ہے۔ وہ خصائل بد یہ تھے عقائد مین آیات الٰہی کا انکار کرنا۔ اعمال مین انبیا کو اور دیگر کلمۃ الخیر کہنے والون کو ناحق قتل کرنا۔ اور پھر نجات کا امیدوار رہنا۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ۝ ذَٰلِكَ

کیا آپ نے ان لوگون کو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب مین سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی طرف اس لئے بلائے جاتے ہین کہ وہ کتاب انکا جھگڑا فیصلہ کرے (اسپر بھی) انہین کا ایک فریق سونہہ موڑکر پہرجاتا ہی اسلئے

بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ

کہ وہ کہہ چکے ہین کہ ہمکو ہرگز دوزخ کی آگ نہ لگیگی مگر گنتی کے چندروز تک اور ان کو انکے مذہبی ڈہکوسلون نے مغرور کر دیا ہے پہر اوس دن کہ جسکے آنے مین کچھ بھی

لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

شبہ نہین کیا حال ہوگا اور (اسدن) جسنے جو کچھ کیا ہی اسکا اسکو پورا بدلہ دیا جاویگا اور کسی پر ظلم نہ کیا جاویگا

ترکیب

یدعون موضع حال مین ہی الذین سے اور ہم معرضون جملہ موضع رفع مین ہی صفت ہے فریق کی یا حال ہے ضمیر مجرور سے ذلک مبتدا بانہم خبر کیف موضع نصب مین ہی اور عامل اس مین محذوف ہی تقدیرہ کیف یصنعون لاریب فیہ جملہ صفت ہے یوم کی ووفیت اسپر معطوف ہی العائد محذوف -

تفسیر

یہان اہل کتاب کی ایک خصلت بد بیان کی جاتی ہے اور اسکا سبب بھی بتایا جاتا ہے کہ مذہب انبیائی مین تحریف کرکے اونہون نے چند ڈہکوسلے بنا رکھے ہین جنکی اعتماد پر وہ ایسا کرتے ہین خصلت بد یہ تھی کہ جب انکو باہمی منازعات کے فیصلہ کے لئے کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا کہ جو کتاب اللہ کہدے اسکو مانو تو وہ روٹھ کر چلے جاتے تھے چنانچہ ایک بار جیسا کہ کتب حدیث مین مذکور ہے یہود مین ایک مرد وعورت شریف اور دولتمند نے زنا کیا اور انکے علما نے بلحاظ دولتمندی اصلی حکم جاری کرنے مین حیلہ بہانہ کیا اور باہم جھگڑا ہونے لگا تو وہ لوگ فیصلہ کے لئے آنحضرت علیہ السلام کی خدمت شریف مین حاضر ہوئے اور عبداللہ بن صوریا یہودی عالم بھی آیا تو آنحضرت نے فرمایا حکم الہی انکے لئے کتاب اللہ یعنی قرآن مین یہی ہی کہ انکو پتھرون سے مارا جاوے (جسکو رجم کہتے ہین) اور یہی حکم توریت مین بھی ہی عبداللہ نے کہا نہین ہے آپنے فرمایا اچھا توریت لاؤ جب لائے اور اس مقام کو نکالا تو عبداللہ نے اوسجگہ انگلی رکھکر چھپانا چاہا مگر عبداللہ بن سلام نے ہاتھ اوسکا اوٹھا کر وہ آیت ڈہونڈ دی تب آنحضرت نے رجم کا حکم دیا جسپر یہود اور انکے علما آنحضرت سے اور بھی زیادہ ناراض ہوگئے اور اکڑکر اوٹھ کھڑے ہوئے اسپر خدا تعالی فرماتا ہے کہ جب ان کا اوس کتاب کی نسبت بھی کہ جسکو وہ برحق سمجھتے ہین یہ حال ہے تو پھر قرآن کی نسبت کیا ٹہکانا ہے اور اس بے دینی اور بیباکی کا سبب یہ ہی کہ اونکے پیر مرشدون نے چند ڈھکوسلے انکے دلمین بٹھا دئے تھے (۱) یہ کہ بجز چندروز کے یہود کو نسل ابراہیم ہونے کے سبب عذاب نہوگا جسپر وہ مغرور تھے - فرماتا ہی کہ قیامت کے روز کہ جسمین کوئی بھی شبہ نہین جب ہم اونکو جمع کرینگے اور ہر شخص کو اسکے اعمال کی پوری جزا و سزا ملیگی تو پھر انکو ان خیالات خام کی حقیقت معلوم ہو جاویگی - دراصل اب بھی سیکڑون فرقے مذہبی ڈھکوسلون پر نازان ہین ہندؤن کے پنڈتون نے ہزارون ایسے مسئلہ بنا رکھے ہین عیسائیون نے یہ بات بنا رکھی ہی کہ مسیح جملہ گناہون کا کفارہ ہین فائدہ یدعون الی کتاب اللہ عبداللہ بن عباس کے نزدیک کتاب اللہ سے مراد قرآن مجید ہی اور یہی ٹھیک بھی ہی کس لئے کہ جب انپر حجت قائم ہوچکی تب کتاب اللہ کی طرف بالخصوص اوس فیصلہ کے لئے بلانا کہ جسکو وہ بھی تسلیم کرتے تھے بہت ٹھیک تھا - اور یہ بھی ممکن ہی کہ عموماً توریت و انجیل و دیگر صحف مراد ہون کیونکہ اپنے زعم مین وہ سبکو کتاب اللہ کہا کرتے تھے پھر جب انکی بشارات کیطرف کہ جو آنحضرت کی شان مین تھین (اور کچھ اب بھی ہین) ہدایت کیجاتی تھی تو ہرگز نہین مانتے تھے

۱۵ کتاب احبار کے باب ۲۰ درس ۱۰ مین تصریح ہے ۱۲ منہ

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ یَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

کہدیجئے کہ اگر تم اپنے دل کی بات چھپاؤگے یا اوسکو ظاہر کروگے تو اللہ اوسکو جان ہی لے گا اور وہ جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہی سب کچھ جانتا ہی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا ۖۛ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ

اوسدن کو یاد کرو کہ جسنے جو کچھ نیکی کی ہو اوس دن وہ اوسکو موجود پائیگا اور جو کچھ برائی کی ہے تو چاہے گا کہ کاش برائی مین اور اس مین بڑی دور کا فاصلہ ہو جائے اور اللہ تمکو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ بندونپر بڑا ہی مہربان ہے

ترکیب

ان تخفوا شرط یعلمہ اللہ جزا اور اسکا ترتب باعتبار علم تفصیلی کے ہی۔ یوم ظرف منصوب ہے اسکے ناصب مین مختلف اقوال ہین ابن انباری کہتے ہین المصیر سے متعلق ہی بعض کہتے ہیں اذکر محذوف ہی۔ بعض کہتے ہین تود سے۔ وما عملت ما بمعنی الذی اور عملت اوسکا صلہ اور یہ معطوف ہی ما اول پر تود ان الخ یہ جملہ ممکن ہے کہ تود کی صفت ہو تقدیرہ وما عملت من سوء الذی تود ان بینہا وبینہ امدا بعیدا کبیرا اور ممکن ہے کہ حال ہو امدا اسم ہے ان کا۔

تفسیر

جبکہ مومنون کو کفار سے محبت کرنے کی ممانعت کردی اور بشرط ضرورت ظاہرداری کی اجازت دی تو ان آیات مین اس بات پر تنبیہ کردی کہ دیکھو دل کا حال کوئے مخفی نہیں اور پہر زمین و آسمان کا حال منکشف ہی پہر اگر کفر کی محبت کو دل مین جگہ دوگے تو وہ تمکو سزا دیگا وہ ہر چیز اور ہر قسم کی سزا پر قادر ہے۔ پہر روز حساب کا ذکر کرکے شامت اعمال کے نتیجہ سے ڈراتا ہے کہ اس روز جسنے جو کچھ کیا ہے اوس کو موجود پائے گا اور برائی کو دیکھہ کر آرزو کرے گا کہ کاش وہ مجھہ سے بہت ہی دور رہے پہر فرماتا ہے کہ خدا تمکو اپنے سے ڈراتا ہے کہ اس مین شان قہر بھی ہے باوجود اسکے وہ بندونپر مہربان بھی ہے اور عواقب امور سے متنبہ کرنا بھی اسکی بڑی مہربانی ہے۔

ف رات دن گھٹتے بڑھتے رہتے ہین جسقدر دن گھٹتا ہی وہ رات مین شامل ہوجاتا ہے اور جس قدر رات گھٹتی ہی دن مین شامل ہوجاتی ہی کبھی مردہ عورت مین سے زندہ بچہ پیدا کرتا ہی اور کبھی زندہ عورت سے مردہ بچہ پیدا ہوتا ہے یا یہ مراد کہ لائقون سے نالائق اور نالائقون سے لائق پیدا کرتا ہے۔ یہ سب اس قادر مختار کی قدرت کے عیان نمونے ہین ۱۲ منہ

فائدہ متعلق صفحہ ۱۲۵

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ

کہدیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے اور اللہ تو بخشدینے والا مہربان ہی کہدیجئے کہ اللہ اور

الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى

رسول کی فرمانبرداری کیا کرو پھر اگر وہ نہ مانیں تو خدا کو بھی منکروں سے کچھ محبت نہیں بیشک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کے خاندان کو دنیا بھر پر

الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

فضیلت عطا کی تھی جو ایک دوسرے کی اولاد سے تھے اور اللہ سنتا جانتا ہے

ترکیب

ان کنتم تحبون اللہ شرط فاتبعونی جواب شرط یحببکم اور یغفر لکم مجزوم ہین اتبعوا امر کے جواب مین اگر ذریۃ منصوب ہے یا اسوجہ سے کہ یہ بدل ہی نوحا و ما عطف علیہ سے اور ممکن ہے کہ ان اسمار سے حال بھی ہو اور عامل اس مین اصطفے ہو بعضہا مبتدا من بعض خبر یہ جملہ موضع نصب مین ہے کیونکہ صفت ہے ذریۃ کی۔

تفسیر

جب توحید ثابت کردی گئی تو مشرکین کے پاس بجز اسکے اور کوئی حیلہ نہین رہا کہ ہم انکو اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھکر پوجتے ہیں مقصود خدا اور اسکی محبت ہے اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ اگر تمکو اللہ سے محبت ہو تو اوسکے رسول کے کہنے پر چلو اس نادیدہ خدا کی محبت کے وہی عمدہ طریق بتا سکتا ہی کہ جس سے وہ راضی ہو اور تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بھی بخشدے اور وہ غفور الرحیم ہے۔ تمہارے کل خیالات فاسدہ باعث محبت نہین ہو سکتے خدا کی محبت اسکی اور اسکے رسول کی فرمان برداری سے وابستہ ہے کیونکہ خدا کافرونسے جو خدا اور اوسکے رسول کے نافرمان ہیں محبت نہیں کرتا رسول کی اطاعت پر محبت کے منحصر کرنے سے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ بندے بندے سب برابر ہیں انکی اطاعت کس لئے! اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ خدا نے انکو برگزیدہ کر لیا ہے جنمین سے اول برگزیدہ آدم ہین پھر نوح پھر ابراہیم اور عمران کا خاندان موسیٰ و ہارون وغیرہ یہ خدا نہ تھے نہ فرشتے تھے آدمی تھے جو ایک دوسرے کی نسل سے تھا۔ اور برگزیدگی اسکے علم و حکمت پر منحصر ہے کیونکہ وہ سمیع و علیم ہے اس مین قریش کے شبہہ کا بھی جواب ہے وہ کہتے تھے محمد اپنی اطاعت کراتا ہی حالانکہ ہم ہی مین کا ایک شخص ہے جواب یہ ہوا کہ سلسلہ نبوت قدیم سے چلا آتا ہے اور نوح ابراہیم وغیرہ بھی اسی طرح برگزیدہ قابل اطاعت تھے یہ کوئی نئی بات نہین اور یہ برگزیدگی خدا کے ساتھ انکا ارتباط خاص تہا جسکے سبب وہ ان امور سے مطلع کئے جاتے تھے جن سے تم نہیں کئے جاتے اس لئے اون اسرار کی تعلیم کے سبب وہ مقتدا و قابل اطاعت تھے۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا

جبکہ عمران کی بیوی نے یہ کہا کہ اے میرے رب میرے پیٹ مین جو کچھ آزاد ہے اوسکو مین نے تیرے لئے نذر کیا سو تو مجھ سے قبول کرلے کیونکہ تو ہی سنتا جانتا ہی پھر جب اسنے لڑکی جنی

قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنثَىٰ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنثَىٰ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ

تو کہنے لگی کہ اے رب مینے تو یہ لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا کاہی کو ہوئیگا اور مینے اسکا نام مریم رکھدیا اور مین اسکو اور اسکی اولاد کو اور اللہ ہی خوب جانتا تہا کہ اسنے کہ کیا جنا تہا

وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا

شیطان مردود سے تیری پناہ مین دیتی ہون پہر تو اسی کو اوس کے رب نے اچھی طرح سے قبول کرلیا اور اسکو عمدہ اٹھان اٹھایا اور زکریا نے اسکی کفالت کی جب زکریا اوس کے پاس

زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِندَهَا رِزْقًا ۖ قَالَ يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

حجرے مین جاتے تو اوسکے پاس کچھ کھانا پاتے پہر مریم سے پوچھا کہ اے مریم یہ تیرے پاس کہان سے آتا ہے - مریم نے کہا یہ خدا کے ہان سے آتا ہے - اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے -

ترکیب

اذ اسکا عامل اذکر ہے محررًا حال ہی ما سے جو بمعنی الذی ہے انثیٰ حال ہے وضعتہا کی تا سے یا بدل بنا تًا بمعنے انباتًا مفعول مطلق ہی فعل مذکور سے کفل کا فاعل اللہ ہا مفعول اول زکریا مفعول ثانی کلما کلمہ شرط دخل علیہا اسکے متعلق زکریا فاعل المحراب مفعول فیہ دخل کا وحقہ ان یتعدی بفی اوبالی لکنہ اتسع فیہ فاوصل بنفسہ الے المفعول یہ جملہ شرط - وجد کا فاعل زکریا عندہا ظرف رزقًا مفعول تمام جملہ جواب شرط قال یامریم جملہ مستانفہ -

تفسیر

چونکہ ابھی خدا کی محبت اور اسکی طاعت کا ذکر تھا اس لئے مناسب ہوا کہ خدا کے محبوبون اور حقیقی مطیعوں کے واقعات غیبیہ کیئی اجمالی طور پر بیان فرمائے جاوین جس سے روح کو اسکا ذوق اور ان پاکبازون اور راستبازون کے اتباع کا شوق ولمین پیدا ہو- سب سے اول قصہ آل عمران کا عبرت انگیز حضرت مریم اور انکے فرزند ارجمند حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ہی پھر اسکے ضمن مین حضرت زکریا کی دعا اور التجا پر رحم فرماکر اونکے ہان فرزند سعادتمند حضرت یحیٰی علیہ السلام کے تولد کا ہی کہ جنکو یوحنا بھی کہتے ہیں ان آیات میں خدا تعالی مریم کی والدہ کا نذر کرنا اور پھر بجائے لڑکے کے مریم کا پیدا ہونا اور انکا حضرت زکریا کے زیر حفاظت محراب یعنی مسجد کے حجرے مین پرورش پانا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہین اور پھر بطور خرق عادت مریم کے پاس بے موسم کے میوے دیکھکر حضرت زکریا کا متعجب ہوکر پوچھنا اور مریم کا جواب دینا بیان فرماتا ہے -

اگرچہ اناجیل اربعہ کے مصنفون اور حواریون کے خطوط مسلمہ نصاریٰ مین عمران اور اسکے باپ اور مریم کی ماں کا نام مع التفصیل مذکور نہین مگر مورخین اسلام نے اپنی تحقیقات سے بیان کیا ہی یہ عمران وہ عمران نہین کہ جو موسے اور ہارون کے والد تھے بلکہ یہ ماتان کے بیٹے ہین جو حضرت ہارون کی اولاد سے ہین یہ حضرت زکریا بن اذن کے عہد مین تھے یہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نانا ہین - بنی اسرائیل مین دستور تھا کہ وہ اپنے لڑکے کو خدا کی نذر مانا کرتے تھے جب اوسکا دودھ چھٹ جاتا تو اوسکو ہیکل یعنی اوس مسجد مین کہ جسکو حضرت سلیمان نے

ف محررًا اس لڑکو یعنے لڑکے کو کہتے تھے جو دنیا کے کاروبار سے آزاد کرکے مسجد مین دینی خدمات کے لئے چھوڑ دیا جاتا تہا - لڑکی پیدا ہونے سے وہ امید جاتی رہی کس لئے کہ لڑکی لڑکون کے برابر کیا خدمت کا سرانجام دے سکتی ہے یہ انکی ماں کی حسرت کے کلمات ہین جو جناب باری مین مریم کی ولادت کیوقت لڑکی کو ناچیز سمجھکر کہے تھے خدا کو انکا نیاز وخلوص پسند آیا اسکو قبول کیا اور لڑکون سے عمدہ ثمرہ حضرت مسیح علیہ السلام انسے ظہور پذیر ہوا ۱۲ منہ

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝ فَنَادَتْهُ الْمَلَٰٓئِكَةُ وَهُوَ

اس وقت تو زکریا نے بھی اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے رب مجھکو بھی اپنی جناب سے پاک اولاد عطا کر ۔ بیشک تو دعا کا سننے والا ہے ۔ پھر اوسکو فرشتے نے آواز دی جبکہ

قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ قَالَ

وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ اللہ تم کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ (کے پیدا ہونے) کی وہ تصدیق کریگا خدا کے ایک کلمہ کی[1] اور سردار ہوگا اور کوآرا اور نبی نیک ہوں گے ۔ زکریا

رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ ۖ قَالَ كَذَٰلِكَ اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۖ قَالَ

نے کہا اے رب میرے کہاں سے لڑکا ہوگا اور مجھپر تو بڑھاپا آگیا اور میری بیوی بانجھ ہے (فرشتہ نے) کہا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی معین

آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۝

تیرے لئے یہ نشانی ہے کہ تو تین روز تک لوگوں سے بجز اشارہ کے بات نہ کرسکیگا اور اپنے رب کو بہت یاد کر اور شام و صبح تسبیح کیا کر

ترکیب

ہنالک اصل ظرف مکان کے لئے ہے مگر یہاں ظرف زمان مراد ہے کہ اسکے بعد ہوگیا ۔ دعا سے متعلق ہے من لدنک ہب لی سے متعلق ہے پس من ابتداء غایت کے لئے ہے

نادتہ فعل الملئکۃ فاعل ہ ضمیر مفعول ذی الحال وہو قائم جملہ حال یصلی ضمیر قائم سے حال ہے ان اللہ جملہ بیان ندا ہے مصدقا اور سیدا اور حصورا اور نبیا یحییٰ سے حال ہیں لی خبر

یکون غلام اسم ولی بمعنی کیف آیتک مبتداء ان لا تکلم الخ جملہ خبر عشی مفرد ہے بعض کہتے ہیں عشیۃ کی جمع ہے ابکار بروزن افعال مصدر ہے ای وقت الابکار ۔

تفسیر

شہر یروشلم میں بنایا تھا جسکو اہل اسلام بیت المقدس کہتے ہیں کاہن یعنی امام کے پاس لاکر چھوڑ جاتے تھے اور وہ وہاں مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا جیسا کہ سموئیل کو نذر مانا تھا عمران جب مر گئے تو اون کی بیوی حنہ حمل سے تھیں اپنے خلوص نیت سے بدستور بنی اسرائیل یہ نذر مانی کہ الٰہی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے سب کاموں سے محرر یعنی آزاد کر کے تیرے لئے نذر مانا ہے سو جب جنی تو لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی ہیکل کی خدمت کی صلاحیت نہیں رکھتی تھی یہ سمجھکر نہایت حسرت سے جناب باری میں عرض کی کہ الٰہی میں نے لڑکی جنی اور لڑکی لڑکے کے برابر نہیں ہوتی مطلب یہ کہ یہ تیری نذر کے قابل چیز پیدا نہیں ہوئی کیا کروں ؟ چونکہ وہاں تو خلوص اور محبت پر نظر ہے وہاں لڑکی اور لڑکے کی کچھ پروا نہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے بطور جملہ معترضہ کے یہ فرمادیا کہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جو کچھ اسنے جنا یعنی وہ لڑکی لڑکوں سے بھی بہتر ہے اور اسی لئے ایک جگہہ کانت من القانتین فرمایا ہے اور اس تقدیر پر اگر ولیس الذکر کالانثی کے خدا کی طرف کا جملہ ہوکر یہ معنے قرار دئے جاویں کہ اس لڑکی کے برابر کوئی لڑکا نہیں تو ممکن ہے ۔ حنہ نے اوسکا نام مریم رکھا اور جب اوسکا دودھ چھوٹ چکا تو بدستور بنی اسرائیل اسکو ہیکل میں کاہنوں کے پاس بھیجدیا انمیں حضرت زکریا بھی تھے جو رشتہ میں مریم کے خالو ہوتے تھے مریم کی خالہ الیساع جسکو الیسبات بھی کہتے ہیں زکریا کی بیوی تھی کاہنوں میں باہم گفتگو ہوئی کہ اس لڑکی کی کون پرورش کرے ؟ زکریا نے فرمایا میں مستحق ہوں اسکی خالہ اسکے حال کی خوب نگران رہے گی اوروں نے نہ مانا اسپر قلم ڈالنے یعنی چٹھی لکھکر ڈالنے کی قرعہ کی طور پر نوبت پہنچی اور قرعہ میں بھی زکریا کا نام نکلا تب زکریا کے مریم سپرد ہوگئیں اور انہوں نے اون کے لئے ایک جداگانہ جگہہ ہیکل کے متعلق تجویز کردی مریم کو خدا نے نذر میں خوش ہوکر قبول کر لیا تھا اور خدا غیب سے اوسکے خورش کے سامان مہیا کیا کرتا تھا ۔ اس عرصہ میں مریم جوان ہوگئیں خدا کی قدرت حضرت زکریا کے ہاں اس بڑھاپے تک کوئی اولاد نہ تھی ہر چند دعا کرتے تھے کہ رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین ان ایام میں کئی بار مریم کے پاس جب اونکے حجرے میں گئے تو بے موسم کے پھل اور میوے دھرے پائے جس سے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ تیرے پاس کہاں سے آئے ؟ مریم نے کہا خدا کے یہاں سے وہ جسکو

[1] خدا کا کلمہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو انکے کلمہ کن کے کہنے سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے حضرت یحییٰ کے پیدا ہونیکی جب خوشخبری فرشتہ نے دی تو انکے اوصاف بھی بیان کردئے کہ وہ عیسیٰ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرینگے (ہنوز عیسیٰ بھی پیدا نہیں ہوئے تھے) سردار ہونگے معصوم و محفوظ ہوں گے نبی ہوں گے نیکو کار ہوں گے یعنی فرزند بھی دیتے ہیں تو ایسا نہ کہ نا لائق و ناہنجار ۱۲ منہ

چاہتا ہے بغیر حساب روزی دیتا ہے یہ حال دیکھکر زکریا کو تنبہہ ہوا اور دلمین خیال گذرا کہ خدا تعالی مجھکو بھی بے موسم پیری مین پھل دے سکتا ہے خدا سے نہایت عاجزی کے ساتھہ اولاد کی دعا کی وہ ہیکل مین کہڑے ہوئے عبادت مین مصروف تھے اور یہی انکی نماز تھی کہ فرشتہ نے او پر ظاہر ہوکر یہ بشارت دی کہ دیکھہ خدا نے تیری دعا قبول کی وہ تجھکو ایک ایسا فرزند دیا چاہتا ہے کہ جسکا ہم نام تیرے خاندان مین کوئی نہیں وہ بنی اسرائیل کا سردار ہوگا اور اُس قوم کی خراب حالت کی اصلاح کریگا اور حصور ہوگا یعنے خدا کی طرف سے نفسانی خواہشون اور گناہون سے روکا جاویگا او سکو ان چیزون کی طرف از خود رغبت نہوگی اور نبی ہوگا اور پاکباز لوگون مین سے ہوگا اور وہ کلمۃ اللہ یعنے حضرت مسیح کی تصدیق کریگا۔ یہ مژدہ سنکر زکریا نے کہا الٰہی مین بوڑھا ہوگیا اور میری بیوی بانجھ ہے وہ کیونکہ ہوگا؟ فرشتہ نے کہا خدا یون ہی کر دیتا ہے اوسپر کوئی بات مشکل نہین بغیر اسباب ظاہری بھی وہ اپنے افعال ظاہر کر دیا کرتا ہے زکریا نے عرض کیا کہ مجھکو کوئی علامت یا نشانی دینی چاہیئے جس سے مجھکو معلوم ہو فرشتہ نے کہا تیرے لئے یہ علامت ہے کہ تو تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکر سکے گا۔ گویا یہ ایک روزہ تھا۔ بنی اسرائیل مین عبادت کی عبارت علامت کی علامت۔ اسکے بعد زکریا اپنی بیوی کے پاس گئے وہ حاملہ ہوگئین۔ یہ وہ وہ مر قصہ ہے جو مریم کے قصہ مین ضمناً مذکور ہوا پھر اگلی آیات مین مریم کے قصہ کو تمام فرماتا ہے وہ یہ کہ حضرت یحیٰی پیٹ ہی مین تھے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنے حجرہ مین غسل حیض سے فارغ ہوکر بیٹھین آدمی کی شکل مین جبرئیل دکھائی دیئے اور کہا خدا تجھکو ایک سعادتمند فرزند کی بشارت دیتا ہے مریم نے کہا نہ مین کسی مرد کے پاس گئی نہ مین بدکار ہون پھر لڑکا کیونکر ہوگا؟ جبرئیل نے کہا خدا یون ہی کر دیتا ہے پھر جبرئیل نے قریب آکر اون کے کُرتے کے گریبان مین پھونکدیا جس سے وہ حاملہ ہوگئین اور کچھہ عجب نہیں کہ ایسی حالت مین جر چا پھیلا ہو مریم اپنے چچازاد بھائی یوسف کے ساتھہ بیت المقدس سے ناصرہ کو چلی گئی ہون اور پھر اسم نویسی کو ہیرودیس کے عہد مین یروشلم مین مین آئی ہون اور بیت اللحم مین کسی گوشہ مین کہ جہان کوئی کہجور کا درخت تھا حضرت عیسٰے پیدا ہوئے ہون اور اسی لئے حضرت زکریا پر یہود نے تہمت لگا کر (کہ یہ حمل اونکا ہے) قتل کیا تھا جیسا کہ کتب تاریخ سے ثابت ہے اہل کتاب یوسف کو مریم کا شوہر کہتے ہین کچھہ عجب نہین کہ حمل ظاہر ہونے کے بعد یا ولادت کے بعد ان سے شادی ہوئی ہو یا یہ بات صرف جاہلون کے طعن دور کرنے کو اُس وقت مشہور کردی ہو قرآن مین اسکا کچھہ ذکر نہیں والعلم عند اللہ الغرض جب حضرت عیسٰے پیدا ہوئے اور اون کی برکت سے خشک کہجور مین چہوارے نمودار ہوئے تو یہود گروہ کے گروہ مریم کو ملامت کرنے آتے تھے کہ تیرے مان اور باپ تو ایسے پاکدامن تھے تو نے یہ کیا کیا؟ حضرت مریم نے کہا اسی لڑکے سے پوچھہ لو لوگون نے کہا شیرخوار لڑکا کیونکر بات کر سکتا ہے اسی اثنا مین خود حضرت عیسٰے بول پڑے کہ مین خدا کا برگزیدہ نبی ہون اور میری مان پاکدامن ہے اس سے سبکو تعجب ہوگیا پھر اور بھی معجزات لڑکپن مین لوگون نے دیکھے اس کے بعد حاکم وقت کے خوف سے

لے جیسا کہ گارے کے پرند جانور بنا کر اون مین پھونک مارنا اور پھر اونکا زندہ ہوکر اڑ جانا ۱۲ منہ

نہ سپاہ ان کو مار ڈالے یوسف مریم اور حضرت عیسے کو ملک مصر مین لے گیا اور وہین حضرت عیسے ہوشیار ہو کے جوان ہو کر جب ہیرود وس بادشاہ کی موت کی خبر سنی تو ملک شام مین آئے ادہر حضرت یحیی زکریا کے بیٹے جوان سے کئی مہینے پہلے پیدا ہوچکے تھے جوان ہوگئے تھے لوگونکو تعلیم و تبلیغ اور حضرت عیسے کی تصدیق کرتے تھے آخر بادشاہ وقت نے حضرت یحیی کو قتل کر دیا۔ اسکے بعد حضرت عیسی علیہ السلام ملک یہودیہ کے جلیل اور یروشلم اور شہر شہرون مین وعظ فرماتے معجزات دکھاتے رہے لیکن یہود کو ہر روز ان سے عداوت بڑہتی گئی باوجودیکہ حضرت عیسے نے تورات کی تصدیق کی اور شریعت موسوی کی بسبب قت ترمیم کی کیونکہ موسی اور عیسی مین سیکڑون برس کا فاصلہ ہے زمانہ کے مقتضیات کا ضرور اثر ظاہر ہوا جو ترمیم کی حاجت پڑی چنانچہ انہون نے وہ جو سبت کے روز بیجا قیدین تھین کہ یون نکرے اور یون کرے یا اور ایسے ہی مسائل تھے ان مین بحکم الہی تخفیف کر دی اور ان ممنوع اور حرام باتون کو درست کر دیا جنکی پوری تفصیل کتاب اعمال اور اناجیل اربعہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتی ہے اور معجزات بھی دکھائے اور بہت کچھ یہود کی بداقبالیون اور ناشائستگیون کی اصلاح کرنی چاہی مگر اس قوم کی حس باطنی جاتی رہی تھی یون تو مسیحا نے کئی مردہ زندہ کئے مگر یہود کا اقبال مردہ زندہ نہو سکا آخر جب اونکی سرکشی دیکھی تو فرمایا کہ کون خدا کی جماعت مین آتا ہی؟ بارہ شخص کہ جنکو حواری (یعنی خدا کی طرف رجوع کرنے والے یا روشن دل) کہتے ہیں اور ان کے یہ نام ہین حضرت کے صدق دل سے مرید اور شاگرد خاص ہوگئے شمعون جسکو پطرس بھی کہتے ہیں اندریاس شمعون کا بھائی یعقوب بن زبدی یوحنا انکا بھائی فیلبوس برتھولما۔ تھوما۔ متی۔ یعقوب۔ بن حلفائی جسکو تھدی بھی کہتے تھے شمعون کنعانی۔ یہودا اسکریوتی اب ایک دینداروں کی جماعت قائم ہوگئی آخرکار یہود نے حضرت عیسی کی حکام سے شکایتین کرکے پلاطوس حاکم کو اون کے قتل پر آمادہ کیا اور جاسوس دوڑ گئے حضرت کو ایک جگہ سے گرفتار کرکے لائے اور طرح طرح کی اذیتین دینی شروع کین اور بہت کچھ مکر و داؤ اون کے قتل کے لئے کیا مگر خدا کا داؤ سب پر غالب ہے اوسنے یہ کیا کہ انہین یہودیون مین سے ایک کو حضرت مسیح کی صورت مین کر دیا اور مسیح علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لے گئے یہود نے مسیح سمجھکر اوس شخص کو سولی دی اور بڑی اذیت سے مارا ؀۔

فائدہ

فرشتون نے مریم سے حضرت عیسے مسیح علیہ السلام کی بابت یہ تمام حال بیان کر دیا تھا کہ وہ ایسے اور ایسے ہون گے (۱) اونکا نام عیسے مسیح ابن مریم ہوگا (۲) وہ دنیا و آخرت مین معزز اور خدا کے مقربین مین ہونگے (۳) لڑکپن اور ادہیڑ عمر مین لوگون سے کلام کرینگے برخلاف اور لوگون کے کہ وہ شیرخوارگی مین کلام نہین کرتے (۴) انکو خدا کتاب اور حکمت توریت و انجیل سکھا ئیگا (۵) وہ لوگونسے کہینگے کہ مین خدا کی طرف سے معجزات لیکر آیا ہون جنکا بعد مین بیان ہی (۶) مین توریت کو پورا کرنے آیا ہون اسکا مصدق ہون نہ مکذب (۷) مین تم پر سے سخت احکام کا بوجھ ہلکا کرنے آیا ہون جو چیزین بنی اسرائیل پر انکی سخت دلی سے حرام کر دی گئی ہین بعض کو مباح کر دیتا ہون ان سب باتون کے بعد اصلی بات بھی کہی کہ خداوند خدا میرا اور تمہارا سب کا خدا ہی اسی کی عبادت کرو نہ میری نہ کسی اور مخلوق کی یہی راہ راست مگر بنی اسرائیل سخت دل کاہیکو ماننے والے تھے حضرت نے انکے انکار و مخالفت کو معلوم کرکے کہا کوئی ہی کہ خدا کے لئے میرا مددگار بنے حواری بول اٹھے کہ ہم خدا کے دین کے مددگار ہیں ہم خدا پر ایمان لائے پھر دعا کی کہ الٰہی ہمکو گواہوں مین لکھ لے ہم رسول کے مطیع ہوگئے (اسمین آنحضرت صلعم کے مخاطبون کو ترغیب لائی جاتی ہی) پھر کس خوبی سے قصہ کو تمام کرتا ہی کہ یہود نے بڑی بدسلوکی کی

جسپر خدا نے بھی انسے بدسلوکی کی کہ رومی بادشاہ اونپر چڑھ آئے اور مار کر ستیاناس کر گئے انکی بدسلوکی کو اور اسکے بدلہ کو بطور استعارہ مکر سے تعبیر کیا ۱۲ منہ

؎ یہود مین قدیم دستور تھا کہ وہ جسکو سردار یا برگزیدہ کرتے تھے تو اسوقت کا نبی یا کاہن اوس شخص پر زیتون کا تیل مسح کر دیتا یعنے مل دیتا تھا اسلئے اوس شخص کو مسیح کہتے تھے چونکہ حضرت عیسے علیہ السلام پر بھی مقبولیت کا تیل ملا گیا اوسی قدیم عزت پر انکا لقب مسیح مشہور ہوا اور یشوع عبرانی مین انکا نام ہی جسکو عربی مین عیسے کہتے ہین چونکہ لقب زیادہ مشہور تھا اس لئے اوسکو نام سے پہلے ذکر کیا ۱۲ منہ

اب ہم یہان چند ابحاث بیان کرتے ہین تاکہ ان آیات کا مطلب ناظرین کے بخوبی سمجھ مین آجاوے اور پھر آیندہ سورۂ مریم وغیرہ مین اعادہ کی کچھ حاجت نرہے واللہ ولی التوفیق۔

(بحث اول) مفردات الفاظ کی تشریح المحراب اونچی اور عمدہ جگہ۔ اصمعی کہتے ہین بالاخانہ۔ بعض کہتے ہین اسجگہ مراد مسجد ہے اسلئے کہ یہہ بسبب عبادت کے شیطان سے لڑائی کی جگہ ہی جو حرب سے مشتق ہی حصورا حصر سے مشتق ہی جسکے معنے بند ہونے اور رکنے کے ہین کہتے ہین حصر الرجل اتقل بطنہ یہ فعول بمعنی مفعول ہی یعنی شہوات سے روکا گیا جسکو محفوظ اور معصوم کہنا چاہیے عاقر عقر سے مشتق ہی جسکے معنے منقطع ہونے کے ہین یعنی اولاد سے منقطع ہو گئی جسکو بانجھ کہتے ہین رمز کے معنے حرکت کے ہین چونکہ دریا مین تموج ہوتا ہی اس لئے اسکو عرب راموز کہتے ہین یہان مراد اشارہ ہی جو ہاتھ پاؤن یا آنکھ بھؤون کی حرکت سے ہوتا ہی العشی دن ڈھلے سے غروب تک کا وقت الابکار بکر ہی اور اول چیز اور اسی لئے باکورہ نئے پھلون کو کہتے ہین اور نئی ناکتخدا عورت کو بکر کہتے ہین اس سے مراد طلوع آفتاب سے دوپہر تک کا وقت ہی بعض نے ابکار بالفتح پڑھا ہی سو یہ اشجار کی طرح جمع ہوگا انبار نبا کی جمع ہی جسکے معنے خبر ہین۔ انصار اور حواری کے معنے ہم بیان کر چکے ہین۔

(بحث دوسری) اس مقام پر عیسائی نکتہ چین قرآن مجید پر یہ اعتراض کیا کرتے ہین کہ حضرت مسیح اور مریم کے اور اسی طرح یوحنا یعنی یحیی کے قصہ مین چند غلطیان قرآن مین بیان ہوئین جو تاریخی واقعات سے علاقہ رکھتے ہین (۱) یہ کہ مریم کی ماکا نذر ماننا اور پھر مریم کو ہیکل مین بھیجدینا اور وہان کاہنون مین باہم اون کی پرورش کی بابت گفتگو ہوکر زکریا کے نام قرعہ نکلنا اور زکریا کا مریم کو بے موسم کے پھل کھاتے دیکھکر اپنے لئے اولاد کے واسطے دعا کرنا انجیل سے ثابت نہین اسلئے یہ باتین غلط ہین (۲) قرآن مین لکھا ہی کہ زکریا تین روز تک بغیر اشارہ کے کسی سے کلام نکرینگے حالانکہ انجیل لوقا کے اول باب ۲۰ ورس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ زکریا کو یون فرشتہ نے کہا کہ تو جب تک یہ باتین واقع نہولین گونگا ہو جاویگا کسی سے بول نسکیگا۔ اور اسی باب کے ۶۴ ورس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب یحیی پیدا ہوئے اور آٹھوین دن انکا ختنہ ہوا اور اونکا یحیی نام رکھا گیا تب اونکی زبان کھلی جسکی مدت تخمیناً دس مہینے ہوتے ہین قرآن نے باوجود دعوی الہام اور تصدیق انجیل کے کتنی غلطی کی (۳) لڑکپن مین مسیح کا کلام کرنا اور پھر پرندونکا معجزہ کہ مٹی کے جانور بناکر اون مین پھونک مارنا اور اونکا زندہ ہوکر اوڑجانا کہیں سے ثابت نہین قرآن نے اسکو کہان سے لیا۔ ان اعتراضات کا جواب یہ ہی اول سوال کا جواب یون ہی۔ اگر تاریخی باتین انجیل اربعہ کے مصنف نے اپنی مختصر تاریخون مین نلکھین تو اس سے کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ سب غلط ہین دیکھو زکریا کا فرشتہ سے بشارت پانا اور یحیی نام رکھنا وغیرہ باتین صرف لوقا نے لکھین ہین اورون نے نہین پھر کیا اسوجہ سے یہ غلط ہوسکتی ہین؟ اسی طرح مسیح کے پیدا ہونے کے دنون مین مجوسیون کو ایک ستارہ دکھائی دینا اور اسکا انکے آگے آگے چلنا سوائے متی کے اور کسی نے نہین لکھا۔ اسی طرح ان چارون مورخون کا باہم سیکڑون باتون مین تفاوت بیان پایا جاتا ہی۔ یہی تیسرے اعتراض کا بھی جواب ہی اور تائید اس کی یہ ہی کہ یوحنا اپنی انجیل کے سب سے اخیر مین یہ لکھتا ہے کہ اور بھی بہت سے کام ہین جو یسوع نے کئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نسماتین پھر کیا مسیح نے یہی چند باتین اور یہی چند کام کئے ہین جو اناجیل اربعہ مین ہین؟ ہرگز نہین۔ علاوہ اسکے یہودی مورخون اور دیگر اناجیل سے بھی ان باتونکا پتا لگتا ہی اور ان اناجیل کے زیادہ معتبر نہ ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہین آتا کہ اون کے سب تاریخی واقعات غلط ہون دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہی کہ لوقا نے نہ زکریا کو دیکھا نہ یحیی کو نہ حضرت عیسے کو یہ مورخ سنی ہوئی باتین لکھتا ہی جسپر گمان ہو سکتا ہی

کہ یا راوی نے غلطی کی یا خود لوقا سے سہو ہو گیا یا نسخہ مین اور غلطیون کی طرح یہ بھی واقع ہوئی اور جو تطبیق کرو تو یون کہ سکتے ہین کہ عرف زبان عرب مین انحصار کے لئے نہین ہوتا ہمارے عرف مین کہتے ہین دو دن کی زندگی مین آدمی کیا کرتا ہی مراد تھوڑی زندگی ہو اسی طرح تین روز سے یہ قلیل مدت مراد ہی کہ جو تخمیناً دس مہینے مورخ نے بیان کئے۔ اور قرآن انجیل لوقا کی تصدیق کا مدعی نہین۔

(تیسری بحث) ان سے بڑھکر دہریئے اور انکے مقلد نیچران آیات کے صاف اور سیدھے مطلب کو اوسی قاعدہ فاسدہ پر کہ خرق عادت محال ہی عجب عجب تاویلین کرکے اولٹ پلٹ کرتے ہین چنانچہ نیچر مفسر نے اس مقام پر حضرت مریم کو غیب سے روزی پہنچنے کا اور حضرت عیسے علیہ السلام کے بے باپ کے پیدا ہونے کا انکار کیا اور یہ تاویل کی ہو کہ یہ حضرت یوسف نجار سے پیدا ہوئے تھے صرف یہ بات تھی کہ رخصت کرکے لیجانے سے پہلے یوسف مریم سے ہمبستر ہو گئے تھے چونکہ یہ بات یہود مین مذموم تھی جو دونون کو شرم و حجاب کا موجب ہوا ہوا اور زکریا اور بی بی مریم نے جو فرشتون سے باتین کین وہ انکا خیال مجسم یا خواب تھا اور چونکہ اس مذہب کا یونا نیون مین رواج دینا منظور تھا اور انمین ایسی باتین ہمیشہ سے باعث بزرگی سمجھی جایا کرتی تھین چنانچہ حکیم افلاطون کا حمل بھی بے باپ کے انمین مشہور تھا اس غرض سے عیسائی معلمون نے یہ بات مشہور کردی اور اسی مشہور بات کو مفسرین نے قرآن کی تفاسیر مین لکھدیا اور اسی طرح لڑکپن مین مسیح کا کلام کرنا اور مٹی کے جانور بناکر انمین پھونک مارکر زندہ کر دینا اور مردہ کو زندہ کر دینا ہی جس سے دل مردہ کو زندہ کرنا مراد ہے اور چشم باطن کے اندہے کو ہدایت دینا اور بیماری مرض قلب کو شفا دینا اندہے اور کوڑہی کے اچھا کرنے سے مراد ہے اور ایسے محاورات حضرت عیسے کی تقریرون مین بہت پائے جاتے ہین یہ اونکی تمام تقریر کا خلاصہ ہی چونکہ اس لغو گفتگو کا مدار وہی تین چار فاسد عقیدے ہین کہ جنکا ابطال ہم مقدمہ مین خوب کر چکے ہین اس لئے اس بارہ مین دوبارہ قلم اوٹھانا فضول سمجھتے ہین۔ افسوس یہ لوگ صرف برائے نام مسلمان کہلانے کے لئے قرآن مجید کی فضول تاویلین کرکے اپنا مضحکہ اڑاتے ہین اور تاریخی واقعات کو غلط کہکے محقق مین حقیر بنتے ہین مگر انکو سرے سے اسلام ہی کا انکار کر دینا تھا اس زمانہ مین اسلام سے کیا دنیا ملتی ہی؟ -

(چوتھی بحث) ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک ان واقعات کا اس طور پر مخالفون کو بتانا آنحضرت علیہ السلام کے لئے بڑا معجزہ ہی نہ آپنے توراۃ پڑھی تھی نہ انجیل نہ کوئی کتاب اور عمر کا اکثر حصہ مکہ مین گزرا کہ جہان کوئی بھی ذی علم نہ تھا اہل کتاب کا تو کیا ذکر پھر مدینہ مین آکر باوجود مخالفت یہود و نصاری کے یہ کیونکر ممکن تہا کہ آنحضرت انسے کچھ پڑھنے سیکھنے جاتے اور اگر ایسا ہوتا تو انصار اور دیگر اہل اسلام کی روبرو یہ دعوی کس طرح سے کرتے کہ مین غیب کی خبرین بطور الہام بیان کرتا ہون؟ باوجود اسکے پھر ان واقعات کو صحیح صحیح بیان کرنا بالخصوص اہل کتاب کے علماء کے سامنے اسطرح سے کہ جنکو کوئی پڑھا ہوا بھی بیان نکر سکے اگر اعجاز نہین تو اور کیا ہی؟ گرچہ بعض باتین بعض کے لئے خرق عادت نہین مگر دوسرے کے لئے خرق عادت سمجھی جاتی ہین کلام کرنا جوان تندرست کی نسبت کچھ بھی تعجب کی بات نہین البتہ شیر خوار لڑکے کا کلام کرنا تعجب ہے اسی طرح کسی گزشتہ حال کا اوس کے دیکھنے والے یا تاریخ کی کتابین پڑھنے والے کو تعجب نہین اور کے لئے ہے +

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اسوقت کہ اللہ نے فرمایا کہ اے عیسے مین تمہاری مدت پوری کردونگا اور تجھے اپنی طرف اٹھا لونگا اور تمہین کافرون کے بہتان سے پاک کردونگا اور تمہارے ماننے والون کو تمہارے منکرون

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ

پر قیامت تک فوقیت دونگا - پھر میرے ہی پاس تم کو پھر کر آنا ہے پھر جس بات مین تم اختلاف کر رہے تھے اسمین ہم تمہارا فیصلہ کردینگے پھر جنہون نے انکار کیا سو انکو تو مین دنیا مین بھی

عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ز وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ

اور آخرت مین بھی بہت سخت عذاب دونگا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہوگا اور جو ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے تو اللہ ان کا اجر انکو پورا پورا دیگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ۝

اور خدا کو ناانصاف پسند نہین آتے - یہ آیتین ہین کہ جنکو ہم آپکو پڑھ کر سناتے ہین اور یہ حکمت کا تذکرہ بھی ہین

ترکیب

اذ کا یا ظرفی عامل ہو اعنی اذکر یا وقع ذلک متوفیک اور رافعک اور جاعل الخ سب خبر ہین انی کی فاما الذین کفروا مبتدا فاعذبہم خبر ذلک مبتدا نتلوہ خبر

تفسیر

حضرت عیسی علیہ السلام کے قصہ کا تتمہ یہ ہے یہود کو حضرت عیسیٰ سے گرچہ وعظ و نصیحت کیوجہ سے عداوت تھی مگر جبکہ سبت وغیرہ احکام مین تغیر کیا تو یہود کو الزام لگانے کا ذریعہ ہاتھہ آگیا ملک شام مین اسوقت یہود کی سلطنت نتھی بلکہ رومیون کی سلطنت تھی اور قیصر روم کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا جسکو ہیرودیس کہا کرتے تھے حضرت عیسے علیہ السلام حواریون کو ساتھہ لئے ملک شام کے شہرون مین معجزے دکہاتے اور وعظ فرماتے پہرتے تھے ہر شہر مین سیکڑون مرد و عورت حضرت کے دین مین آتے تھے اسپر اور بھی یہود کو حسد اور رشک ہوتا تھا جب یہود کی دشمنی حد سے بڑھ گئی اور وہ حضرت کے قتل کا موقع تلاش کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ دن کو شہر یروسلم مین آکر ہیکل یعنے بیت المقدس مین وعظ فرمایا کرتے تھے شام کو زیتون کی پہاڑی مین کسی درخت کے تلے بیٹھ کر دعا و عبادت آلٰہی مین رات تمام کرتے تھے اس عرصہ مین یہود کی عید فطیر جس کو عید فصح کہتے ہین قریب آئی اور سردار کاہن اور فقیہہ اس فکر مین تھے کہ انکو مار ڈالین عیسیٰ کے حواریون مین سے ایک شخص یہودا نامی نے جا کر اون سے کچھ روپیہ لیکر خبر دی پھر تو یہودیون کی ایک جماعت ہتیار باندھکر اوس پہاڑی پر پہونچی ادہر حضرت عیسےٰ خدا سے گریہ وزاری کرکے یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھہ سے دور کردے اور اپنے حواریون کو آمادہ کر رکھا تھا ان کے پاس صرف دو تلوارین تھین حضرت عیسےٰ کو یہ حال معلوم ہوگیا تھا کہ انسے کچھہ مقابلہ نہوگا الغرض شبا شب یہود حضرت مسیح کو گرفتار کرکے انکے مونھہ پر طمانچے مارتے اور ٹھٹھا کرتے ہوئے شہر مین لائے صبح کو تمام یہود جمع ہوئے اور ان سے پوچھا اگر تو وہ مسیح ہی تو ہم سے کہدے (جسطرح اہل اسلام امام مہدی کے منتظر ہین اسی طرح یہود مین مسیح کا انتظار تھا بلکہ اب بھی ہی کہ وہ انکو پھر بادشاہت دیگا) آپنے فرمایا اگر مین کہون بھی تو تم کب یقین کروگے آخر الامر سب لوگ اون کو پلاطوس حاکم پاس لے گئے کہ یہ لوگون کو قیصر کے محصول دینے سے منع کرتا اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتا ہے حضرت نے انکار کیا اوس نے کہا میرے نزدیک اسکا کوئی جرم مستوجب قتل نہین پلاطوس نے حضرت عیسے کو اسی حالت مین ہیرودیس کے پاس بھیجدیا اوس نے پھر اوسی کے پاس بھیجا اور چھوڑنا چاہا تو یہود نے غل مچادیا کہ ایسا نکرنا تب اوس نے کہا کہ تمہارے کہنے سے مین اسکو سولی دیتا ہون مگر اسکا گناہ تم پر اور تمہاری اولاد پر یہود نے کہا منظور حضرت کے حواری سب بھاگ گئے اُسوقت حضرت پر ایک عجب حالت طاری تھی جسمین خدا نے حضرت مسیح سے خطاب کرکے یہ جملہ فرمائے جو ان آیات مین مذکور ہین کہ اے عیسی کچھہ غم نکر مین تم کو آسمان کی طرف اُٹھا لیتا ہون اور جو کچھہ یہ لوگ تمپر بہتان لگاتے ہین کہ تو نے خدائی کا دعوی کیا اور خدا کا بیٹا بنا (انجیل لوقا باب ۲۲ و ۲۳) اوس سے مین نبی اخیر کی معرفت تمکو پاک کرونگا جیسا کہ انجیل برنباس سے ثابت ہی اور اب جو یہ مخالفین کی جماعت تمکو غالب دکھائی دیتی ہی مین انکو قیامت

تک تمھارے ملنے والونکے ماتحت کرونگا۔ یہ دنیا کی سزا ہی اور آخر تو ہر شخص ہماری طرف رجوع کرتا ہی ہم نیکون کو پورا بدلہ نیک دینگے اور بدون کو سخت عذاب دینگے۔ آخر کار خدا نے ایک شخص مفسد شمعون قرینی کو حضرت عیسیٰ کی صورت مین کردیا لوگون نے اوسی کو عیسیٰ سمجھکر اور پھر صلیب دھر کر شہر کے باہر لے گئے اور سولی دی ۔۔ اور حضرت عیسیٰ کو ملائکہ آسمان پر اوٹھا کرلے گئے۔ عیسائی کہتے ہین بلکہ خود حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا اور اونھون نے چیخ چیخ کر جان دی اور پھر ایک شخص یوسف نامی پلاطوس سے حضرت کی لاش مانگ کرلے گیا اور اوسنے قبر مین دفنایا اور اوپر پتھر کی چٹان دھردی یہ جمعہ کی شام کا واقعہ تھا اتوار کو حضرت مسیح زندہ ہوکر لوگون کو دکھائی دئے اور آسمان پر چڑھگئے اور پھر آنے کا وعدہ کرگئے اس واقعہ کیوقت انکی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ احادیث صحیحہ سے بھی قرب قیامت مین عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ثابت ہوتا ہی۔ اس مسئلہ کی ہم ابھی تحقیق کرتے ہین کہ حق کسکی جانب ہی اور یہ تحقیق ان چند ابحاث کے ضمن مین آتی ہی۔

(۱) اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک الخ توفی کے معنی لغت مین کسی چیز کا پورا کردینا ہی اور چونکہ مردہ اپنی حیات کا پورا حصہ پالیتا ہی اسلئے اوسکو بھی متوفی کہتے ہین اور انہین اعتبارات سے اسکے معنے قبض کرنے کے بھی آتے ہین اور کبھی متوفی بمعنی مستوفی بھی آتا ہے۔ اگر یہان اس سے مراد موت لیجاوے تو پھر اس آیت مین اور اس آیت مین (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم کہ نہ انھون نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اونپر اشتباہ پڑگیا) بظاہر اختلاف سا معلوم ہوتا ہی چنانچہ بعض پادریون نے یہ اعتراض بھی کیا ہے (ہدایت المسلمین ص ۳) اسکا جواب بہت سہل ہی (۱) یون کہ یہان متوفی بمعنے مستوفی ہی جسکے معنے یہ ہوئے کہ مین تیری اجل کو پورا کرونگا کہ تجھکو ان کے قتل سے بچاکر آسمان پر چڑہا لونگا پھر تو اپنے وقت معہود پر مریگا (بیضاوی) اب دونون آیتون مین کچھ بھی اختلاف نہین (۲) یون کہ اسکے معنے قبض کے ہین جس سے آیت کے یہ معنے ہوئے کہ مین تجھکو زمین سے اپنے قبضہ مین لاکر آسمان پر پہنچادیتا ہون (بیضاوی) اب بھی کچھ اختلاف باقی نرہا (۳) وفات سے مراد قوی بہیمیہ اور آثار جسمانیہ سے ہلکا کردینا ہی جو آسمانی طرف عروج کو مانع ہین خلاصہ یہ کہ مین تیرے آثار جسمانیہ کو پست کرکے تیری روحانیت کو غلبہ دیکر تجھے آسمان پر چڑھا دیتا ہون (۴) وہب کہتے ہین کہ تین ساعت وفات ہی محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ پانچ ساعت تک وفات رہی پھر خدا نے اونکو زندہ کرکے آسمان کی طرف اٹھالیا جیسا کہ عیسائی کہتے ہین مگر یہ وفات یہود کی سولی دینے سے واقع نہوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی وما قتلوہ وما صلبوہ بلکہ آثار جسمانیہ کے ہلکا کرنے کے لئے خدا نے وفات دی ہوگی اور یہود نے جسکو قتل کیا اور سولی دیا وہ شمعون قرینی یا کوئی اور شخص اونکا شبیہ تھا جس سے اونکو اشتباہ واقع ہوا (تفسیر کبیر) اس تقدیر پر بھی دونون آیتون مین کچھ تعارض باقی نرہا۔ خلاصہ یہ کہ آیت وما قتلوہ مین جو نفی ہی تو یہود کے قتل کرنے کی نفی ہی اب رہی یہ بحث کہ آیا درحقیقت یہود نے مسیح کے ہمشکل کو سولی دیا اور مسیح کو نہین دیا جیسا کہ آیت وما قتلوہ الخ سے پایا جاتا ہی سو اسکی تحقیق یون ہی کہ گو دوسری صدی بلکہ پہلی صدی ہی سے عیسائیون مین بالخصوص پولوس کے مریدون مین یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو سولی دیا اور وہ تیسرے روز زندہ ہوکر لوگون کو دکھائی دئے پھر آسمان پر چڑھ گئے اور اسی قصہ پر انکا کفارہ جو اصول مذہب ہی مبنی ہی مگر تاریخی واقعات پر بنظر انصاف غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ جسوقت حضرت عیسیٰ کو سولی دینے لے چلے تھے اسوقت انکی حواری اور دیگر مرید لوگ اس خوف سے کہ مبادا ہم نہ پکڑے جاوین سب تتر بتر ہوگئے تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا جیسا کہ لارڈ ولیم میور کی تاریخ کلیسا سے مستفاد ہوتا ہی پھر اب جو حواریون نے یا اور مریدون نے سنا ہوگا تو خاص انہین یہود یا پلاطوس کے نوکرون سے سنا ہوگا جنکی نسبت خیال ہو سکتا ہی کہ انھون نے اپنی ناکامی چھپانے کے لئے مشہور کردیا ہو کہ ہم نے عیسیٰ مسیح کو قتل کرڈالا سولی دیدیا اسکے علاوہ ہمکو صحیح طور پر یہ بھی معلوم نہین کہ ان لوگونکا اس امر مین کیا بیان تھا نہ کوئی یہودی تاریخ اسکی خبر دیتی ہی اور نہ کوئی حواری اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہی اناجیل اربعہ مین سے لوقا اور مرقس تو پولوس کے شاگرد ہین جو اس واقعہ مین شریک ہی نہ تھے سو یہ ظاہر ہے کہ وہ سنی سنائی باتین کہتے ہین رہی یوحنا اور متی سو وہ بھی وہان نہ تھے صرف چند عورتین دور سے دیکھتی تھین اور کچھ عجب نہین کہ یہودیون کو وہان شک پڑا ہو کہ یہ فلان شخص ہین یا فلان کہان ہی؟ مگر اونکا یہ شبہ اور تردد ہم تک کیونکر منقول ہوسکتا جسمین انکی ہلکی تھی برخلاف اسکے خود عیسائیون مین سے دو گواہ قوی شہادت دے رہے ہین اول برنباس حواری کی انجیل ہے جو

آنحضرت کے زمانہ سے صدہا سال پیشتر عیسائیون مین مشہور و معروف تھی جسکی عبارت یہ ہی تب فرشتون نے بارکہ سے کہا کیونکہ یہودا عیسے کی شکل مین مبدل ہوگیا الخ تب عیسے نے جواب دیا اے برناس میری بات یقین کر کہ ہر ایک گناہ کی خدا سزا دیتا ہی چونکہ میری مان اور میرے ایمان دار شاگرد مجھے زمینی محبت کے اختلاط کے سبب پیار کرتے تھے خدا صادق انہین اس محبت پر سزا دینے پر راضی ہوا تاکہ بعد ازان دوزخ کے شعلون مین عذاب پاوین اور مین گرچہ دنیا مین بے عیب زندگی بسر کرتا رہا تاہم چونکہ لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے خدا نے عدالت کے دن مجھے شیاطین کے ٹھٹھون سے محفوظ کرنے کے لیئے چاہا کہ مین اس دنیا مین یہودا (جسنے گرفتار کروایا تھا) کی موت سے ندامت اوٹھاؤن اور سب لوگون کو یقین ہوا تھا کہ حقیقتہً مین سولی دیا گیا پس یہہ ملامت محمد کے آنے تک رہے گی جو دنیا مین آکر سبکو خدا کی شریعت پر ایمان لانے مین غلطی سے بچائیگا۔ انتہے (جونس) اس عبارت مین صاف اقرار ہے کہ حضرت عیسے سولی نہین دیئے گئے بلکہ اور شخص چنانچہ اس غلطی سے عالم کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ کر دیا عیسائی اس گواہ پر یہہ جرح کرتے ہین (۱) انجیل برناس ہمارے نزدیک الہامی کتاب نہین بلکہ ایسی ہی جیسی کہ محمدیون مین حدیث کی کتابین (۲) یہ عبارت اسمین کسی محمدی نے یا کسی ملحد نے محمدیون سے لیکر ملا دی ہے (۳) مسیح کا مصلوب ہونا الہامی کتابون مین چشم دیدہ گواہون کی معرفت قلمبند ہوا پھر اسکے برخلاف کیونکر تسلیم کیا جاوے (۴) یوسیفس یہودی مورخ جو اسی زمانہ مین ہوا ہی وہ بھی یہی کہہ رہا ہی جواب انجیل برناس کو الہامی نہ کہنا جو حواری تہا اور بیچارے لوقا کی تاریخ کو الہامی کہنا اگر تقلید قوم نہین تو اور کیا ہی مانا کہ بمنزلہ کتب حدیث ہی تو پھر کیا اون سے استدلال نہین کرتے؟ اگر کسی محمدی نے یہ عبارت اوس مین ملادی تو بڑے تعجب کی بات ہی کہ ایک شخص نے اس کتاب مین ہر کتب خانہ مین جاکر الحاق کر دیا ورنہ کوئی اصل نسخہ دکھلاؤ کہ جسمین یہ عبارت نہو اور وہ ملحد بھی کہان کا کرامتی تھا کہ جسنے آنحضرت سے پہلے اپنا نام لکھدیا اور پھر روئے زمین کے نسخون پر اوسکا قابو چل گیا۔ مسیح کا مصلوب ہونا چشم دیدہ گواہون کے کہین بھی قلمبند نہین ہوا ہان سُنی سنائی بات پولوس کے مریدون مین چلی آتی ہی۔ یوسیفس نے ہرگز اسکی گواہی نہین دی ہی محققین نصاریٰ خود مقر ہین کہ یہہ عبارت اصل نسخہ یوسیفس مین نہین ہی بلکہ یہ پادری صاحبون کی چالاکی ہی۔

دوسرا گواہ لوقا اور متی اور مرقس کی انجیل ہی اسمین لکھا ہی کہ مسیح کی صلیب شمعون قرینی پر رکھکر صلیب دینے کیلئے لے چلے تھے۔ اور یہہ دستور تھا کہ جو شخص صلیب پاتا تھا وہ اپنی صلیب آپ اوٹھاتا تھا (تفسیر سکاٹ، متی ۲۷ صفحہ ۳۲۲) اگرچہ انہین مورخون نے اوسی تقلید سے یہی کہدیا کہ مسیح کو صلیب پر کھینچا مگر اون کی یہ تحریر اصل واقعہ کی طرف صاف اشارہ کر رہی ہی۔ انہین وجوہ سے خود عیسائیون کے چند فرقے جو اسلام سے پیشتر تھے مسیح کے سولی دیئے جانیکا انکار کرتے تھے جیسا کہ فرقہ باسلیدی سِمرنتی کارپوکراتی۔ دوسیتی۔ گناستی۔ ناصری۔ پولی۔ ان کی تشریح جسکو منظور ہو وہ تاریخ کلیسا دیکھے۔ اسپر بعض پادریون کا یہ کہنا کہ مسیح کا مصلوب ہونا اور زندہ ہونا ابتدائے وقت سے عیسائیون مین مسلم الکل ہو گیا تھا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

(۲) ورافعک الی گرچہ خدا جہت اور مکان سے پاک ہی مگر جہت علو کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اب جسطرح آسمان کو اس کا مکان قرار دینا غلط ہی اسی طرح نیچریون کا آسمان کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کے اوٹھائے جانے سے انکار کرنا لغو ہی اور تاویلات رکیکہ ہین جنکا کوئی اہل مذہب بھی اعتبار نہین کر سکتا۔ یا صرف روح کی رفعت مراد لینا اور یہ کہنا کہ ما قتلوہ و ما صلبوہ مین بھی روح مراد ہے محض بیکار تاویل ہے کس لئے کہ کوئی بھی کسی کی روح کو قتل نہین کر سکتا نہ یہود کو اسکا دعویٰ تھا نہ پھر روحانی رفعت مین حضرت عیسے کی کیا خصوصیت ہے۔

(۳) وجاعل الذین اتبعوک الخ حضرت عیسی کے ماننے والے اول تو وہ حواری اور انکے تلامذہ تھے پھر جملہ عیسائی اور جملہ مسلمان ہین سو یہ خدا کی بشارت پوری ہوئی اس وقت سے آجتک اور قیامت تک محمدی اور عیسائی انکی منکر یہود پر غالب ہین (اور یہین انشاء اللہ رہینگے) حضرت عیسے کی تخمیناً چالیس برس بعد طیطوس رومی بادشاہ یہود پر چڑھ آیا اور شہر یروشلم کو ڈھا کر تباہ کر دیا اور بیت المقدس کو بھی مسمار کر دیا اور لاکھون بنی اسرائیل کو قتل کر دیا اور ہزارہا کو پکڑ کر لے گئے اور غلام بنایا جو کچھ عیسے علیہ السلام نے خبر دی تھی کہ یہ کچھ پیش آویگا وہی پیش آیا اوس دن سے اور ابھی رہی سہی یہود کی عزت و شوکت خاک مین مل گئی پھر اوس دن سے لیکر آج تک وہی حال ہی کہ انکی حکومت اور سلطنت نہین۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ۝ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

اس مین کچھ بھی شبہہ نہین کہ خدا کے نزدیک عیسے ایسے ہین کہ جیسے آدم جسکو مٹی سے بنایا پہر اوسکو کہا ہوجا سو وہ ہوگیا حق تو وہی ہے جو انکے خدا کی طرف سے ہے سو آپ کہین شک مین نہ پڑجایئے

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَ

پہر علم آجانے کے بعد بھی جو کوئی آپ سے حجت کرے تو کہدیجیے کہ آؤ ہم اور تم اپنی اپنی اولاد کو بلائین اور اپنی اپنی عورتون کو بھی بلائین اور خود بھی اور

أَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ

تم بھی جمع ہوجاین پہر بہت گڑگڑائین پہر جہوٹون پر خدا کی مار ڈالین بیشک حق بیان تو یہی ہے اور خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور بیشک

اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ۝

اللہ ہی زبردست حکمت والا ہے اسپر بھی اگر نہ مانین تو اللہ مفسدون کو خوب جانتا ہے

ترکیب

مثل عیسے اسم ان کمثل آدم خبر خلقہ جملہ تفسیر ہے مثل کی فیہ کی ضمیر عیسے یا انکے قصہ کیطرف راجع ہے من شرطیہ ہے ماضی بمعنے مستقبل ۔

تفسیر

حضرت عیسے کا ذکر فرما کر عیسے پرست قوم کیطرف یعنی نصاری جو انکو خدا کا بیٹا کہتے ہین اس لئے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے روی سخن کیا جاتا ہے اور انکے عقیدہ کا ابطال فرما کر انکو مباہلہ کیلئے بلایا جاتا ہے کہ خدا کے نزدیک عیسے کا ویساہی حال یعنی پیدا کرنا ہے جیسا کہ آدم کا تھا انکو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا ان کو بھی بلکہ آدم کے تو مان بھی نہ تھین انکو مٹی سے پیدا کردیا تھا اور وہ پیدا کرنا کیونکر تھا صرف کن کہا تھا وہ ہوگئے (ثم تراخی ذکر کیلئے ہے اور جملہ قال لہ کن فیکون اسکا بیان ہے) بات حق یہی ہے نہ یہ کہ وہ خدا کے بیٹے تھے ای مخاطب تم انکے بغیر باپ کے پیدا ہوجانیسے شبہ مین نہ پڑجانا اور یہ اسکی قدرت کاملہ کو کچھ بھی بعید نہین سیکڑون جانور حشرات الارض بارہا مٹی سے پیدا ہوتے مشاہدہ مین آتے رہتے ہین اسپر بھی اے پیغمبر اگر آپ سے کوئی حجت کرے اور انکو خدا یا خدا کا بیٹا کہے تو صاف کہدیجیے کہ اگر تمکو اپنی صداقت پر بہروسہ ہے تو آؤ مباہلہ کرلین دنیا ہی مین جہوٹے پر خدا کی مار پڑجائیگی اور مباہلہ کسطرح کرین کہ تم بھی اپنی اولاد اور عورتون کو لاؤ ہم بھی لین اور خود تم بھی شریک ہو اور ہم بھی پہر ہر ایک شخص نہایت عاجزی سے دعا کرے کہ الٰہی جہوٹون پر خدا کی مار ۔

مدینہ مین آنحضرت صلعم کے پاس نجران کے نصاری تحقیق حق کیلئے حاضر ہوئے جب وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے سے باز نہ آئے تو آنحضرت صلعم نے مباہلہ کی درخواست کی جسپر وہ بھی تیار ہوگئے جب آنحضرت امام حسن و حسین اور بی بی فاطمہ اور علی رضوان اللہ علیہم کو ساتھ لیکر قسم کہانے کے لئے نکلے تو نصرانیون پر انکے باخدا چہرون کا ایک اثر پڑا تو مباہلہ کرنیکی جرات نہ کی اور آپسمین کہنے لگے کہ اگر یہ نورانی چہرے یہ دعا کرین کہ پہاڑ ٹل جائے تو بیشک ٹل جائے پہر فرمایا کہ صحیح بیان عیسے کی نسبت یہی ہے جو بیان ہوا اور یہ کہ خدا ایک ہی خدا ہے اور اللہ زبردست ہے اسکو بیٹے بیوی کی کوئی حاجت نہین اور وہ حکیم بھی ہے اپنی حکمت بالغہ سے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اگر اسپر بھی نہ مانین تو خدا مفسدون سے خوب واقف ہے اس جرم کی سزا دیکر رہے گا ۔

ف جب کسی منکر پر حق ثابت کرنا ہوتا ہے تو مباہلہ کیا جاتا ہے جسمین ہر ایک اپنے عزیز اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہے کہ الٰہی جو گروہ جہوٹا ہو اسپر تیری مار وہ غارت ہوجائے

ف۱ یہان بھی نیچری مصنف نے بہت ہاتھ پاؤن مارکر مسیح کا یوسف نجار سے پیدا ہونا ثابت کرنا چاہا تھا مگر نہو سکا ۱۲

ف الوہیت مسیح ۲ تثلیث ۳ کفارہ ہونا ۱۲ منہ

ف کسی نے کہا انفسنا سے اپنے متعلقہ لوگ مراد ہین نہ یہ کہ وہ خود نفس پیغمبر ہین کیونکہ یہ محال ہے یا خود قسم مین آپ شریک ہونا مراد ہے ۱۲ منہ

ف۲ اس قصہ کو حاکم نے بسند صحیح اور ابن مردویہ نے اور ابو نعیم نے دلائل مین جابر سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

(اے نبی) کہدو کہ اے اہل کتاب تو ایک ایسی بات کی طرف آجاؤ کہ جسکو ہم اور تم دونوں برابر مانتے ہیں وہ یہ کہ اسکے سوا ہم کسیکی بھی عبادت نکرین اور اسکا ہم کسی کو بھی شریک نہ بنائیں اور ہم مین کوئی کسی کو خدا کے سوا

أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ

مالک بنائے — پھر اگر وہ اسکو بھی نہ مانین تو تم کہدو شاہد رہو کہ ہم نے تو گردن جھکا دی — اے اہل کتاب تم کس لئے ابراہیم کے معاملہ مین جھگڑتے ہو اور توریت

التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ هَا أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا

و انجیل تو انکے بعد ہی نازل ہوئی ہین پھر کیا تم نہین سمجھتے — دیکھو جسمین تم کو کچھ علم بھی تھا اوس مین تو تم نے جھگڑا بھی کیا پھر جسمین تمکو کچھ علم بھی نہین اسمین

لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا

کیون جھگڑتے ہو — اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے (سنو) ابراہیم نہ تو یہودی تھے نہ نصرانی — بلکہ وہ ایک طرفہ فرمانبردار تھے

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

اور نہ وہ مشرک ہی تھے

ترکیب

ان لانعبد جملہ موضع خبر مین ہو یا بدل ہو کلمہ سوا سے ہا انتم کیلئے انتم مبتدا ہوا اور اس کی خبر حاججتم جملہ مستانفہ جملہ اولی کا مبین — فیما ما بمعنی الذی علم مبتدا لکم خبر

تفسیر

اہل کتاب کے عقیدۂ فاسدہ کا ابطال فرما کر اب ایک دوسرے عنوان سے کلام شروع ہوتا ہے کہ مقابل کو اسکے تسلیم کئے بغیر چارہ ہی نہو وہ یہ کہ اپنی اور اسکے مسلمات دلیل لائی جاوے اور اگر مقابل نہ مانے تو اسکو خود کہنا پڑے کہ مین خطا کار ہون وہ یہ کہ نصاری بھی اسبات کو مانتے تھے کہ عبادت خالص اللہ ہی کی کرنی چاہئے اور اسکا کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے توحید پر قائم رہنا چاہئے اور اس کے سوا کسی کو رب بنانا چاہئے کہ جو کچھ وہ کہے خواہ مخواہ ماناہی جاوے یہ تین باتین ہین کہ جنکو ہم اور تم دونون مانتے ہین پس اگر تم بھی اپنے قائم ہو تو خیر اور جو نہین مانتے تو تمکو گواہ کرتے ہین کہ بانا مسلمون ہم تو تسلیم کرتے ہین جس سے صاف ثابت ہوا کہ تم سر بسر باطل ہو — یہ تین باتین اس لئے ذکر فرمائین کہ نصاری کا ان تینون کے خلاف عمل اور عقیدہ تھا کس لئے کہ وہ تثلیث کے قائل تھے کہ باپ اور بیٹا اور روح القدس ملکر ایک خدا ہوا پس جب اونہون نے عیسی کو خدا اور خدائی کا حصہ دار بنایا تو پہلی اور دوسری بات کا خلاف پایا گیا اور آنحضرت سے پہلے سے لیکر پیچھے تک جیسا کہ عیسائیون مین پوپ اور دیگر مشائخ و مولوی اس مرتبہ پر مانے جاتے تھے اور اب بھی مانے جاتے ہین کہ اگر وہ سراسر کوئی بات خلاف عقل و نقل بھی کہین تو بے چون و چرا ماننی چاہئے یہی مذہبی تقلید حرام ہے کیونکہ یہہ مرتبہ تو خاص خدا اور اوسکے رسول کا ہی جو علم ہی کہ بے چون و چرا انکے قول کو مانا جائے انکے بعد جو کسی کی بات واجب التسلیم ہے تو محض اسلئے کہ وہ یا تو خدا اور اسکے رسول سے روایت کرتے ہین یا اسمین درایت سے حکم دیتے ہین جیسا کہ مجتہدین کیونکہ اس طرح سے ان کا قول تسلیم کرنا گو یا خدا اور رسول کا قول تسلیم کرنا ہی پھر جسطرح ان کی تقلید کو ارباب بنا کر حرام کہنا زیادتی ہی اسی طرح انکی غلطی ظاہر ہو جانے پر بھی انکے اقوال پر اڑنا اور نصوص کو چھوڑ دینا بھی زیادتی اور پھر اونکو ارباب بنا لینا ہی عیسائی و یہودی مذہب کی حکمرانی کا یہی باعث ہوا ہی اس سے حق پرستی زائل ہو جاتی ہی — یہود و نصاری حضرت ابراہیم کو بھی مانتے تھے پھر ہر ایک شخص اپنے مذہب کے برحق ہونے کے لئے یہہ کہہ دیتا تھا کہ ابراہیم کا یہی طریق تھا گویا وہ انکو یہودی اور نصرانی سمجھتے تھے خدا نے اسکا یہی جواب دیا کہ توریت اور اسیطرح انجیل تو انکے بعد نازل ہوئی ہی پھر وہ یہودی یا نصرانی کیونکر ہو سکتے تھے بلکہ انکا طریق یہی تھا کہ جسکے زندہ کرنیکو قرآن نازل ہوا وہ تثلیث کے قائل تو نسبت کے نہ وہ تمہاری طرح مشرک تھے اس مین عرب پر بھی تعریض ہی کسلئے کہ وہ بھی ابراہیم کو مانتے

اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِاِبرٰھِیمَ لَلَّذِینَ اتَّبَعُوہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَاللّٰہُ وَلِیُّ المُؤمِنِینَ ۝ وَدَّت طَّآئِفَۃٌ مِّن

بیشک سب سے زیادہ ابراہیم کے ساتھہ انہین کو یگانگت ہے جو اسکے پیرو ہین اور اس نبی اور ایماندار ونکو بھی اور اللہ ایمانداروں کا حامی ہے　اہل کتاب کے ایک گروہ

اَھلِ الکِتٰبِ لَو یُضِلُّونَکُم وَمَا یُضِلُّونَ اِلَّآ اَنفُسَھُم وَمَا یَشعُرُونَ ۝ یٰٓاَھلَ الکِتٰبِ لِمَ تَکفُرُونَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ

کی تو یہی آرزو ہے کہ وہ تم کو گمراہ کرے رہین اور گمراہ تو وہ اپنے آپ ہی کو کرے ہین　اور انکو خبر تک نہین　ای اہل کتاب کسلئے اللہ کی آیتون کا انکار کرے ہو حالانکہ

اَنتُم تَشھَدُونَ ۝ یٰٓاَھلَ الکِتٰبِ لِمَ تَلبِسُونَ الحَقَّ بِالبَاطِلِ وَتَکتُمُونَ الحَقَّ وَاَنتُم تَعلَمُونَ ۝ وَقَالَت طَّآئِفَۃٌ

دل مین تم قائل ہو　ای اہل کتاب کس لئے حق بات مین جھوٹی بات ملاتے ہو　اور کیون جان بوجھکر حق بات چھپاتے ہو　اور اہل کتاب کے ایک گروہ

مِّن اَھلِ الکِتٰبِ اٰمِنُوا بِالَّذِیٓ اُنزِلَ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَجہَ النَّھَارِ وَاکفُرُوٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُم یَرجِعُونَ ۝ وَلَا تُؤمِنُوٓا

نے یہ بھی کہا تہا کہ مسلمانون پر جو کچھہ نازل کیا گیا ہے　شروع دن مین تو اسپر ایمان لے آؤ اور شام کو انکار کر دو تا کہ مسلمان بھی تمہارے ساتھہ پھر جاین　(اور یہ بھی کہا)

اِلَّا لِمَن تَبِعَ دِینَکُم قُل اِنَّ الھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ اَن یُّؤتٰٓی اَحَدٌ مِّثلَ مَآ اُوتِیتُم اَو یُحَآجُّوکُم عِندَ رَبِّکُم قُل اِنَّ الفَضلَ

کہ بجز اسکے کہ جو تمہارے دین پر چلے کسیکو نہ مانو　کہہ و ہدایت تو اللہ ہی کیطرف کی ہدایت ہے اسلئے کہ جیسا تمکو دیا گیا ویسا اورون کو بھی دیا جاتا ہے اس خوف سے کہ تمکو تمہارے رب کے سامنے الزام دینگے

بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ ۝ یَّختَصُّ بِرَحمَتِہٖ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ ۝

اوسی کے ہاتھہ مین ہے جسکو چاہے دے　اور اللہ کی رحمت فراخ ہے　جسکو چاہتا ہی اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے　اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے

ترکیب

اولی اسم تفضیل ہی ولی یلی بمعنی قریب شدن سے یہ اسم ان کا بابراہیم متعلق ہی اولی سے للذین مع معطوف خبر ان لو یضلون مین لو مصدریہ ہی بمعنے آن الالمن تبع استثنا ہی ماقبل سی ای لا تقروا الالمن پس لام زائد نہیں اور ممکن ہی کہ زائد او محمول علی المعنی ہو ای لا تجحدوا ولکل احد الالمن ان یوتی مین تین احتمال ہین (۱) یہ کہ موضع جر مین ہو تقدیرہ ولا تومنوا بان یوتی احد الخ (۲) نصب حرف جر کو حذف انکر - ان صورتون مین یہ تتمہ کلام یہود کا ہوگا کہ تم ای یہود کسی غیر سے یہ نہ کہو کہ ہماری کتاب او ملت کے مانند کسی اور کو بھی ملا ہی (او یحاجوکم کا عطف ان یوتی پر ہوگا او او بمعنی و) ایسا نہو کہ مسلمان تم کو عنداللہ الزام دین اس تقدیر پر ایمان بمعنی اقرار ہی قل ان الھدی الخ جملہ معترضہ ہوگا خدا کی طرف سے جیسا کہ کفر کی بات نقل کرتے وقت نعوذ باللہ کہدیتے ہین (۳) یہ خدا کی طرف سے جملہ ہو جو بمعنے مفعول لہ ہی یعنے ای یہود تم اس حسد سے یہ باتین کرتے ہو کہ تمہاری طرح اورون کو کتاب ملی یا اس خوف سے کہ مسلمان تمکو الزام دینگے سو یہ تمہارا خیال لغو ہی ہدایت اور فضل اللہ کے ہاتھہ مین ہی وہ مختار ہی جسکو چاہے دے اس مین کسی کا کیا اجارہ ہی -

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ ہر فریق ابراہیم کو اپنی طرف کھینچتا ہی اب فرماتا ہی کہ ابراہیم کا واسطہ نسل اور اولاد ہونے سے نہین بلکہ اتباع سے کسی بزرگ کیساتھ محبت و اختصاص اسکی اتباع سے مربوط ہی یہی باتو نسلی ثمرہ نہین اصلی متبع ابراہیم کے یہ نبی یعنی رسول کریم اور انکی امت ہی جو اصول ملت کی پیرو ہین اسکے بعد اہل کتاب یہود و نصاری کا مکر ذکر فرما کر ایماندار ونکو ہوشیار کرتا ہی تا کہ انکی داؤ مین نہ آجاوین کیونکہ وہ چاہتے ہین کہ دین اسلام سے برگشتہ کر کے اپنی طرف پھیر لین منجملہ انکے مکرون کے یہان چند مکر ذکر کرتا ہی (۱) یہ کہ وہ حضرت کی معجزات کو سحر کہتے تھے اور ان بشارت کو جو کتب سابقہ مین ہین باوجود شہادت دینے کی تاویلین کر کے انکار کرتے تھے اسکو لم تکفرون الخ مین ظاہر کیا (۲) جان بوجھ کر احکام الہی مین تحریف کرتے اور اسلام سے اسکو دوسرے طور پر کچھہ ملا کر دکھاتے تھے تا کہ ایک دوسرے مین تصدیق اور مطابقت نہو جس سے لوگونکو شبہ پیدا ہو لم تلبسون الحق (۳) یہ کہ چند لوگون سے کہا جاؤ تم اول دن مین مسلمان ہو جانا پھر شام کو انکار کر دینا تا کہ لوگونکو معلوم ہو کہ کوئی ایسی ہی بات اسلام مین دیکھی ہوگی جو اس سے پھر گئے جس سے مسلمان بھی پھر جاوین وقالت طائفۃ (۴) یہ کہ کوئی کچھہ ہی کہے اپنے دین کے سوا کسی کو نہ ماننا کیونکہ ہماری مثل اور کون ہی کہ جسکو کتاب ملی ہی - اسکے جواب مین خدا فرماتا ہی یہ اوسکا فضل ہی کچھ یہود ہی پر خاص نہین -

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا

اہل کتاب مین بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر تو اون کے پاس خزانہ بھی امانت رکھے تو تجھکو واپس دیدیں۔ اور بعض انمین ایسے بھی ہین کہ اگر تو اونکے پاس ایک دینار سپرد کرے تو وہ بھی تجھکو نہیں پھیرینگے مگر جبتک

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

یہ اس لئے کہ انہون نے کہہ رکھا ہی کہ جاہلون کے معاملے مین ہمپر کوئی گناہ نہیں　اور وہ جان بوجھکر خدا پر جھوٹی باتیں بنایا کرتے　ہیں ہاں جو کوئی اپنے عہد کو پورا کرتا ہی

وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى

اور خدا سے ڈرتا ہی تو بیشک خدا بھی پرہیزگارون سے محبت کرتا ہی　جو لوگ خدا کے عہد　اور اپنی قسمون سے کسی قدر مال　حاصل کرتے ہین　اون کے لئے آخرت مین

الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ

حصہ نہیں　اور نہ ان سے اللہ کلام کریگا اور نہ قیامت مین انکی طرف نظر (رحمت) کریگا اور نہ اونکو پاک کریگا اور　اونکو عذاب الیم ہوگا　اور ان مین ایک فریق ایسا بھی ہی کہ جو کتاب کو ا

بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

زبان مروڑکر پڑھتا ہی تاکہ تم اس کو بھی کتاب سمجھو حالانکہ وہ کتاب سے نہیں　اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی طرف سے ہے　اور وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہیں　اور جان کر

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

اللہ پر جھوٹی باتین بناتے ہین

ترکیب

من ان تامنہ مبتدا من اہل الکتاب خبر اور شرط اور جواب کا مجموعہ صفت ہی مبتدا کی کیونکہ وہ نکرہ ہی بقنطار با بمعنی فی یا علی ہی الا ما دمت موضع نصب مین ہی کیونکہ ظرف ہی ای الا مدۃ دوامک دائما اور حال بھی ہوسکتا ہی سبیل اسم لیس فی الامیین خبر یلون صفت ہی فریقا کی جو اسم ہی ان کا اور منہم اوس کی خبر ہے۔

تفسیر

یہود کی سرزنش کے بعد یہ بتاتا کہ سب یکسان نہیں کچھ انمین ایماندار خداترس بھی ہین پوری حق گوئی ہی یہ بات کہ انسان کتاب الہی اور احکام دینیہ مین خیانت نکرے حق مین باطل نملاوے کامل ایمانداری اور پوری دیانت پر موقوف ہی اور جسکو دنیاوی باتون مین دیانت نہیں پھر اوس قوم کا دین اور کتاب کی حفاظت و تحریف نکرنے مین کیا اعتبار ہی؟ گرچہ یہود مین خداترس لوگ بھی تھے جیسا کہ عبداللہ بن سلام اگر انکے پاس کوئی بیشمار خزانہ بھی سپرد کرے تو کبھی خیانت نکرین اسی لئے ان لوگون نے توریت و زبور کی بشارتون مین کہ جنمین آنحضرت کی نبوت کا ثبوت تھا خیانت نکرکے اسلام قبول کیا لیکن بیشتر تو ایسی ہین کہ اگر ایک دینار یعنی اشرفی سپرد کیجائی تو کبھی ندین پھر انکا دینی شہادتون مین کیا اعتبار ہو سکتا ہی؟ چونکہ یہود کا ستارہ اقبال غروب کرچکا تھا اکثر انمین ایسی ایسی خیانتین حضرت عیسی کے عہد سے پہلے ہی پیدا ہوچکین تھین حادثہ پر حادثہ پیش آتا تھا مگر وہ خواب خرگوش سی بیدار نہوتے تھے بلکہ اپنی اوسی ذلیل حالت اور بدمعاشیون مین مست تھے منجملہ بدمعاشیون ان کی ایک یہ بات تھی کہ وہ کہتے تھے ہم اہل کتاب ہین اور باقی تمام دنیا جاہل ہی بنی اسرائیل کو انسے خیانت کرنیمین کچھ گناہ نہیں اور اسی طرح دیدہ و دانستہ بہت سی جھوٹی باتین بنا رکھی تہین جیسا کہ برہمنون نے ہندوؤنکو بہکانیکے لئے بنا رکھی ہین اسکا جواب یون فرماتا ہی کہ یہ غلط بلکہ جو کوئی ہو خواہ بنی اسرائیل ہو یا نہو برہمن سید پیرزادہ ہو یا نہو خدا سے ڈر کر اسکے عہد شریعت کو پورا کریگا خدا اسسے محبت کریگا اور جو اسکے برعکس کریگا وہ قیامت مین عذاب الیم پاویگا اسکی طرف خدا لعنایت کی نظر بھی نکریگا نہ انکو پاک کریگا۔ ازانجملہ ایک بدمعاشی یہ تھی کہ لوگونکے بہکانے کیلئے زبان مروڑ کر کتاب پڑھتے اور اسمین کچھ اپنی طرف سے ملا کر کہدیتے تھے کہ یہ خدا کی طرف سے حکم ہی حالانکہ وہ اسکی طرف سے نہوتا تھا اور ایسی جھوٹی باتین عمل مین لایا کرتے تھے۔

لہ یعنی یہود جو ایسی باتین کہتے ہین اسکی دو سبب ہین اول انکو اسبات کا حسد ہی کہ جیسا دین اور کتاب شریعت انکو دی گئی ہی ویسی اور کو یعنی قوم عرب و مسلمانونکو دی گئی دویم یہ بھی خوف ہوا کہ اگر انکی بات کی تصدیق کرینگے تو دیکھا مسلمانون سے ہمکو فائق کرین گے اس لئے کہدیا کہ جو تمہارے دین پر چلے اسکی بات ہی نہ مانو کیونکہ اگر مانو گے تو وہ ہی صاحب شریعت و کتاب ٹہرینگے اور تمپر الزام بھی قائم کرین گے اپنے خیال مین انہون نے اللہ کے فضل و رحمت کو اپنے خاندان مین منحصر سمجھ لیا تھا حالانکہ خدا کی رحمت عام ہی اسکی کسی خاندان کیلئے ٹھیکہ نہیں لکھدیا ہی وہ سبکا خدا ہی اس غرور مین کہ ہمیشہ کیلئے فضیلت ہمارے خاندان کو ہی نیکی کا مومنین کوشش نکرنا اور ہر قسم کی برائی کرنا اور فضیلت کا امیدوار رہنا خام خیالی ہی زہر کا درخت بونا اور عمدہ پہلونکا امیدوار ہونا

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ كُونُوا

کسی بشر کا بھی یہ کام نہیں کہ اللہ اوسکو کتاب اور حکم اور نبوت دے پھر وہ لوگون سے کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ بلکہ وہ بھی کہے گا کہ تم

رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا

خداپرست ہوکر رہو اس لئے کہ تم کتاب پڑھاتے اور خود بھی پڑھتے رہے ہو اور وہ یہہ کبھی نہ کہے گا کہ تم فرشتون اور نبیون کو خدا بنالو

أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ ع وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ

کیا تمکو اسلام لانے کے بعد کفر کرنے کا حکم دے گا؟ اور اسوقت کو یاد کرو کہ جب اللہ نے لوگون سے نبیون کی بابت عہد لیا کہ جب مین تمکو کتاب اور دانائی دون پھر جو کچھ

رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي ۖ قَالُوا أَقْرَرْنَا

تمہارے پاس ہو اس کی تصدیق کے لئے کوئی رسول تمہارے پاس آئے تو تم اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد کرنا اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اسپر میرا عہد قبول کر لیا سب نے کہا ہم نے اقرار کر لیا

قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

فرمایا پھر تم گواہ رہو اور مین بھی تمھارے ساتھ گواہ ہون پھر اسکے بعد جو کوئی پھرتا ہے تو وہی نافرمان ہے

ترکیب

بما کنتم صفت ربانیین کی اور ممکن ہی کہ ب سببیہ ہو کونوا بہذا السبب تب کان سی متعلق ہوگا اور یا مصدریہ ہے بتعلیمکم الکتاب لما اتیتکم اگر بکسر لام پڑھا جاوے تو یہ لام یا اخذ سے متعلق ہوگا اسے اخذ لہذا المعنی مگر مضاف محذوف ہوگا ای لرعایۃ ما اتیتکم یا میثاق سی متعلق ہوگا ای یوثقنا علیہم لذلک اور ما یا موصولہ یا موصوفہ ہوگا اور عائد محذوف اسکے من کتاب حال ہوگا اور جو لام کو بالفتح پڑھا جاوے تب ما بمعنے الذی مبتدا ہوگا اور لام تاکید قسم کے لئے ہوگا اور خبر یا من کتب و حکمۃ ہوگی یا لتومنن بہ اور یا ما شرطیہ اور لام قسم کے لئے ہی اور لتومنن اسکی شرط اور لام جواب قسم مین واقع ہوا ہی - اور بعض نے لما بالتشدید پڑھا ہی جو ظرف زمان ہی -

تفسیر

جب عیسائی الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ عقائد فاسدہ میں ہر طرح سے ملزم قرار دئے جاتے ہیں تو عاجز ہوکر یہ کہنے لگتے ہین کہ یہ باتین گو دلائل عقلیہ سے ثابت نہین مگر نقل سے ثابت ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تئین خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہی اور وہ کلمات بھی ذکر کئے ہین کہ جنسے اونکا خدا ہونا ثابت ہوتا ہی اور روح القدس کا بھی شریک الوہیت ہونا پایا جاتا ہی انکے فرمانے سے ان باتو پر یقین کرتے ہین اسکے جواب مین خدا تعالیٰ فرماتا ہی کہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ وہ بشر تھے اور اونکو کتاب و نبوت سے سرفرازی ہوئی تھی پھر ایسے برگزیدہ بشر کسی کو حکم دیسکتا ہی کہ بجائے خدا کے مجھے ہی خدا سمجھ کے پوجو؟ ہرگز نہین وہ یہی حکم دیتا ہی کہ تم اپنی کتاب کی تعلیم و تدریس کے موافق ربانی یعنی رب پرست یعنی خداپرست ہو رہو اور نہ وہ یہ حکم دیگا کہ تم ملائکہ (روح القدس) اور انبیاء کو رب بناؤ انکی پرستش کرو۔ کیا وہ تمکو اسکے بعد کہ تم مسلمان خدا کے فرمانبردار موحد تھے کتاب کی تعلیم و تدریس کرتے تھے کفر کا حکم دیسکتا ہی ہرگز نہین۔ یہود و نصاریٰ اپنی ہادیون کی تعلیم اور انکی کتابونکے برخلاف خداپرستی چھوڑ کر انبیاء و ملائکہ پرستی کیا کرتے تھے انپر الزام دیا جاتا ہی کہ یہ تمہارے انبیاء نے ہرگز نہین فرمایا تھا اسکے بعد نبی آخر الزمان علیہ السلام کا جو وہ..... انکار کرتے تھے اسکی بابت انپر سرزنش کی جاتی ہی کہ تم اس عہد کو بھی یاد کرو جو تمسے آنیوالے انبیاء کی بابت لیا گیا تھا اسوقت کہ تمکو کتاب اور حکمت دی گئی تھی کہ جب تمھارے پاس کوئی رسول اصول ملت کا مصدق آئے تو تم اسپر ایمان لانا اور اسکی مدد بھی کرنا اسپر خدا نے تمسے پوچھ بھی لیا تھا کہ تمکو اقرار ہی اور تم اسپر میرے عہد کو قبول کرتے ہو تم نے کہدیا تھا کہ ہمنے اقرار کر لیا تب خدا نے فرمایا تھا کہ دیکھو تم بھی گواہ رہو اور مین بھی گواہ ہون باوجود اس عہد موکد کے پھر تم نے کیا کیا عیسیٰ کا انکار کیا اور انکے بعد جبکہ تلافی مافات کا وقت باقی تھا محمد صلعم کا انکار کیا اور اپنی عہد سے پھر گئے پھر جو اپنے ایسے عہد سے پھرے تو وہ فاسق نہین تو اور کون ہی - اس عہد کا پتا توریت استثنا سفر سے بھی لگتا ہے کہ اسرائیلیون کو جمع کرکے موسے نے آنے والے نبی کی بابت وصیت کی تھی -

ف منسوب الی الرب اور (ا) ن زائدہ ہی جیسا کہ بہت بالون والے کو شعرانی کہتے ہین اسی طرح حقانی ہے اور ممکن ہی کہ اصل کلام [illegible]

أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ○ قُلْ اٰمَنَّا

کیا وہ اللہ کے دین کے سوا اور دین کو تلاش کرہے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین میں چار وناچار اسی کے حکم بردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں کہدو کہ ہم تو

بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ وَإِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى

اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسکی اولاد پر نازل کیا گیا اور جو کچھ موسے اور عیسے

وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا

اور دیگر انبیا کو اون کے رب کی طرف سے ملا سب پر ایمان لائے ہم ان میں کچھ بھی فرق نہیں کرتے اور ہمنے اسی کے آگے سر جھکا دیا ہی اور جو کوئی اسلام کے سوا اور دین اختیار کریگا

فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

سو وہ ہرگز قبول نہوگا اور وہ شخص آخرت میں خسارہ میں رہے گا

ترکیب

غیر منصوب ہے یبغون کیوجہ سے دین مضاف الیہ یبتغ ابتغاء سے مشتق ہے جسکے معنے تلاش کرنا ہے غیر الاسلام منصوب ہو صفت ہو کر دینا کی جو مقدم ہونے سے حال ہوگیا وہو الخ جواب۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں تھا کہ جو نبی تمہارے دین کا تصدیق کرنیوالا آئے تو تم پر ضروری ہے کہ اُسپر ایمان لاؤ۔ اُسپر یہود و نصاریٰ یہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ مسلم لیکن یہ نبی ہمارے دین اور کتاب کا مصدق نہیں کیونکہ الوہیت مسیح اور تثلیث ہمارے دین کا اصل الاصول ہی سو یہ اُسکا رد کرتے ہیں پھر ہم کیونکر اُنپر ایمان لاویں (چنانچہ اب بھی پادری یہی اعتراض کیا کرتے ہیں) اسکا جواب دیا جاتا ہی کہ یہ باتیں تمہارے دین کے اصول نہیں بلکہ یہ افراط و تفریط انبیاء علیہم السلام کے بعد تمہارے دین میں پیدا ہوئی ہے جسکے دور کرنے کے لئے اس آخر نبی کی ضرورت ہوئی ورنہ انبیاء سے باوجود مرتبہ شہود کے یہہ ممکن نہیں کہ وہ ایسی خلاف فطرت باتیں کہیں اور کسی اور کو شریک خدائی ٹھہرائیں کیونکہ وہ مقام شہود میں دیکھ رہے ہیں کہ آسمان و زمین کی ہر چیز ملائکہ و بنی آدم اہل ایمان تو از خود اور حجر و شجر و کفار جبراً اوس ہی کے آگے سرنگون ہیں۔ ہر انسان زبان حال سے کہہ رہا ہی کہ دراصل الٰہ حق وہی ہی جو مجھکو مجبورانہ میدان وجود میں کھینچے لا رہا ہی بے اختیار جوانی پر بڑھاپا مرض و تندرستی آتی ہی اسی طرح ہر چیز اس عالم ہستی سے پھر اوسکی طرف چلی جارہی ہی اس سے صاف ثابت ہو کہ وہی پیدا کرتا ہی اور وہی فنا کرتا ہی اس کے سوا کسی کو حق نہیں کہ وہ معبود بنایا جائے یہی دین اصلی ہی اسکے برخلاف دین الٰہی نہیں ہو سکتا پھر کیا وہ یہہ چاہتے ہیں کہ غیر دین الٰہی مانا جاوے؟ دین اللہ کے اصول میں سے یہہ بھی ہی کہ جملہ انبیاء پر ایمان لایا جاوے اس لئے آنحضرت صلعم کو فرماتا ہی کہ آپ کہدیجئے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اونکی نسل کے انبیاء خصوصاً موسیٰ اور عیسیٰ پر جو کچھ نازل ہوا اور ہم پر جو کچھ نازل ہوا سب پر ایمان لائے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم خدا کے جملہ احکام ماننے کے لئے ہی گردن جھکائے ہوئے ہیں اور اسی کا نام مذہب اسلام ہی پھر جو کوئی اس دین کے برخلاف جو تمام سلسلہ انبیاء کا مذہب ہی دوسرا دین اختیار کریگا ہرگز مقبول نہوگا گو دنیا میں وہ اس غلط مذہب پر اعتماد کرکے اوسمیں ہزار کوشش کرے مگر آخرت میں کامیاب نہوگا بجائے نفع کے خسارہ اٹھاویگا۔

كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

خدا ایسی قوم کو کیونکر ہدایت دینے لگا تھا جو ایمان لا کر اور رسول کے برحق ہونے کی شہادت دیکر جو ان کے پاس نشان نے کر آیا منکر ہو گئی اور اللہ بے انصاف لوگون کو ہدایت نہین کرتا

اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ

ایسے لوگون کی یہی سزا ہے کہ اپر خدا کی اور فرشتون اور سب لوگون کی ایسی لعنت ہو کہ جسمین وہ ہمیشہ رہین نہ اون کے عذاب مین کمی ہو اور

لَا ھُمْ يُنْظَرُوْنَ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ

نہ اون کو مہلت ہی ملے مگر جنہون نے کہ اسکے بعد توبہ کر لی اور سدھر گئے تو بیشک اللہ غفور الرحیم بھی ہے البتہ جو ایمان لاکر کافر ہو گئے

ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الضَّاۗلُّوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ

پہر اور بھی کفر مین بڑھ گئے اون کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی گمراہ بھی ہین بیشک جو کافر ہوئے اور کفر ہی مین مرگئے تو وہ اگر تاوان مین

مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○

زمین بھر کر بھی سونا دین تو ہرگز قبول نہ ہوگا انہین لوگون کو عذاب الیم ہے اور انکا کوئی بھی مددگار نہوگا

ع ۹ ۱۱ ۱۷

ترکیب

کیف حال ہی اور عامل اس مین یہدی ہی شہدوا حال ہی ضمیر کفروا سے اولئک مبتدا جزاءہم مبتدا ان اور اسکا اسم و خبر مجموعہ خبر پہر یہ تمام جملہ مبتدا اول کی خبر ہوا خلدین حال ہی ضمیر علیہم سے اور عامل اسمین جار یا اسکا متعلق ہی ذہبا تمیز ہی مل سے اور بہ کی ضمیر اسی طرف پہرتی ہی۔

تفسیر

جبکہ خدا تعالے منکرون کیلئے ہر قسم کے بیان شافی ذکر فرما چکا اور پھر بھی وہ ہدایت پر نہ آئے تو جسطرح طبیب علاج کر کے جب صحت نہین دیکھتا تو یہی کہتا ہی کہ تم کو کسطرح تندرستی ہو تم تو ایسی ایسی بد پرہیزی کرتے اور کر چکے ہو اسیطرح خدا تعالی فرماتا ہی کہ ایسے تیرہ باطن اور سیاہ قلب لوگون کو کیونکر ہدایت ہو کہ جو قبل ظہور نبی علیہ السلام آنکی کتب سابقہ مین بشارتین دیکھکر اپر ایمان رکھتے تھے اور اس رسول کے برحق ہونے کی گواہیان بھی دیا کرتے تھے (جیسا کہ سورہ بقرہ مین ہمنے بیان کیا ہی) باوجود اس کے حضرت کے بیشمار معجزات بھی دیکھ چکے ہین لیکن پہر عناد سے منکر ہو گئے سو ایسے ازلی بدبختون کو ہدایت نہین ہوتی انکی سزا دنیا مین خدا کی اور فرشتون اور سب خدا شناس لوگونکی پھٹکار اور آخرت مین عذاب الیم ہی کافرونکی تین قسم ہین ایک وہ جو صدق دل سے توبہ کر لیتے ہین انکے حق مین الا الذین تابوا الخ فرمایا کہ خدا انکو معاف کرتا ہی دوم وہ جو صدق دل سے توبہ نہین کرتے اور باوجود اسکے ہمیشہ پیغمبر کا مقابلہ کر کے کفر مین زیادہ بڑھتے جاتے ہین جیسا کہ یہود مدینہ اونکے لئے لن تقبل توبتہم فرمایا کہ اونکی ہرگز توبہ قبول نہوگی یعنے اسکی اونکو توفیق ہی نہوگی تاکہ توبہ قبول ہو تیسرے وہ جو سرے سے توبہ ہی نہین کرتے اور حالت کفر مین ہی مرجاتے ہین اون کی نسبت تین باتین فرمائین (۱) اگر وہ بالفرض زمین بھر کر سونا بھی تاوان مین دین تو ہرگز آخرت مین قبول نہوگا (۲) اون کو عذاب الیم ہوگا (۳) کوئی اونکا مددگار اور سفارشی نہوگا اس مرض روحانی کا یہی نتیجہ بد ہے۔

ف الملء بالکسر مقدار ما یملاء الشئی والملء بالفتح مصدر والمعنی مقدار ما یملاء الارض۔

لہ جیسا کہ حرث بن سوید انصاری مرتد ہو گیا تھا مگر اوسنے توبہ کی اور اوسکی توبہ قبول ہو گئی عبداللہ بن عباس نے اس آیت کا یہ قصہ شان نزول قرار دیا ہے (ک) منہ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

(لوگو) تم کو ہرگز نیکی نہ ملے گی جبتک کہ تم کچھ اپنی دل پسند چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے - اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اوسکو خدا خوب جانتا ہے ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کو حلال تھا مگر وہ کہ جو خود اسرائیل (یعقوب) نے تورات نازل ہونے سے آگے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا (اے نبی) کہدو تورات لاکر اسکو پڑہو تو سہی اگر تم سچے ہو پھر جو کوئی اسکے بعد بھی خدا پر جھوٹھ باندھے تو وہی بے انصاف ہیں

ترکیب

ما بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ ہے اور مصدر یہ نہیں ہو سکتا بہ کی ضمیر ما یا شی کی طرف رجوع کرتی ہو الا ما حرم موضع نصب میں ہی کیسلئے کہ یہ استثنا خبر کان ہے من قبل متعلق ہے حرم من بعد ذلک متعلق ہو افتری سے الطعام بمعنی المطعوم والمراد اکلہا اور حل مصدر ہو اسمیں جمع اور واحد مذکر مونث سب یکسان ہیں

تفسیر

اگلی آیت میں ذکر تھا کہ قیامت میں کفار اگر زمین بھر کر بھی سونا دینگے تو ہرگز قبول نہوگا اس مناسبت سے دنیا میں اللہ کی راہ میں صرف کرنیکا ذکر کیا گیا کہ تم کو بر یعنی نیکی اور خیر کامل اور ابرار لوگوں کا مرتبہ جب ہی ملیگا کہ جب تم اپنی دل پسند چیز کو صرف کرو گے یہ ایک ایسے پاکیزہ الفاظ میں مطلب ادا کیا ہو کہ جنمیں ہزاروں اسرار کی طرف اشارہ ہو مثلاً اول انسان کی محبوب چیز اوس کی جان ہو اوسکا صرف کرنا یہ کہ روح کو اس کے مشاہدہ جمال میں محو کردے پھر اس کا بروصال حقیقی ہے یا اوسکو اللہ کے دین اور اشاعت خیر میں صرف کرکے شہید ہوجائے پھر اسکی حب جاہ اور ننگ و ناموس کی طبعی اور بھی بیجا خواہشیں ہیں انکا صرف کرنا انکو چھوڑ دینا ہے اور بعد اس کے اسکا مال اور اسکے عمدہ عمدہ علوم اور فائدہ بخش کام ہیں انکو بھی اوسکی راہ میں صرف کرے اسی طرح غصہ میں دشمن سے انتقام لینا بھی بڑی مرغوب چیز ہے اسکو بھی صرف کرے تاکہ مجلس ابرار اور عالم قدس میں رتبہ پاوے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو طلحہ صحابی نے حضرت سے عرض کیا کہ یا حضرت میرے پاس مرغوب مال صرف ایک باغ بیرحاء نامی ہے آپ اسکو خدا کی راہ میں جیسا مناسب جانیں صرف کردیں (بخاری) اسوقت عرب کی قوم نے سب سے اول اس مسئلہ پر عمل کرکے دنیا اور دین کی سلطنت حاصل کی تھی اور اسی لیے خدا پرست لوگ ہمیشہ لذیذ اور قوی بہیمہ کو جوش میں لانے والی چیزوں کو صرف کرتے اور انکا کھانا ترک کردیتے تھے جیسا کہ اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اور بعض چیزیں جو شرعاً ملت ابراہیمیہ میں حلال تھیں اپنے اوپر حرام کرلی تھیں اور یہ معاملہ تورات سے پہلے کا ہے چنانچہ اونکی تقلید سے بنی اسرائیل میں بھی اون کی حرمت چلی آتی تھی جسپر مدینہ کے یہود آنحضرت پر اعتراض کرنے لگے کہ آپ ملت ابراہیمیہ کے مدعی ہوکر یہ چیزیں کیوں کھاتے ہیں؟ خدا تعالی نے اس کے ضمن میں انکا جواب دیا کہ اونٹ کا گوشت اور یہ بعض چیزیں ہرگز ابراہیم پر حرام نہ تھیں تم جو تورات کا حوالہ دیتے ہو تو اچھا تورات لاکر اسمیں دکھاؤ کہ یہ چیزیں خدا نے ابراہیم پر حرام کی تھیں؟

ف کل الطعام سے وہ کل طعام مراد ہیں کہ جنمیں بحث تھی جیسا کہ اونٹ کا گوشت - اس سے ہر قسم کا کھانا مراد لیکر قرآن پر یہ اعتراض کرنا کہ ہر قسم کا کھانا کب بنی اسرائیل کو حلال تھا؟ لغو بات ہے!

ف فاتوا بالتورات اون کے ادعا کے موافق فرمایا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت کے عہد میں موسی کی اصلی تورات بلا تغیر موجود تھی - ف النیل ادراک الشئ و لحوقہ یقال نالنی من فلان معروف ای وصل الی والنوال العطاء یقال نولتہ تنویلا والتنول التناول یقال نلتہ انولہ - کس لیے کہ ماسوا اللہ کے حب ایک حجاب اکبر ہے اوسکا صرف کرنا برینے مقصود کا حاصل کرنا ہے ۱۲ منہ

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ

کہدو اللہ نے سچ فرمایا ہے پس اوسکے فرمانے کے بموجب ابراہیم کے طریقہ پر چلو جو یک طرفہ تھے اور کبھی بھی مشرک نہ تھے　بیشک سب سے اول گھر جو لوگون کے لئے (عبادت گاہ) بنایا گیا وہ گھر ہی ہے

بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۗ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ

جو مکہ مین ہے مبارک اور جہان بھر کے لئے رہنما ہے　اسمین بہت سی نشانیان ظاہر ہین منجملہ اون کے ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ ہے اور جو کوئی اسمین چلا جاتا ہی تو امن پاتا ہی اور لوگون پر فرض ہی کہ اللہ کے لئے

حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ○

اوس گھر کا حج کرین او نپر کہ جو وہان پہنچنے کی طاقت رکھتے ہین اور جو کوئی نافرمانی کرے[1] تو اللہ کو بھی مخلوقات مین سے کسی کی کچھ پروا نہین

ترکیب

حنیفا حال ہی ابراہیم سے اور ممکن ہی کہ ملت سے بھی ہو کیونکہ ملۃ بمعنی دین ہی پھر حال اور ذوالحال دونون مذکر ہین۔ وضع۔ موضع جر مین صفت بیت کی اور للذی ببکۃ خبر ہی ان کی خبر بکہ یعنی مکہ ہی م اور ب کا بدلہ ہو جاتا ہی جیسا کہ لازب اور لازم بعض کہتے ہین مکہ شہر اور بکہ مسجد الحرام ہی مبارکا اور ہدی دونون ضمیر وضع سے حال ہین ایت بینات مبتدا فیہ خبر مقام ابراہیم مبتدا اور خبر محذوف ای منہاج البیت بالفتح والکسر بعض کہتی ہین بالکسر اسم مصدر ہی مبتدا علی الناس خبر للہ متعلق علی سے متعلق ہی من استطاع الناس سے بدل بعض ہی

تفسیر

یہہ تتمہ ہی پہلی گفتگو کا کہ اللہ نے سچی بات کہدی اب اسی پر فیصلہ ہی کہ جو دین ابراہیم کا ہی چلو اسیکو اختیار کرو اور یہہ ظاہر ہی کہ انمین دو وصف تھے ایک یہ کہ وہ حنیف تھے یعنے ادہر اودہر سے ہٹکے تہے ایک طرف ہو رہے تھے سب کو ترک کرکے اللہ کی ذات پر تکیہ لگا رکھا تھا حنیف ایسا عام وصف ہی کہ جسکی شاخین خلت توکل رضا قناعت صبر دنیا سے نفرت کرکے عالم آخرت کی طرف رغبت سچ بولنا وغیرہ خصائل حمیدہ ہین اور دوسرا وصف یہہ تھا کہ وہ مشرک تھے نہ شرک جلی (کہ کسی کو خدا کے سوا الوہیت مین شریک کیا جاوے) انکا شیوہ تھا نہ شرک خفی یہان تک کہ اپنے جمیع کاروبار اور تمام عالم کا سلسلہ احتیاج اسکے ہاتھ مین جانتے تہے۔ اب غور کرو کہ ان اصل اصول باتون مین سے ای اہل کتاب کونسی بات ابراہیم کی تمہارے پاس ہی اے یہود کیا ختنہ کرنا اور سبت کا ماننا اور بعض چیزون کی حلت و حرمت جو حسب مصلحت موسیٰ کے عہد مین ہوئی اصل اصول ملت ابراہیمیہ ہی؟ اور اے عیسائیو کیا عشائے ربانی اور بپتسمہ اور مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا جاننا اور اس اعتماد پر کہ وہ ہمارے گناہ اوٹھا کر لے گئے خداوند تعالیٰ کی تمام شریعت کو لغو سمجھنا بلکہ بقول پولوس شریعت پر عمل کرنیوالیکو لعنتی خیال کرنا اصول ملت ابراہیمیہ ہین؟ نہین ہرگز نہین یہ تو تمہارے مشائخ کی قلعی چڑہائی ہوئی اور نفس اور وہم کی ملونی ہی انہین ضرورتون کے لئے تو سب سے اخیر ایک نبی عربی کے بھیجنے کی ضرورت پڑی جسکی خبر ابتک تورات و زبور وغیرہ کتب سابقہ مین پائی جاتی ہی۔ بالخصوص یسعیاہ نبی کی کتاب کے ۴۲ بیالیسوین باب مین تصریح ہی ان دونون لفظون سے یہود اور عیسائیون اور مشرکین عرب کو کس لطف کے ساتھ ملت ابراہیمیہ سے مخالف ہونے پر الزام دیا ہی۔ ایک پادری نے ایک کتاب لکھی ہی اسمین جا بجا یہہ بات ثابت کرکے کہ قرآن کی فلان بات تورات سے ماخوذ ہی فلان یہودیون کی تاریخون سے فلان طالمود سے فلان جگہ مشنا سے فلان مشرکین عرب سے فلان عیسائیون کی معتبر اور غیر معتبر اناجیل سے اخیالی تیر پھینکے ہین کہ پہر قرآن نازل ہونے کی کیا ضرورت تھی منجملہ اعتراضات کا ایک اعتراض ملت ابراہیمیہ کی پابندی پر کیا ہی۔

قولہ تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہی کہ اس دین (ابراہیمی) کا خیال پیشتر بھی تھا اور وہین سے محمد بھی اس تعلیم کے مشاہدہ کرنے پر آمادہ ہوا محمد سے پیشتر حنیفہ کرکے ایک گروہ تھا وہ اپنے تئین ابراہیمی صابئین کہتے تھے اور شروع مین محمد نے اپنے تئین انہین سے ایک قرار دیا تھا انکا طریق یہودی عیسویت کی صورت رکھتا تھا وہ ایک خدا کا

[1] یعنی باوجود استطاعت کے حج بیت اللہ نہ کرے بلانے سے اسکے دربار مین نہ آوے تو اسکو بھی کسی کی پروا نہین ۱۲ منہ [2] ای استقر اللہ علی الناس ۱۲ منہ [3] ایک روز پادری لوگ بڑے اہتمام سے روٹیان یہ تصور کرکے کھاتے ہین کہ یہ حضرت عیسیٰ کا گوشت ہے ۱۲ [4] عیسائی ہوتے وقت حوض مین غوطہ دینا یا رنگ ڈالنا بعض صرف چہڑکنا ہی کافی جانتے ہین ۱۲ منہ [5] یہود کی مذہب و تاریخ کی کتابونکے نام ہین ۱۲ منہ

ملتے تھے ان کے پاس توریت اور انجیل اور ابراہیم اور موسی کی روایتین تھین اور یہ روایتین یہودیون کی کتب مدارس مین پائی جاتی تھین جو پریون اور فرشتون کے
قصہ تھے - اس فرقہ مین کئی مشہور آدمی تھے انمین سے ایک عمایہ مشہور شاعر تھا جو محمد کی ہجو کیا کرتا تھا اور چار شخص محمد کے رشتہ دار تھے اور ورقہ بھی انمین سے تھا اور زید بھی مکہ
مین بت پرستی اور دختر کشی کی ممانعت اور توحید کی تعلیم دیا کرتا تھا اور محمد بھی اُسکا شاگرد ہو چکا تھا پھر چونکہ طالمود مین ابراہیم پر لفظ مسلم بولا گیا ہے جسکے معنے راستبازی
کے ہین وہی محمد نے بھی قرآن مین بولا اور پھر جگہ یعنے طالمود کی تاریخی حصہ مین جو کچھ مذہب ابراہیم کی تشریح ہے کہ وہ ایک خدا کو مانتا تھا اور رحم دل تھا اور خدا سے محبت
رکھتا تھا اور نمرود نے اونکو آگ مین ڈالا لیکن وہ صحیح سلامت نکل آئے وغیرہ باتین تحریر ہین وہی محمد نے سیکھ کر قرآن مین لکھدین اور دعوی کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہے انتہی ملخصا
جواب پادری لوگ جسطرح راستبازی اور انصاف سے بے بہرہ ہین اسی طرح تاریخ عرب سے بھی بے بہرہ ہین اول تو ورقہ اور زید ہرگز صابی نہ تھے بلکہ موحدین مین سے تھے
اور صابی ستارہ پرست قوم تھی دوم صابیون کا کوئی فرقہ توراۃ اور انجیل اور انکی روایتون کو نہیں مانتا اونکا طریق یہودیت اور عیسویت کے ساتھ تھا اور ورقہ خاص مرد
کیونکہ اسکا مذہب عیسائی تھا جو اخیر مین حضرت نبی صلعم پر صدق دل سے ایمان لایا تھا اور زید اور آنحضرت مین زمانہ تعلیم و تعلم پایا نہین گیا وہ ایک موحد شخص تھا جو آپ سے
کہین پہلے مر گیا پھر شاگردی کا الزام لگانا محض دروغ بیفروغ ہے اب یہی یہ بات کہ طالمود مین اور یہودیون کی دیگر کتابون مین حضرت ابراہیم کے قصونکا قرآن کے مطابق پایا
جانا سو یہ منافی الہام نہیں کیا الہامی باتکیلئے یہ ضرور ہے کہ وہ تمام تاریخی کتابونکے برخلاف ہو؟ پھر اگر یہی ہے تو اناجیل اربعہ مین سے جو سب کے اول ہے اسکے علاوہ سب غلط
اور غیر الہامی ہین کیونکہ وہ تاریخی کتاب یالگون کے حوالہ سے لکھی گئین اسی طرح بائبل کی کتاب تاریخ اور کتاب سموئیل کو غلط کہنا پڑیگا علاوہ اسکے حضرت کے پاس طالمود اور مدارش
وغیرہ کتابون کا جاننے والا کون تھا اور وہ کتابین اتنی مشہور بھی نہین جب کہان تھین اور اگر کوئی یہودی تھا تو اسپر کیا مصیبت تھی کہ جو اپنے شاگرد پر ایمان لاتا اگر آپ سے پہلے کسے
ملت ابراہیمہ کا دعوی کیا تو آپ کے نبی مصلح دین ہونے مین کیا فرق آیا کیا حضرت عیسے سے پہلے دین موسوی کے مدعی اور مصلح نہیں گذرے ہین بلکہ خود حضرت یحیی علیہ السلام انکے
اوستاد موجود تھے جنسے اونہون نے تعلیم پائی اور پھر وہی لفظ بولے جو ہمیشہ بولتے آئے ہین پھر کہنے حضرت عیسے اور انکے حواریون اور انکی کتابونکی کیا ضرورت تھی قرآن خود مدعی ہے کہ
اصل اصول انبیاء علیہم السلام کا تحریفات دور کرکے زندہ کرنے والا ہے پھر اگر وہ اصول صابیون مجوسیون عربون یہودیون عیسائیون مین بھی کچھ باقی رہ گئے تھے اور انکی تحریف
دور کرکے قرآن نے اپنے جواہر کو لے لیا تو کیا یہ سرقہ ہے پھر کیا قرآن انکا سرے سے انکار کرتا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی جدی مسجد بناتا جیسا کہ جعلی پیشوایان مذہب نے کیا ہے -

اب ہم تفسیر کلام الہی کی طرف رجوع کرتے ہین - یہود کا جسطرح اونٹ کے گوشت اور دودھ کھانے پینے کی بابت آنحضرت پر اعتراض تھا اسی طرح وہ کعبہ کی بابت اعتراض کیا کرتے تھے
کہ آپنے تمام انبیاء کا قبلہ اور سب سے قدیم بیت المقدس ترک کرکے جاہلونکا کعبہ اختیار کیا ہے چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی ملت کا ذکر بھی آگیا تھا اس لئے کعبہ کا بھی آیا کہ یہ وہ جو گھر دنیا مین خدا
کی عبادت اور رہنمائی اور برکت کے لئے بنائے گئے ہین ان سب سے اول وہ گھر ہے جو مکہ مین ہے یعنی کعبہ اسکو خاص آدم نے پھر اون کے بعد ابراہیم نے بنایا ہے اور بیت المقدس کو سلیمان
نے جو انکی ذریت مین اور انسے سیکڑون برس بعد ہوئی ہین اسکے علاوہ اسمین ہزارون برکتین اور خدا کی نشانیان ابتک موجود ہین سوا روحانی برکت کے یہان ظاہری برکات
بھی بہت سے ہین منجملہ اون کے مقام ابراہیم اور یہ کہ جو وہان بصدق دل جاتا ہے دنیا اور آخرت کی بلاؤن سے نجات اور امن پاتا ہے اس لئے آجتک کسی بادشاہ قاہر کی
یہ مجال نہین ہوئی کہ وہ کعبہ پر چڑھکر آیا اور اُسکو گرا دیا ہو اور لوگونکو قتل کیا ہو اور جو کوئی آیا جیسا کہ ابرہہ شاہ حبش تو اُسکو خدا نے غارت کردیا برخلاف بیت المقدس کے کہ اسکو
بارہا بخت نصر وغیرہ بادشاہون نے ڈھایا اور وہان کے زن و مرد کو قتل کیا اسلئے جو کوئی زاد راہ رکھتا ہو اوسپر وہان عمر بھر مین ایک بار جا ناضر وریعنے فرض ہے اور جو
کوئی اوسکے دربار مین حاضر ہونے سے سرتابی کرے تو خدا کو بھی کسی کی پروا نہین ہے -

ف۱ یعنی وہان جانے سے امن عذاب اخروی سے ہوتا ہے ۱۲ ف مقام ابراہیم کی بابت علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ اس پتھر کو کہتا ہے کہ جسپر چڑھکر حضرت ابراہیم کعبہ کی دیوارین چنتے تھے وہ یادگار ابتک موجود ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ تمام حرم مقام
ابراہیم ہے کہ یہان ابراہیم نے مقام کیا تھا -

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ

(اےمحمد کہدو) اے اہل کتاب کس لیے اللہ کی آیتوں کا انکار کر رہے ہو　اور اللہ کے روبرو ہی جو کچھ بھی تم کر رہے ہو　کہدو اے اہل کتاب کیوں ایمان لانے والوں کو　خدا کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا

راہ سے روکتے ہو　جان بوجھکر اسمین کجیان پیدا کرتے ہو　اور خدا تو تمہارے کام سے ہرگز غافل نہین　ایمان والو! اگر تم اہل کتاب مین سے کسی

فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ

گروہ کا بھی کہا مانوگے　تو وہ تم کو ایمان لانے کے بعد کافر ہی بناکر چھوڑین گے　اور تم کیونکر کافر ہو جاؤگے حالانکہ تم کو خدا کی آیتین پڑھ کر سنائی جاتی ہین

وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ع

اور تم مین اوسکا رسول بھی موجود ہے اور جو کوئی خدا پر پورا بھروسہ کر لیتا ہے　تو اوسکو سیدھا رستہ دکھایا گیا۔

ترکیب

لم تکفرون سے متعلق ہو اسی طرح لم تصدون سے عن سبیل اللہ تصدون سے متعلق ہو من آمن تصدون کا مفعول تبغونہا کی ضمیر سبیل کی طرف راجع ہے کیونکہ یہ مذکر اور مؤنث ہے عوجا حال ہے۔

تفسیر

جبکہ اہل کتاب کے اعتراضونکا جواب دیا گیا اور دلائل تمام ہو چکے تو اب بطور نتیجہ کے اونکو فرماتا ہی کہ تم خدا کی آیات معجزات و بشارات کا کہ جو ابتک پہلی کتابون مین پائی جاتی ہین کیون انکار کرتے ہو اور لیسے لغو شبہات بشارات مین تاویل کر کے کس لیے ایماندار ونکو خدا کی راہ سے روکتے ہو اور کیون دین حق مین عیب لگاتے ہو حالانکہ دلمین برحق جان رہے ہو تمھاری اس حیلہ بازی اور مکاری سے خدا غافل نہین تم کو ضرور سزا دیگا۔

جب یہود مدینہ ہر طرح سے عاجز آگئے اور مسلمان اُن کے دھوکے مین نہ آئے تو ایک اور تدبیر نکالی وہ یہ کہ مدینہ مین حضرت کے تشریف لانے سے پہلے بنی اوس اور بنی خزرج دو قبیلون مین ایک سو بیس برس سے باہم عداوت چلی آتی تھی باہم لڑائیان اور سخت خونریزیان ہوا کرتی تھین حضرت کی برکت سے انمین ملاپ و محبت ہو گئی اور اخوت اسلامی قائم ہو گئی۔

بعض یہودیون نے ایک روز ان کی مجلس مین جا کر جاہلیت کی لڑائی کا ذکر چھیڑ کر پرانے زہر آلود وقائع یاد دلا دئے اور ہر ایک قوم کے دلمین پھر وہ حرارت جوش مارنے لگی قریب تھا کہ پھر باہم تلوار چلے اتنے مین حضرت کو خبر ہوئی آپ نے اونکو سمجھایا اور پھر ہر ایک کو گلے ملوایا جسکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے کہ اے مسلمانو تم ان اہل کتاب مین سے اگر کسی کا بھی کہنا مانوگے یا اون کے اعتراض بیہودہ کی طرف متوجہ ہوگے تو تم کو وہ دین سے برگشتہ کر دین گے اور تعجب ہے کہ تم باوجود آیات الٰہی سننے کے اور رسول کی صحبت پانے کے کفر اختیار کروگے سو تم کو لازم ہے کہ یقین کامل دل مین اور عقیدت خاص پیدا کر کے رحمت الٰہی کا دامن ہاتھ مین مضبوط تھام لو تاکہ سیدھے رستہ چلے جاؤ۔

ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ قوی ایمان کسکا ہے کہا غریب بڑھیون کا کہ جنکو بلا دلیل خدا کی ذات پر ایمان کامل ہو سو ایسے لوگ کسی کی اگر مگر مین نہین آتے نہ شیطان کے وسوسہ توہمات مین مبتلا ہوتے ہین ان کی شمشیر یقین تمام شبہات و شکوک شیاطین کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے حقیقت مین یہ خوب ایمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا

ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مسلمان ہی رہ کر مرنا اور سب ملکر خدا کے دین کو پکڑے رہو اور

تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ

الگ الگ نہو جاؤ اور خدا کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے (وہ یہ کہ) جب تم مین باہم دشمنی تھی تو اوسنے تمہارے دلون مین محبت پیدا کر دی جس سے اوس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے

شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ

حالانکہ تم جہنم کے کنارے پر پہونچ چکے تھے پھر اس نے تم کو اوس سے بچا لیا اللہ تمسے اپنی آیتیں اسطرح سے بیان کیا کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور تم مین سے ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہئے

إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

کہ جو لوگون کو نیکی کی طرف بلایا اور نیک باتین بتایا کرے اور بری باتون سے منع کیا کرے اور یہی فلاح بھی پانے والے ہین

ترکیب

اخوانا خبر ہے اصبحتم کی اور یہہ جمع اخ کی ہے کنتم کا اسم ضمیر ہے علی شفا الخ خبر شفا بالفتح اسکے معنے کنارہ کے ہیں اسکا تثنیہ شفوان آتا ہے ولتکن کان تامہ منکم اسکے متعلق امۃ اسم یدعون الخ اوسکی صفت -

تفسیر

باہمی نقیض و عداوت کے اسباب کا قلع و قمع کرکے اتفاق اور باہمی محبت کی تاکید کرتا ہے اور اس نا اتفاقی کے زمانہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو جہنم کا گڑھا تھا اور جسکے کنارے پر لوگ پہنچ گئے تھے قریب تھا کہ گر کر ہلاک ہو جاتین لیکن خدا نے اوس سے نجات دی نبی علیہ السلام کی برکت سے آپسمین ایسی محبت ہو گئی کہ بھائی بھائی ہو گئے پھر اوسکے خیر و برکات دنیا اور دین مین بیشمار ظہور مین آئے دنیا کی تمام سرسبز سلطنتین ان بھوکے ننگے عرب کے اونٹ بکری چرانے والون کے ہاتھ مین آگئین اور دین مین بھی تمام بنی آدم کے ہادی اور رہنما بن گئے اس نعمت کی طرف اشارہ کرکے حکم دیتا ہے کہ اسکو یاد کرو کہ تمہاری کیا حالت تھی کیا ہو گئی ؟ یہ اتفاق بلکہ تمام عرب بلکہ روئے زمین کے نیک لوگون کا اتفاق اس لئے قائم ہوا کہ نبی علیہ السلام کی برکت سے اونپر تجلی ذاتی ہوئی سب کا مقصود اور مشرب وصال معبود حقیقی متحد ہو گیا اور جب تک سب کو کوئی ایک غرض مجتمع نہین کرتی اتفاق نہین ہوتا سو یہ آنحضرت کا بڑا معجزہ ہے کہ تمام درندون کو بھائی بنا دیا - پھر آیندہ اس سلسلۂ برکت کے جاری رکھنے کے لئے تمام امت کو بطور فرض کفایہ حکم عام دیتا ہے کہ تم مین سے ایک گروہ ایسا بھی رہنا چاہیئے کہ جو لوگون کو نیک باتون کی تعلیم کیا کرین بری باتون سے منع کیا کرین اچھی باتون کا حکم دیا کرین یہ خاص لوگونکا گروہ ہے جو نبی علیہ السلام کے نائب ہین جیسا کہ عیسے کے حواریون نے بڑی محنتین اوٹھا کر دور دراز تک دین پھیلایا تھا مگر صحابہ نے اس سے بھی بڑھکر کر دکھایا جسکی تواریخ شہادت دے رہی ہین اس آیت مین چند حکم ہین - (١) یہ کہ جہان تک اوس سے ڈرنے کا حق ہے ڈرو اول سیڑھی یہی ہے محققین کے نزدیک حق ڈرنے کا یہ ہے کہ اوسکی ذات مین اپنی ذات کو اور صفات مین صفات کو نیست کر دے (٢) یہ کہ مرتے وقت تک اسلام پر قائم رہنا (٣) سب ملکر خدا کی رسی کو پکڑے رسی سے مفسرین نے مختلف معنی مراد لئے ہین کسی نے عہد ازلی کسی نے قرآن کسی نے دین اسلام مدعا واحد ہے (٤) یہ کہ اختلاف نکرنا اتفاق سے تائید ربی دورہ ہو جاتی ہے (٥) تم مین ہمیشہ ایک گروہ ایسا قائم رہے جو لوگون کو دین کی رہنمائی کیا کرے بری باتون سے منع کرے اسلئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اسلام کا شیوہ ہے جب تک یہ رہا دین مین ترقی رہی -

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ

اور تم ان جیسے نہو جاؤ کہ جو متفرق اور مختلف ہو گئے بعد اسکے کہ اونکے پاس آیتین آچکی تھین اور انہین کو عذاب عظیم بھی ہے جسدن کہ کچھ منہ تو سفید

وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

ہون گے اور کچھ سیاہ ہو جاوین گے سو جنکے منہ سیاہ ہون گے (انسے کہا جاویگا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے تو اب کفر کرنے کے بدلے مین عذاب کا مزا چکھو

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۗ وَمَا اللَّهُ

اور جنکے مونہ سفید ہون گے سو وہ رحمت الٰہی مین ہونگے وہ اسمین ہمیشہ رہا کرین گے یہ ہین اللہ کی آیتین جنکو ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک سناتے ہین اور اللہ

يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعَالَمِينَ ۝ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

جہان پر ظلم کرنا نہین چاہتا - (اور یون تو) جو کچھ کہ آسمانون مین اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب باتین رجوع کرتی ہین[۱]

ع ۱۱

ترکیب

یوم ظرف ہے عظیم کا یا الہم کا یا اذکر محذوف کا فاما الذین جواب اما کا محذوف ہے ای فیقال لہم اکفرتم اور الہمزہ توبیخ کیلئے ہے یعنے تم کو ایسا نکرنا چاہیے تھا -

تفسیر

اختلاف باہمی اور تفرقہ کی مضرت

جبکہ اگلی آیت مین باہمی اتفاق کا حکم دیا اور اس اتفاق قائم رکھنے کے لئے ایک جماعت ناصحین کا قائم ہونا فرض کیا تو اسکے اختلاف سے تاکیداً منع فرمایا جسطرح اس حکم کو ولا تفرقوا اللہ کہکر محکم کیا تھا اسی طرح بعد مین لہم عذاب الیم اور آخرت مین سیاہ روئی سے ڈرایا + اس مین کوئی شبہ نہین کہ ادنیٰ ادنیٰ چیزون کے اجتماع مین خدا نے برکت رکھی ہے دیکھئے جب چند بالون کو باہم ملا لیتے ہین تو وہ کمزور بال ملکر کیا مضبوط رسا بن جاتے ہین اور جب متفرق اینٹ پتھرون کو باہم مجتمع کر لیا جاتا ہے تو کیسی مضبوط دیوار بنجاتی ہے پھر سب سے اشرف المخلوقات انسان پھر انمین سے اہل ایمان کے اتفاق کو کیا کہئے ہین جنکی مجتمع روشنی عالم کو کس قدر منور کرتی ہے چونکہ صحابہؓ نے پورا پورا اس حکم پر عمل کیا تھا اون کے مذہب کی روشنی تھوڑے دنون مین دنیا کے کنارون تک پھیل گئی جس سے خدا کی نافرمان سلطنتین اور سر سبز حکومتین اونکے ہاتھ مین آگئین (اب اختلاف کا نتیجہ بھی دیکھ لیجئے) دنیا کی ذلت و خواری آخرت مین عذاب الیم - پھر اس حکم کو کس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ بیان سے باہر ہے یعنے اے ایماندارو تم یہود و نصاری کی طرح باہم مختلف نہو جاؤ جنکے پاس خدا کی آیتین اور ہدایتین آئین باوجود اس کے اپنی خواہش نفسانی سے دین مین اختلاف کیا اور سیکڑون فرقہ ہو گئے ایک دوسرے کی تکذیب کرنے لگا جسکا نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے تھوڑے ہی دنون بعد انجیل جاتی رہی اور یہی حال یہود کا ہوا پھر انجام نوبت کفر تک پہنچی جس کا ثمرہ اون کے لئے عذاب الیم ہوگا جس روز کہ کچھ لوگون کے مونھ منور ہون گے اور کچھ سیاہ ہون گے یعنے قیامت کے روز پھر جنکے مونھ منور ہون گے وہ ہمیشہ رحمت یعنے جنت مین رہین گے اور کفار رو سیاہ سے جہنم مین ملائکہ پوچھینگے کہ تم کو خدا نے نور بصیرت عطا کیا تھا پھر مطلوب حقیقی کو چھوڑکر کیون کفر مین پڑے اپنے مقاصد شہوانیہ کو کیون مطلوب بنایا لو اب اوس کا مزہ چکھو یون تو زمین و آسمان کی سب چیزین خدا کی مملوک ہین وہ جو چاہے کرے مگر وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اپنے کئے کا ثمرہ اوٹھانا پڑتا ہے یہ احکام الٰہی ہین جنکو فرشتہ اے نبی آپ کو سناتا ہے -

[۱] ہر کام کا سلسلۂ اسباب اسی کی طرف جاکر منتہی ہوتا ہے ۱۲ منہ

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۗ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ

(مسلمانو!) تم اچھی جماعت ہو اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ لوگون کو اچھی باتین بتایا کرو اور بری باتون سے منع کیا کرو اور تم اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان

خَيْرًا لَّهُم ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ○ لَن يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ

لاتے تو اون کے لئے بھی بہلا ہوتا (مگر) کچھ تو اونمین سے مومن ہین اور اکثر فاسق ہین وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دے سکین گے مگر ہان کچھ رنج دین اور اگر تم سے لڑین گے تو تمکو پیٹھ بھی دین گے

ثُمَّ لَا يُنصَرُونَ ○ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

پھر اونکو فتح نصیب نہوگی اونپر ذلت ڈالدی گئی ہے جہان کہین پائے جاوینگے تو صرف اللہ اور لوگونکے عہد و پیمان سے پائے جائین گے اور وہ خدا کا غضب

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ○

حاصل کر چکے ہین اور اونپر مفلسی ڈالی گئی ہے یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتون کا اور نبیون کو ناحق قتل کیا کرتے تھے یہ اونکی نافرمانی اور سرکشی کا بدلہ ہے

ترکیب

کنتم اسکا اسم انتم خیر امۃ خبر فی علمی وقیل عرتم کان زائدہ ہی ای انتم خیر امۃ اخرجت الخ امت کی صفت الا اذی کا استثنا اشیاء محذوف سے ہے۔

تفسیر

اول فرمایا تھا کہ جنکے منہ روشن ہون گے وہ ہمیشہ جنت مین رہین گے یہان اوسکی وجہ اور علت فرماتا ہی کہ یہ نورانیت تم کو اس لئے حاصل ہوئی کہ تم دنیا مین کمال اور درجہ سعادت حاصل کر چکے ہو برخلاف اہل کتاب کے کہ اونکو یہ سعادت نصیب نہین گرچہ کسی قدر ان مین ایماندار ہین مگر اکثر تو فاسق و فاجر ہی ہین سو اس اتفاق کی بدولت وہ تمکو کچھ بھی ضرر نہ دے سکین گے مگر کچھ زبانی طعن و تشنیع سے دل شکنی کرین تو کرین اور جو تم سے لڑین گے بھی پیٹ پھیر کر بھاگین گے۔ بالخصوص یہود تو ایسے ذلیل و خوار ہون گے کہ دنیا مین اونکو بغیر پناہ الٰہی یعنی ذمی بنے کے اور بغیر امن لوگون کے چارہ نہوگا۔ یہ اونکی سرکشی اور نافرمانی اور کفر اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنیکا نتیجہ ہے۔ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آیا چنانچہ قرون سابقہ مین ہر قوم پر اسلام نے غلبہ پایا۔

یا یون کہو کہ انسان جس طرح باہم صورتون مین مختلف ہین اسی طرح اختلاف آراء و اختلاف خواہش انکی فطرت مین خمیر کیا گیا ہے جسکی اصلاح کے لئے دنیا مین انبیاء علیہم السلام آئے اپنے عہد مین سب کے سر بند آنحضرت علیہ السلام تھے بعد مین قیامت تک اپنا قائم مقام اجماع امت قائم کیا کہ جسطرف جمہور امت ہو وہ حق اور سب کا مرکز ہے تمام اختلاف کا فیصلہ اسی پر ہے اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے احادیث صحیحہ مین جماعت سے الگ ہونے والے کے لئے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ جسنے جماعت کو چھوڑا اوسنے اسلام کی رسی اپنے گلے سے نکال ڈالی مشکوٰۃ۔ اور اجماع امت کے برحق ہونے کے لئے یہہ ضرور ہے کہ امت مین کوئی خوبی اور عصمت ہو سو اس لئے فرمایا کہ تم اے امت محمدؐ اچھی امت ہو علاوہ اپنی تکمیل کے تم اورون کے بھی ہادی اور معلم خیر ہو تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر مین قوۃ عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے و تومنون باللہ مین قوت نظریہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے۔ اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور یہ کہ میری امت کبھی گمراہ نہوگی رواہ ابن ماجہ۔

ف حبل رسی۔ خدا کی رسی سے مراد اوسی کی طرف کا امن ہی جو ماتحت اسلام کو حاصل ہے اور لوگونکی رسی وہ عہد و پیمان جو لوگ اپنی ماتحتو لسی کرتے ہین

لَيْسُوا سَوَآءً ۭ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

وہ سب برابر نہین (کیونکہ) اہل کتاب مین سے ایک جماعت سیدھے رستہ پر ہے جو اللہ کی آیتین رات بھر پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر

الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا يَفْعَلُوْا

ایمان رکھتے ہین اور اچھی باتین تبلاتے اور بُری باتون سے منع کرتے ہین اور نیکیون مین دوڑ پڑتے ہین اور وہی نیک بھی ہین اور وہ جو کچھ

مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ

نیکی کرین گے اوس کی نا قدری نہوگی۔ اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے بیشک جنھون نے کفر اختیار کیا ہے اونکا مال اور اونکی

اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

اولاد اونکو اللہ سے کچھ بھی نہ بچا سکے گی اور وہ دوزخی ہین اوس مین ہمیشہ رہا کرین گے

ترکیب

لیسوا کا اسم ضمیر سوا خبر امۃ موصوف قائمۃ صفت مجموعہ مبتدا من اہل الکتاب خبر یتلون اور یومنون وغیرہ حال بھی ہو سکتے ہین اور جملہ مستانفہ بھی یکفروہ اسکا تعدیہ دو مفعولون کی طرف ہے یعنی حرمان کی وجہ سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین اہل کتاب کی نسبت یہ تھا منھم المؤمنون واکثرھم الفاسقون یہان اُس جملہ کے زیادہ تر تشریح فرماتا ہے تاکہ اہل کتاب کو بھی خدا کی فرمانبرداری کی طرف رغبت ہو کہ سب اہل کتاب برابر نہیں ان مین بھی ایک گروہ ایسا ہے کہ جو سیدھے رستہ پر ہے وہ رات بھر آیات آلہی پڑھتے اور سجدہ کرتے ہین اور اون کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور وہ اچھی باتون کا حکم دیتے اور بُری باتون سے منع بھی کیا کرتے ہین (جیسا کہ یہودیون مین سے عبداللہ بن سلام وغیرہ اور عیسائیون مین سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی اور اسکے ارکان دولت اور کلیسیا عرب کے عیسائی) اور وہ نیک بات مین جلد دوڑ پڑتے ہین اوس کے اختیار کرنے مین اونکو رسم اور حب مال وجاہ مانع نہیں آتی (چنانچہ ان لوگون نے جب اسلام کے انوار کی تجلی دیکھی اُسی وقت بصدق دل اوسکو قبول کر لیا) سو یہی لوگ نیک اور دیندار ہین آیندہ جو کچھ وہ نیک کام کرین گے یا جو کچھ کر چکے ہین خدا تعالے اون کی ناقدری نکرے گا ضرور جزا خیر دیگا اور جو ان اوصاف حمیدہ سے خالی ہین گو وہ برائے نام عیسائی یا موسائی یا مجاور خانہ کعبہ قریش ہی کیون نہون اونکا مال اور اونکی اولاد بھی اون کے کچھ کام نہ آویگی جسپر اون کو بڑا غرور اور ناز ہے اور وہ ہمیشہ جہنم مین رہین گے۔

اس مین کوئی شبہ نہین کہ اہل کتاب کا اصل طریق منجانب اللہ اور الہامی ہے سو تمام قوم کبھی ایسی نہین ہوتی کہ جنکو دینداری اور پرہیزگاری کا خیال نہو بالخصوص ان مین سے باخدا لوگ تو ضرور شب بیداری اور نیک کامون مین کوشش کرنا اور خدا اور قیامت پر ایمان لا کر دنیا اور اُس کے تجملات فانیہ پر دل نہ دھرنا اپنا شیوہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت کے زمانہ مین بھی اہل کتاب مین ایسے خدا ترس لوگ موجود تھے جنھون نے حضرت پر ایمان لانے مین کوئی حیلہ اور حجت نہ کی اور یہی اس آیت کا شان نزول ہے بانصاف طبیعتون اور اسلام مین ایک جذب مقناطیسی ہے اس لئے چند روز مین بیشمار قومین اس مذہب مین آگیئن اور آتی جاتی ہین۔ آجکل کے عیسائی بالخصوص پراٹسٹنٹ تو شب بیداری اور عبادت و ریاضت اور دعا کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کا دستور تھا سب کو ترک کر بیٹھے۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ

جو کچھ کہ وہ اس زندگانی دنیا میں خرچ کرتے ہیں اوسکی مثال اس ہوا کی سی ہے کہ جسمین بڑی ٹھر ہو وہ اون لوگوں کی کھیتی پر پڑکر کہ جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے برباد کر دیوے اور اللہ نے

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ

تو اونپر کچھ بھی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر آپ ظلم کر رہے ہیں۔ اے مسلمانوں کسی غیر کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمھاری خرابی مین کچھ کمی نہیں کرتے چاہتے ہین کہ تم پر کوئی آفت آئے انکے منہ

الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ

سے عداوت ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ اونکے دلون مین پوشیدہ ہے وہ تو بہت ہی بڑھ کر ہے اگر تم عقل رکھتے ہو تو تمہارے لئے ہم نے کھلی کھلی نشانیاں بیان کر دی ہین دیکھو تم تو ان سے

تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڰ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ

محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم ساری کتاب پر ایمان رکھتے ہو اور جب تم سے ملتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لے آئے اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ کے مارے

مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

تم پر انگلیاں چباتے ہیں کہدو اپنے غصہ میں مر رہو بیشک جو کچھ دلون مین ہے خدا اسکو خوب جانتا ہے

ترکیب

مثل مبتدا کمثل ریح خبر اصابت الخ صفت ہے ریح کی بطانة مفعول ہے لا تتخذوا کا من دونکم فعل سے متعلق ہو کر صفت ہے بطانة کی اسی طرح لا یالونکم خبالا تمیز ہے علیکم مفعول عضوا الانامل مفعول ثانی۔

تفسیر

پہلی آیت میں تھا کہ کفار کو انکا مال کچھ نفع آخرت مین نہ دیگا اسپر شبہ گذرتا تھا کہ کیون نہ دیگا حالانکہ وہ غریب یتیم فقیر بیکس کو بہت دیتے ہیں اسکا جواب دیا جاتا ہے کہ ان کے صرف کرنے کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کوئی کھیتی کرے یا باغ لگائے پھر اوسکو ہوا اور پالا مار جائے اور وہ خراب ہو جاوے اسی طرح انکا لیا دیا بیشک کھیتی اور آخرت کے لئے باغ ہے کہ جس سے انتفاع کی امید کامل ہے مگر اون کے کفر کی تند ہوا برف آلود اسکو نیست و نابود کر ڈالتی ہے اسمین کچھ انپر خدا نے ظلم نہیں کیا بلکہ کفر کر کے خود انہون ہی نے اپنے اوپر ستم ڈھایا خیرات کا دار و مدار ایمان و اخلاص پر ہے سو یہ نہین اس کے بعد ایسے محبت کرنے سے منع کرتا ہے کہ تم اونکو دلی دوست نہ بناؤ پھر اسکی چند وجہ بھی ذکر فرماتا ہے کہ (۱) یہ تمھاری مضرت مین کوتاہی نہیں کرتے ہیں (۲) تم پر مصیبت پڑنے کو دلسے چاہتے ہیں (۳) ان کے منہ سے بغض کی باتیں نکلتی ہیں اور دلوں میں اس سے کہیں زیادہ ہے (۴) تم انسے محبت رکھتے ہو وہ تم سے نہیں رکھتے (۵) تم کل کتابوں پر ایمان رکھتے ہو وہ نہیں رکھتے (۶) جب تم سے ملتے ہین تو کہتے ہین ہم ایمان لائے اور تنہائی مین تم پر غصہ کے مارے انگلیاں چباتے ہیں۔ پھر ایسے دوستی کرنا خلاف عقل ہے۔

فائدہ

بعض کہتے ہیں اس آیت میں منافقین مدینہ مراد ہیں جو اہل اسلام سے دلی عداوت رکھتے تھے بعض کہتے ہین یہود مراد ہین لیکن اس کا حکم عام ہے بطانة بطن سے مشتق ہے یہ مصدر ہے اسکا اطلاق ایک پر بھی جماعت پر بھی ہوتا ہے بطانة راز دار کو کہتے ہین گویا پیٹ میں گھسے ہوئے ہین سو ایسی دوستی کفار سے مطلقاً حرام ہے خیال کیجئے فساد و نقصان۔

إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ۖ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ۗ إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ

اگر تم کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو اونکو رنج ہوتا ہے اور اگر کوئی تم پہ سختی آتی ہے تو اوس سے خوش ہوتے ہیں اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اونکا مکر تم کو کچھ بھی ضرر نہ دیگا

مُحِيطٌ ۝ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ إِذْ هَمَّت طَّائِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا

بیشک اللہ نے اون کے سب کام بس مین کر رکھے ہیں۔ اور یاد کرو جبکہ آپ صبح کو اپنے گھر سے نکل کر مسلمانون کو لڑائی کے موقعو پر بٹلانے لگے تھے اور اللہ سب کچھ سن رہا اور سب کچھ جان رہا ہی

وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝

چاہی تھی مگر پھر سنبھل گئے کیونکہ اللہ اونکا مددگار تھا اور ایمانداروں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور اللہ بدر مین تمہاری مدد کر چکا ہی اور تم اوسوقت بہت ہی کمزور تھے پس اللہ سے ڈرتے رہو (نافرمانی نکرو) (ان احسانونکو یاد کرکے)

ترکیب

واذ اسکا عامل اذکر محذوف ہے من اہلک مین من ابتدا غایت کے لیے تبوی حال ہی یہ مفعول ثانی کی طرف بلا واسطہ حرف جر متعدی ہی اول مفعول اسکا المؤمنین اور ثانی مقاعد ان تفشلا اصل بان تفشلا

تفسیر

اسجگہ ایک اور بھی وجہ بیان فرماتا ہی کہ اگر تمکو کوئی بھلائی پہنچتی ہی تو وہ ناخوش ہوتے ہیں اور تمھاری تکلیف و مصیبت سے خوش ہوتے ہیں پھر حکم دیتا ہی کہ اگر تمکو کوئی سختی پیش آوے تو خدا سے ڈرو اور صبر کرو انکا مکر تم کو کچھ نقصان نہ دیگا۔

اسکے بعد جنگ اُحد کا وہ قصہ یاد دلاتا ہی جسمین اشارہ ہی کہ دیکھو تم نے اوس روز صبر اور تقوی نکیا تو تمپر مصیبت آئی بہت سے صحابہ شہید ہو گئے پھر اس سے وہ لوگ دیکھو کسقدر خوش ہوئے اس ناصبری کا نتیجہ یہ مصیبت پیش آئی یہان تک کہ دو گروہ نے تم مین بھاگنے کا قصد ہی کر لیا تھا خدا نے ثابت قدم رکھا ورنہ اللہ تعالی تو تمکو باوجود قلت و ذلت کے بدر کی لڑائی مین فتحیاب کر چکا ہی۔ اب تم اللہ سے ڈرو تا کہ اوسکی شکر گزاری کرنے لگو جو باعث سعادت و مزید نعمت ہی۔

بدر کی لڑائی مین کفار مکہ ہزیمت اٹھا چکے تھے مگر دلمین جوش تھا کہ پھر اہل اسلام سے بدلہ لیجیے اسلیے شوال کی ساتوین تاریخ ہجرت کے تیسرے سال ابوسفیان ایک لشکر کثیر لیکر مدینہ پر چڑھ آیا صحابہ مین بعض کی یہ رائے ہوئی کہ باہر نکل کر ان سے مقابلہ کرو بعض نے کہا شہر ہی مین ہو اور تیر اندازی کرو آخر اول فریق کے کہنے سے آنحضرت مع انصار و مہاجرین سبکو باہر نکلے اور احد پہاڑ جو مدینہ سے دو میل شمال کیطرف ہی اوسکے نیچے جمع ہوئے اور آنحضرت نے احد کی گھاٹیون پر تیر اندازون کو بٹھانا شروع کیا تم یہان سے نہ ہلنا تاکہ اسطرف سے کفار ہماری پشت کی طرف نہ آجاوین اور انکا سردار عبد اللہ بن جبیر کو کیا واذ غدوت الخ کے یہی معنے ہیں پھر جب لڑائی شروع ہوئی اور صحابہ نے احد کی طرف بڑھ کر کے مقابلہ شروع کیا تو کفار بھاگ نکلے جب تیر اندازون نے یہ دیکھا تو وہ بھی مورچہ چھوڑ کر کفار کے پیچھے پڑ گئے حالانکہ آنحضرت انکو بلاتے اور منع کرتے جاتے تھے مگر وہ کب سنتے تھے اس نافرمانی اور بے صبری کی شامت سے یہ ہوا کہ گھاٹی خالی دیکھکر کفار پیچھے سے آگئے اور تیر برسانے لگے اور کفار آگے سے بھی لوٹ پڑے عبد اللہ بن ابی منافق تو تین سو آدمیون کے ساتھ بھاگ نکلا اور مسلمانون کے بھی پیر اوکھڑ گئے اور قبیلہ بنو سلمہ خزرجی اور بنو حارثہ اوسی نے بھی بھاگنے کا قصد کر لیا اور خوب تلوار چلی جس سے بہت سے صحابہ حضرت حمزہ وغیرہ شہید ہوگئے مگر چند شخصون کے آنحضرت جمے رہے یہان تک کہ ایک تیر آنحضرت کے دندان مبارک پر لگا اور دانت ٹوٹ گیا اور سر مبارک میں زخم آیا اور بچانے میں طلحہؓ کا ہاتھ لنجا ہو گیا لیکن پھر جو صحابہ نے پاؤن جمایا تو کفار بھاگ اٹھے۔ اس واقعے کو خدا تعالی یاد دلاتا ہی کہ جو عدول حکمی کا نتیجہ تھا اس ہزیمت کی آنحضرت نے اول ہی سے خبر دیدی تھی۔ فشل نامردی بھاگنا

ف الفشل الجبن التبوی اتخاذ المنزل یقال بوأته منزلا اذلة جمع ذلیل والمراد به القلة ۱۲

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ ۝ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْکُمْ مِّنْ

جبکہ آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمکو یہ کافی نہین کہ تمھارا خدا تین ہزار فرشتے بھیجکر تمھاری مدد کرے ؟ کیون نہین اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرو اور دشمن بھی دفعۃً

فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِهٖ ؕ وَمَا

پر چڑھ آئین تو تمھارا خدا تمھاری پانچ ہزار فرشتون سے مدد کریگا جو نشان لیس ہو کر آموجود ہون گے اور یہ صرف تمھاری خوشی اور تمھارے دل کے اطمینان کے لئے ہے ورنہ

النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَهُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ ۝ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ

فتح تو اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہے اور (یہ اسلئے) کہ خدا کافرون کی ایک جماعت کو کاٹ ڈالے یا اونکو ذلیل کرے کہ وہ نامراد ہو کر واپس جائین آپکا کچھ بھی اختیار نہین (اختیار خدا کو ہے)

اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

چاہے اونکو توبہ نصیب کرے یا اونکو عذاب دے کہ وہ ناحق پر ہین اور جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے سب اللہ ہی کا ہے جسکو چاہے بخشے اور جسکو چاہے عذاب کرے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

الربع — ۱۳ ع

ترکیب

اذ تقول ممکن ہو کہ اذ ہمت سے بدل ہو اور ممکن ہے کہ نصرکم کا ظرف ہو لیس لک خبر شئی اسم او یتوب او یعذبہم معطوف ہین یکبتہم پر یا ظاہر پر یا شئے پر باضمار ان اور الاان کے معنے مین بھی ہوسکتا ہے ٭

تفسیر

پہلی آیت مین ذکر تھا کہ باوجودیکہ تمھاری حالت نہایت خراب تھی مگر خدا نے بدر کے جنگ مین اسباب ظاہر کے برخلاف تمھاری مدد کی تھی اب بیان اس مدد غیبی کو یاد دلاتا ہی یعنی مدد غیبی کا وہ دن تھا کہ جسدن تم او نبی مسلمانو نکو تسلی دے رہی اور یہ کہہ رہے تھے کہ تم اپنے قلت اور بے سروسامانی اور کفار کی کثرت اور اسباب حرب خیال کرکے ہراسان ہو گیا تم کو یہ کافی نہیں کہ خدا تمھاری تین ہزار فرشتے بھیجکر مدد کرے کیون نہیں اگر تم صبر کروگے اور اللہ پر توکل کروگے اور کفار تمپر جوش مین آکر یا فوراً حملہ کرین گے تو وہ پانچہزار فرشتے بھیجکر تمھاری مدد کریگا اور یہ ملائکہ کا بھیجنا بھی کوئی ایسی چیز نہین ہے کہ تم اسی پر اعتماد کر بیٹھو بلکہ فتح تو اللہ ہی کے ہاتھ مین ہے جو زبردست ہی اور حکمت مدنظر رکھکر کام کرتا ہے یہ تو صرف تمھاری تسلی کے لئے ہے اور یہ فتح اس لئے دی کہ کفار کی شوکت اوٹھ جائے ۔

واضح ہو کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو سفیان کو مع قافلہ گرفتار کرنے کے لئے مع تین سو صحابہ مہاجرین و انصار باہر نکلے اور ابو سفیان کو خبر ہوگئی تو اس نے مکہ مین کہلا بھیجا وہان جوش پیدا ہوگیا تخمیناً ہزار آدمی پیغمبر علیہ السلام کے مقابلہ مین نکلے اور ابو سفیان قافلہ لیکر نکل گیا اور دونون لشکرون کا مقابلہ بدر کے میدان مین ہوگیا مگر صحابہ ڈرے کہ ہمکو یہ کیا معلوم تھا کہ اتنی فوج جرار سے مقابلہ آپڑیگا نہ ہمارے پاس کوئی سامان ہی نہ ہتھیار ہین کیا کرین جب اون کی یہ حالت حضرت نے دیکھی تب یہ فرمایا۔

خدا تعالی نے اپنے وعدہ کے مطابق ہزار فرشتے بھیجے جیسا کہ سورہ انفال مین آیا ہی فاستجاب لکم انی ممدکم بالف الایہ کہ خدا نے تمکو جواب دیا کہ مین تمھاری ہزار فرشتون سے مدد کرتا ہون ۔ اور اسی طرح صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر کتب حدیث مین آیا ہی کہ بدر کے روز ملائکہ گھوڑون پر سوار ہو کر کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے نظر آئے اور یہ روایتین بقدر مشترک حد تواتر کو پہنچ گئی ہین کہ جنکا مفصلاً بیان کرنا متعذر ہے اور نیز اوسی زمانہ مین جبکہ کفار ہزیمت کھا کر مکہ مین واپس گئے تھے تو خود باہم اسبات کے قائل اور اسکو اپنی محفلون مین نہایت تعجب و حیرت انگیز قصہ تصور کرکے بیان کیا کرتے تھے جیسا کہ کتب تاریخ سے بخوبی ثابت ہے

ملہ احد کے روز جبکہ عتبہ بن ابی وقاص کے ہاتھ سے آنحضرت علیہ السلام کے سر مبارک پر زخم شدید پہنچا اودہر حمزہ وغیرہ بڑے بڑے غازیان اسلام شہید ہو گئے آنحضرت نے چاہا کہ کفار پر بددعا کرین تاکہ وہ ہلاک ہو جاوین اس امر سے خدا نے منع کیا اور لیس لک من الامر یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ خدا کو مسلمان کرکے اس قوم سے بڑا کام لینا تھا سے لیا ۱۲ منہ

پھر جب جنگ میں یہ مشہور ہوا کہ مکہ سے اور بڑی مدد آتی ہے تو حکم آیا کہ اگر وہ فوراً یا غصہ میں بھر کر آوین گے تو ہم تین ہزار بلکہ پانچ ہزار فرشتے بھیجین گے چونکہ اون کی مدد نہ آئی تو اور فرشتے بھی نہ آئے (تفسیر کبیر)

بعض لوگ جیسا کہ ابوبکر اصم اور پھر معتزلہ اور انکے مرید نیچریہ وغیرہم اس مقام پر یہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں کیا کسی لڑائی مین بھی فرشتے نہیں آئے تھے دلائل عقلیہ یہ ہیں (۱) ایک فرشتہ تمام ملک کے برباد کرنے کو کافی ہے پھر ہزارون کی کیا ضرورت تھی (۲) اگر خدا کو فرشتوں ہی سے کام لینا تھا تو صرف ملک الموت کافی تھا یعنے وہ آپ ہی سب جہان کے کافرون کی روح قبض کر لیتا بلکہ اگر ایسا ہی ہے تو اونکے کافر پیدا ہی کیون کئے (۳) ملائکہ اگر اجسام کثیفہ تھے تو ضرور سبکو نظر آتے اور مسلمانون کی جماعت ایک ہزار تین سو آدمیون کو دکھائی دیتے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور اگر اجسام لطیفہ تھے تو اون مین طاقت ہی کیا تھی جو کسی کو قتل کرتے دلائل نقلیہ ان آیات مین جو اس مقام پر وارد ہین کہین نہین کہ خدا نے فرشتے بھیجے بلکہ رسول کا قول نقل کیا ہے کہ جو بوقت جنگ آنحضرت نے لوگون سے خدا پر توکل کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ اللہ تعالی ایسا بھی کر سکتا ہے (۲) کفار بارہا استدعا کی کہ فرشتہ ہی کیون نہ خدا نے رسول بنا کر بھیجا مگر اونکی استدعا قبول نہوئی اور نہ ایسا کسی جگہ پہلے معاملہ گزرا ہے یہ باتین ممکن ہین بلکہ نیچر کے برخلاف ہین ان دلائل کا یہ جواب ہے (۱) اگرچہ ایک فرشتہ کافی تھا بلکہ اوسکی بھی کیا ضرورت صرف خدا کا کن کہنا ہی کافی تھا مگر ہزار فرشتون کا بھیجنا صرف اہل اسلام کی تقویت قلبی اور تقویت ایمان و اعتقاد کے لئے تھا تاکہ انکو یہ معلوم ہو کہ خدا اپنے مخلصین کی یون ہی مدد کر دیا کرتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے وما جعلہ اللہ الا بشری لکم ولتطمئن قلوبکم اور لفظ جعل جو ماضی ہے اپنے حقیقی معنے کے اعتبار سے اس امر کے وقوع پر دلالت کر رہا ہے (۲) اسکا بھی یہی جواب ہے کہ کافرون کے پیدا کرنے اور ملائک کے بھیجنے مین مباینت ثابت کرنا رسالت کا انکار کرنا ہے کیونکہ منکر کہہ سکتا ہے کہ اگر خدا نے رسول بھیجے تھے تو سرے سے کافر ہی کیون پیدا کئے تھے (۳) ملائکہ اگرچہ اجسام لطیفہ ہیں مگر جب چاہتے ہین اجسام کثیفہ مین یعنی انسان کی صورت مین ظاہر ہو سکتے ہیں چنانچہ بدر میں ایسا ہوا اور بیشک وہ لوگو نکو نظر آئے یہ بات کہ سب کو یکسان کیون نظر نہ آئے کچھ بات نہین دیکھئے بائبل میں سیکڑون جاہے کہ فرشتہ ایک شخص خاص کو نظر آیا اور ونکو نہیں دکھائی دیا اور اسکا سر ہم مقدمہ کتاب مین بیان کر آئے ہیں دلائل نقلیہ کا جواب یہ ہے یہ کہنا کہ فرشتون کا بھیجنا ثابت نہیں بلکہ صرف وعدہ یا تسلی ہے بڑی تعجب کی بات ہے کیونکہ اول تو سورہ انفال میں صاف تصریح ہے فاستجاب لکم الآیۃ کہ خدا نے ایسا کر دیا پھر اس سے بڑھکر اور کیا تصریح ہوگی (دوم) خود انہیں آیات میں لفظ جعل وارد ہے اور ضمیر متصل ارسال ملائکہ کی طرف پھرتی ہے ورنہ صرف زبانی جمع خرچ ایسی حالت مین کیا اطمینان قلب اور بشری ہو سکتا تھا (۲) کفار کی استدعا پر ملائکہ نہ بھیجنے کی وجہ خود قرآن مجید مین مذکور ہے وہ یہ کہ اگر ہم تمہارے رسولون کے تمہارے پاس فرشتہ بھیجتے تو ضرور وہ انسان کی شکل مین ظاہر ہو کر آتے پھر جیسا کہ رسولون پر شبہ ہے اون کو اونکی نسبت بھی وہی شبہ باقی رہتا کہ کیا معلوم یہ فرشتہ ہے یا آدمی ہے یا کوئی جن و شیطان ہے علاوہ اسکے اسبات میں اور اس باتمین کوئی ملازمہ نہین کہ جو اس آیت کی نفی ثابت کیجائے اور یہ کہنا کہ پہلے کبھی فرشتون سے کام لینا ثابت نہیں سخت بیباکی ہے دیکھئے توریت سفر پیدائش کے انیسوین باب مین صاف تصریح ہے کہ سدوم اور عموره مین جہان کہ لوط علیہ السلام رہتے تھے فرشتے آدمیونکی شکل مین آئے اور جب وہان کے اغلامی لوگون نے لوط پر حملہ کرنا چاہا تو ان فرشتون نے لوط کو دروازہ کے اندر کھینچ لیا اور صبح کو ان بستیونپر آگ اور گندھک برسایا اور انکو نیست کر دیا اسی طرح توریت و انجیل و دیگر صحف انبیا سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ فرشتے مخلصین کی اعانت اور خدا کے دشمنون کی سرکوبی کیلئے آئے صحیح بخاری مین ہے کہ بدر کے روز آنحضرت نے فرمایا دیکھو یہ جبرئیل ہے جو گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے مسلح ہے صحیح مسلم مین ہے کہ بدر کے روز ایک انصاری نے ایک مشرک پر حملہ کیا اور اسکے پیچھے دوڑا ہنوز اوس کے پاس نہ پہنچا تھا کہ اسپر ایک کوڑا غیب سے پڑا اور یہ آواز آئی کہ اقدم حیزوم کہ گھوڑے حیزوم آگے بڑھ جب جا کر دیکھا تو وہ شخص مرا ہوا تھا اور اسپر کوڑے کا نشان تھا اور اسکا موہنہ پھٹ گیا تھا اسی طرح صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن وقاص کہتے ہین کہ اس روز مینے رسول اللہ صلعم کے دائیں اور بائیں دو سوار سفید پوش دیکھے جو بڑی تیزی سے جنگ کر رہے تھے نہ انکو مینے پہلے دیکھا تھا نہ پھر وہ مجھے نظر آئے یعنے جبرئیل و میکائیل اور ممکن ہونا ان باتونکا ہمنے مقدمہ مین ثابت کر دیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْٓ اُعِدَّتْ

مسلمانو! دو گنا تگنا کر کے سود نہ کھایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اس آگ سے بھی ڈرتے رہو جو کافروں کے لئے

لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسول کا حکم مانا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور خدا کی بخشش اور جنت کی طرف دوڑو کہ جسکا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ

یہ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو فراخی اور تنگی میں (اللہ کی راہ میں) دیا کرتے ہیں اور جو غصہ کو روکتے اور جو لوگوں سے درگذر کیا کرتے ہیں اور اللہ نیکی کرنیوالوں سے

الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ

محبت رکھتا ہے اور وہ جو کبھی کوئی بیحیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جان پر ظلم کر لیتے ہیں تو اسی وقت اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور خدا کے سوا

اِلَّا اللّٰهُ ۪ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا

گناہوں کو کون معاف کر سکتا ہے اور وہ جو کچھ کر بھی بیٹھے ہیں تو جان بوجھکر اصرار بھی نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کا بدلا انکے خدا کی طرف سے بخشش اور ایسے باغ ہیں کہ جنکے تلے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۗ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۞

نہریں بہ رہی ہیں جہیں وہ ہمیشہ رہا کریں گے اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے

ترکیب

اضعافا حال ہے الربوا سے عرضہا جملہ موضع جر میں ہے تقدیر الکلام عرضہا مثل عرض السموٰت۔ اعدت صفت جنت کی ہے اور حال بھی ہو سکتا ہے الذین ینفقون اور اسی طرح والذین اذا فعلوا اور الکاظمین اور العافین سب متقین کی صفت میں واقع ہیں۔ ذکروا اللہ جواب ہے اذا کا و من مبتدا یغفر خبر و ہم یعلمون حال ہے ضمیر لم یصروا سے۔

تفسیر

پہلی آیت میں خدا نے اپنی مغفرت اور رحمت کو ذکر کیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ زمین و آسمان سب ہمارے قبضہ میں ہے ہم جسکو چاہتے ہیں معاف کرتے ہیں جسکو چاہتے ہیں عذاب دیتے ہیں اس لئے یہاں پیشتر سود خوری سے منع کیا کیونکہ جب خدا تمہیں بخشتا اور تمپر رحم کرتا ہے تو تم بھی اپنے زیر دستوں پر رحم کر کے انکو سود معاف کر دو ظلم نکرو دوم جو کچھ ہے خدا کا ہے پھر تم کیوں اسکے دئے ہوئے مال کا شکریہ ادا نہیں کرتے کیوں ناحق معاوضہ لیتے ہو یا یوں کہو دنیا دار سود خوری وغیرہ مکاسب میں ایسے مستغرق رہتے ہیں کہ گویا انکو سدا یہیں رہنا ہے حالانکہ یہ مسافرخانہ ہے جہاں پھر کبھی آنا ہی نہیں اور پیشتر جہاد اور نزول ملائکہ وغیرہ ان باتوں کا ذکر تھا جو دار آخرت کا وسیلہ ہے اس لئے یہاں فرمایا کہ کس ہیات کمائی میں پڑے ہو اسکو چھوڑو اور خدا کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑو اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ دنیا کی ترقی کیا سود میں ڈہونڈتے ہو اسکو چھوڑو اور خدا کے لشکر میں داخل ہو کر جہاد کرو جس سے دنیا کی سلطنتیں تمہارے پاؤں پر آپڑیں اور آخرت میں بھی بادشاہت ملے اور چونکہ پہلے جہاد کا ذکر تھا اور سود خوری نزدلی پیدا کرتی ہے اس لئے اسکے ذکر میں اسکی ممانعت کرنا بھی عین حکمت ہوا۔

عرب میں دستور تھا کہ جب مدت معین پر قرضدار روپیہ ادا نہیں کرتا تھا تو قرضخواہ سود کو اصل میں شامل کر کے مہلت دیتا تھا پھر اگلی قسط پر سود اور بڑھاتا تھا جسطرح یہاں سود خور سود کو اصل میں جمع کر کے اسپر سود لگا کر دوگنے تگنے کر لیتے ہیں ایسا ہی وہ بھی کرتے تھے اس لئے اضعافا مضاعفۃ سے منع کیا اور فرما دیا کہ اللہ سے ڈرو پھر فرمایا اوس آگ سے ڈرو کہ جو کافروں کے لئے تیار ہوئی ہے یعنے جہنم اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار سود خوری اور اسپر بے پروائی کا کفر ہے سو جو سزا کافروں کو ملے گی وہی سود خواروں کو پھر فرمایا

ف اضعافا ف، جمع ضعف لما کان جمع قلۃ والمقصود الکثرۃ اتبعہ بما یدل علی ذلک وہو الوصف بمضاعفۃ ۔ عرضہا والمراد وصفہا بالسعۃ بطریق الاستعارۃ ۱۲ منہ سلہ ۵ اس سے کم سود کھانے کی اجازت نہیں نکلتی ہے کیونکہ قید اتفاقیہ

واقعی کے لئے ہے ۱۲ منہ

اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کروا سکے بعد کنایہ کے طور پر اپنی اطاعت کے ثمرہ کی طرف اشارہ فرماتا ہی کہ اللہ کی مغفرت اور جنت کی طرف دوڑ یعنی اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرنا گویا مغفرت اور جنت کی طرف دوڑنا ہے *

مفسرین کہتے ہین مغفرت سے مراد وہ امور ہین کہ جنسے مغفرت حاصل ہو اور اسی طرح جنت سے مراد وہ امور ہین کہ جنسے جنت حاصل ہو پھر اسکی تفسیر مین مختلف اقوال ہین ابن عباس کہتے ہین مراد اسلام ہے حضرت علی سے منقول ہی کہ اداء فرائض اور حضرت عثمان کہتے ہین اخلاص ابوالعالیہ کے نزدیک ہجرت کرنا سعید بن جبیر کے نزدیک تکبیر اولی مراد ہی مین غرض ترک منکرات واداء واجبات بھی اس مین سب کچھ آجاتا ہی - جنت کی صفت مین دو باتین ذکر فرمائین اوّل یہ کہ اوسکا چوڑان آسمان وزمین کے برابر ہے ابو مسلم کہتے ہین کہ عرض سے مراد قیمت ہی عرب بولتے ہین اذا بعث الشی بالشی الآخر عرضته علیه عارضته یعنی جنت کی قیمت آسمانون اور زمین کی عمدہ چیزین سے بھی زائد ہے ع نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز - دراصل یہ ایک روحانی کیطرف اشارہ ہی وہ یہ کہ جنت عالم قدس ہی اُسکو اس عالم حسی سے کچھ علاقہ ہی نہیں نہ وہ شہر عدن مین ہی نہ ملک شام مین ہی نہ آسمان مین ہی نہ کسی کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر ہے بلکہ یہ تمام آسمان وزمین اوسکی وسعت کے آگے کچھ بھی نہین کس لئے کہ اُسکا چوڑان اتنا ہی پھر طول کا تو کیا ٹھکانا ہی پھر وہ آسمان یا زمین مین کیونکر سماسکے - ہان سماوات اور عرش چونکہ لطافت مین عالم قدس کے مشابہ ہین اس لئے کہہ سکتے ہین کہ جنت آسمانو نپر دوزخ زمین کے نیچے ہی - پھر سارعوا کے لفظ مین اشارہ ہی کہ وہ عالم ارواح طیبات کا حیز اصلی ہی جو جسمانی عوائق ہین اونکو توڑ اور چھوڑ کر اس طرح دوڑ کہ جسطرح قفس سے طائر خوش الحان اوڑکر اپنے باغ مین جاتا ہی آنحضرت کے فیض صحبت سے یہ بات ہر صحابی کو میسر آگئی تھی چنانچہ بدر کے روز جب آنحضرت مشرکین سے مقابل ہوئے تو صحابہ سے فرمایا قوموا الی جنة عرضها السموات والارض کہ اُس جنت کے لئے اُٹھو جسکا چوڑان زمین و آسمان کے برابر ہے یہ سنتے ہی عمیر بن حمام صحابی نے کہا آہا آہا اس کے بعد وہ اپنی توشہ دان سے چھوارے کھانے لگا پھر کہا اتنی دیر مین چھوارے کھاؤن یہ تو بڑا عرصہ ہی لو جنت ہی مین چلکر کھاؤنگے پھر یہان تک لڑا کہ شہید ہوگیا - واہ مسلم اسی طرح جنگ احد مین صحابہ کو حالت وجد پیش آئی - جہاد کے موقعہ پر سارعوا کہنا اسبات کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ جہاد مین تلوار سے اس طائر روح کے بند کٹ جاتے ہین پھر جسکے بعد روحانی سلطنت اور بڑی سیرگاہ اور وسعت اور عالم سرور اور نور ہے اور شمشیر محبت الٰہی بھی یہی کام کرتی ہی دوسرا وصف اعدت للمتقین کہ وہ پہلے ہی سے طیار کی گئی ہی وہان کے لوگ ورا جاب منتظر ہین پھر للمتقین مین اشارہ ہی کہ وہ پرہیزگارونکا گھر ہے جو دولت اور حسب اور نسب سے حاصل نہین ہوتا اسکے بعد متقین کے چند اوصاف بیان فرماتا ہی تاکہ حقیقی متقی اور ادعائی متقیون مین فرق ہو جائے متقین کی دو قسم ہین ایک محسنین دوسرے تائبین اور احسان کبھی تو دوسرے کو نفع پہنچانے سے ہوتا ہی اور کبھی ضرر نہ دینے سے ہوتا ہی اسلئے (۱) الذین ینفقون فی السراء والضراء فرمایا جسمین مال کی قید ہی نہ جسکو دیا جائے اُسکا ذکر ہے بلکہ عام رکھا ہی خواہ اپنی کو خواہ بیگانے کو خواہ زکوۃ خواہ صدقہ نافلہ خواہ ہدیہ دیتے ہین تنگی مین تھوڑا اور فراخ دستی مین بہت خواہ علم و حکمت صرف کرتے ہین - (۲) والکاظمین الغیظ فرمایا کہ اپنے غصہ کو مارتے ہین کسی سے بدلہ بھی لینا نہین چاہتے خواہ اپنا ہو خواہ بیگانہ - اس لئے آنحضرت اور صحابہ نے اقتدار پاکر بھی اپنے دشمنون کے ساتھ نیک سلوک کیا ہی (۳) والعافین عن الناس یعنی اپنے حقوق کا بھی کسی سے مطالبہ نہین رکھتے بلکہ درگذر کرتے ہین اس لئے ان تینون وصفون کے بعد واللہ یحب المحسنین فرمایا اسکے بعد (۴) وصف توبہ ہے یعنے اگر اُنسے کوئی گناہ از قسم زنا یا اور کوئی کبیرہ صغیرہ بشریت سے ہوجاتا ہی تو وہ تین باتین کرتے ہین (۱) خدا کو یاد کرتے ہین اسکی تجلی سے جو کچھ کثافت روح پر آگئی ہی دور ہوجاتی ہی (۲) اپنے گناہون سے استغفار کرتے ہین خدا سے معافی مانگتے ہین (۳) جو کچھ ہوگیا ہی اوسپر اڑتے نہین بلکہ ندامت کرتے اور آئندہ کو باز آتے ہین آگے انکی جزا جنت فرماکر کلام کو اول اسلوب پر لایا گیا -

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ○ هَٰذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ

تم سے پہلے بہت سے واقعات گذر چکے ہین زمین مین پھر کر تو دیکھو کہ جھٹلانے والون کا کیا انجام ہوا یہ لوگون کے لئے بیان

وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ○ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ

اور پرہیزگارون کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے اور (اس شکست سے) ہمت نہ ہارو اور نہ غم کھاؤ اگر تم سچے مسلمان ہو تو تمہین غالب ہو کر رہوگے اگر تم کو کوئی زخم پہونچ گیا ہے تو دوسری

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ

کو بھی تو ویسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ان دنون کو ہم لوگون مین پھراتے رہتے ہین اور یہ زخم اس لئے پہونچا کہ خدا کو خالص ایماندارونکو دیکھنا اور تم مین سے بعض کو شہید بنانا تھا

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ○ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ

اور اللہ کو ستمگارون سے محبت نہین اور یہ اسلئے بھی کیا تاکہ اللہ ایماندارون کو پاک کرے اور کافرون کو مٹائے کیا تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ (یونہی) جنت مین چلے جاؤگے اور ابھی تک تو

اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ○ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

خدا نے تم مین سے جہاد کرنے والون اور صبر کرنے والون کو جانچا بھی نہین اور تم تو موت کے آنے سے پہلے (خدا کی راہ مین) مرنے کی آرزو کیا کرتے تھے سو اب تو تمنے اسکو آنکھون سے دیکھ لیا (اب کیون دل چھوڑ دیتے ہو)

ترکیب

من قبلکم خلت سے متعلق ہے ولاتہنوا نہی ہے وتحزنوا حذف ہے کیونکہ وہ کسرہ دری کے بیچ مین آگیا تھا الاعلون ہے کا مفرد اعلیٰ ہے التقاء ساکنین کی وجہ سے الف حذف کرکے اوسکا یاد گار فتح چھوڑ دیا گیا ہے قرح مصدر قرحہ بمعنے زخم ہے اور قُرح بالضم زخم تلک مبتدا الایام خبر نداولہا جملہ حال ہے ولیعلم معطوف ہے محذوف پر نداولہا لیکون کیت وکیت ولیعلم اللہ تاکہ معلوم ہو کہ اس گردش ایام کی چند علتین ہین منجملہ ان کے یہ اور یہ ہے۔ ولیمحص معطوف ہے ولیعلم پر لام متعلقہ بمعنے بل۔

تفسیر

جبکہ خداتعالیٰ نے عالم آخرت کی رغبت اور جنت کا شوق دلایا اور جہاد پر جو اصلاح عالم کا باعث ہے آمادہ کیا تو یہان پیشتر دنیا اور اہل دنیا کی بے ثباتی بیان فرمائی کہ تم سے پہلے کیا کچھ دنیا پر گذر چکا ہے دنیا مین پھر کر دیکھو کہ فرعون وغیرہ سرکش لوگ کہان گئے اون کے نعیم و ناز خاک مین مل گئے انجام کار پرہیزگارون نے فلاح پائی انبیاء اور اون کی جماعت ہمیشہ کافرون سے لڑتے آئے ہین ایسکے بعد اس واقعہ کیطرف توجہ کرتا ہے جو جنگ احد مین گزرا ہے یعنے وہ جو کچھ مسلمانون کو ہزیمت اور مصیبت پہنچی تھی اور پھر منافق ہنستے اور ایماندار دل مین آزردہ ہوتے تھے کہ اگر تمکو کچھ زخم پہنچا ہے تو اسپر کچھ غم نہ کھاؤ نہ سستی اختیار کرو کیونکہ اس سے پیشتر جنگ بدر مین تم ان کو ہزیمت اور زخم دے چکے ہو دنیا مین زمانہ یکسان نہین رہتا کبھی رنج ہے کبھی راحت ہم لوگون مین زمانہ کو یون ہی الٹتے پلٹتے رہتے ہین مگر انجام کار تمہین غالب ہوگے بشرطیکہ ایمان پر قائم رہوگے چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق ظہور مین آیا عرب کیا مشرق سے مغرب تک بڑے بڑے ملک صحابہ کے ہاتھ مین آگئے ایمان کی بدولت پھر اس احد کی شکست مین جو کچھ حکمتیں ہین انکی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ اسمین ایک تو ایماندارون کا امتحان مقصود تھا دوم یہ کہ تم مین سے بہت لوگ عالم آخرت اور شہادت کے مشتاق تھے انکو شہادت دینی تھی سوم یہ کہ جو خالص مسلمان ہین وہ اس معرکہ مین پڑکر پاک ہوجاوین اور کفار مخالفین مٹ جاوین کیونکہ ہمیشہ سے حق کی یہ تاثیر ہے کہ جہان کہین اوس کی جماعت کا خون بہا وہین وہ ایک نیا رنگ لایا غیرت الٰہی جوش مین آئی پھر جو لوگ کفار مین قابل اصلاح ہوتے ہین ایماندارون کی جماعت مین داخل ہوجاتے ہین اور باقی لوگون پر غیب سے وہ مار پڑتی ہے کہ نام و نشان بھی باقی نہین رہتا۔

سنن جمع سنۃ بمعنے طریقہ مستقیم جس سے مراد واقعہ ہے جو طریقہ طبیعیہ پر گذرتا ہے ۱۲ منہ ۳ احد کی لڑائی مین بعض مسلمانون کی سوء تدبیری اور خدا و رسول کی نافرمانی سے شکست ہوگئی تھی جسمین حضرت حمزہ وغیرہ ستر صحابی کے قریب شہید ہوگئے تھے اسپر منافق لوگ طعنہ دیکر مسلمانون کو رنج دلاتے اور ہمت ہراتے تھے ان آیات مین اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور مسلمانون کو نصرت و فتح کا وعدہ دیکر مضبوط کیا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ آیندہ خدا اور اسکے رسول کی نافرمانی نہ کرنا ورنہ دنیا مین اور آخرت مین بھی فلاح نہ پاؤگے۔ مسلمانو پر جب کوئی آفت آتی ہے تو اونکی نافرمانی سے آتی ہے ۔

محص لغت مین پاک کرنا محق مٹانا ۱۲ منہ ف التمحیص الابتلاء وقیل التطہیر وقیل التخلیص وقیل التصفیۃ ۱۲ منہ التمحیق محو الآثار والمحق نقصها قلیلا قلیلا ۱۲ منہ

فوائد

(۱) جنگ احد مین جو کچھ اہل اسلام پر مصیبت پہنچی تو خداے تعالی نے اُنکے لئے کئی طرح سے تسلی دی اولًا تو یون کہ انجام کار تم ہی غالب رہو گے
ثانیًا یہ کہ لا تہنوا ولا تحزنوا تاکید یہ کہ اگر تمکو زخم پہنچا ہے تو تم نے بھی ایسا ہی زخم اُنکو بدر مین دیا تھا ثالثًا تلک الایام نداولہا بین الناس کہ زمانہ یون
ہی ادلتا بدلتا رہتا ہے اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو رنج نکرنا چاہئے ہمیشہ دن یکسان نہین رہتے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ ز رنج و
راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم * کہ آئین جہان گاہے چنان گاہے چنین باشد * اسکے بعد مقتول و مجروح ہونے کے اسرار و درجات
بیان کئے کہ ہمکو تو بعض کا امتحان اور مومنین کا پاک کرنا اور کچھ لوگون کو درجۂ شہادت دینا اور کافرونکو مٹانا منظور تھا ان سب باتونکے بعد پھر ایک
نہایت تاکید اور تہدید کا حکم بھیجا کہ جس سے تمام اہل ایمان کانپ گئے اور طالبان عقبی پر ایک کوڑا سا پڑ گیا وہ یہ کہ تمام ایماندارون کو یہ سنادو کہ تم
یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ ہم یون ہی اُس جنت مین کہ جو عالم سرور کی بادشاہت ہے چلے جاوینگے بغیر اسکے کہ جہاد نکرو اور صبر اور مشقت کی کسوٹی پر نہ
کسے جاؤ اسی طرح ایک جگہ اور بھی فرمایا ہے الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون کہ لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہین کہ بس آمنا کہنا
اور لا الہ الا اللہ کہنا اسلام اور آسمانی بادشاہت کے لئے کافی ہے اسپر کوئی آزمائش نہوگی ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ سے
تکیہ لگائے کعبہ کے سایہ مین بیٹھے تھے اور کفار قریش کا زور تھا ہر روز ایماندارون پر ظلم و ستم ہوا کرتا تھا اس مین ایک صحابی نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا وقت آئے گا کہ جس مین ہم اُس سے نجات پاوینگے اور آپ کی بشارت کا ظہور ہوگا یہ سنتے ہی
آنحضرت کا چہرۂ مبارک غصہ کے مارے سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ بس اتنی ہی سی تکلیف پر یہ نوبت آگئی واللہ تم سے پہلے انبیاء اور
اون کے مخلصین آرہ سے چیرے گئے ہین اور وہ اُف بھی نکرتے تھے (اسکا مضمون کتب صحاح مین ہے) درحقیقت دنیا مین بادشاہ
پانچ سات روپیہ ماہوار پر سپاہی کو نوکر رکھتا ہے کہ جسکو سر کٹانے مین کوئی دریغ نہین ہوتا پھر جس بادشاہ حقیقی نے جان دی اور جسم
کو ہزارون خوبیان عطا کین تندرستی دی لاکھون نعمتین پشت در پشت عطا کرتا چلا آیا ہو اس پر پھر وہ عالم روحانی مین سلطنت کا وعدہ
فرماے اور یہی تنخواہ اسکے رسول کی معرفت مقرر ہو جاوے اور وہان جانا بھی ضرور ہو پھر جو کوئی صرف زبانی اسلام اور ایمان پر بھروسہ کرے
اور خدا کی راہ مین جان اور مال اور عزت و آبرو دینے کو دریغ رکھے سو اُسکو قطعی جان لیجئے کہ طمع خام رکھتا ہے اور کچھ نہین یا دنیا مین جب
کوئی کسی سے عشق مجازی رکھتا ہے تو دیکھئے اپنی آبرو اور مال اور جان کو اُس کے لئے دریغ نہین کرتا سیکڑون لوگ برائے نام مسلمان ہین
یا مسلمانون کی اولاد ہین زبانی جمع خرچ بہت کچھ گاؤ تکیہ پر پشت لگائے ہمدردی اسلام اور حصول درجات آخرت کے لئے
باتین بناتے ہین اگر اسلام کے لئے جان اور آبرو تو درکنار مال یا کسی مطلب مین کچھ بھی نقصان عائد ہوتا معلوم ہو تو پھر کہان تھے ایسے
سگ دنیا او نہین منافقین کی ذریت ہین کہ جنکا ذکر قرآن مجید مین بیشمار جگہ آیا ہے انسان جنت اور اوس کی خوشنودی کی امید جب
رکھے کہ پہلے اپنے دل مین اپنے مال اور اولاد اور عزت و آبرو بلکہ جان عزیز اور ہر قسم کی عیش و راحت کو اُس معبود حقیقی پر نثار کرنے
کو طیار ہو جائے ایسے ہی لوگون کے لئے دار آخرت کی بادشاہی اور جنت مین دیدار الٰہی اور نعماء غیر متناہی ہین۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ

اور محمد پیغمبر اسکے کہ رسول ہیں اور کیا ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول ہو گزرے ہیں پھر اگر وہ (خود) مر گئے یا مارے گئے تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤگے۔ اور جو کوئی الٹے پاؤں پھر بھی جائیگا تو وہ خدا کا

يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

کچھ بھی نہ بگاڑیگا۔ اور قدر دانوں کو اللہ بہت جلد جزا دیگا اور خدا کے حکم کے بغیر کوئی شخص مر بھی تو نہیں سکتا مرنے کا وقت معین (اور) لکھا ہوا ہی اور جو دنیا ہی میں بدلہ چاہتے ہیں تو ہم انکو

مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِىٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا

دنیا ہی میں کچھ دیدیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہتا ہی تو ہم اسکو آخرت میں دیتے ہیں اور قدر دانوں کو بہت جلد جزائے خیر دینگے اور بہتیرے نبی ہو گزرے ہیں کہ جنکے ساتھ ہو کر بہت با خدا لوگ لڑے ہیں پھر جو کچھ انکو راہ خدا

لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا

میں مصیبت پہنچی تو نہ تو وہ ہار ہی گئے تھے اور نہ وہ سست ہی ہو گئے تھے نہ وہ دبے تھے اور اللہ ثابت قدم لوگوں سے محبت رکھتا ہی اور وہ یہی کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِىْۤ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ

ہمارے گناہ اور جو کچھ ہمسے اپنے کام میں قصور ہو گئے ہیں انکو بخشدے اور ہمکو ثابت قدم رکھیو اور کافروں پر فتح دیجیو پھر انکو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا

الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى

اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ دیا اور خدا کو نیکی کرنے والوں سے محبت ہے ایمان والو اگر تم کافروں کا کہا مانوگے تو وہ تم کو برگشتہ کرکے چھوڑینگے

اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝ سَنُلْقِىْ فِىْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ

پھر تم نقصان میں جا پڑوگے بلکہ تمہارا کارساز اللہ ہے اور وہ سب مدد کرنیوالوں سے بہتر مددگار ہی (اطمینان رکھو) ہم ابھی کافروں کے دلوں میں رعب ڈالدینگے

اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝

اس سبب کہ انھوں نے خدا کیساتھ ان چیزوں کو شریک بنایا کہ جنکے لئے اسنے کوئی بھی سند نہیں اتاری ہے تو دنیا کی سزا ہے اور آخرت میں انکا ٹھکانا آگ ہی اور ظالموں کا بہت ہی برا ٹھکانا ہی

۱۵ ع

ترکیب

ان تموت اسم کان الا باذن اللہ خبر کتابا مفعول مطلق ہی اسے کتب ذلک کتابا موجلا اسکی صفت ہے کاین اصل میں ای تھا کاف اسپر داخل ہوگیا اور نون خلاف قیاس تنوین کا لکہدیا اب بہ معنے کم ہے من نبی اسکا بیان قتل نبی کی صفت ہے کاین مبتدا اور خبر محذوف ای فی الدنیا قولہم اسم کان الا ان قالوا خبر و قیل العکس ان شرطیہ تطیعوا شرط یردوکم جواب اللہ مبتدا مولاکم خبر بما اشرکوا سنلقی سے متعلق ہے اور ما مصدریہ مثوی مفعل ہے ثوی سے اسم ظرف ہے ۔

تفسیر

جنگ احد میں جبکہ وہ جماعت تیر اندازوں کی کہ جسکو نبی صلعم نے گھاٹی پر بٹھایا تھا مشرکین کے پیچھے لوٹ کے لئے دوڑ پڑے ادھر سے خالد بن ولید جو اسوقت مشرف باسلام نہوئے تھے ایک جماعت کو لیکر مسلمانوں پر آپڑے اور باہم معرکہ کشت و خون بڑا گرم ہوا یہانتک کہ عبد اللہ بن قمئہ حارثی نے آنحضرت پر حملہ کیا تو مصعب بن عمیر جو ابردار لشکر اسلام نے اسکو ڈانٹا اسنے مصعب کو قتل کیا اور یہ شور مچایا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالا اس آواز سے صحابہ میں بڑی تشویش پھیل گئی یہانتک کہ بعض لوگوں نے یہ چاہا کہ عبد اللہ بن ابی منافق سے یہ کہیں کہ وہ ابوسفیان سے امان مانگے اسمیں کچھ منافق بولے اگر محمد نبی ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے اپنے بھائیوں سے ملجاؤ اور اپنے دین قدیم میں جا ملو انس بن النضر عم انس بن مالک انصاری نے کہا اے قوم اگر محمد قتل ہو گئے تو محمد کا خدا تو زندہ ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تم جی کر کیا کروگے سو کیا جی کے کروں کبھی نہیں ہے جی کو سزندگی نہیں ہی جس پر وہ شہید ہوئے تم بھی اسبات پر شہید ہو جاؤ تھوڑے عرصہ کے بعد جبکہ طلحہ اور ابو بکر اور علی وغیرہ مردان اسلام آنحضرت کے پاس آئے اور حملہ کرکے مشرکین کا منہہ پھیر دیا تو آنحضرت نے آواز دی کہ بندگان خدا ادھر آؤ آنحضرت کی آواز سنکر مسلمان دوڑ پڑے اور مشرکین کو بھگا دیا

اس واقعہ مین یہ آیتین اہل اسلام کی تسلی کے لئے نازل ہوئین کہ محمد رسول اللہ ہین جیسے کہ اون سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہین
خدا نہین جو ہمیشہ جیتے رہین پھر اگر وہ کسی لڑائی مین مارے گئے یا خود مر گئے تو کیا تم پھر اولٹے پھر جاوٴگے اور کفر مین جا پڑوگے اور
جو کوئی ایسا کریگا تو خدا کو کچھ مضرت نہین دیگا ہان جو کوئی دین پر قائم رہیگا تو ہم اسکو جزا خیر دین گے اور اگر یہ سمجھو کہ لڑائی سے
موت آتی ہی تو تمھارا یہ خیال غلط ہے اجل کا وقت مقرر ہے اوس سے پیشتر کوئی نہین مرتا اب رہا جہاد مین شریک ہونا اگر اس سے کسیکو
لوٹ اور غنیمت مقصود ہے تو ہم اوسکو دنیا ہی دیدیتے ہین اور جو آخرت اور شہادت مدنظر رکھتے ہین تو ہم ابھی بدلہ دین گے آنکھ
بند ہونے کی دیر ہے پھر تو وہان سلطنت آسمانی اور عیش جاودانی موجود ہی پھر اسکے بعد اہل اسلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہی کہ
بہت سے لوگ ایسے نبی ہو گزرے ہین کہ جن کے ساتھ مین ہو کر با خدا لوگ مخالفان حق سے لڑے ہین جیسا کہ موسےٰ اور
یوشع بن نون وغیرہما پھر جو کچھ اونکو اسکی راہ مین تکلیف پہنچی ہے زخمی ہوئے مارے گئے گرمی اور بھوک اور پیاس اٹھائی
پا پیادہ سفر کئے ہین اس سے اونکا جوش ایمانی ٹھنڈا نہین ہو گیا تھا نہ انہین بوقت قتل کبھی کچھ بودا پن پیدا ہوا تھا اور نہ
اوسکے بعد وہ جہاد سے ضعیف ہو گئے تھے نہ دشمنون کی شوکت سے اون کے حوصلے پست ہوئے تھے دیکھو خدا کو ایسے
صابرون سے محبت ہی۔ باوجود اس کے وہ خدا سے دعا کر کے یہی کہا کرتے تھے کہ ہمارے گناہ اور جو کچھ ہم سے خدمت دین مین
قصور ہوئے ہین ان کو معاف کر دے اور ہمکو آیندہ ثابت قدمی عطا کر اور کافرون پر فتحیاب کر اس سے کو سنایا جاتا ہی کہ تم بھی
ایسا ہی کرو اور اعانت اسلام کر کے دل مین غرہ نہ ہو کہ ہمین نے ایسا کیا ہی پھر اون کی اس سعی اور کوشش کا نتیجہ ذکر کر کے
رغبت دلاتا ہی کہ خدا نے اونکو دنیا مین بھی عمدہ بدلہ دیا مخالفون کی حکومت اور ملک اور عمدہ باغ اور مکان سب اہل حق کو دئے
چنانچہ یوشع بن نون کے عہد مین بنی اسرائیل نے ملک شام لیا اور خدا اون کو آخرت مین بھی اچھا بدلہ دیگا بلکہ دید یا وہان
اون کے لئے وہ کچھ ہے جسکا بیان نہین۔ اس کے بعد خدا تعالی کفار اور منافقین کی باتون پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے
جیسا کہ اونھون نے جنگ احد مین کہا تھا (پیغمبر مارے گئے اپنے دین کی طرف پھر جاوٴ) کہ اگر تم اونکا کہنا مانوگے تو وہ تمکو کافر بنا کر
چھوڑین گے جس سے تم دنیا و آخرت کے خسارہ مین پڑ جاوٴگے تم ایسے لوگون کی بات کی (کہ جو اسلام کی توہین بیان کرین
اور کہین کہ اب اسلام دب گیا یہ پھر سرسبز نہین ہوگا مسلمان ایسے ہو گئے یون مغلوب ہو گئے) کچھ پروا نکرو تمہارا خدا حافظ و ناصر
ہی ہم کفار کے دل مین اون کی کفر کی شامت سے رعب ڈالدین گے اون کا کر و فر ظاہری کچھ کام نہ آویگا چنانچہ اس پیشین گوئی
کے مطابق واقع ہوا روم اور ایران کے جرار سپاہ کے دل مین صحابہ کا رعب ڈالدیا گیا جو کمبلی پوش اور بے سرو سامان تھی
وہ دم بھر مین کچھ سے کچھ کر دیتا ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

اور بیشک اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم ان کافرون کو اوس کے حکم سے قتل کرنے لگے یہان تک کہ تم خود ادکھڑ گئے اور حکم مین جھگڑنے لگے اور نافرمان ہوگئے بعد اسکے کہ جو تم چاہتے تھے

مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ

وہ تم کو خدا نے دکھا بھی دیا تھا　کچھ تو تم مین سے دنیا چاہتے تھے اور کچھ لوگ تم مین سے آخرت چاہتے تھے پھر تمکو اونسے (کافرونکے قتل کرنے سے) باز رکھا　کہ تم کو آزمائے اور خدا نے تمکو معاف کردیا

عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓي اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰي

ایماندارون پر بڑا فضل ہی　جبکہ تم چڑھے چلے جاتے تھے اور کسی کو مڑکر بھی نہین دیکھتے تھے اور تم کو پیچھے سے رسول پکار رہا تھا سو اس نے تمکو خدا نے غم پر غم دیا تاکہ تم　جو چیز ہاتھ سے جاتی رہے

مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَاۗىِٕفَةً مِّنْكُمْ

اور جو پہنچے اوسپر غم نہ کھایا کرو　اور اللہ کو تمہارے کام معلوم ہین　پھر اللہ نے غم کے بعد تمپر امن نازل کیا وہ ایک　اونگھ تھی جو تم مین سے ایک جماعت کو

وَطَاۗىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْھُمْ اَنْفُسُھُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ

گھیر رہی تھی اور ایک جماعت نے اپنی جان کو فکر مین ڈال رکھا تھا جو اللہ سے بدگمانی کر رہے تھے جاہلون کی طرح سے کہ رہے تھے کہ آیا کچھ ہمارے لئے بھی اختیار باقی ہے (اے نبی) کہدیجئے

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِھِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا ھٰهُنَا ۭ قُلْ

کہ سب اختیارات اللہ ہی کو ہین وہ اپنے دل مین وہ باتین پوشیدہ رکھتے ہین جو آپسے ظاہر نہین کرتے کہ رہے تھے کہ اگر کچھ بات بھی ہمارے اختیار مین ہوتی تو ہم یہان قتل نہ کیے جاتے کہدو

لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِھِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ

اگر تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے تو جنکی تقدیر مین قتل ہونا لکھا گیا ہے وہ ضرور اپنی قتل ہونیکی جگہہ نکل کر آجاتے (یہ اسلئے ہوا) تاکہ خدا تمہارے دلون کے خیال آزمائے اور تمہارے دلون مین جو کچھ ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ

اور اللہ تو دلون کی باتون کو بھی خوب جانتا ہی　جو لوگ تم مین سے دونون فوجون کے مقابلہ کے روز پیٹھ پھیر گئے تھے اونکو تو صرف شیطان نے ڈگمگا دیا تھا انکی بعض اعمال کی شامت سے اور بیشک

عَفَا اللّٰهُ عَنْھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

خدا نے اونکو معاف کر دیا اللہ تو بڑا معاف کرنے والا بُردبار ہے

ترکیب

صدق فعل اللہ فاعل کم مفعول اول وعدہ مفعول ثانی حتی متعلق ہے فعل محذوف سے ای دام ذلک ای وقت فشلکم والرسول جملہ موضع حال مین ہی بغم موضع نصب مین ہی صفت غم کی وقیل بسبب غم امنۃ اسم ہے امن کا وکثیر بالسکون فہو مصدر نعاسا بدل ہی امنۃ سے اور عطف بیان بھی ہو سکتا ہے یغشی صفت نعاسا کی وطائفۃ مبتدا قد اہمتہم خبر شئی اسم کان والخبر لنا ما قتلنا جواب لو کان الی مضاجعہم متعلق ہی لبرز سے ولیبتلی معطوف ہی محذوف پر ای فعل ما فعل لیمیز ولیبتلی ولیمحص معطوف ہی ولیبتلی پر

تفسیر

پچھلی آیت مین تھا کہ اللہ تمہارا مولی ہی اور وہ فتح دینے والا ہی اور نیز پہلے عموما اسلام کی فتحمندی اور ظہور کا وعدہ دیا گیا تھا اسپر احد مین شکست سی واقع ہوئی تو مدینہ مین آکر بعض منافق مسلمانون سے کہنے لگے کہ صاحب اچھا وعدہ خدا نے پورا کیا ارے میان ایسے وعدونکا کیا اعتبار ہی؟ ان آیتون مین خدا تعالی نے جواب دیا کہ اوس نے تو تم سے اپنا وعدہ پورا کر دیا کہ تم نے تو اول ہی حملہ مین کفار کی جماعت کو تہ تیغ کرکے بھگا دیا مگر تم نے خود نافرمانی کرکے یہ مصیبت سر پر لی با وجود یکہ تمہارے سردار نے تیر اندازون کو کہا کہ یہان سے نہ ہٹو مگر جب تم نے جھگڑا کیا اور اپنی مرغوب چیز یعنی فتح دیکھ لی اور کچھ تم مین سے دنیا یعنی غنیمت کے طالب بھی تھے کافرون کو بھاگتا دیکھکر اونکے پیچھے پڑ گئے اور چڑھے چلے جاتے تھے

پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار رہے تھے کہ پھر آؤ پھر آؤ گھاٹی نہ چھوڑو مگر تم نے کسی کو مڑکر بھی نہ دیکھا اس نافرمانی
اور رسول کو غم رسانی کے بدلہ مین خدا نے تمکو کافرون کے قتل سے روکا یعنے اون کے دل سے رعب اٹھاکر تمھارے دلون مین
ڈالدیا پیچھے سے کافرون نے گھاٹی پر قبضہ کرکے مسلمانون کو مارنا شروع کیا اسی لئے غم کی عوض مین تم کو خدا نے غم دیا تاکہ تمھاری
آزمائش کرے اور تم کو اسبات کی بھی عادت پڑے کہ جو کچھ فوت ہوجاوے اسپر اور جو کچھ مصیبت آجائے اسپر رنج نہ کیا کرو بلکہ
مشیت اور قضاء الٰہی پر راضی ہوجایا کرو مگر اسکے بعد بھی خدا نے تمھاری اس خطا کو معاف کیا اور مسلمانون پر غم کے اثناء معرکہ مین ایک
ایسی نیند ڈالی کہ صحیحین مین ابوطلحہ کہتے ہین کہ ہمارے ہاتھ سے سیف گر پڑتی تھی اوس نیند کے بعد وہ جو رعب اہل اسلام کے دلپر تھا جسطرح
نسکان دور ہوجاتی ہے اسی طرح دور ہوگیا اور پھر جو حملہ کیا تھا تو مشرکین بھاگ اٹھے مگر جو لوگ منافق تھے اونکو جان کی پڑی ہوئی تھی
انکو نیند نہ آئی وہ خدا سے جاہلون کی طرح یہ بدگمانیان کر رہے تھے کہ کیا اللہ اور کیا روز جزا سب بناوٹی باتین ہین اور یہ بھی
کہہ رہے تھے کہ کاش ہمین کچھ قدرت و اختیار ہوتا اور دل مین اور لغو باتین بھی پوشیدہ رکھتے تھے کبھی کہتے تھے کہ اگر ہمکو کچھ اختیار
ہوتا اور ہمارے کہنے کو پیغمبر مانکر مدینہ سے باہر نہ نکلتے تو ہم یہان مارے نہ جاتے۔ فرماتا ہے یہ خیال لغو ہے کیونکہ جنکی تقدیر مین موت
لکھی تھی انکو تو خواہ مخواہ گھر بیٹھے بھی موت آجاتی مگر ان باتون سے خدا تمھارے دل کی آزمایش کرتا اور مومنین کے دلون کو
پاک کرتا تھا اور اس امتحان کی خدا کو کچھ ضرورت نہین کیونکہ وہ ہر ایک دل کی بات جانتا ہے بلکہ یہ امتحان صرف باہم بندون کے
دکھانے کے لئے ہے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے وعدہ اور مدد مین کوئی شک و شبہ نہین چنانچہ اوسکو تم نے دیکھ لیا مگر خود تم نے
نافرمانی کرکے ہزیمت اٹھائی اور جو لوگ اوس روز بھاگے تھے تو اون کو شیطان نے اون کے بعض گناہون کی شامت سے
ڈگمگادیا تھا جو اونھون نے رسول کا کہنا نہین مانا گھاٹی کو چھوڑ دیا اور خیر اوس کو بھی اللہ نے معاف کردیا کیونکہ وہ غفور رحیم ہے

اس آیت سے کئی باتین معلوم ہوئین۔

(۱) یہ کہ تقدیر الٰہی کا لکھا ضرور پیش آتا ہے صحیح کہ عالم تدبیر مین جو کچھ سوء تدبیری ہوتی ہے یہ نتیجہ بظاہر اوسکی طرف منسوب ہوتا ہے اور یہ
عالم عالم اسباب ہے مگر اس مین بھی کوئی شبہ نہین کہ جب تقدیر کا لکھا پورا ہونے کو ہوتا ہے ویسے ہی اسباب بھی پیدا ہوجاتے ہین
اسلیے جو کچھ ہوگیا اسپر زیادہ ملال کرنا بیفائدہ ہے آخر جب تمام عالم کا کسی شخص کو خالق اور مسبب الاسباب مان لیا ہے تو پھر اوس کے بھی اختیار میں
ہین کہ نہین۔

(۲) دنیا مین جو کچھ انسان پر مصیبت آتی ہے وہ اسکے اعمال بد کا ثمرہ ہوتا ہے رہا اہل حق کا مخالفان حق کے ہاتھ سے شہید ہونا
وہ مصیبت نہین بلکہ وہ عین راحت ہے ایسی موت کے کیا کہنے ہین ؎ سو زیست کو نثار کرون ایسی موت پر +

(۳) یہ کہ ابتدا سے لیکر اخیر تک جسقدر اہل اسلام مخالفون کے ہاتھ سے شکست پاتے یا ذلت اوٹھاتے آئے ہین سو یہ خدا
اور اوس کے رسول کی نافرمانی کا ثمرہ ہے۔

ف۱ تم نے رسول کو نافرمانی کرکے مغموم کیا اوس کے بدلے مین ہزیمت سے تم پر غم پڑا ۱۲ منہ ف۲ ایسی حالت مین نیند کا آنا بھی ایک معجزہ تھا ۱۲

ایسی حالت مین نیند کا آنا بھی ایک معجزہ تھا ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا

ایمان والو تم ان کافروں جیسے نہ ہو جاؤ جو اپنے بھائیوں کے حق میں جبکہ وہ سفر میں یا جہاد میں ہوتے ہیں یہ کہا کرتے ہیں اگر وہ

عِندَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَلَئِن

ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے (یہ باتیں اس لئے ان سے سرزد ہوتی ہیں) کہ خدا انکے لئے انکے دلوں میں حسرت پیدا کرے اور جلاتا اور مارتا تو اللہ ہی ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو

قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝ وَلَئِن مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ۝

اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ بھی تو کیا غم ہے خدا کی مغفرت اور رحمت (جو ایسے مقتولوں کیلئے موجود ہے) انکی تمام کمائی سے بہتر ہے (مسلمانو) اور اگر تم مر جاؤ یا مارے بھی جاؤ گے تو اللہ ہی کے پاس لائے جاؤ گے

ترکیب

غزی مثنیٰ جمع غاز والقیاس غزاۃ کقاضی وقضاۃ لیکن فعل کے وزن پر صحیح پر محمول ہو کر آیا ہے لو کانوا شرط ما ماتوا جواب جملہ مقولہ ہے قالوا لاخوانہم کا لیجعل کا لام محذوف سے متعلق ہے ای اوقع ذلک فی قلوبہم لیجعلہ حسرۃ اور جعل بمعنی صیر متعلق ہے کہ لام عاقبت ہو۔ ولئن شرط متم جمہور بضم میم پڑھتے ہیں اور القیاس لان الفعل منہ یموت اور بعض نے بالکسر پڑھا ہے لمغفرۃ جواب۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ منافق کہتے ہیں اگر جنگ میں ہمارا کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کئے جاتے اور اسکا جواب دیکر یہاں مسلمانوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ تم ایسے سست اعتقاد اور عالم اسباب پر توکل کرنیوالے نہ ہو جیسا کہ منکران قدرت خدا ہیں جو اپنے بھائیوں سے یعنی برادری کے ان لوگوں کے لئے کہ جو دور دراز سفر میں یا جہاد میں جاتے اور وہاں قضاء الٰہی سے مر جاتے ہیں کہتے ہیں اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے کیونکہ ان باتوں سے صرف دلوں میں حسرت و افسوس پیدا ہوتا ہے جو ایک عذاب روحانی اور بیفائدہ چیز ہے اور قضاء کہیں ٹل نہیں سکتی اللہ مارتا جلاتا ہے وہ ہر جگہ اسباب موت پیدا کر سکتا ہے اور موانع قتل بھی پیدا کر سکتا ہے اور بالفرض اگر تم اللہ کی راہ میں مارے بھی گئے تو اس سے کیا بہتر ہے کس لئے کہ اگر شہید مرے یا یوں ہی مر گئے تو جبکہ خدا خوش ہے تو کیا باک ہے اسکی مغفرت اور پھر رحمت تمہاری کمائی سے بہتر ہے کیونکہ جو کچھ مال و زر جمع کر رہے ہو اور اسکے لئے مارے مارے پھرتے پھرتے ہو سب یہیں رہ جاتا ہے مگر اسکی مغفرت اور رحمت ساتھ رہتی ہے پھر اسی جملہ کو دوسرے پہلو سے تاکید کے لئے اعادہ فرمایا جاتا ہے ولئن متم او قتلتم کہ اگر تم سفر یا جہاد میں مر گئے یا مارے گئے مرکر نیست و نابود نہیں ہو جاؤ گے بلکہ ایک دوسرے پیکر میں حیات جاودانی پاؤ گے اور اللہ کے پاس جمع ہو گے یہ نجات حقیقی ہے کیونکہ وہ نور اصل جملہ روحانیات نورانیہ کا گویا منبع ہے تمام ذرات آفتاب کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں مگر جب کوئی حائل ہو جاتا ہے تو مطلوب حقیقی تک نہ پہنچنے کے سبب جو اضطراب ہوتا ہے وہی بڑا عذاب ہے اس جملہ میں مر جانے کو مارے جانے پر مقدم کر کے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کی رضامندی میں مر جانا بھی فلاح کا باعث ہے۔ انسان کی تین حالتیں ہیں غفلت و گناہ اس کے لئے تو شہادت و مغفرت ہے دوم صلاح و طاعت ایسی حالت میں شہادت رحمت باعث ترقی درجات ہے سوم خدا کا شوق ایسے حالت میں شہادت باعث تقرب ہے جسکو الی اللہ تحشرون سے تعبیر کیا ہے۔

فضا یعنی ایسی باتیں جو سست اعتقاد کیا کرتے ہیں انسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا کس لئے کہ مرنا جینا خدا کے ہاتھ ہے سفر اور جنگ میں بھی سب مر نہیں جاتے نہ وطن میں سب زندہ رہتے ہیں صرف دل کی حسرت اور افسوس ہے جو ایک قسم کا قلبی عذاب ہے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

پس کچھہ اللہ کی رحمت ہی ہے جو آپ انکے لئے نرم دل ملے اور اگر آپ بدخو سخت دل ہوتے تو (یہ لوگ کبھی کے) آپکے پاس سے جدا ہو گئے ہوتے سو آپ اونکو معاف کر دیجئے اور انکی لئے خدا سے معافی مانگئے

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝ إِن يَنصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ

اور اون سے کام مین مشورہ بھی لے لیا کرو۔ پھر جب کسی کام کا ارادہ ہی کر لیا کرو تو خدا ہی پر بھروسا کیا کرو۔ ضرور خدا توکل کرنے والونسے محبت ہی۔ اگر وہ تمکو فتح دیگا تو کوئی بھی تم پر غالب آئیگا

وَإِن يَخْذُلْكُمْ فَمَن ذَا الَّذِي يَنصُرُكُم مِّن بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝

اور جو وہ تم سے بے اعتنائی کریگا تو پھر اوس کے بعد کون تم کو مدد کر سکتا ہے؟ اور ایماندارون کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے

ترکیب

فبما رحمۃ ما زائدہ ہی اخفش کہتا ہی جائز ہی کہ ما نکرہ ہو بمعنی شئی اور رحمۃ بدل ہو اوس کی اور ب لنت سے متعلق ہو۔ فاذا عزمت شرط فتوکل جواب ان ینصر شرط فلا غالب جواب

تفسیر

احد کی لڑائی مین جو کچھہ لوگ بھاگے اور بعض نے بھاگنے کا ارادہ کیا اسپر اہل اسلام مین انگشت نمائی ہونے لگی اور خاص لوگ انکو حقارت کی نگاہون سے دیکھنے لگے اور مشورون مین بھی اونکو شریک نکیا جاتا تھا نہ کسی بات مین اون سے صلاح لی جاتی تھی یہ بات اونکے دل شکنی کا باعث تھی اور چونکہ یہ بات بمقتضائے بشریت اونسے سرزد ہو گئی تھی اوسکو خدا نے معاف کر دیا تھا اس لئے یہان اپنے رسول کو فرماتا ہی کہ تم فضل الٰہی سے رحمدل ہو اگر سخت دل اور کج خلق ہوتے تو لوگ آپکے پاس جمع نہوتے سو تم بھی اونکو معاف کر دو اور خدا سے اونکے لئے معافی مانگو اور امور دنیا مین بھی اونسے مشورہ کر لیا کرو ہان جب تم بعد مشورہ کے کسی کام کا پکا ارادہ کرو تو خدا پر توکل کرو اسباب ظاہریہ پر اعتماد نکرو خدا کو اہل توکل پسند ہین۔ کس لئے کہ اگر خدا تم کو فتح دینا چاہیگا گو ظاہر مین تمھاری اسباب ضعیف ہون تو تم پر کوئی غالب نہو سکیگا اور جو تمھاری معصیت اور بدکاری کی وجہ سے تمھین ذلیل کرنا چاہیگا تو کیسا ہی تمھارے پاس ہو تو کوئی تمکو مدد نہ دے سکیگا۔

فوائد

(۱) لنت لھم الخ حسن خلق کا باعث یہ ہوتا ہی کہ جب روح پر انوار قدس فائض ہوتے ہین تو اوسکی قوت نظریہ اور عملیہ دونون مکمل ہو جاتی ہین پھر جو کچھہ صدمہ اوس کو پہنچتا ہی اوسکو خدا ہی کی طرف سے جانتا ہی نہ کسی پر اوسکو غصہ آتا ہی نہ انتقام لیتا ہی یا جو راحت غیر کو پہنچتی ہی حسد نہین کرتا علی ہذا القیاس جسقدر باتین بدخلقی کی عالم خیالی کے متعلق ہین سب دور ہو جاتی ہین اور جب اوسکو روحانیات کا مشاہدہ ہوتا ہی تو جسمانیات اور یہان کے لذائذ اوسکی آنکھون مین حقیر ہو جاتے ہین نہ شہوت ناجائز رہتی ہی نہ حب جاہ و مال جو تمام خرابیون کا سرچشمہ ہے اور اسی لئے بزرگون کے اخلاق حمیدہ ہوتے ہین آنحضرت علیہ السلام کے اخلاق اس درجہ حمیدہ تھے کہ قرآن مین متعدد جگہ اللہ نے آپکی مدح کی ہی انک لعلی خلق عظیم (۲) جو باتین وحی اور الہام سے متعلق تھین انمین کسی سے مشورہ کی حاجت نہ تھی ہان امور دنیا مین کس دن مخالفون پر چڑہائی کرنی چاہیے اور کہان مقام کرنا چاہیے وغیر ذلک ایسی باتون مین آنحضرت مشورہ کرتے تھے اسلئے امت میں ہمیشہ وہ مسنون ہوا اور بیشک مشورہ مین چند راؤن کے ملنے سے قوت ہو جاتی ہی اور اس پر برکت بھی نازل ہوتی ہی اس لئے خلفاء اربعہ تک قیام امامت شوری پر رہا تو عمدہ نتائج بھی برآمد ہوتے رہے اور جب سے شخصی سلطنت ہوئی اور تمام اختیارات ایک شخص کے ہاتھہ مین آئے تو برکت جاتی رہی۔ اس لئے مشورہ نہایت عمدہ چیز ہے۔

ف فبما عند سیبویہ وغیرہ زائدۃ مزیدۃ للتاکید وعند الاخفش و ابن کیسان نکرۃ مجرورۃ بالباء و رحمۃ بدل منہا والفاء الترتیب مضمون الجملۃ والفظ الکریہ الخلق ماخوذ من بار الکرش یستعمر لکریہ الخلق و غلیظ القلب قساوۃ الانفضاض التفرق

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ

اور کسی نبی کا بھی یہ کام نہین کہ وہ خیانت کرے - اور جو کوئی خیانت کریگا تو جس چیز کی اوسنے خیانت کی ہو اوسکو قیامت مین لاویگا پھر ہر شخص اپنے کئے کا پورا بدلہ پاویگا اور کسی پر

لَا يُظْلَمُونَ ۝ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ هُمْ دَرَجَاتٌ

کچھہ بھی ظلم نہوگا کیا وہ شخص جو مرضی آلہی کے تابع ہوگیا ہو اوسکی برابر ہوسکتا ہی کہ جسنے خدا کا غصہ حاصل کیا ہو اور اوسکا ٹھکانا بھی جہنم ہو اور کیا ہی برا ٹھکانا ہے اللہ کے نزدیک لوگون

عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

مختلف درجے ہین اور جو کچھہ وہ کر رہے ہین اللہ اوسکو خوب دیکھہ رہا ہی

ترکیب

لنبی خبر ما کان ان یغل اسم و من شرطیہ یات جواب افمن من بمعنی الذی مرفوع ہی بسبب مبتدا ہونیکے کمن با خبر ہم مبتدا درجات ای ذو درجات خبر

تفسیر

پہلے تھا کہ انکو مشورہ مین شریک کرلیا کرو مگر اوسکے ساتھہ ہی یہہ بھی بیان کردیا کہ اگر نبی ایسے امور مین مشورہ نکرے اور مصالح اور اسرار سلطنت آسمانی تم پر ظاہر نکرے کہ جو تمہارے فہم سے بالا ہین تو تم کو یہ گمان نکرنا چاہیے کہ پیغمبر نے خیانت کرلی کس لئے کہ نبی خدا کا امین ہی اوس کی شان خیانت نہین کیونکہ نبی کو حق الیقین ہے کہ جو کوئی دنیا مین خیانت کریگا قیامت کو اوس کی خیانت ظاہر کیجاویگی اور پھر ہر شخص کو اوسکے اعمال کی پوری نظر دیجاویگی - اس مین اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اگر آنحضرت غنائم کے تقسیم کرنے مین کوئی مصلحت ملحوظ رکھین یا قوم اور رفاہ عام کے لئے اوس مین سے کوئی حصہ بیت المال مین جمع کرین یا کسی وجہ سے تقسیم غنائم مین دیر ہو تو تم منافقون کے کہنے سے اپنے نبی کی طرف ایسی بدگمانی ہرگز جائز نرکھو منافق عبداللہ بن ابی وغیرہ ایسے ایسے شبہات مسلمانون کے دلمین ڈالا کرتے تھے - اور یہ ضرور ہے کہ جب سردار کی نسبت ناجائز بدگمانیون کا دروازہ کھلتا ہے تو انجام بغاوت اور پھوٹ پڑکر قوم اور ملت کی شوکت اور برکت جاتی رہتی ہی یہ اہل اسلام کو اپنے سرداروں اور پیشواؤن کی نسبت ادب ملحوظ رکھنا تعلیم فرمایا -

یات بما غل اس مین عموماً ہر قسم کی خیانت کی برائی ہے اور عام امت کو تعلیم ہے کہ نہ مال مین خیانت کرین نہ رازداری مین نہ احکام آلہی مین نہ اوس بار امانت مین کہ جو روز ازل بنی آدم کے سر پر دھر گیا ہے نہ اپنے حاکم اور سردار کی اطاعت مین نہ بیوی میان کے مال و آبرو اور عصمت مین خیانت کرے - اور اس مین اس طرف بھی اشارہ ہے کہ قیامت کو انسان کے اعمال متشکل ہوکر آوین گے جیسا کہ ہمنے مقدمہ مین بیان کیا ہے اس کے بعد خدا تعالی اس بات کی کہ نبی کی شان خیانت نہین تاکید کرتا ہی کہ نبی ہمیشہ رضامندی الہی کے تابع ہوتا ہی اور خیانت کرنے والا ناراضی حاصل کر کے جہنم مین ٹھکانا بناتا ہی سو کیا یہ دونون برابر ہوسکتے ہین یعنی برابر نہین ہوسکتے تو پھر یہہ دونون وصف متنافیین کیونکر جمع ہوسکتے ہین جب انسان کی روح پر تجلی ذاتی ہوتی ہی اور کدورات بشریہ کو آب عصمت سے دھو دیا جاتا ہے تو اوس سے ہرگز معصیت صرزد نہین ہوسکتی یہان سے آنحضرت علیہ السلام کا معصوم ہونا پایا گیا - پھر فرماتا ہی کہ یہ اہل صلاح خدا کے نزدیک باعتبار استعداد نفوس کے سعادت اور کمال کے مختلف درجہ پر ہین - پھر تنبیہ کرتا ہے کہ خدا بندون کے اعمال دیکھہ رہا ہی اوس سے ہر شخص کو ہر وقت ڈرنا چاہیے - امانت ملحوظ رکھنے کے لئے یہ جملہ کہا ہی تاکید اور مضمون کی لہر ہے -

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

اللہ نے ایمان داروں پر بڑا ہی احسان کیا | جبکہ ان میں انہیں میں کا رسول بھیجا | جو انکو اسکی آیتیں پڑھکر سناتا ہے | اور اون کو پاک کرتا ہے اور اون کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

کتاب اور حکمت سکھاتا ہے | اور بیشک اس سے پہلے تو وہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے

النصف

ترکیب

اذ ظرف ہے من کا من انفسہم صفت ہے رسولاً کی یتلوا اور یزکیہم اور یعلمہم الکتاب جملہ حال ہیں رسولاً سے وان مخففہ ہے مثقلہ سے۔

تفسیر

فرمایا تھا کہ نبی کی شان غلول و خیانت نہیں یہاں اسبات کو اور بھی ثابت کرتا ہے کہ خدا نے تو پھر رسول بھیجکر جو تم میں پیدا ہوا ہے جسکے وقائع عمر سے تم خوب واقف ہو کہ اوسنے کبھی کوئی برائی یا خیانت نہیں کی نہ کبھی جھوٹ بولا نہ دنیا کی محبت اوسکی طرف آئی اور وہ اہل ایمان کو کتاب الٰہی بھی پڑھکر سناتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے اور حکمت سکھاتا ہے اور اس سے پہلے جو کچھ عرب کی حالت خراب تھی ظاہر ہی ہے بڑا احسان کیا ہے پھر یہ احسان اور یہ اصلاح ایسا ہے جو تم نے دیکھی کبھی خائن کے بھیجنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے؟

انعام اور نبوت کی ضرورت

فائدہ

واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے کہ جسکو نباتات میں تمیز کرنے دکھلائی ہے مگر اسکے ساتھ ہی اس عقل و ادراک کا محل جسم خاکی بنایا جسکا اثر طبعی تاریکی اور توہمات میں جیسا کہ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں اسلئے عقل کا رہنما الہام قرار پایا جسطرح کہ آنکھ میں بصارت رکھی ہے مگر وہ بغیر مدد آفتاب یا اور کسی روشنی کے نکمی ہے یہی حال عقل اور الہام کا ہے آخر خدا نے دنیا میں رسولوں کی جماعت بھیجی تاکہ کسیکو کچھ عذر باقی نہ رہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل اور جسقدر شریعت میں کچھ فرق آیا یا زمانہ کی مصلحت کے موافق کچھ تبدل و تغیر مقصود ہوا تو ایک رسول کے بعد دوسرا رسول آیا کیا یہانتک کہ اخیر زمانہ میں جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام آچکے اور انکی شریعت اور کتاب میں لوگوں نے سخت تبدل و تغیر کر دیا اور جیسا کہ یورپ اپنے زمانہ میں کستاہی اور عرب میں بت پرستی اور زناکاری اور قزاقی کا بازار گرم ہوا اور ادھر ایران اور ہند وغیرہ ملکوں میں بت پرستی اور آتش پرستی اور توہمات باطلہ کی اتباع نے سخت رواج پایا تو تمام عالم کی اصلاح کیلئے عالی جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ملک عرب میں مبعوث کیا اور بسبب اول عرب کیلئے من انفسہم ہونیکی وجہ آنحضرت کی نبوت پر یقین کامل آگیا چند وجہ (۱) یوں کہ آنحضرت انہیں کے شہر میں پیدا ہوئے وہ لوگ ابتدا عمر سے لیکر اخیر تک آپکی چال چلن سے خوب واقف تھے کبھی سوا پاکدامنی اور راستبازی اور ترک حب دنیا گوشہ نشینی اور خدا پرستی راست گوئی کے اور کچھ نہیں دیکھا پھر جب ایسا شخص ایکبار ایسا دعویٰ کرے کہ جسمیں کوئی دنیا کا مطلب تھا نہ آرام نفس تھا بلکہ سیکڑوں بلاؤں کا مقابلہ تھا سو ایسے شخص پر کیا گمان کیا جاوے (۲) بعد نبوت کے کفار نے آنحضرت کو مال دنیا چاہا حسین جمیل عورتیں دینے کا وعدہ کیا کہ آپ اس دعویٰ سے باز آئیں مگر آپ راضی نہ ہوئے بلکہ فقر و فاقہ پر قناعت کی برادری اور اہل شہر کے ہزاروں تکلیفیں دیکھنا میں ظلم پر ظلم برداشت کی اگر خدانخواستہ آپ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے اور دنیا کا کوئی لالچ یا کسی شہوانی خواہش میں کامیابی مقصود ہوتی تو کبھی آپ ظلم نہ سہتے (۳) مدینہ میں جانیکے بعد اور ہر قسم کا غلبہ اور اقتدار پانے کے بعد بھی آپکی وہی حالت رہی جو پہلے تھی وہی عبادت وہی ترک دنیا وہی فروتنی مساکین تقسیم کرکے آپ فقر و فاقہ سے گزران کرنا وہی رات کو محبت الٰہی میں جھکے رہنا وغیرہ (۴) ابتدا عمر سے لیکر اخیر تک سیکڑوں کرامتیں اور معجزات دیکھے یہ سب باتیں من انفسہم سے علاقہ رکھتی ہیں جنپر خدا تعالیٰ نے عرب کو اپنا احسان یاد دلایا ہے اور من انفسہم کے معنی اگر نوع انسان کے جاویں تو کل بنی آدم اور بنی اسمعیل و ابراہیم کا فخر ہے کیونکہ سب سے بڑا معجزہ جو تمام بنی آدم نے دیکھا اور جسکا ابتک بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا ذکر فرماتا ہے وہ یہ کہ عرب کی جو حالت تھی وہ تفصیل طلب نہیں کسی کی نہ ہوگی وہ لوگ محض وحشی جاہل شہوت پرست درندہ تھے آنحضرت نے انکو آیات الٰہی سنا کر مزکی کر دیا ہر وحشی جاہل عالم اور اخلاق حمیدہ کا سرچشمہ ہو گیا صحابہ کی تاریخ سے اسکا بخوبی ثبوت ہو سکتا ہے اور پھر انکو کتاب و حکمت سکھا کر تمام بنی آدم کیلئے حکیم و معلم کر دیا چنانچہ جہاں جہاں صحابہ گئے توحید اور خدا پرستی اور راستبازی کے آفتاب نے ان ملکوں کو منور کر دیا۔

دلائل نبوت آنحضرت

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّى هَٰذَا ۖ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

کیا جبکہ کوئی مصیبت اپڑے حالانکہ اوس سے دوچند تم اونکو پہنچا چکے ہو تو یہ کہتے ہو کہ یہ کہان سے آئی کہدو یہ تمہارے ہی کرتوتون سے آئی ہی بیشک اللہ ہر چیز پہ قادر ہی

وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا

اور جو کچھ مصیبت تمکو دونون لشکرون سے مقابلہ کے دن پہنچی تو اللہ ہی کے اذن سے پہونچی اور اسلئے بہی کہ خدا کو ایماندارون اور منافقون کو معلوم کرنا تہا اور آنسے کہا گیا کہ آؤ

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا ۖ قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ ۗ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ يَقُولُونَ

اللہ کی راہ مین لڑو یا دشمنون کو دفع کرو تو کہدیا کہ اگر ہم لڑنا جانتے تو تمہارے پیچھے ہی نہ ہو لیتے وہ اوسروز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے اپنے مونہہ سے وہ بات کہتے ہین

بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ

جو اون کے دلوں مین نہین اور اللہ خوب جانتا ہی جو کچھ کہ وہ دلمین چھپا رہے ہین

ترکیب

ما کلمہ تقیید بمعنی انتظار اصبتم الخ موضع رفع مین صفت ہی مصیبت کی قلتم الخ جملہ شرطیہ اور تمام جملہ محل استفہام یا محض جواب ما بمعنی الذی جملہ مبتدا فباذن اللہ خبر ولیعلم معطوف محذوف پر للکفر اور للایمان کا لام اقرب سے متعلق ہی یقولون جملہ مستانفہ ہی اور حال بہی ہو سکتا ہی ضمیر اقرب کے اسی قربوا الی الکفر قائلین -

تفسیر

پہلے منافقین کے اول شبہ کا جواب دیا کہ نبی کی شان خیانت نہین یہان منافقین کے دوسرے شبہ کا جواب دیتا ہی جو کہ وہ ضعفا اہل اسلام کے دل مین احد کے ہزیمت سے ڈالتے تھے وہ یہ کہ اگر یہ رسول برحق ہین تو ان کو احد کے روز ہزیمت کیون ہوئی ؟ اور باوجود وعدہ غلبہ اسلام کے یہ مصیبت کہان سے آئی ؟ چونکہ خدا تعالی کو اپنے اس لشکر صحابہ سے آیندہ بہت کچھ کام لینا تھا اور جنگون مین ہرچند صحابہ کو خارق عادت فتوحات بہی نصیب ہوئی ہین مگر کبہی شکست بہی ہونا عالم اسباب کے مقتضیات سے ہی اس لئے منافقون کے اقوال نقل کر کے آیندہ کیلئے مسلمانونکو پکا کر دیا کہ اگر پہر کبہی ایسی صورت پیش آئے تو مذبذب اور بودہ دل نہو جاوین کامل عزیمت کے یہ معنی ہین کہ اگر کسی کام مین سو بار بہی ناکامی ہو پہر بہی وہ ہی ہمت بندہی رہے اور ہمت کا قائم رہنا فتحمندی اور کامیابی کی دلیل ہی - عبد اللہ بن ابی وغیرہ کہتے تھے کہ یہ مصیبت کیون آئی اللہ فرماتا ہی تم تو اس سے دوچند ہزیمت خاص بدر اور احد کے روز مخالفون کو دے چکے ہو پہر یہہ کہتے ہو کہ کہان سے آئی اے نبی کہدو یہ تمہاری شامت اعمال اور نافرمانی سے آئی خدا ہر چیز پر قادر ہی پہر توضیح کرتا ہی کہ مقابلہ کے روز جو کچھ پیش آیا وہ بہی مقدر تھا اسمین مخلصین اور منافقین کا امتحان مقصود تھا - پہر اوس روز کی کیفیت جو منافقون نے ظہور مین آئی بیان فرما کر اونپر کوڑا سا مارتا ہی وہ یہ کہ جب مقابلہ کو آنحضرت نکلے تو عبد اللہ بن ابی کی رائے یہ تھی کہ شہر سے باہر نہ نکلو گرچہ وہ بہی لشکر اسلام مین شامل ہو کر نکلا مگر عین مقابلہ کے وقت مع تین سو آدمیون کے بھاگ پڑا جب اوس سے عبد اللہ ابن عمرو بن حرام انصاری نے کہا کہ اے بہلے مانس تو ہمیشہ سے دعوی اسلام کیا کرتا تھا اب خدا کی راہ مین لڑ اور اگر اسلام پر تیرا عقیدہ نہین تو پاس شہر اور برادری سے ہی مخالفون کو ہٹا اوس نے کہا صاحب ہم کو لڑنا نہین آتا اگر آتا تو ہم تمہارے تابع رہتے یہ بات اسنے بطور طعن کے کہی تھی کہ میرا کہنا کیون نہ مانا اللہ فرماتا ہی یہ لوگ اوس روز بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے کیونکہ ان کے بھاگنے سے کفر کو مدد ملی اور یہ باتین صرف زبان سے کہتے ہین دل مین کفر پوشیدہ ہی اللہ اس سے خوب واقف ہے -

ف یعنی بدر مین تم کفار پر دوچند مصیبت ڈال چکے ہو اب احد کی لڑائی مین جو کچھ تمپر مصیبت آگئی تو کہتے ہو کہ یہ کیون آئی اور کہان سے آئی حالانکہ یہ تمہاری نافرمانی سے آئی ہی اور نافرمانی کا یہ حال تہا کہ جب منافقون کو جنگ مین شریک ہونے کو کہا گیا کہ چلو لڑین اور یہ نہین تو انکو اپنے شہر سے ہٹا ہی دین تو حیلہ کرنے لگے کہ ہمین لڑنا نہین آتا ۱۲ منہ

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

یہ وہی لوگ ہین کہ جنھون نے گھر بیٹھکر اپنے بھائیون کی نسبت یہ کہا تہا کہ اگر وہ ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے جاتے کہدو تم اپنے اوپر سے ہی موت کو ٹال دینا اگر تم سچے ہو

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

اور جو لوگ اللہ کی راہ مین مارے گئے ہین آپ اونکو مردہ خیال نکرنا بلکہ وہ زندہ ہین اپنے ربکے پاس سے روزی پاتے ہین اور جو کچھہ اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہی اوسپر خوش ہین

وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ

اور اونکو اون لوگون کی طرف سے بھی کہ جو انکے پیچھے ہین ابھی انہین نہین جاملے ہین ایہ مژدہ پاتے ہین کہ اونپر کچھہ بھی خوف نہین نہ اونکو کوئی غم ہوگا خدا کی نعمت سے اور

اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ کسی ایماندار کا اجر ضائع نہین کرتا خوشیان مناتے ہین

ترکیب

الذین اُنکی صفت ہی الذین نافقوا کی لو اطاعونا شرط ما قتلوا جواب جملہ مقولہ ہی قالوا کا الذین قتلوا مفعول اول لاتحسبن کا امواتا مفعول ثانی یرزقون صفت احیاء ویستبشرون معطوف ہی فرحین پر کیونکہ اسم فاعل اسجگہ مشابہ فعل مضارع ہی من خلفہم متعلق ہی یلحقوا سے الا خوف ای بان لاخوف علیہم ان مصدریہ ہی اور موضع جملہ کا بدل ہی الذین سے بدل الاشتمال ٭

تفسیر

یہ بھی منافقون کا ایک شبہ مسلمانون کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکنے کیلئے تہا کہ وہ اپنے اُن بھائیون کی نسبت جو کہ جنگ مین شہید ہوگئے یہہ کہا کرتے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے چونکہ حیات ایک غوب چیز ہے اور مرنے سے ڈرنا ایک طبعی بات ہی پھر جب اُ سکو اس شبہ سے قوت دیجائے تو خواہ مخواہ گھر مین چھپ کر بیٹھنے کو دل چاہے گا اس لئے خدا نے اسکا جواب یا کہ انسے یہ کہدو اگر تم اپنے دعوی مین سچے ہو تو بہلا گھر بیٹھے تم تو موت سے بچ جاؤ تمام امور جو عالم حسی مین سرزد ہوتے اور ظہور کرتے ہیں وہ عالم مثالی مین ثابت ہو چکتے ہین وہ ظاہر ہو کر ہی رہین گے اسی طرح موت کا بھی وقت معین ہی خواہ اسوقت گھر مین ہو یا جنگ مین ضرور مریگا خواہ صفت نامردی اور بدنصیبی کا دھبا لگائے یا جوانمردی اور سعادت کا مرتبہ حاصل کرلے اسکے بعد یہ بتلایا جاتا ہے کہ اچھا اگر وہ مر گئے تو کیا خسارہ مین رہے آخر چندروز کا ہیش وپس ہی ورنہ سب کو مرنا ہی پھر اس سے کون خوش نصیب زیادہ ہی جو اللہ کی راہ مین مارا جائے اسلئے اب خدا تعالی شہیدون کے درجات بیان فرماتا ہی کہ اے مخاطب تو ان لوگونکو جو کہ اللہ کی راہ مین قتل کئے گئے ہین یہ نہ سمجھہ کہ وہ مر گئے بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہین اور یہ زندگی کچھہ فرضی نہین جیسا کہ نیک نام کو لوگ مجازًا زندہ کہدیا کرتے ہین اس معنے سے کہ لوگ نہین اسکا نام زندہ ہی بلکہ انکو حیات جاودانی و حقیقی زندگی ہی وہ یرزقون رزق دیئے جاتے ہین اور وہ روزی مشاہدات انوار و صفات کی تجلی اور جنت کی بیشمار نعمتین ہین اور اسکے سوا اُنکو وہان ہر وقت خدا کی بیشمار نعمتون سے فرحت اور سرور بھی ہی اور جو لوگ اُنکے اقارب اور دوستون مین سے ابھی زندہ ہین اور اُنکو اُنکی طرف سے فکر ہی کہ دیکھئے وہ کیسے اعمال کرتے ہین اور مرکر کہان جاتے ہین جیسا کوئی مسافر منزل سخت اور ہولناک طے کرکے اپنے مقام پر جہان ہر قسم کا آرام ہی پہنچ جائے اور اسکے متعلق لوگ پیچھے ہوں اور اُسکو فکر ہو کہ دیکھئے منزل کیونکر طے کرتے ہیں سو انکو وہان خوشی سنائی جاتی ہے کہ تمھاری برکت سے اونپر بھی کچھہ خوف و غم نہین وہ بھی تمھارے ہی پاس آتے ہیں (عالم روحانی مین ان احبار کو دنیا کا علم اور اشتیاق بھی رہتا ہی) اور یہ بھی مژدہ سنایا جاتا ہی کہ اللہ مومنون کے اجر اور دینی خدمت کو ضائع نہین کرتا۔ تم اپنی نوکری پوری کرچکے ہو اب تم پر رحمت ہے۔

فوائد

(۱) شہیدون کے زندہ ہونے سے ابوالقاسم وغیرہ معتزلہ نے یہ مراد لی ہی کہ وہ قیامت کو زندہ کئے جاوین گے کیونکہ منافق بعث و حشر کے
قائل نہ تھے سو وہ اس موت کو رائگان سمجھتے تھے اسلئے خدانے انکے قول کو رد کر دیا۔
اہل سنت کے نزدیک یہ قول غلط ہی کس لئے کہ خدا تعالی انکو احیار (یعنی بالفعل زندہ ہین) فرما رہا ہی اور اسی طرح کبھی بالذین لم
یلحقوا بہم سے یہ مراد لیتے ہین کہ شہید تو جنت مین پہلے جاوین گے مگر جو لوگ ہنوز جنت مین داخل نہوئے ہون گے اون کیطرف
سے اون کو فکر ہوگی سو اس لئے اون کو بشارت دیجاوے گی کہ وہ بھی تمہارے پاس آتے ہین۔ یہ توجیہ بھی بنار الفاسد علی الفاسد
ہے وہ احادیث جو شہیدون کے بالفعل زندہ ہونے پر دلالت کر رہی ہین حد تواتر کو پہنچ گئی ہین صحاح و دیگر کتب حدیث انسے
مالامال ہین۔
(۲) بعض حمقانے اس سے مجازی معنے مراد لئے ہین کہ اونکا نام زندہ رہتا ہی کیونکہ قوم اور ملت پر قربان ہوئے ہین مگر یہ بھی انکو کیونکہ
سیاق اور سباق کلام اور احادیث اور اجماع امت کے برخلاف اور تاویل باطل ہے۔ پھر جو اونکو بالفعل زندہ مانتے ہین
بعض علماء یہ کہتے ہین کہ اون کے اسی جسم مین حیات دیجاتی ہے شاید اس سے یہ مراد ہو کہ شہیدون کی روحانیت اور بقا باللہ
کا اثر بعض اوقات اون کے اجسام تک بھی پہنچتا ہے اسلئے سیکڑون برسون کے بعد جو کبھی شہیدون کی لاشین برآمد ہوئی
ہین تو اون کا جسم بھی تر و تازہ پایا گیا ہے چنانچہ امام مالک نے مؤطا مین لکھا ہی کہ احد کے پہاڑ کے نیچے جو برساتی نالہ بہتا ہی
ایک بار جو اوسنے زور کیا تو جنگ احد کے بعد شہیدون کی لاش نکلی جس سے بدستور خون جاری تھا اور یہ معاملہ بنی امیہ کے
عہد سلطنت مین ہوا ہی۔ اور یہی سر ہے کہ انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کی لاشون مین بھی وہ اثر ہو جاتا ہی کیون نہو پھول
کا اثر مٹی مین ہو جاتا ہی روح تو بڑی چیز ہے۔
جمہور اہل سنت والجماعت کا یہ قول ہی کہ اونکو حیات روحانی نصیب ہوتی ہے یون تو ہر شخص کافر و مومن کی روح نہین
مرتی کس لئے کہ اصل انسان روح کا نام ہی کہ جو ایک جوہر لطیف ہے اور جسکا علاقہ جسم سے وہ ہے جو آگ کا لکڑی دہکتی
سے یا خوشبو کا پھول سے یا علاقہ تدبیر و تصرف اور مرکب اور راکب کا ہی جسکو موت کہتے ہین اوس سے وہ علاقہ جسمی
منقطع ہو جاتا ہے اور روح قائم و سالم دوسرے عالم مین منتقل ہو جاتی ہے ہان جو کافر و منافق یا گنہگار ہین وہان اونکی
روح اپنے اعمال کے اوس رنگ سے جو دنیا مین اوسپر چڑھا تھا عذاب پاتی ہی جہنم کی دہکتی آگ مین جلتی ہے اور جو ابرار
اور نفوس قدسیہ ہین وہ انوار الٰہیہ اور عالم نورانی مین مسرور ہوتے ہین اور مشاہدہ جمال سے لذت اٹھاتے ہین اور انکی
روح اپنے جسم لطیف کے ساتھ جنت اور عالم قدس کے باغون مین جہان چاہتی ہے عیش منائی پھرتی ہی چنانچہ وہ جو
احادیث مین آیا ہے (کہ شہیدون کی روح سبز پرندون کے قالب مین آشیانہ عرش مین رہتی اور جنت مین جہان سے
چاہتی کھاتی پیتی ہے) اوس سے یہی مراد ہے بلکہ کبھی اس عالم مین بھی صورت جسدانیہ مین سیر کر جاتی ہین جیسا کہ ثقات

کو بار با مشاہدہ ہوا ہے چونکہ جسم سے علاقہ منقطع ہو جاتا ہے اس لئے ان کے مال میں میراث جاری ہوتی ہے اور ان کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح درست ہو جاتا ہے سوا برار کا اس عالم سرور میں جانا اصل زندگی ہے اسی لئے انکو بالتخصیص زندہ کہہ سکتے ہیں خصوصاً شہید فی سبیل اللہ کو جو اپنی حیات کو اللہ کی نذر کر دیتا ہے اس لئے اوس کو حیات ابدی اوس کے بدلے نصیب ہوتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ کشتگان خنجر تسلیم را * ہر زمان از غیب جان دیگر ست *۔

(۴۳) خدا تعالے نے یسعیاہ نبی کی معرفت جیسا کہ کتاب یسعیاہ کے بیالیسویں باب میں ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ خبر دی ہے دیکھو میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کریگا (۲) وہ بازاروں میں نہ چلائیگا ملخصاً (۴) اسکا زوال ہوگا اور نہ مسلا جائیگا جب تک کہ راستی کو زمین پر قائم نکرے الخ (۵) خداوند خدا یوں فرماتا ہی (۷) کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور قیدیوں کو قید سے نکالے کہ یہوا میرا نام ہی اپنی شوکت غیر کو نہ دونگا جو ستائش میرے لئے ہوتی ہے میں وہ کھدی ہوئی مورتوں کے لئے ہونے نہ دونگا (۱۱) بیابان[۱] اور اسکی بستیاں قیدار[۲] کے آباد دیہات اپنی آواز[۳] بلند کریں گے پہاڑوں[۴] کی چوٹیوں پر سے للکاریں گے وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں گے خداوند ایک بہادر کی مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو جوش میں لائے گا وہ چلائیگا ہاں وہ جنگ کے لئے بلائے گا وہ اپنے دشمنوں پر بہادری کریگا الخ اس بشارت میں آنحضرت کے عہد مبارک کی صاف تصریح ہے اور اس حکمت نوامیسیہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو جہاد سے مقصود ہے وہ یہ کہ جسطرح مالک باغ اپنے باغ کو باغبان سے چھٹواتا ہے اور جو کانٹے اور ناقص گھانس اوگ آئی ہے بے ساختہ اونکو جڑ سے اوکھاڑ پھینکتا ہے اسی طرح مخلوق الٰہی میں جب وعظ و پند انبیا سے کام نہیں نکلتا تب اخیر میں ایک آسمانی سلطنت قائم کرتا ہی اور اپنے پیغمبر کو اس کام کے لئے مبعوث کرکے بت پرستی کے خس و خاشاک کو اکھڑوا دیتا ہے سو اس لئے قرآن میں جا بجا جہاد کی تاکید ہوئی اور اس لشکر کی تنخواہ اجر آخرت اور درجہ شہادت اور کبھی کچھ غنیمت اور ملک و قوم کی شوکت قرار پائی ۔

---

[۱] ملک عرب ۱۲ [۲] قیدار حضرت اسمٰعیل کا بڑا بیٹا آنحضرت کا جد اعلیٰ ہے یہ صاف تصریح آنحضرت کی ہے کیونکہ بنی قیدار میں سے سوا آپ کے اور کوئی اسکا مصداق نہیں گذرا ہے ۱۲ منہ

[۳] یعنے حج اور جہاد میں تکبیر کہیں گے ۱۲ منہ [۴] حج میں صفا و مروہ پر للکار کر تکبیر پڑھتے ہیں ۱۲ منہ

حواشی متعلقہ صفحہ ۱۷۲ [۱] من للبیان لاللتبعیض منہ

[۲] یعنے بار دگر لڑنے کے لئے تیار ہو گئے احد کی لڑائی کے بعد جاتے وقت ابو سفیان سردار قریش یہ کہہ گیا تھا کہ اب ہم بدر صغریٰ پر پہر تمسے لڑنے کو فلان فلان وقت آئیں گے اسپر آنحضرت صلعم نے مسلمانوں کو تیار کیا خدا پرست تیار ہو گئے اور حضرت کے ساتھ وہاں پہونچے وہاں کفار میں سے کسی کو بھی نہ پایا ابو سفیان کی خالی شیخی تھی ان حکم برداروں کی ان آیات میں مدح کی جاتی ہی کہ وہ صحیح سلامت بھی آئے اور اونکو اجر بھی ملا ۱۲ منہ

[۳] یہ بنی کنانہ کا تالاب یا کنواں تھا یہاں ہر سال خرید فروخت کے لئے میلہ لگا کرتا تھا اور یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے ۱۲ منہ

[۴] غزوہ اس لشکر کشی کو کہتے ہیں جس میں خود آنحضرت بھی شریک تھے اور سریہ وہ کہ جسمیں خود شریک نہ تھے ۔

الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح ۚ للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم ○ الذین

جن لوگون نے زخم پہنچنے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مانا اون مین سے جنھون نے نیکی اور پرہیزگاری کی اونکے لیے اجر عظیم ہی یہ وہ لوگ ہین

قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم فزادہم ایمانا ۖ وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل ○ فانقلبوا

کہ جنکو لوگون نے آکر کہا کہ تمہارے لیے لوگ جمع ہوے ہین سو انکو ڈر رہنا پر اس سے اون کا اور بھی ایمان بڑھ گیا اور اونھون نے یہ کہا کہ اللہ ہمکو کافی ہی اور وہ اچھا کارساز ہی سو یہ لوگ

بنعمة من اللہ وفضل لم یمسسہم سوء ۙ واتبعوا رضوان اللہ ۗ واللہ ذو فضل عظیم ○

واپس خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس آئے اور انکو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا اور اللہ کی رضامندی پر چلے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے

ترکیب

الذین استجابوا موضع جر ہین صفت ہی المومنین کی اجر عظیم مبتدا موخر الذین احسنوا منہم خبر الذین قال لہم بدل ہی الذین استجابوا سے حسبنا ای محسبنا مبتدا اللہ خبر او العکس بنعمة من اللہ موضع حال ہین ہی لم یمسسہم بھی حال ہی ضمیر انقلبوا سے واتبعوا معطوف ہی انقلبوا پر

تفسیر

پہلی آیت مین شہیدون کی مدح کے بعد یہ تھا کہ خدا مومنون کے اجر ضائع نہین کرتا یہان اُن مومنون کی تشریح کرتا ہی کہ وہ کون لوگ ہین یہ نہین کہ برائے نام اسلام اختیار کرکے ان وجہ سے انکا اپنے تئین مستحق سمجھ بیٹھے اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ جو لوگ شہید ہو گئے ہین وہ تو غرض مقصود کو پہنچ ہی گئے مگر جو اس جماعت کے لوگ زندہ ہین وہ بھی انہین مین شمار ہین فرماتا ہی کہ مومن کامل وہ لوگ ہین کہ جو ہزیمت کھا کر زخم اوٹھا کر بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کو موجود ہین پھر فرماتا ہی کہ انکے لیے اجر عظیم ہی کیونکہ انہون نے اوامر پر عمل کیا احسنوا اور منہیات سے بچے اتقوا اس آیت مین ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہی وہ یہ کہ جب جنگ احد مین مسلمانون کو شکست ہوئی اور ستر آدمی شہید ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوے اور مشرکین چڑھے چلے آتے تھے اور چاہتے تھے کہ مسلمانون کی لاشون کی بیحرمتی کرین چنانچہ حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے ادبی کی کان ناک کاٹ کر شکل بگاڑ دی اسمین آنحضرت نے سنبھل کر پھر اہل اسلام کو پکارا تو باوجود اس شدت کے پھر وہ ڈٹ کر چلے آئے اور مشرکین کو ہٹا دیا۔ واقدی وغیرہ اہل سیر یہ کہتے ہین کہ اسکا سبب نزول یہ ہی کہ احد کی جنگ سے جب ابوسفیان مشرکین کا لشکر لیکر واپس چلا اور بمقام روحا پہنچا تو اسکے دلمین آیا کہ بہت سے مسلمان قتل کیے اور بہت کو زخمی کیا افسوس انکو بالکل نیست و نابود ہی کیون نہ کیا پھر چلو اور کام تمام کرآؤ کیونکہ اب انمین دم نہین ہی اسکے اس ارادہ کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچ گئی آنحضرت نے مسلمانون سے کہا ابوسفیان کے مقابلہ کیلیے چلو منافقون نے کہا کیا خوب یہ تو حال ہوا ہی پھر انسے لڑنے چلو مگر مخلصین اہل اسلام باوجود زخمون کے کمر ہمت باندھکر آمادہ ہو گئے آنحضرت ستر صحابہ کو لیکر حمراء الاسد تک کہ جو مدینہ سے تین میل ہی پہنچے ابوسفیان ڈر کر بھاگ گیا یہ ان مسلمانون کی مدح ہی جو ساتھ گئے تھے پھر الذین قال لہم الناس مین ایماندارونکی دوسری مدح ہی اسمین بدر صغری کے غزوہ کی طرف اشارہ ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ احد کے روز جب ابوسفیان مکہ کو واپس چلنے لگا تو پکار کر کہا اے محمد ہمارا تمہارا مقابلہ اب کے بدر صغری کے موسم پر ہوگا آنحضرت نے عمرؓ سے کہا کہدو منظور جب وہ دن آیا اور ابوسفیان لوگون کو مکہ سے اکٹھا کرکے مرالظہران تک آیا تو اسکے دلمین مسلمانون کی طرف سے رعب آگیا اور وہ واپس پھر گیا اور نعیم بن مسعود اشجعی کو کچھ دینا کرکے مدینہ مین اسلیے بھیجا کہ مسلمانون کو کہہ کر ڈراوے کہ تمہارے مقابلہ کیلیے بڑی بڑی فوجین جمع ہو رہی ہین یہ عقل کی بات نہین کہ تم وہان لڑنے کو جاؤ جب یہان آکر انہون نے تم کو قتل کیا وہان جاکر کوئی زندہ واپس نہ آئیگا منافق تو سنکر کانپنے لگے مگر مخلصین مسلمان بالکل آمادہ ہوگئے اور یہ کہا کچھ پروا نہین ہمکو اللہ کافی ہی اور وہی ہمارا مددگار ہی آخر ستر صحابہ کے ساتھ آنحضرت حسب وعدہ پہنچے یہان مخالفین مین سے کوئی بھی نہ ملا اس مقام پر ایام جاہلیت مین ہر سال کئی روز تک خرید و فروخت کا میلہ لگا کرتا تھا صحابہ نے وہان جو کچھ مال لیگئے تھے اوسکو فروخت کرکے دو چند نفع اٹھایا اور ثواب آخرت لیکر یہ لوگ صحیح سلامت گھر آئے قال لہم الناس سے مراد نعیم ہی ان الناس سے مراد مشرکین مکہ ہین بنعمة من اللہ سے العافیة اور فضل سے مراد نفع تجارت ہی لم یمسسہم سوء یعنے قتل و ضرب کوئی برائی پیش نہ آئی واتبعوا رضوان اللہ یعنی اللہ کی خوشنودی حاصل کی۔ اس سے منافقون کے دلمین حسرت پیدا کرتا ہی۔

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ

یہ خبر دینے والا تو صرف ایک شیطان تھا جو اپنے دوستون کو ڈرایا کرتا ہی سو تم اونسے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرا کرو اگر تم ایماندار ہو اور اے نبی ان لوگون سے کچھ غم نہ کرو جو کفر مین

فِي الْكُفْرِ ۚ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۗ يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

دوڑ دھوپ کر رہے ہین وہ خدا کو کچھ بھی ضرر نہ دے سکین گے اللہ چاہتا ہے کہ آخرت مین اونکا کوئی حصہ نہ رکھے اور آنکے لئے بڑا عذاب ہونا ہے جن لوگون نے

اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ

ایمان کے بدلے کفر خریدا وہ اللہ کو تو کچھ بھی ضرر نہ پہنچا سکین گے اور آنکے لئے عذاب الیم ہے اور کافر یہ نہ سمجھین کہ یہ جو ہم اونکے لئے ڈھیل دے رہے ہین کچھ

خَيْرٌ لِّأَنفُسِهِمْ ۚ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اُنکے حق مین بہتر ہے ۔ ہم صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہین کہ وہ اور بھی گناہ کما لین اور آنکے لئے ذلت کا عذاب ہے

ترکیب

ذالکم مبتدا الشیطان خبر یخوف جملہ حال ہے الشیطان سے والعامل الاشارۃ ای یخوفکم باولیائہ او یخوف اولیائہ الذین کفروا فاعل لا یحسبن انما نملی لہم خبر جملہ قائم مقام دو مفعولون کے ۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ کفار اہل ایمان کو ڈراتے ہین کہ تمہارے لئے فوجین جمع ہو رہی ہین یہان فرماتا ہی کہ یہ ڈرانیوالا یعنے نعیم بن مسعودؓ یا جماعت کفار اور ابو سفیان وغیرہ ۔ شیطان ہی کہ جو اپنے دوستون یعنی مشرکین و کفار کی شوکت سے خدا کے دوستون کو ڈرایا کرتا ہی اور دلمین وسوسے ڈالا کرتا ہی ۔ یا یہ معنے کہ یہ شیطان اپنی یارون کو ڈرایا کرتا ہی یعنی اسکا کچھ زیادہ انہین کے دلمین ہی وہین زیادہ وسوسے ڈالا کرتا ہی سو تم اوسکے دوست نہین ہو تم کیون ڈرتے ہو تم مجھسے ڈرو اگر سچے مومن ہو ۔ اسکے بعد مشرکین کے کروفر اور منافقون اور یہود کے خداع و مکر کی بے ثباتی بیان فرماتا ہی کہ اے نبی یا اے ہر مخاطب اہل ایمان تم کو اون کے اس کفر کی تیاری اور کوشش سے ہراسان نہونا چاہیئے یہ سب اپنا ہی جو کچھ اللہ کو کرنا ہے وہی کر کے رہے گا یہ اوسکے ارادے اور اس کے جاری کئے ہوئے دین مین کچھ بھی خلل اندازی نکر سکین گے نہ خدا کا کچھ بگاڑ سکین گے یہ صرف اپنا ہی بگاڑ کر رہے ہین کیونکہ انکی اس شرارت سے خدا یہ چاہ رہا ہی کہ اون کے لئے آخرت مین سعادت کا کوئی حصہ بھی نہ رہے بدبخت ازلی ہین انکو عذاب عظیم ہوگا ۔ اور وہ لوگ جو فطری ہدایت چھوڑ کر کفر اوس کے بدلے مین اختیار کرتے ہین یعنی ایمان دیکر کفر خریدتے ہین منافقین وغیرہ وہ بھی کیا خدا کو مضرت دے سکتے ہین انکو بھی عذاب الیم ہوگا بعد مرنے اُنکے یہ افعال شنیعہ جہنم کی آگ بنکر اونکو جلا دین گے ۔

احد کی لڑائی کے بعد مشرکین اپنی فتحیابی پر نازان ہو کر یہ کہا کرتے تھے کہ جس دین پر ہم ہین وہ حق ہی کہ جو ہم کامیاب ہین اور دنیا اور دولت ہمکو نصیب ہی مسلمان اسلام کی بدولت کس پست حالت مین ہین نہ مال ہی نہ اسباب ہی گھر بار چھوڑے مدینہ مین فاقہ کشی کر رہے ہین قتل کئے جاتے ہین اسکا جواب دیتا ہی کہ ہم نے جو انکو ڈھیل دے رکھی ہی اور یہ سامان مہیا کر دیے ہین اُسکو اپنے حق مین بہتر نہ سمجھین انکو یہ سامان اسلئے ملے ہین کہ نافرمانی اور گناہ مین کامل ترقی کر کے مرنے کے بعد اوس کی پوری سزا پائین جسطرح کوئی مجرم جرم کرے اور بادشاہ باوجود علم و قدرت کے اُسکو فوراً گرفتار نکرے اور اوسکو اتنی مہلت دے کہ وہ خوب بغاوت اور فتنہ پھیلا دے سو یہ بادشاہ کے کامل غضب کی علامت ہی کہ پھر اوسکو گرفتار کر کے اس بڑے بھاری جرم کے معاوضہ مین سخت سزا دیگا بادشاہ کا یہ ڈھیل دینا کچھ اُسکے حق مین مہربانی نہین بلکہ زہر اور قہر ہے اسی طرح بے دینون کا دنیا مین کامیاب ہونا اور عمر و دولت مین ترقی کرنا باوجود خدا کی نافرمانی کے اون کے حق مین زہر ہے ۔

ف بعض معترض اعتراض کیا کرتے ہین کہ خدا کا لوگون کے حق مین برائی پہنچانے کا ارادہ کرنا اسلئے ڈھیل دینا کہ وہ اور بھی گناہ کر کے زیادہ عذاب مین مبتلا ہون اور نیز بار بار یہ فرمانا کہ ہمکو امتحان مقصود تھا یا ہمکو نیک اور بدون کی آزمائش کرنی تھی اسکی شان تقدس اور علم ازلی کے خلاف ہی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ سب مجازات و استعارات ہین ۔ بندہ جب اپنی اس اختیار و ارادے و قدرت خداداد کو برائی مین صرف کرتا ہی اور کسی ناصح کی بات نہین مانتا جس سے اسپر برے نتائج پیش آتے ہین تو ان نتائج کو کہین بطور سرزنش علم ازلی کے سبب جو ازل مین خدا کو ان باتون کا علم تھا اور وہ دفتر علم الٰہی مین ثبت ہو چکے تھے اپنی طرف اسناد کر دیا جاتا ہی اور اس مین کوئی بات خلاف تقدس نہین اسی طرح گو اسکو ازل مین ہر چیز کا علم تھا مگر اس عالم شہود مین وہ علم جسکو بندہ بھی حاصل کرتے ہین بعد وقوع معاملات ہی ہوتا ہی اسلئے آزمانا وغیرہ اس علم کے لحاظ سے فرمایا گیا ۔ ۱۲ منہ

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى

اللہ ایسا نہین تہا کہ مسلمانون کو اوسی حال پر چھوڑ دیتا کہ جسپر تم ہو تا وقتیکہ ناپاک کو پاک سے جدا نکردے اور اللہ ایسا ہی نہین تہا کہ تم کو غیب پر مطلع

الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

کردیتا بلکہ وہ اپنے رسولون مین سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے سو تم اللہ اور اوسکے رسولون پر ایمان لاؤ اور اگر تم ایمان لاؤگے اور پرہیزگاری کروگے تو تمکو بڑا اجر ملیگا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ

اور جن لوگون کو خدا نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہی اور پھر وہ بخل کرتے ہین اوسکو وہ اپنے حق مین بہتر نہ سمجھین بلکہ یہ انکے حق مین بہت ہی برا ہی بہت جلد وہ طوق اوس چیز کا کہ جسپر وہ بخل کرتے ہین

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

قیامت کے دن طوق بناکر پہنایا جاویگا اور اللہ ہی آسمان و زمین کا وارث ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اوس سے خوب واقف ہی

ع ۹

ترکیب

ماکان اللہ خبر کان کی محذوف تقدیرہ ماکان اللہ مریدا لان یذر المومنین لیذر خبر نہین ہو سکتی یذر کی اصل یوذر تھی ودع کی مشابہت سے واو حذف ہوا اور نہ یہان کوئی علت حذف نہ تھی اور یذر کی ماضی نہین آتی کیونکہ ترک اوسکا کام دیتا ہی الذین یبخلون الخ فاعل لایحسبن خیرا مفعول ثانی ہو ضمیر فصل مفعول اول البخل محذوف یا ہو ہو

تفسیر

یہ تمہید احد کے معرکہ کا منافق بھی یہ کہتے تھے کہ اگر نبی برحق آنحضرت ہوتے تو یہ حوادث پیش نہ آتے نہ یہ مصائب اٹھانے پڑتے خدا تعالی اس آیت مین تسلی کرتا ہی کہ احد کے روز شکست کھانا بہت سے لوگون کا قتل ہونا اور بہت کا زخمی ہونا اور پھر اس حالت مین ابوسفیان کے مقابلہ کو نکلنا اور بدر صغرے مین وعدہ پر جانا ادہر کھانے پینے اور افلاس کی سخت تکلیفات پیش آنی یہ سب باتین کسوٹی ہین کہرے اور کھوٹے کے لئے خدا کو یہ منظور نہ تھا کہ اے مسلمانون تم کو بغیر امتیاز کئے تمہارے اوسی حال پر تمکو چھوڑ دیتا اور اس دنیا دار تکلیف مین کہرے کھوٹے کا ایسے حوادث سے امتحان نکیا - اسپر خیال ہوتا تھا کہ اس امتحان مین خدا تعالی کی کیا حکمت ہی یون ہی لوگون کو مطلع کیون نہین کردیتا کہ فلان جہنمی ہی فلان جنتی ہی فلان امتحان مین کامل نکلیگا فلان ناقص اسکو فیصل مین فرماتا ہی کہ اوسکی حکمت کا یہ بھی مقتضی نہین کہ وہ تمکو امور غیب پر مطلع کرے جو باعث فساد انتظام عالم ہو جائے لیکن وہ اپنے رسولونکو مخصوص کرتا ہے یعنی اونکو جس قدر چاہتا ہی اسرار غیب پر مطلع کردیتا ہی سو تم کو اللہ اور اوسکے رسولون پر ایمان لانا چاہیے اور اگر تم ایمان لاؤ اور تقوی کروگے تو تم کو اجر عظیم عنایت ہوگا حقیقت مین جو شخص دنیا مین ایمان کا دعوی کرے یا اوسکی محبت کا دم مارے اور پھر امتحان کی کسوٹی پر کھینچے جانے سے عذر کرے اور چند مصائب فانیہ سے اوسکا نشہ ہرن ہو جاوے وہ جھوٹا ہی - اسکے بعد جہاد کی تقویت کیلئے اپنی مال صرف کرنیکی تاکید فرماتا ہی اور جو لوگ ہاتھ روکتے اور بخل کرکے خوش ہوتے ہین کہ ہماری جمع بنی رہی انکو خبر دیتا ہی کہ وہ اپنے اس بخل پر نازان نہون یہ ہی انکے حق مین اچھا نہین بلکہ برا ہی قیامت کے روز اس حب مال اور بخل کو متشکل کیا جاویگا اور جسطرح یہ محبت مال اور بخل انکے گلے مین پڑا ہوا ہی کہ کسی وقت دور نہین ہوتا اسی طرح وہان اوسکا طوق بناکر گلے مین ڈالا جاویگا جسطرح خواب مین معانی جزئیہ اپنی مناسب صورتون مین نظر آتے ہین اسی طرح اعمال بھی قیامت کو بلکہ مرنے کے بعد اپنے مناسب صورتون مین ظہور کرینگے ۔

پھر فرماتا ہی کہ اے بنی آدم تم مال پر کیون بخل کرتے ہو آخر ایک روز فنا ہی سب تم مرجاؤگے سبکا وارث اللہ ہی رہیگا یعنی اوسکے سوا اور کوئی لینے والا باقی نہ رہیگا یا میراث سے مراد قبضہ ہی سب کچھ اوسیکا ہی پھر تم بیگانی چیز مین کیون بخل کرتے ہو بما اتیہم اللہ من فضلہ سے معلوم ہوا کہ مال یا علم و حکمت خیر ہی کیونکہ ان چیزون مین ہی بخل کرنا ناجائز ہی ۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ

بیشک اللہ نے اون لوگوں کا کہنا بھی سن لیا جو کہتے ہین کہ اللہ فقیر اور ہم غنی ہین ہم انکی یہ بکواس اور نبیوں کا ناحق قتل کرنا بھی لکھہ لیتے ہین اور اسکے جواب مین ہم

نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ

ایسے (قیامت کے دن) کہین گے کہ لو عذاب دوزخ کا مزا چکھو یہ انہین اعمال کا بدلہ تو ہی کہ جنکو تم نے اپنے ہاتون آگے بہیجا تہا اور اللہ تو کسی بندہ پر کچھہ بھی ظلم نہین کرتا وہ یہ بھی تو کہہ چکے ہین کہ اللہ نے

عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ

ہمسے عہد کر لیا ہی کہ ہم کسی رسول پر ہرگز ایمان نہ لائین جب تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لاوے کہ جسکو آگ کہا جاے کہدو کہ مجھہ سے پہلے بھی بہت سے رسول تمہارے پاس نشانیان لیکر اور جو کچھہ تم کہتے ہو

فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

وہ بھی لیکر آچکے ہین پہر تمنے انکو کسلیے قتل کر دیا اگر تم سچے ہو پہر اگر اونہوں نے آپ کو بھی جھٹلا دیا تو آپ سے پیشتر بھی بہت سے رسول جھٹلائے گئے ہین جو معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب لائے تھے

ترکیب

وقتلہم معطوف ہی ما قالوا پر قتل مصدر مضاف ہی فاعل کی طرف الانبیاء مفعول ذلک مبتدا بما قدمت خبر ای مستحق بما قدمت الذین قالوا بدل ہی پہلے الذین سے ۔

تفسیر

پہلی آیت مین اس بات کی تاکید تھی کہ اللہ کی راہ مین مال صرف کرنا چاہیے بخل اچھا نہین اسکے موافق جو آنحضرت علیہ السلام نے ترغیب دی اور فرمایا کہ جو کوئی دیتا ہی اللہ کو دیتا ہے اسپر مدینہ کے یہود نے سنکر مضحکہ کیا اور کہا کہ کیا اللہ فقیر ہی جو بندوں سے مانگتا ہی دوسرا شبہہ یہ تہا کہ اگر محمد سچے نبی ہین تو ایسی قربانی کرین کہ جسکو آگ آسمان سے اترکر کہا جاوے خدا نے ہمسے عہد کیا ہی کہ اسوقت تک ہم کسی نبی کی تصدیق نکرین جب تک کہ وہ ایسا قربانی نہ ذبح کرے اور اسکو آسمان سے آگ آکر نہ کہا جاے جیسا کہ ہمارے انبیاء کے عہد مین ہوا کرتا تھا یہان ان دونون باتونکا جواب دیتا ہی کہ جو لوگ یہہ گستاخی کرتے ہین ہم اسکو سن رہے ہین ہم اسکو انکے نامہ اعمال مین لکھتے جاتے ہین اور وہ جو انکے بزرگون نے انبیاء ناحق قتل کئے ہین اور یہہ بھی اسکے پسند کرنے کے سبب انمین شریک ہین اسکو بھی ہم لکھہ رہے ہین یعنے یہہ گستاخی کچھہ نئی بات نہین یہ لوگ یقینی بدمعاش اور خدا سے نافرمان ہین اس مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ جنکا معجزہ آتشی قربانی انہون نے دیکھا تھا انکے ساتھہ بجز قتل کے اور کیا سلوک کیا تہا بعد موت کے ہم انکو کہین گے عذاب حریق کا مزہ چکھو اور یہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ ہی ہم کسی پر ظلم نہین کرتے ۔

دوسرے شبہ کی نسبت فرماتا ہے کہ مجھہ سے پہلے تمہارے پاس رسول اور بہت سے معجزات اور خاص یہہ معجزہ کہ جسکے تم خواستگار ہو لے کر آئے ہین اور کتابین اور صحیفے بھی انکے پاس کہلے کہلے تھے پہر انپر ایمان لانا تو درکنار انکو قتل کر ڈالا پس اگر ایسے نبی وہ آپکی تصدیق نکرین تو کچھہ آپکا قصور نہین بلکہ یہ انکی مستمرہ عادت ہی واضح ہو کہ انبیاء بنی اسرائیل مین کبھی ایسا بھی ہوا ہی کہ بیل یا اور جانور انہون نے قربانی کیا تو اوسکو غیب سے ایک آگ نمودار ہو کر کہا گئی اور یہ بات اسکے مقبول ہونے کی عمدہ علامت تصور ہوتی تہی جیسا کہ عہد عتیق کے متعدد مقامات سے پایا جاتا ہی لیکن انکا یہ کہنا کہ خدا نے ہم سے عہد لیا ہی کہ بغیر اس معجزہ دیکھے کے کسی پر ایمان نہ لائین محض غلط بات تہی کبہی اونسے یہ عہد نہین ہوا بلکہ مسیح علیہ السلام وغیرہ کو اسکی نوبت ہی نہین آئی چونکہ وہ آنحضرت کے بہت سے معجزات دیکہہ چکے تہے انکا انکار نکر سکے اور ایک نئی بات طلب کی اور یہہ طلب عناد سے تہی تو اس لئے سنت اللہ یون ہی جاری ہی کہ ایسی حالت مین معجزہ ندکھایا جاوے جیسا کہ حضرت مسیح نے صلیب پر چڑہتے وقت معجزہ دکہانے سے انکار کیا تھا ۔

[1] آجکل بھی جاہل لوگ قرآنی محاورات اقرضوا اللہ قرضا حسنا وغیرہ پر یہی اعتراض کیا کرتے ہین حالانکہ اللہ کو دینے اور قرض دینے سے مراد نیک کامون مین دینا مراد ہوتا ہے جسکا بدلہ خدا کے ذمہ ہے اس کو قرض سے بطور استعارہ کے تعبیر کرنا کمال بلاغت ہے مگر کوڑ مغز کے نزدیک عیب ہے ۱۲ منہ

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور تم کو تو قیامت کے روز پورے بدلے ملیں گے پس جو کوئی آگ سے بچایا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو وہ مراد کو پہونچ گیا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اور دنیا کی زندگی ہے کیا مگر دھوکے کی پونجی ضرور مالی اور جانی نقصان سے تمہاری آزمائش کی جاویگی اور البتہ تمکو ان لوگونسے کہ جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

اور مشرکون سے بھی بہت سی رنج کی باتین سننی پڑین گی اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری اختیار کرو تو البتہ یہ بڑی ہمت کی بات ہے

ترکیب

کل نفس گرچہ نکرہ ہی مگر اس مقام پر مبتدا اور ذائقۃ الموت خبر انما کافہ ہی اور اسلیئے اجورکم کو فعل کی وجہ سے نصب ہوا اور اگر بغیر الذی ہوتا تو اجورکم کو رفع ہوتا فمن زحزح الخ شرط فقد فاز جواب من الذین اشرکوا معطوف ہی من الذین اوتوا الکتاب پر اذی موصوف کثیرا صفت مفعول ہی لتسمعن کا۔

تفسیر

پہلے تھا کہ اگر یہود نے آپکی تکذیب کی تو کچھ نئی بات نہیں یہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے آئے ہین اسکے بعد فرماتا ہی کہ یہان جو کچھ کرتے ہین کرلین آخر ہر شخص کو مرنا ہی (کس لئے کہ جسم کی رطوبت غریزیہ کو اسکی حرارت غریزیہ فنا کرتے کرتے خود بھی فنا ہوجاتی ہی جسطرح چراغ کا تیل حرارت کے جلتے جلتے اس درجہ پر پہنچتا ہے کہ خود چراغ کی لوگل ہوجاتی ہی یہ چار مخالف عناصر کب تک جمع رہینگے آخر انفکاک ترکیب ہوگا گلے کہان رہی ہین جو یہ بچ جائینگے اسمین اشارہ ہی کہ روح باقی رہیگی کیونکہ نفس کو موت کا مزہ چکھنے والا فرمایا سو موت کے وقت اسکا باقی رہنا چاہیے) پھر روح جب اس عالم سے وہان جاویگی تو اپنے اعمال کا پورا بدلہ پاویگی مگر قیامت میں کہ جب اس عالم عنصری کا وجود نہ رہیگا جو عذاب سے بچا اور جنت مین گیا اُسنے اپنے اس دنیا مین آنے کی مراد پالی ورنہ اُسکا یہ سفر اکارت گیا اور جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کے عیش وآرام اور مال و دولت زن و فرزند ہی کو اصلی مراد سمجھتے ہین وہ دہوکے مین ہین یہ سب چیزین عالم خواب کے عیش وآرام کی طرح چندروز کے بعد خواب وخیال ہوجاوینگی پھر اس بے بنیاد چیز کے نشہ مین اوس عالم کے ہادیون کا انکار کرنا اپنے پاؤن پر کلہاڑی مارنا ہے حقیقت مین یہان کے عیش وآرام کچھ بھی نہین ہر چیز مین تلخی ملی ہوئی ہے اول تو ہر دم فنا جسم کا تغیر آواز جرس بن رہا ہی پھر اگر مال ہی تو تندرستی نہین اور یہ ہے تو وہ نہین سب مرادین کسی کو بھی حاصل نہین ہوتین سو اس تمام عیش وخوبی کا گھر عالم روحانی ہے اس لئے کاملین موت کے مشتاق رہتے ہین اس تسلی کے بعد فرماتا ہے کہ اے ایماندارو یہ عالم دار امتحان ہے تم کو جانی اور مالی تکلیفین یہان اوٹھانی پڑین گی اہل کتاب اور مشرکین کے طعن اور کلمات جانسوز بھی سننے پڑین گے ثابت قدم رہنا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آج تک ہو رہا ہے پادری اور متعصب ہنود وغیرہم سیکڑون برچھیان مسلمانون کے دلوں پر مارتے تھے اور مارتے ہین ہزارون جھوٹی باتین لکھکر اسلام پر دھبہ لگاتے ہین عجب عجب پہلو سے آنحضرت اور اسلام اور قرآن کی ہجو کرتے ہین پھر فرماتا ہے اگر تم ان باتون پر صبر کرو اور حلم اور پرہیزگاری سے کام لو تو یہ بڑی عمدہ اولوالعزمی کی بات ہے۔ جہاد کے موقع پر جنگ کرنا اور بات ہی عموماً برتاؤ مین حلم اور تواضع کرنا اور بات ہے اس لئے اس کی بھی جابجا قرآن مین تعلیم ہے۔

لہ اصلیہ ۱۲ سلہ قل للذین آمنوا یغفروا للذین لایرجون ایام اللہ مسلمانونسے کہدو کہ کافرون کو معاف کیا کرین وقال ادفع بالتی ہی احسن کہ بدی کے مقابلہ مین نیکی کرو۔ وغیرہا من الآیات ۱۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا

اور یاد کرو جبکہ اللہ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ کتاب کو لوگون سے ضرور بیان کر دینا اور چھپانا مت سو اہل کتاب نے اوس عہد کو پس پشت پھینکدیا اور اس سے

بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

کسی قدر دام وصول کئے سو کیا ہی بُرا سودا کر رہے ہین اور ان لوگون کو جو اپنے کرتوت پر اتراتے اور جو کچھ اونہون نے کیا بھی نہین اسپر تعریف کئے جانے سے خوش ہوتے ہین سو انکو

فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

یہ نہ سمجھنا کہ انہون نے عذاب سے رستگاری حاصل کر لی ہو بلکہ اونکے لئے عذاب دردناک رکھا ہے اور آسمانون اور زمین کی بادشاہت تو اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

ترکیب

لتبیننہ کا مرجع عہد البعض کتاب ہے بعض کے نزدیک نبی علیہ السلام ہین دراو ظرف ہے نبذ کا لا تحسبن بالتاء خطاب للنبی او لکل من یصلح للخطاب انت ضمیر اسکی فاعل اور الذین صلہ وموصول مع معطوف مفعول اول خبر امفعول ثانی محذوف یا لا تحسبن ثانی اوسی کا اعادہ ہے ہم مفعول اول بمفازۃ مفعول ثانی مفازۃ مفعلۃ ہے یعنے ظرف مکان من العذاب متعلق محذوف کے ہو کر مفازۃ کی صفت اور اگر مفازۃ کو مصدر میمی مانا جاوے تب اسی کے ساتھ متعلق ہے۔

تفسیر

صبر اور پرہیزگاری جسکا حکم دیا تھا اور اسکو ہمت کے کامون مین سے بتایا تھا یہود مین سے جاتی رہی تھی جسکا ذکر ان آیات مین کیا جاتا ہے واذ اخذ اللہ کہ خدا نے اہل کتاب سے عہد لیا تھا کہ کتاب کو لوگون سے چھپانا نہین بیان کر دینا مگر دنیاوی فوائد کے لحاظ سے اس عہد کو پس پشت پھینکدیا عہد کے بدلہ جو دنیا خریدی کیا ہی بُرا سودا کیا۔ پھر ان مین صبر اور پرہیزگاری کہان رہی دنیا کے لالچ مین ایمان بھی برباد کر بیٹھے۔

علماء اہل کتاب پر ہوا پرستی اور دنیا طلبی یہان تک غالب آگئی تھی کہ وہ جیسا موقع دیکھتے تھے ویسا ہی فتویٰ دیدیا کرتے تھے حق گوئی بالکل جاتی رہی تھی اور لطف یہ تھا کہ اپنی اس کرتوت بد پر خوش بھی ہوتے تھے بلکہ اس بات پر مدح و ستائش کے مستحق بنتے تھے کہ دیکھو ہم کیسے ہوشیار ہین دین کی آڑ مین دنیا حاصل کرتے ہین فرماتا ہے کہ وہ اس چالاکی اور دین فروشی سے چاہین کہ خدا کی مار اور اسکی سزا سے بچ جاوین ہرگز نہ بچین گے انکو اس فعل بد کی سزا ملنی ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی کیونکہ آسمانون اور زمین کی بادشاہی اللہ کو ہے اسکی عدالت کا یہی تقاضا ہے۔ اسکے اقتدار و قدرت سے بھی کوئی باہر نہین جو کسی تدبیر و حیلہ سے اسکی سزا سے بچنا چاہے تو نہین بچ سکتا اسیات سے ڈرنا ہی تو اصل پرہیزگاری ہے جسکو وہ کھو بیٹھے اے مسلمانو تم نہ کھو دینا اتوا اے فعلوا یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا دراصل ستایش وحمد تو عمدہ باتون پر ہوتی ہے سو وہ تو انہون نے کین نہین اور کیا تو بُرا کام کیا پھر اسپر وہ ستائش کرانا چاہتے تھے سو یہ نہایت بد بات تھی گویا عیب کو ہنر سمجھ کر مدح کا مستحق بننا ہے معاذ اللہ جسمین یہ لاعلاج مرض پیدا ہو جائے کہ وہ عیب کو ہنر سمجھ کر اپنے آپ کو تعریف کا مستحق سمجھے ایسے لوگون سے صلاحیت کی کیا امید اس بیان مین صبر و پرہیزگاری کی مدمی جانب بھی بیان کر دی جو یہود مین تھی کس عمدہ پیرایہ سے کہ جسکا یہود بھی انکار نہین کر سکتے تھے کیونکہ وہ خود ایسا کیا کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اصل تقویٰ خدا کو آسمانون اور زمین کا بادشاہ اور ہر چیز پر قادر سمجھ کر اعمال بد کی سزا سے ڈرنا ہے اور اس مین انسان کو ہلاک کرنے والی خصلت سے بھی آگاہ کر دیا وہ کیا عیب کو ہنر اور قابل مدح سمجھنا۔

المفازۃ مفعلۃ من فاز یفوز اذا نجا وقیل معناہ مکان بعید [illegible]

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا

البتہ آسمانون اور زمین کے بنانے مین اور رات دن کے بدلنے مین عقلمندون کے لئے بڑی نشانیان ہین اون کے لئے جو الله کو یاد کرتے ہین کھڑے

وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا

اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے) اور آسمانون اور زمین کی پیدائش مین غور کرکے کہتے ہین اے ہمارے رب تو نے یہ عبث نہین بنائے ہین تو عیبون سے پاک ہے سو ہمکو

عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ۚ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا

آگ کے عذاب سے بچانا اے رب جسکو تو نے دوزخ مین داخل کیا سو اسکو رسوا کردیا اور ظالمون کا کوئی بھی مددگار نہین اے رب ہم نے ایک

مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝

ایمان کیلئے پکارنیوالیکو یہ پکارتے سنا کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ سو ہم ایمان لے آئے اے رب ہمارے گناہ معاف کر اور ہماری برائیان مٹادے اور ہمکو نیک لوگون کے ساتھ موت دے

رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ

اے ہمارے رب ہمکو وہ چیزین عنایت کر جنکا وعدہ تو نے اپنے رسولون کی معرفت کیا ہے اور قیامت کے دن ہمکو رسوا نہ کیجیو کیونکہ تو وعدہ خلافی نہین کیا کرتا ہے پس انکے رب نے بھی انکی دعا قبول کرلی کیونکہ مین

عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ

کرنے والے کی محنت کو رائگان نہین کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت کیونکہ تم آپس مین ایک ہو پھر جنہون نے ہجرت کی اور وہ اپنے گھرون سے نکالے گئے اور میری راہ مین ستائے گئے

وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

لڑے اور مارے گئے مین بھی انکی برائیان انسے مٹادونگا اور انکو ایسے باغون مین پہنچا کر رکھونگا کہ جنکے تلے نہرین بہتی ہونگی (یہ) خدا کی طرف کا بدلہ ہے اور الله کے پاس بہت ہی اچھا بدلہ ہے

ترکیب

فی خلق السموات الخ خبر ان لاٰیٰت اسکا اسم الذین الخ صفت یا بیان ہے اولی الالباب کا قیاما و قعودا حال ہین فاعل یذکرون سے اور علی جنوبہم بھی محذوف ہے متعلق ہو کر حال ہے اے کائنین علی جنوبہم ویتفکرون معطوف ہے یذکرون پر باطلا اسم فاعل بمعنے مصدر کا یعنی عبثا یہ مفعول لہ یا حال ہے ہذا کا مشار الیہ خلق ہے تدخل النار شرط فقد اخزیتہ جواب مجموعہ خبر من ینادی صفت ہے منادیا کی من ذکر او انثی بدل ہے منکم سے بعضکم من بعض مستانف ہے یا حال ثوابا تمیز یا حال۔

تفسیر

اور جانب وجودی کو ان آیات مین اپنے صفات جلیلہ اور پرہیزگارون کے رد یہ عبادت و ذکر و دعا سے ثابت فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار خدا پرست ایسے ہوتے ہین کہ ان فی خلق السماوات والارض بیشک جو کچھ آسمانون اور زمین کے پیدا کرنے مین خدا کے نشان قدرت ہین ایک مادہ سے مختلف اشیا کس حکمت سے بنائی ہین اختلاف الیل والنہار اور جو کچھ رات اور دن کے بدلنے مین نشان قدرت ہین کہ نیرات عظام کو کس عمدگی اور فوائد بشریہ سے لئے ہوئے کس قادر مطلق نے حرکات و سکنات کسطرح سے مامور کردیا ہے کبھی دن اور رات بڑی کبھی چھوٹی کبھی سرد کبھی گرم ہوتے ہین اور یہ تغیر بتارہا ہے کہ دنیا کی کسی حالت کو بھی بقا و دوام نہین چہ جائیکہ انسان ان سب مین غور و فکر کرنے سے اسکی قدرت و کمال کی بڑی بڑی نشانیاں اور دلائل معلوم ہوتے ہین مگر کس کے لئے لاولی الالباب عقلمندون کے لئے نہ کہ حمقا و جہلا کے جو حیوانون جیسی آزاد زندگی پر فریفتہ ہین لذائذ جسمیہ ہی ان کا مقصود اصلی ہے وہ عقلمند جو اصلی خدا ترس اور پرہیزگار ہین کون ہین اور انکے کیا صفات ہین؟

الذین یذکرون الله وہ جو ان آیات قدرت مین غور کرنے کے بعد ان سب سے خدائے قادر کا وجود برحق مانکر اسکو یاد کرتے ہین پھر نہ صرف عمر بھر مین ایک دو بار یا برسون اور مہینون اور ہفتون مین بلکہ قیاما و قعودا ہر حال مین کھڑے اور بیٹھے۔ (اسلامی نماز اس قسم کے ذکر کو حاوی ہے) بلکہ وعلی جنوبہم لیٹے ہوئے بھی اس سے غافل نہین صرف ذکر ہی کرتے ہین بلکہ ویتفکرون فی خلق السماوات والارض لیٹے ہوئے جب آسمانون اور نیرات عظام کو دیکھتے ہین پھر زمین کی طرف نظر ڈالتے ہین تو انکی پیدائش

مین غور و فکر کرکے یہ کہتے ہین ربنا ما خلقت ہذا باطلا اے ہمارے رب تونے اس عالم کو بیکار اور غلط کاری سے پیدا نہیں کیا ہے ہر ہر چیز مین صدہا
مصلحتین ملحوظ رکھی ہیں یہ کسی بے شعور طبیعت یا کسی لایعقل مادہ یا کسی مجہول الحال نیچر کا کام نہین سبحانک تو اس لغو اور باطل آفرینش کی تہمت سے
بھی پاک ہی اور جو لوگ باوجود عقل خداداد کے ان نشان قدرت میں غور نہین کرتے اور عالم کو از خود پیدا شدہ جانتے ہین یا خدا کے سوا ان کی پیدائش اور
کی طرف منسوب کرتے ہین یا وہ کچھہ فکر بھی نہین کرتے یہ کام جہنم مین جانے کا ہے پہر اے ہمارے رب وقنا عذاب النار ہم کو جہنم کی آگ سے بچانا
ہم آپ ہی کو خالق و مالک مانتے ہین کیونکہ جسکو تو نے جہنم مین داخل کیا تو اسکو بڑا ہی رسوا کیا جس سے زیادہ اور کوئی رسوائی اور ذلت نہین
اور ایسے ظالمون کا جو ایک کا حق دوسرے کو دیتے ہیں خدا کے صفات مخلوق مین ثابت کرتے ہین وہان انکا کوئی بھی مددگار اور بچانے والا نہین
جنکو وہ مددگار سمجھکر پوجتے تھے کسی کی بھی مجال نہ ہوگی کہ اسکے سامنے دم بھی مارے اور صرف ہماری ہدایت کا یہی سبب نہیں کہ ہم نے عالم کے
احوال مین نظر کرکے خدا کو پہچان لیا اور اسی کو کافی سمجھہ بیٹھے ہون بلکہ سمعنا منادیا کہ ہمنے ایک منادی کو سنا بنادی جو آواز دیتا تھا کہ ان امنوا بربکم
اپنے رب پر ایمان لاؤ فامنا ربنا سو اے رب ہم ایمان لے آئے اسکی مخالفت نہ کی۔ منادی خدا سے مراد نبی یا اس کے نائب اور قرآن مجید ہے
اور دل مین بھی خدا کا منادی فرشتہ خیر کی طرف آنے کی آواز دیا کرتا ہے اس کی آواز کو بھی وہی سنتے ہین کہ جنکے دل میں ادراک باقی ہے یہانے
کس لطف کے ساتھہ نبوت کی ضرورت بھی ثابت کردی۔ اور اسمین کوئی شبہ نہیں کہ عالم غیب کے حالات صحیح بغیر نبی کے معلوم نہین ہو سکتے
کیونکہ قوت وہمیہ حق بات پر بھی دوسرا رنگ چڑہا کر دکھا دیا کرتی ہی۔ اے خدا ہمارے گناہ جو بتقاضائے بشریت ہمسے ہوگئے ہین معاف کریجیے
اور ہماری برائیان اور سیہ کاریان سر سے مٹا ہی ڈالئے اور ہم کو آئندہ بھی اسی رستہ پر قائم رکھہ کہ موت بھی آئے تو نیک لوگونکے زمرہ مین
ہوکر آئے اور اے ہمارے رب جو کچھہ تو نے ہمارے لئے اپنے رسول کی معرفت عالم جاودانی کی بابت وعدہ فرمایا ہے وہ ہم کو دینا ہمارے
گناہون کے سبب محروم نکر دینا خوف تو یہی ہے تیرے وعدہ کی بابت شبہ نہین ہے کس لئے کہ تو ہرگز وعدہ کے خلاف نہین کیا کرتا اسکے
جواب مین خدا بھی انکو ان کی دعا مستجاب ہونے کا مژدہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم بھی کسی کی محنت رائگان نہیں کیا کرتے انکی دعا کو قبول
فرماتے ہین اس مین کسی کی خصوصیت نہین خواہ مرد ہو خواہ عورت خواہ غریب ہو خواہ امیر شریف ہو خواہ رذیل کس لئے کہ خدا کے نزدیک
بعضکم من بعض سب انسان ایک نسل کے ہین اور بلحاظ انسانیت یکسان ہیں مراتب میں عند اللہ فرق ہے تو انکے اعمال و ایمان ہی کے
سبب سے ہے فالذین ہاجروا پھر جنہنے ہجرت کی خدا کے لئے وہ وطن کہ جہان خدا پرستی نہین کرسکتے تھے چھوڑ دیا اور خدا کے ممنوع کام بھی چھوڑ دئے
اور وہ اپنے گھرون سے بجرم خدا پرستی نکالے گئے اور اسی لئے ستائے گئے اور مقابلہ کی اجازت کے بعد پھر وہ بھی خدا پرستی کو رواج دینے کے
لئے لڑے یا اس لڑائی مین مارے گئے اور شہید ہوگئے تو مین بھی انکے گناہ دفتر سے مٹا ہی ڈالونگا اور صرف یہی نہین بلکہ ان کو مرنیکے
بعد ایسے عمدہ باغون مین لیجاکر رکھون گا کہ جنکے تلے نہرین پڑی بہ رہی ہون گی یہ بدلہ ہوگا خدا کی طرف سے اور خدا کے پاس بہت عمدہ
بدلہ ہے تھوڑی سی نیکی پر بھی وہ بدلہ دیتا ہے جو کوئی کیا دے گا حیات جاودانی جس کی ادنے چیز کی بھی دنیا بھر قیمت نہیں ہو سکتی
کیسا بڑا بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ قف ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ

آپ کافرون کے ملک مین اکڑتے پہرنے سے دہوکہ مین نہ آجانا یہ تو تہوڑا سا اسباب ہے پہر تو انکا ٹہکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹہکانا ہے لیکن جو لوگ اپنے

اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ وَاِنَّ مِنْ

رب سے ڈرتے ہین اونکے لئے وہ باغ ہین کہ جنکے تلے نہرین جاری ہین جنمین وہ ہمیشہ رہین گے یہ مہمانی ہی خدا کی یہان کی اور جو اللہ کے پاس نیک لوگون کیلئے ہے وہ بہت ہی بہتر ہی اور بیشک

اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اہل کتاب مین سی کچہہ ایسے بھی ہین جو اللہ پر اور جو کچہہ تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اور جو کچہہ انکی طرف نازل کیا گیا تہا خدا سے ڈر کر سب پر ایمان لاتے ہین خدا کی آیتون کو تہوڑے سے داموں سے

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

بھی نہین بیچتے ہین یہی وہ لوگ ہین کہ جنکا اجر اون کے رب کے پاس ہی اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے اے ایمان والو صبر اور برداشت کرتے رہو

وَرَابِطُوْا قف وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اور دل لگاتے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو

ترکیب

متاع قلیل خبر ہے مبتدا محذوف کی لٰکن تقلبہم متاع قلیل لکن مخفف اور مثقل دونون طرح سے آیا ہی خالدین حال ہی لہم سے اور عامل معنے استقرار ہین جنت موصوف وصفت مبتدا لہم خبر من اہل الکتاب خبر ان لمن یؤمن اسم خاشعین حال ہی ضمیر یؤمن سے اور جمع بلحاظ معنے لفظ من ہی۔

تفسیر

ان پرہیزگارون کے مقابلہ مین ان لوگونکو دکہا یا جاتا ہے کہ جو صرف دنیاوی جاہ وحشمت پر مغرور ہوکر ملک مین اکڑتے پہرتے ہین جو ایک بہت ہی قلیل پونجی ہی اور نیز مشرکین اپنے دنیاوی عیش وآرام پر نازان ہوکر فقرا مہاجرین وانصار سے جن پر تنگدستی بے انتہا محیط تہی طعن کے طور سے کہا کرتے تہے کہ تمہاری خداپرستی اور پرہیزگاری دیکہی تم سے ہر حال مین ہم بہتر ہین عیش وآرام مین بلا قید حلال وحرام ہر طرح کے مزے اوڑاتے ہین نہ روزہ نماز کی تکلیف نہ راتون جاگنے دعا مانگنے کا جہگڑا جب تمکو یہین کچہہ نہیں ملا تو وہان کیا ملے گا صرف توہمات اور خیالی باتون پر شادمان ہونا اور مصائب اوٹہانا ان ہی احمقون کا کام ہے کہ جنکو محمد (صلعم) نے اپنے جادو سے دیوانہ کردیا ہے انکے خیال باطل کا رد کیا جاتا ہے کہ لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد اے مخاطب تم ان کے ملک مین اس اکڑتے پہرنے سے اور اسقدر قلیل جاہ وعیش سے جو آخرت اور نعیم باقیہ کے مقابلہ مین ہیچ ہی دہوکہ مین نہ پڑ جانا کہ پرہیزگاری اور خداپرستی کا کوئی عمدہ نتیجہ نہین متاع قلیل یہ ایک تہوڑا سامان ہی اور بہت ہی بے ثبات بہی ہے خدا نے اپنی کسی مصلحت سے انکو دے رکہا ہی اسپر نظر بہی نہ ڈالنا ثم ماواہم جہنم وبئس المہاد پہر تو انکا ٹہکانا جہنم ہے جو بہت ہی بری جگہ ہی پہر یہ چندروزہ کامرانی ہی لکن الذین اتقوا ربہم لیکن کامرانی اور حیات جاودانی تو انکے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہین اور اسی کے لئے خداپرستی اور پرہیزگاری کرتے ہین لہم جنات تجری من تحتہا الانہار انکے لئے ایسے باغ طیار ہین جنکے تلے نہرین بہ رہی ہین جنمین وہ ہمیشہ ہمیشہ رہا کرین گے وہ اس دنیا مین مسافرانہ بسر کرتے ہین مسافر کو اصلی مقام کی راحت کا خیال ہونا چاہیئے۔ یہ لوگ جب اس سفر دنیا سے اپنے مقام پر آئین گے تو یہ سامان انکو نزلا من عند اللہ خدا کی طرف سے مہمانی مین ملین گے اور ان چیزون سے اور جو کچہہ چیزین خدا کے پاس ہین۔ ابرار یعنی نیکوکارون کے لئے موجود ہین وہ کہین بہتر ہین۔

اس مین تو کوئی شک نہین کہ اس عالم مین کسی کو بہی بقا نہین لاکہون کو مرتے دیکہتے ہین پہر رہی یہ بات کہ یہان کے بعد کوئی اور عالم بہی ہی کہ جہان ہم کو جانا اور جا کر اپنے اعمال کا نتیجہ پانا ہی جسکی اوس کے رسولون نے خبر دی ہے تو پہر ان نعمتون کے مقابلہ مین اس چندروزہ سامان پر بس کرنا سخت نادانی ہے۔

ع ۲۰ ۱۱

اسبات پر سوائے دلائل عقلیہ کے تمام سلسلہ انبیائی کی ہی شہادت بس ہی جسکو بعض اہل کتاب وا کر رہے ہین اور وہ کون ہی لمن یؤمن باللہ الخ کہ جو اللہ پر ایمان رکہتے ہین اور جو کچھہ مسلمانون کی طرف بہیجا گیا ہی یعنی قرآن اسپر بہی ایمان رکہتے ہین اور جو کچھہ اگلے انبیا کی معرفت انکے پاس بہیجا گیا ہو اسپر بہی ایمان رکہتی ہین اور اسمین اس بات کی صاف تصریح کی ہی وہ اللہ سے بہی ڈرتے رہتے ہین اور خدا کی آیات کو تہوڑے دامون سے بہی نہین بیچتے دنیا جتنی کچھہ ہو تہوڑے دام ہین سوانکے لئے بہی ان کا اجر خدا کے پاس ہے - یہ ادن خدا ترس اہل کتاب کی طرف اشارہ ہی جنہون نے نبی خاتم الزمان کی تصدیق کی تہی جیسا کہ یہودوین سے عبداللہ بن سلام اور عیسائیون مین سے حبشہ کا بادشاہ نجاشی وغیرہم اور ممکن ہو کہ اہل کتاب کے نقص بیان کرنے کے بعد انہین سے خدا پرستون کو مستثنے کیا گیا جو انصاف کا مقتضے ہے اسکے بعد پہر مسلمانون کی طرف روئے سخن کر کے انکو صبر برداشت خدا پرستی پر قائم رہنے اور پرہیزگاری پر ثابت رہنے کیطرف متوجہ فرما کر کلام کو کس خوبی سے تمام کر دیا بقولہ یاایہاالذین امنوا اصبروا الخ کے انکو پڑا ایکنے دو تہا جو کام ہی وہ کئے چلے جاؤ واضح ہو کہ انسان کے دو حال ہین ایک دُنیا کا معاملہ دوسرا خدا کا معاملہ پہر دنیا کے معاملہ کی دو قسم ہین ایک اپنے اوپر مشقت گوارا کرنا دوسرے کو تکلیف نہ دینا ایک یہ کہ اُسکے علاوہ کچھہ اور بہی سلوک و احسان کرنا پہر اسکی بہی دو قسم ہین اول یہ کہ خاص اپنی ذات سے علاقہ رکہے سو اسکو تو اصبروا مین ذکر کیا - صبر نفس کو روکنا اور برداشت کرنا ہی پہر اس صبر کے بہت سے اقسام ہین (۱) یہ کہ توحید اور عالم آخرت کے پہچاننے مین جو کچھہ غور اور فکر کرنے مین مشقت ہو اوسپر صبر کرے (۲) واجبات کے ادا کرنے مین جو کچھہ مشقتین پیش آئین روزہ مین بہوک پیاس جہاد مین گرمی مین چلنا دشمن سے لڑنا تبلیغ احکام مین وعظ و پند اور دین کی منادی مین جاہلون کی بدکلامی سننا سب پر برداشت کرے (۳) نفس کی خواہش روکنے مین جو کچھہ مشقت پیش آوے اوسپر صبر کرے جسین شہوت کی طرف حرام کرنے کیلئے دل مائل ہو اسکو روکے الغرض منہیات سے بچنے مین کوشش کرے (۴) مصائب دنیا مرض موت قحط تنگدستی خوف وغیرہ مصائب پر برداشت کرے یہ سب باتین اصبروا مین شامل ہین - وہ جو اورون سے علاقہ رکہتی ہی اوس مین یہ ہے کہ گہر کے لوگون اور ہمسایہ اور اہل شہر اور قوم کے اخلاق رذیلہ پر برداشت کرے انتقام لینے مین اور غصہ کے فرو کرنے مین دل کو روکے رکہے یہ سب باتین صابروا مین آگئین - رہا دوسرونپر احسان کرنا صلہ رحمی وغیرہ سو وہ رابطوا مین آگئین - ربط کہتے ہین باندہنے اور لگانے کو خواہ دل کو محبت الٰہی سے باندہے یا جہاد مین گہوڑے باندہے یا شب کو مخالفون کیلئے پہرہ دینے پر دلکو باندہے یا انتظار صلواۃ مین دل لگادے یا عزیز قریبون سے واسطہ قائم رکہے اس لفظ مین سب معنون کی گنجائش ہی اور اسی لئے ہر ایک مفسر نے انمین سے ایک معنے اختیار کئے ہین اور احادیث مین بہی ہر معنے کیطرف اشارہ ہی رہا خدا کا معاملہ سو وہ اتقوا اللہ مین آگیا ایک جملہ مین حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ اور انکی جمیع اقسام تہذیب اخلاق سیاست مدن تدبیر منزل وغیرہ سب کو جمع کر دیا اور پہر حکمت کے ثمرہ فلاح کی طرف بہی کس مجمل لفظ مین اشارہ کیا جو ہر قسم کی فلاح کو شامل ہی فلاح دنیا اور فلاح آخرت سب آگئین -

صبر کے اقسام

اس سورہ مین مبدء و معاد دار آخرت کے حالات خدا کے صفات نیکی کے نتائج اور نیکون کا ردیہ اور بد لوگون کا انجام اشاعت دین مین استقلال انبیاء اور انکے پیروون کے مختصر واقعات بیان کر کے سعادت کے عمدہ نتیجہ فلاح پر کس خوبی سے کلام تمام کیا ہے اور ہر ایک مضمون کو دوسرے سے عجب مربوط کیا ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا

لوگو تم اپنے اس رب سے ڈرتے رہو کہ جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اسی سے اسکا جوڑا بھی پیدا کیا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں

وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝

اور اس اللہ سے ڈرتے رہو کہ جسکا آپس میں واسطہ دیکر مانگا کرتے ہو اور قرابت کا بھی لحاظ رکھو بیشک اللہ تم کو تاک رہا ہے

ترکیب

من نفس واحدۃ صفت وموصوف موضع نصب میں خلقکم کیوجہ سے ومن ابتدا رغایۃ کیلئے ہے اور ایسا ہی منہا کثیرا صفت ہے رجالا کی اور رجال اگرچہ یہاں جمع ہے اور قاعدہ چاہتا تھا کہ اسکی صفت بھی کثیرہ ہوتا کیونکہ جمع مؤنث ہے لیکن کبھی جمع کی صفت مذکر بھی آتی ہے جیسا کہ جماعت مؤنث کیطرف فعل مذکر مستند ہو جاتا ہے کما قال نسوۃ والارحام منصوب معطوف ہے اللہ پر

تفسیر

یہ سورہ بھی مدینہ میں نازل ہوئی ہے اسمیں ایک سو چہتر آیتیں ہیں اور چونکہ اسمیں عورتوں کے احکام نکاح و توریث وغیرہ زیادہ مذکور ہیں اسلئے اس مناسبت سے اسکا نام سورہ نساء مشہور ہو گیا۔ سورہ آل عمران میں بیشتر جہاد فی سبیل اللہ کے مسائل اور فضائل اور مخالفین ملت اسلامیہ کے سید اسعاد ذات وصفات کی بابت شکوک وشبہات کے جواب اور عالم آخرت کے دلائل وفضائل وہ باتیں ذکر کی گئیں کہ جن سے قوام ملت آسمانی اور تقویت مذہب حقانی ہو جائے اسکے بعد حکمت ازلیہ وفیض الہام کا مقتضٰے ہوا کہ مکلفین کیلئے وہ احکام بھی بیان ہو جاویں کہ جو انکے معاملات کا پورا دستور العمل ہیں اور ان باتوں کا معین کرنا بھی قوت بشریہ کی طاقت سے باہر تھا اسلئے اس سورہ میں بہت سے احکام بیان ہوئے خصوصاً سب سے اول یتیموں کی پرورش اور انکے مال کی حفاظت اور انکے حقوق کی رعایت اور انپر رحم کرنے کے مسائل اور پھر وراثت وغیرہ کے متعلق کہ جنکا سلسلہ موت سے متعلق ہے گرچہ ایماندار ہر طرح سے خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہیں مگر عرب کی جہالت اور وحشت ابھی دور ہوئی تھی اور انکا ذہن تھوڑے ہی دن سے رخصت ہوا تھا اسلئے ان احکام پر برداشت کرنیکے لئے شروع کلام

یا ایہا الناس الی قولہ رقیبا سے کیا اور اس میں اللہ سے ڈرنے کی دوبار تاکید فرمائی ایک بار یوں فرمایا کہ تم اپنے اس رب سے ڈرو کہ جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کر دیا اور پھر اوسی سے اسکی بیوی پیدا کر کے انسے بہت سے مرد وعورت زمین پر پھیلائے۔ ان لفظوں میں چند باریک نکتے رکھے ہیں (۱) لفظ رب سے پاکہ جسکے معنے پرورش کرنیوالے کے ہیں تاکہ اسبات کا خیال رہے کہ خدا ہماری پرورش کرتا ہے ہمکو یتیموں کی پرورش مجازی میں کچھ کمی نکرنی چاہئے ورنہ درحقیقت تو وہی پرورش کرتا ہے اور یہ بھی کہ جو پرورش کرتا ہے اوس سے ڈرنا اور اسکی فرمانبرداری کرنا ضرور چاہئے اور خدا سے ڈرنے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ وہ بڑا بلا ہے یا سفاک بیرحم ہے اس سے بچنا چاہئے کیونکہ اللہ تو سب محبوبوں کو محبوب ہے سب پیاروں سے پیارا ہے بلکہ یہ معنی کہ اوسکی نافرمانی کرنیسے ڈرو ورنہ اسکا ثمرہ تمہیں دیکھنا پڑیگا (۲) یہ کہ تم کو ایک شخص سے پیدا کیا ہے تاکہ یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم باہم ایک ہیں کوئی کسی پر حسب نسب شکل وصورت مال وجاہ سے بیہودہ تفاخر اور تکبر نکرے کہ جو رحمدلی اور مروت کے برخلاف ہے اور نیز یہ بات ملحوظ رہے کہ سب بنی آدم میں برادری ہے سب سے رحمدلی اور صلۂ رحمی کرنا چاہئے اور یہ کہ اگر آج ہم کسی کو پرورش کرتے ہیں تو کیا ہوا آخر ہم کو بھی کسی نے پالا ہے نفس واحدہ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جنکو خدا نے مٹی سے بنایا اور جب انکو تنہائی سے وحشت ہوئی تو انکی بائیں پسلی سے انکی بیوی حوا کو انکے سوتے وقت بنا کر بٹھا دیا جس سے وہ خوش ہوئے انسے تمام بنی آدم کی نسل چلی۔ احادیث صحیحہ اور توراۃ کتاب پیدائش میں اسکی تصریح ہے حکماء حال اور دہریہ اور ہنود کے بعض فرقے اسکے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ نوع انسان قدیم ہے ہمیشہ سے ہے کروڑوں برس اسپر گذر گئے اور ہمیشہ رہیگی یہ مذہب عقلاً اور نقلاً مردود ہے پھر فرماتا ہے اللہ سے ڈرو کہ جسکا نام لیکر اور اسکا واسطہ دیکر لوگوں سے سوال کیا کرتے ہو کہ برائے خدا یہ کر دو یعنی جب تم اسکے واسطے کام نکالتے ہو تو اسکا کہنا بھی مانو اور انکے کام نکالنے میں بھی اسکا لحاظ رکھو اسکے بعد فرمایا الارحام کہ آپس کے قرابت کا بھی لحاظ رکھو بعض نے بجر و پڑھا ہے کہ قرابت سے بھی تم سوال کیا کرتے ہو عرب کہتے تھے انشدک اللہ والرحم کہ خدا کے لئے اور قرابت کے لئے۔ پھر فرمایا کہ خدا تمہیں تاک رہا ہے غافل نہیں تاکہ ہر وقت لحاظ رہے۔

[illegible] کے اول [illegible] اور دونوں کا بھی مطلب خدا ہدار کے لئے فرمایا ہے [illegible]

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓی اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا

اور یتیموں کو اون کا مال دیدیا کرو اور بری چیز کو اچھی سے بدل نہ لیا کرو اور نہ انکے مال اپنے مالوں سے ملا کر کھا جایا کرو کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

اور اگر تمکو اسبات کا ڈر ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے حقمیں انصاف نکر سکوگے تو پھر جو اور عورتیں تمہیں پسند آئیں ا ونسے نکاح کر لو خواہ دو دو کیساتھ خواہ تین تین سے خواہ چار چار سے پھر اگر (متعدد بیبیوں میں) اسبات کا ڈر

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ

تو پھر ایک ہی پر یا اپنی لونڈیوں ہی پر بس کرو کیونکہ ناانصافی سے بچنے کے لیے یہ عمدہ بات ہے اور عورتوں کو انکے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو پھر اگر وہ اسمیں سے کچھ

عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا

بخوشی خاطر تمہارے لیے چھوڑدیں تو اوسکو شوق سے کھاؤ

ترکیب

بالطیب مفعول ثانی ہے تتبدلوا کا الی اموالکم متعلق ہے محذوف سے اور موضع حالمیں ہے اے مضافۃ الی اموالکم وقیل الی بمعنی مع ۔ ان خفتم شرط فانکحوا الخ جواب ما طاب مفعول فانکحوا من النساء اوسکا بیان مثنی و ثلث و ربع تینوں نکرہ غیر منصرف ہیں عدل اور وصف کی وجہ سے اور یہ تینوں بدل ہیں ما سے فان خفتم شرط فواحدۃ اے انکحوا واحدۃ جواب او تخییر یا اباحت کیلئے ما ملکت موصول وصلہ مبتدا کافیۃ خبر محذوف نحلۃ ۔ مفعول مطلق ہے اتوا کا دونوں ہم معنی ہیں نفسا تمیز ہے شیٔ سے عامل طبن ہنیا فعیل وکذا مریا مفعول مطلق ہیں اے کلا ہنیا

تفسیر

جب وہ تمہید ہو چکی تو سب سے اول حکم یتیموں کے مال کی بابت دیتا ہے واتوا الیتمی الخ سے حوبا کبیرا تک اس آیت میں تین حکم ہیں (۱) یہ کہ یتیموں کو جبکہ وہ ہوشیار ہو جاویں انکا مال و اسباب جو اون کے ولی سرپرستوں کی سپردگی میں ہو اون کے حوالہ کر دینا چاہیے اور اس سپردگی کا وقت اور اسکا طریقہ اگلی آیت میں بیان کیا گیا ہے بقولہ وابتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا الیهم اموالهم الآیۃ اسکی تشریح اور تفسیر آگے آتی ہے (۲) یہ کہ اون کے اچھے مال اسباب کو اپنے برے مال و اسباب سے بدل نہ لیا کرو یہ بات ہوتی ہے کہ جب گھر میں یتیم کا مال تفویض کر کے رکھا جاتا ہے گو اس اسباب کی فہرست بھی ہوتی ہے مگر اوسی قسم کا دوسرا اسباب اُسکی جگہ ولی بدل کر دیسکتا ہے مثلاً یتیم کی ایک تلوار بھی تفویض میں آئی جسکی قیمت ہزار روپیہ ہیں بوقت واپسی ولی نے اوسکی جگہ اپنی دو روپیہ کی تلوار رکھدی سو اسبات سے خدا نے منع کیا کیونکہ قانون عدالت اسکا کافی بندوبست نہیں کر سکتا یہ دیانت پر موقوف ہے (۳) یہ کہ اپنے مال کے ساتھ یتیم کا مال ملا کر نہ کھا جایا کرو مثلاً یتیم کے لیے اوسکے مال میں سے کھانا پکایا یا اسمیں کسی قدر اپنا کھانا ملا کر اس قدر زیادہ پکایا کہ اپنے تمام کنبہ کو کافی ہو در اصل یتیم کے لیے پاؤ بھر کافی تھا دو سیر اُسکے مال میں سے اور سیر بھر اپنے میں سے ملا کر پکانا ۔ یہ بھی ایک صورت باہم یتیم اور ولی میں ہوتی ہے اور اوسکا کوئی بجز ولی کے نگران نہ تھا سو وہی اس کا مرتکب ہوا تو پھر کیا علاج اس لیے اس سے منع کیا اور دیانت کا حکم دیا ۔ اور سب کے بعد یہ فرمایا کہ یہ بڑے گناہ کی بات ہے ۔

ف یتیم ۔ یتم سے مشتق ہے جسکے معنے تنہا ہو جانا چونکہ باپ کے مرنے سے بیٹا تنہا رہجاتا ہے اس لیے اوسکو یتیم کہتے ہیں اور اسی لیے دریک دانہ کو درّ یتیم کہتے ہیں ۔ لغوی معنے کے لحاظ سے جس کا باپ مر جاوے اوسکو یتیم کہا جاوے گا خواہ وہ لڑکا ہو خواہ جوان مگر عرف میں جبکہ لڑکا بالغ ہو جاوے اور بجائے سرپرست کے خود اپنے کاروبار کرنے لگے تب اوسپر یہ لفظ نہ بولا جاویگا یتیم بروزن فعیل جیسا کہ مریض اسکی جمع مرضی کی طرح سے یتمی آنی چاہیے تھی اور آئی یتامی

ف حوب الاثم یقال حاب یحوب اذا اثم واصلہ الزجر للبعیر ۔ العول الجور من عال یعول الرجل اذا مال نحلۃ بکسر النون وضمها بمعنے العطاء هنیا یقال هناہ الطعام یهنیه اذا انهضم وکذا المریٔ ۱۲

صاحب کشاف کہتے ہین یتامی یتیمی کی جمع ہی جیسا کہ اسیر کی جمع اسری ہی پھر اوسکی اساری یعنے جمع الجمع اور آیت مین جو کہا یتیم کو مال دو حالانکہ جوان ہونے سے یتیم نہین رہتا اور مال جوان بالغ ہوکر ملتا ہے تو یہان لغوی معنے کے لحاظ سے یا مجازاً شفقت دلانے کے لئے باعتبار ماکان یتیم کہدیا ہے ۔

(۲) حوب اور حاب دونون کے معنی گناہ کے ہین جیسا کہ آنحضرت کی دعا مین ہے رب تقبل توبتی واغسل حوبتی (۳) یہ آیت بنی غطفان کے ایک شخص کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے بھتیجے کو اوسکا مال نہ دیتا تھا اسکے بعد اسنے دیدیا ۔

اسکے بعد دوسرا حکم یتیمون کے نکاح کی بابت دیا عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ عرب کا جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ وہ یتیم لڑکیون سے اون کے مال وجمال کیوجہ سے آپ ہی نکاح کر لیتے تھے مثلاً کسی کے چچا کی بیٹی یتیم اوسکے پرورش مین ہے اور اسکے پاس مال بھی ہی تو وہ اور کو دینا پسند نہ کرکے خود ہی نکاح کر لیتا تھا مگر اونکا کوئی اور شخص بجز اسکے باز پرس کرنیوالا نہین ہوتا تھا وہ مہر بھی کم باندہتے تھے اور بعد مین اور بیویان کرکے اوسکی حق تلفی بھی کرتے تھے چونکہ بجز خدا کے اور کوئی اون کی طرف سے اس امر مین حامی ومددگار نہ تھا اس لئے اسکے بارہ مین بھی یہ حکم دیا وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ کہ اگر تم یتیم عورتون کے حق ادا نکر سکو تو انپر کیا موقوف ہے اور بہت سی عورتین ہین تم ان مین سے پسند کرکے خواہ ایک سے نکاح کرو خواہ دو سے خواہ تین سے خواہ چار سے ۔ اور اگر انمین بھی باہم عدل وانصاف نکر سکو تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا اپنی لونڈی پر قناعت کرو تاکہ ظلم مین مبتلا نہو جاؤ ۔

ف (۱) اقساط عدل کرنا قسط عدل قال اللہ تعالےٰ واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین ۔ اسلام مین عدل وانصاف کی نہایت تاکید ہی اپنی وبیگانے کی اسمین کوئی قید نہین عرب مین ایک یہ بھی دستور تھا کہ جہانتک چاہتے تھے نکاح کرتے چلے جاتے تھے پھر بیویون مین کھانے پینے ساتھ سونے مین برابری نکرتے تھے جس سے دل چاہا عیش منایا اور ونکو قید مین ڈالکر جلایا اسلام نے اس خرابی کی بھی اصلاح کردی اور گھٹا کر صرف چار عورتون تک کی اجازت دی اور اسمین بھی یہ شرط کی کہ اگر انصاف وعدل کر سکو تو کرو ورنہ نہین کیونکہ بیویون کے حقوق نان ونفقہ شب باشی برابر ہونی چاہئین (۲) جمہور کے نزدیک اس آیت اور احادیث صحیحہ سے کہ جو حد تواتر کو پہنچ گئے ہین اور اجماع امت سے چار عورتون سے زیادہ سے ایک وقت مین نکاح کرنا حرام ہے ہان مرتے جاوین یا طلاق دیدی جاوین تو کہین تک نوبت کیون نہ پہنچے اور لونڈیان جسقدر چاہے جمع کر سکتا ہے ۔ مگر چار کی اجازت غلام کو نہین امام مالک کے نزدیک اس اجازت مین غلام بھی شریک ہی سدی وغیرہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اس آیت سے یا اور کسی آیت سے چار پر حصر کرنا ثابت نہین ہوتا بلکہ ما طاب لکم اجازت عام ہی علاوہ اسکے مثنٰی وثلث وربٰع مین واو ہی جو جمعیت کا فائدہ دیتا ہی پھر سب کو جمع کیا جاوے تو نو بلکہ اٹھارہ ہوسکتین ہین اقول یہ استدلال غلط ہی اگر اجازت عام دینی مقصود تھی تو صرف ما طاب لکم من النساء کہدینا کافی تہا چار تک تعین کرنا کیا ضرور تھا اور اگر و کی جگہ او آتا تو یہ بات سمجھی جاتی کہ تمام اہل اسلام کو انمین ایک عدد اختیار کرنا چاہئے یعنے سب دو دو سے نکاح کرین یا تین تین یا چار چار سے یہ نہین کہ کوئی دو سے کوئی تین سے کوئی چار سے کرے حالانکہ یہی مقصود تہا

اس لئے وآتیا او نہ آیا پس وسے جمعیت جمیع اقسام جمیع امت کے لئے ہے نہ کہ ایک شخص کے لئے -

اور اسمین کوئی شک نہین کہ باستثنا حضرت انبیا علیہم السلام کہ جنکی طبیعت مین عدل وانصاف خمیر کر دیا گیا ہے سب کے لئے کثرت ازدواج اور بے تعداد جورو ان جمع کرنا مقاصد دینی و دنیویہ مین مخل ہے اور انسان کی ترقی کمالات اور عمدہ عیش مین خلل انداز بھی ہے مقاصد دینیہ مین اسوجہ سے کہ جب بہت سی عورتین ہون گی تو سب کے حقوق مین مساوات کرنا عادتاً مشکل ہے اور اگر انصاف کیا اور اقل مرتبہ مہینے بھر مین ایک عورت کی باری آئی تو اس کثرت مجامعت سے اب یہ اس قابل نرہیگا کہ اوسکی طبیعت مین سیاست ملک اور جہاد کا ولولہ رہے ہندوستان کے رئیسون کی عین جوانی مین نامردگی کثرت جماع سے جو کچھ انکے ملکون مین بربادی کر رہی ہے ظاہر ہے اور دنیاوی خرابی کثرت عیال قلت مال کے صدمہ اور عیش کی تلخی تو ظاہر ہے آج کیا ہے کوئی لڑکا بیمار ہے کوئی کچھ مانگتا ہے کوئی مرگیا اوسکا سوگ ہے پھر اس قدر عورتین ایک سے کیونکر سیر ہو سکتین ہین اور سب کی طبیعتین بھی مساوی نہین پھر کیا کیا فساد اور خلاف عصمت باتین کرکے ننگ و ناموس شوہر مین دہبا لگاتی ہین علاوہ اسکے ہر وقت عورتون مین رہنا انسان کو تجارت اور سفر او مشقت کے ان کامون سے مانع آتا ہے جو اس کی ترقی دنیا کی سیڑھیین ہوتی ہین کیا خوب کہا ہے کسینے ؎ فاحفظ منیک ما استطعت فانہ * ماء الحیوۃ یصب فی الارحام * اور یہ بھی خوب کہا ہے ؎ مرا بیک دم شہوت کہ خاک بر سر او اسیر زن نتوان شد لبسالہائے دراز * اب ہی یہ بات کہ شریعت محمدیہ نے کیون عیسائیون کے راہبون اور ہندون کے جوگی اور گسنائیون کی طرح ملنگ بنا تعلیم نہ کیا اور کیون ایک ہی عورت پر قناعت کرنے کا حکم ندیا برخلاف اس کے مسلمانون کو چار تک کی اجازت اور خود پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے چار سے زیادہ نو تک بیویین ایک وقت مین رکھین آج کل کے رفارمرون اور عیسائی اور ملحد منش لوگون کا اسلام پر ایک یہ بھی اعتراض ہے اور اسپر طمع کار تقریرون سے طرازور دیتے ہین بالخصوص پادری بہت غل مچاتے ہیں اسکا جواب یہ ہے -

(۱) یہ بات ہر عقلمند پر ظاہر ہے کہ انسان جب تک کہ اس جامہ انسانی مین ہے خواہ کوئی کیون نہو ولی ہو نبی ہو اوس کو تمام انسانی حاجتین پیش آتی ہین بھوک پیاس بھی لگتی ہے اوس کے بعد نیند بھی آتی ہے پیخانہ پیشاب بھی آتا ہے او سکو کوئی روک نہین سکتا ہے اسی طرح اگر اوس کے کسی عضو مین فتور نہین تو منی بھی پیدا ہو کر اپنا نکلنا چاہتی ہے اس لئے خواہ مخواہ عورت کی طرف رغبت ہوتی یہ طبعی بات ہے صرف اتنا فرق ہے کہ اچھے لوگ اُسکو اُسکے محل پر صرف کرتے ہین برے لوگ بے محل کام مین لاتے ہین اگر ملنگ بنا سکھایا جاتا تو علاوہ قطع نسل انسانی کے ہزارون مصیبتین پیش آتین حرامکاری کا پل ٹوٹ جاتا دیکھئے باوجود تقدس کے جب جرمنیس نے وہ تالاب صاف کرایا کہ جو اُس کلیسا سے متعلق تھا جسمین مجرد مرد و عورت رہتے تھے تو سینکڑون کھوپرئین حرامی بچون کی نکلین اور جو ادہر اودہر پھینکدئے گئے یا کہ حمل گرائے گئے اونکا تو کوئی حساب ہی نہین - علاوہ اسکے بردباری وغیرہ اخلاق کی درستی عیالداری کی بدولت نصیب ہوتی ہے اور ایک عورت پر عموماً سب کو پابند کرنا بھی بعض لوگون کی عفت مین فرق لاتا ہے کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مرد کو عورت سے کہین زیادہ قوت ہے اور نیز عورت تیس چالیس برس کی عمر مین دس پانچ بچے جنکر بڑھیا ہو جاتی ہے اور مرد کے لئے یہ عین جوش قوت کا وقت ہے پھر اس بڑھیا پر بس کرنا یا تو اشارۃ اور مزہ اوڑانے کا

حکم دیتا ہے یا سہل شریعت کو دشوار کردینا ہے کہ جسکی اصلاح کے لئے پھر کسی نبی کی حاجت پڑتی اور یہ بھی ہے کہ عورت ایام حیض ونفاس اور حمل بلکہ رضاعت کے وقت مرد قوی کو بس نہیں کرتی بالخصوص ان گرم ملکون کے لوگون کے لئے کہ جنکو ایک روز بھی بغیر جماع کے چین نہیں پڑتا (مرطوب اور بلغمی لوگون کا ذکر نہیں ہے) پھر ان کے لئے حرام کاری کی اس قدر ممانعت کرکے (کہ کسی کو بدنظر سے بھی نہ دیکھو کسی غیر محرم کے ہاتھ بھی نہ لگاؤ اوس سے تخلیہ مین بات بھی نکرو اگر کروگے علاوہ عذاب آخرت کے دنیا مین بھی سزا پاؤگے) ایک عورت کا پابند کرنا حکمت آلہیہ کی مصلحت کے برخلاف ہو اس لئے شریعت نے چار تک کی اجازت دی ہے نہ یہ کہ سب کے لیے حکم دیا ہے اور اجازت مین بھی عدل شرط ہے البتہ جس قوم مین بغیر نکاح کے بھی حاجت برآری ہوسکے بلکہ خوب طرح سے اون کے نزدیک چار کیا ایک بیوی بھی جنجال اور جان کے لئے وبال ہے۔

رہا آنحضرت کا متعدد نکاح کرنا اور آپ کا اس حکم سے مستثنیٰ ہونا سو یہ چند مصالح کے لئے تھا اول یہ کہ عدالت آپکا شیوہ ذاتی تھا معصوم تھے دوم یہ کہ آنحضرت کو باوجود کسی آمدنی مقررہ نہ ہونے کے متعدد بیویاں رکھکر صفت توکل اور استقلال کی تعلیم دینا منظور تھا سوم متعدد عورتون کی معرفت عورتون کے متعلق خلوت اور جلوت مین بیشمار مسائل شریعت کا تعلیم کرنا منظور تھا اور داؤد وابراہیم وموسے ویعقوب علیہم السلام نے بھی اسی لئے متعدد بیویان کین ہین جیسا کہ بائبل سے ثابت ہے اور ابتک یہودی شریعت مین کئی بیویان کرنا جائز ہین (۴۳) تیسرا حکم واتوا النساء صدقاتہن نحلۃ ابن عباس وابن جریج وقتادہ وغیرہ نحلہ کے معنے فریضہ کے کہتے ہین بولتے ہین فلان ینتحل کذا یعنے ایسا دین رکھتا ہے اسی لئے مذہب کو نحل کہتے ہین چونکہ مہر بھی شرعی اور دینی بات ہے اس لئے اسکو نحلہ کہا۔ کلبی کے نزدیک نحلہ کے معنے عطیہ کے ہین مگر مراد دونون کی مہر ہے مہر کا دینا واجب ہے مگر جب خود عورت یا درصورت صغرسنی اوس کے اولیاء معاف کردین تو معاف ہوسکتا ہے۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۸۶

۱؎ خانہ داری کے سامان اور انتظام خاص عورتون ہی کا حصہ ہے اور پاک دامنی اور نیک نیتی بھی نکاح پر موقوف ہے ۱۲ منہ

۲؎ چنانچہ پادری لوگ بھی نظر عمیق کے بعد اسکا فتویٰ دیتے ہین جیسا کہ کتاب مسمے بہ اصلاح سہو مطبوعہ امریکن مشن پریس ۱۸۴۳ء مین کہتے ہین تعدد ازدواج بنی اسرائیل مین تھا اور خدا نے اسکو منع نہین کیا بلکہ برکت کا وعدہ کیا۔ اور مارٹین لوتھر نے فلپ کو دو جورون کی اجازت دی تھی ۱۲ منہ

۳؎ جن لوگون مین دوسری عورت کرنے کا دستور نہین اور اوسی بوڑھیا بدشکل کج خلق یا بیمار یا مکار بدوضع کوتاہ اندیش مخالف مزاج ہی کو گلے باندھنے کی تاکید ہے اون کے حالات دیکھیے کہ کیا کیا مصائب پیش آتے ہین کہین عورت کو زہر دیکر مارا جاتا ہے کہین اوسکے ہلاک کے لئے ڈاکٹرون سے مدد لیجاتی ہے ۱۲

۵؎ عرب مین دستور تھا عورت کو نکاح کے وقت کچھ ہدیہ اوسکی خوشنودی کے لئے دیا کرتے تھے اوسکو مہر اور صداق اور صدقہ کہتے تھے اس رسم کو اسلام نے بھی قائم رکھا اور نکاح مین یہ ضروری ہوگیا مگر مہر مین کمی کرنے کی تاکید بھی شارع نے از حد کردی تاکہ خوشی مین آکر سب گھر بار نہ دے بیٹھے اور پھر بھیک مانگتا پھرے امام شافعی کے نزدیک مہر پیسا دو پیسے یعنے بہت کم چیز بھی ہوسکتی ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اقل مرتبہ دس درہم ہونے ضرور ہین جنکے تخمیناً ساڑھے تین روپیہ ہوتے ہین مگر ہندوستان مین یہ رسم بدل گئی صرف برائے نام لاکھون اور کروڑون کی فرضی مہر باندھنے لگے کہین سوا سن مہرونکا بیجا کہین کچھ اور فرضی بات ایسے مہر شرع مین کچھ نہین نہ انکا ادا کرنا کوئی ضروری بات ہے ۱۲ منہ

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝

اور تم اپنے ان مالون کو کہ جنکو خدانے تمہارے لیے گزارہ بنایا ہے بیوقوف یتیمون کو نہ دو (بان) اسمین سے ان کو کہلاؤ اور پہناؤ اور انسے اچھی بات کہو

وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا

اور یتیمون کو آزماتے رہو یہانتک کہ جب نکاح کی عمر کو پہونچ جاین تو پہر اگر ان مین صلاحیت پاؤ تو انکے مال انکے حوالہ کردو اور فضول خرچی سے

وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ

اور انکے بڑے ہوجانیسے پیش قدمی کرکے نہ کہاجایا کرو اور جو (سرپرست) بامقدور ہو تو اسکو مال یتیم سے بچنا چاہیے اور جو کوئی محتاج ہو تو دستور کے موافق کہالیا کرے اور جب ان کے مال

إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝

انکے حوالہ کیا کرو تو انپر گواہ کرلیا کرو اور حساب لینے کو تو اللہ ہی بس کرتا ہے

ترکیب

السفہاء جمع سفیہ بمعنے بیوقوف مفعول اول اموالکم مفعول ثانی قیما مین تین وجہ ہین اسکو قیاما بہی پڑہا ہی جو مصدر ہی قام یقوم کا یہ مفعول ثانی جعل بمعنی صیّر کا ای جعل اللہ لکم سبب قیام دوسرا یہ کہ جمع قیمۃ کی ہے کدیمۃ ودیم والمعنی ان الاموال کالقیم للنفوس لے بہ بقاء النفوس سوم یہ کہ اصل قیاما تہا الف کو حذف کردیا۔

تفسیر

یہ ان احکام کی تیسری قسم ہے اس آیت مین تین حکم ہین (۱) یہ کہ یتیم اگر سفیہ یعنے بیوقوف ہو اسکو مال کی حفاظت اور تجارت کا طریقہ نہ آتا ہو اور اسکے اطوار سے معلوم ہو کہ وہ اڑا دیگا تو اسکے اسکا وہ مال حوالہ نکرو جو تمہاری تفویض مین ہی (اموالکم کے یہی معنے ہین) اور اس مال مین تمہاری معاش ہے (۲) یہ کہ جب تک مال انکے سپرد نکئے جاوین تو انکو ان کے مال مین سے یا اوسکے نفع مین سے جو تجارت سے حاصل ہو کہانا اور کپڑا دینا چاہیے (۳) یہ کہ مال نہ دینے سے عادتاً ان کو رنج ہوتا ہے تو انسے تسلی اور دلاسے کی باتین کرو کہ یہ تمہارا ہی مال ہی میان ہم اسکے نگہبان ہین آخر تم کو ملجاویگا۔ یا یہ مراد کہ ان بیوقوفون کو اچھی باتون کے تعلیم کرو۔ اسمین یتیمو نپر نہایت شفقت ہے۔ سفاہت کم عقلی اور حماقت کو کہتے ہین۔

اور جبکہ یہ فرمایا کہ بیوقوفون کو مال ندو وہ خراب کرڈالینگے تو اسکے بعد دوسری آیت مین اسکی تفصیل کردی کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو اس بہانہ سے ولی یتیم کا مال ہضم کرسکتا تہا فرمایا وابتلوا الیتمٰی الآیہ اس آیت مین چار حکم ہین (۱) یہ کہ یتیمون کا کاروبار تجارت وغیرہ مین امتحان کرلیا کرو پہر جب وہ نکاح کو پہونچین (یعنے بالغ ہوجاوین احتلام اور خاص دانتون کا نکلنا اور بغلون اور زیرناف بالونکا نکلنا اور بالخصوص عورتون کے لئے حیض آنا اور چہاتیون کا اٹہنا علامت بلوغ مقرر ہی) اور تمکو انسے کچہ بہی رشد یعنی دنیا کے کاروبار مین ہوشیاری معلوم ہو (رشداکے نکرہ لانے سے یہ بات سمجہی جاتی ہی) تو انکے مال انکے حوالہ کردو (۲) اور اسبات پر شاہد کرلو یعنی گواہ ہونکر وبرو دو تاکہ پہر کوئی جہگڑا پیدا نہو (۳) یہ کہ حالت سرپرستی مین انکے مال فضول خرچی سے اور اسوجہ سے کہ مبادا یہ بڑے ہوجاوین پہر تو اپنا مال واپس لیلینگے اب جو کچہ ہو کہا لو نہ کہایا کرو (۴) اگر یتیم کا سرپرست غنی ہی تو اسکو کچہ بہی لینا نہ چاہیے اور فقیر ہے تو اپنی سرپرستی اور اسکے مال کی نگرانی اور خدمت گزاری اور اسکی تجارت کی کاروبار کے معاوضہ مین جو اونکو دیا جاتا اس قدر آپ لیلے فلیاکل بالمعروف کے یہی معنے ہین بعد تین کے کفے باللہ حسیباً فرماکر تنبیہ کردی کہ خدا تم سے ہربات کا حساب لیگا ف اگر یتیم بالغ ہوا اور بالکل احمق ظاہر ہو تو اسکو مال دینا نچاہیے جیسا کہ پہلے تہا ولا تؤتوا السفہاء الآیہ امام ابو حنیفہ کہتے ہین پہر پچیس برس کے بعد بہی ایسا ہی رہے تو دیدینا چاہیے کیونکہ اب اسکی اصلاح کا زمانہ تمام ہوچکا کوئی امید باقی نرہی اب محروم نکرنا چاہیے امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک اخیر عمر تک بغیر رشد معلوم کرنے کے ندینا چاہیے کیونکہ یہ سفیہ ہی تلف کرڈالے گا۔

ف مالون مین تمہارا گزارہ ہی اس سے یہ مراد کہ یتیم کی اوس سے گزرادقات ہے تمہارے کہنے مین اس طرف اشارہ ہی کہ یتیم بہی کوئی غیر نہین اسکا گزارہ تمہارا ہی گزارہ ہے۔ ۱۲ منہ

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ

مردون کا بھی ماں باپ اور قرابت داروں کے ترکہ مین سے حصہ ہی اور عورتون کا بھی ماں باپ اور قرابت دارون کے ترکہ مین سے حصہ ہے خواہ ترکہ کم ہو

أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ

یا زیادہ (اوس مین سے) حصہ مقرر کیا گیا اور جب تقسیم کے وقت قرابت مند (جنکا کوئی حصہ نہو) اور یتیم اور محتاج لوگ آجاین تو انکو بھی او سمین سے کچھ دیدیا کرو

قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا

اور ان سے نرم بات کہا کرو اور ان وارثون کو ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ننھے ننھے بچے چھوڑ مرین تو انکو انکے حال پر (کیا) ترس آتا تو انکو اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور ٹھیک بات

سَدِيدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝

کہنی چاہیئے جو لوگ ناحق یتیمون کے مال کھاتے ہین وہ اپنے پیٹ مین آگ ہی بہر رہے ہین اور عنقریب وہ جہنم مین پڑین گے

ترکیب

مما قل الخ جملہ بدل ہی مما ترک سے اور جائز ہی کہ حال ہو ضمیر محذوف سے اے مما ترکہ قلیلا او کثیرا نصیبا الخ یہ موقع مین مفعول مطلق کے ہی عطاء او استحقاقا و اذا حضر شرط فارزقوہم الخ جواب لو ترکوا شرط خافوا علیہم جواب ظلما مفعول لہ ہی یا مصدر بموقع حال ہین۔

تفسیر

یہ ان احکام کی چوتھی قسم ہے جو توریث سے متعلق ہین اسکا سبب نزول ابن عباس سے یہ منقول ہی کہ اوس بن ثابت انصاری کا انتقال ہوا اور انکی تین بیٹیان اور ایک بیوی پیچھے رہی اور اس کے چچا کے دو بیٹے سوید اور عرفجہ جو وصی تھے کل مال کو دبا بیٹھے اوسکی بیوی نے آکر آنحضرت سے فریاد کی آپ نے فرمایا اس امر مین خدا جو حکم دیگا ویسا کیا جاویگا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت مین تعین حصص نہیں بلکہ یہ اگلی آیت یوصیکم اللہ الآیہ کے لئے تمہید ہی کیونکہ زمانہ جاہلیت مین عورتونکو حصہ نہین دیتے تھے خواہ میت کی بیٹی ہو خواہ بیوی ہو۔ یہان صرف اس قدر فرمایا کہ میت خواہ والدین ہون خواہ اقارب ہون انکے مال مین جسطرح مردونکو حصہ پہنچتا ہی اسی طرح عورتون کو بھی خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ۔

چونکہ آیندہ آیت مین وارثون کے حصے مقرر کرنے منظور تھے اور بعض عزیز اقارب بعید بسبب وارث قریب کے میراث سے محروم ہوجاتے ہین اور مال کے تقسیم ہونیکے وقت فقیر اور یتیم بھی آنکلتے ہین سو ایسی حالتمین اونکا بالکل محروم جانا انکے لئے گویا جگر خراش ہی اسلئے حکم دیا کہ جب تقسیم کیوقت اقارب محروم الارث یا یتیم اور فقیر آنکلین تو کچھ اسمین سے اونکو بھی دیدو اور نرم بات کہو کہ بھائی یہ فلان فلان وارثون کا حق ہی کہ جو میت سے زیادہ تعلق رکھتے تھے خدا تمہین برکت دیگا۔ ان لوگونکو میراث مین سے کچھ دینا امر استحبابی ہی فرض واجب نہین پس اس آیت کو آیت میراث سے منسوخ بنانا بیفائدہ ہی اسکے بعد انکو بیکسو نپر رحم کھانے اور خدا سے ترس کرنے کا حکم اس لطف کے ساتھہ دیتا ہی کہ جس سے خواہ مخواہ زندہ دل کی آنکھون مین پانی بھر آئے وہ یہ کہ تم خیال کرو کہ اگر تمھارے پیچھے تمھارے ننھے ننھے بچے رہجاوین تو تم اونکی بیکسی اور بسور بسور کر دیکھنے اور غیرون کے آگے ننھے ننھے ہاتھہ پھیلا کر مانگنے سے کس قدر ترس کھاؤ سو ایسا ہی دوسرونکی اولاد پر ترس کھاؤ اسلئے خدا سے ترس کھا کر نرم اور تشفی بخش بات کہا کرو (سچ ہی بیکسونکے دلمین خدا کا گھر ہی انپر اس کی لطف و کرم کی نظر ہی) اسکے بعد آیت کو یتیمون کی مال سے پرہیز کرنے پر ختم کرکے حصے معین فرماتا ہی آگ کھانیسے مراد یہ ہی کہ ظالم نے جسقدر یتیم کا مال ناحق پیٹ مین بھرا ہی آخرت مین آگ ہوجاویگا گویا یہ اوسکا سبب ہی اگرچہ پیٹ ہا ہی مین کھاتے ہین مگر فی بطونہم کہنے سے تاکید ہو گئی جیسا کہ ہماری زبان مین بولتے ہین مینے اپنی آنکھہ سے دیکھا حالانکہ غیر کی آنکھہ سے کوئی نہین دیکھتا صرف تاکید مراد ہی اسی طرح یہان۔ اسپر اعتراض کرنا حمق ہی

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے حصہ کی بابت یہ حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتون کے حصہ کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیان (کدیا) دو سے زیادہ ہون تو ان سبکے لئے ترکہ کی دو تہائی ہین اور اگر ایک

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ

لڑکی ہو تو اسکے لئے ادھا ترکہ ہے اور اگر میت کے کوئی اولاد بھی ہو تو میت کے مان اور باپ ہر ایک کے لئے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے پھر اگر میت کے کوئی بھی

وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ

اولاد نہو اور اسکے مان باپ ہی وارث ہون تو میت کی مان کو تہائی ہے (اور باقی باپ کا) اور اگر میت کے (اولاد نہونیکی صورت مین) بھائی ہون تو میت کی مان کا چھٹا حصہ ہے یہ تقسیم ہے میت کی

آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ

تمکو اپنے باپ اور بیٹیون مین سے نہین معلوم کہ کون انمین سے تمہین زیادہ نفع دینے والا ہے (یہ) حصون کا تقرر اللہ کی طرف سے ہے بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے ہر بات کی حکمت سے واقف ہے اور تمہارے

نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَ

لئے تمہاری بیویون کے ترکہ مین سے نصف ہے اگر ان کے کوئی اولاد نہو اور اگر انکے اولاد ہو تو تم کو اون کے ترکہ مین سے چوتھائی حصہ ہے انکی

صِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ

وصیت پورا کرنے کے بعد جو کر مرے ہون اور قرض کے بعد اور اگر تمہارے کوئی بھی اولاد نہو تو (تمہاری) بیویون کو تمہارے ترکہ مین سے چوتھائی ہے اور اگر تمہارے کوئی بھی اولاد ہے تو انکو تمہارے

الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ

ترکہ مین سے آٹھوان حصہ ہے وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو یا قرض کے بعد اور اگر کوئی مرد یا عورت ایسا کہ جسکے وارث ہو سکتے ہون کلالہ ہو اور اسکے کوئی بھائی

أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُوا أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ

یا بہن بھی ہو تو ان مین سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہون تو پھر ایک تہائی مین سب شریک ہین وصیت کے بعد جو کی گئی ہو

يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَ

یا قرض کے بعد بغیر اسکے کہ کسی کو نقصان دیا جائے یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ خبردار بردبار ہے یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدین ہین اور جو اللہ اور

رَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ

اسکے رسول کا کہنا مانے گا تو اللہ اسکو ایسے باغون مین داخل کریگا جنکے تلے نہرین بہ رہی ہون گی جن مین وہ ہمیشہ رہا کرینگے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ

وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝

اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا اور اسکی حدون سے آگے بڑھے گا تو وہ اسکو دوزخ مین داخل کریگا جسمین وہ ہمیشہ رہیگا اور اسکو ذلت کا عذاب ہوگا

ع ۱۱

ترکیب

للذکر الخ جملہ موضع نصب مین ہے بسبب یوصی کے فان کن ای المتروکات نساء موصوف فوق اثنتین صفت سب خبر فلہن جواب شرط من بعد وصیۃ الخ جملہ موضع حال مین ہے السدس سے تقدیرہ مستحقا من بعد وصیۃ والعامل الظرف اباءکم وابناءکم مبتدا لاتدرون جملہ خبر پھر ایہم مبتدا اقرب لکم خبر نفعا تمیز مجموعہ خبر فریضۃ مصدر ہے فعل محذوف کا ای فرض ذلک فریضۃ وان کان تامہ رجل فاعل او امراۃ اسپر معطوف ہے یورث صفت ہے رجل کی اور کلالۃ حال ہے ضمیر یورث سے اور اگر کان ناقصہ مانا جاوے تو رجل موصوف یورث صفت معطوف علیہا وامراۃ معطوف سب اسم کان کلالۃ خبر بعض کہتے ہین کلالۃ اسم ہے مال موروث کا تب نصب کلالۃ کا اس وجہ سے ہوگا کہ یہ مفعول ثانی ہوگا یورث کا کما تقول ورث زید مالا بعض کہتے ہین کلالۃ ان وارثون کو کہتے ہین کہ جنکے نہ ولد نہ اولاد ہو نہ مان باپ دادا وغیرہ تب حذف مضاف ماننا چاہیگا ولہ ضمیر میت کی طرف راجع ہے یا موروث کیطرف کہ جسمین رجل وامراۃ دونون شریک ہین غیر مضار حال ہے فاعل یوصی سے وصیۃ مصدر ہے فعل محذوف کا ۔

۱۔ ۸ صرف کرکے اولاد کہو یعنی مثلاً پوتا وغیرہ ۱۲ منہ ۲ باپ کے بھائی وارث ہین ۱۲ منہ ۳ کلالہ اسکو کہتے ہین کہ جسکے نہ فروع ہون یعنی کوئی اولاد نہو نہ اصول رہون مان باپ دادا وغیرہ ۱۲ منہ

تفسیر

یہ آیت سابقہ کی تفصیل ہے واضح ہو کہ جاہلیت میں دو سبب سے وراثت جاری ہوتی تھی ایک نسب دوسرا عہد نسب میں بھی وہ لوگ اون لوگوں کو حصہ دیتے تھے جو میت کی طرف سے نیزہ لیکر لڑ سکتے تھے اس لئے عورتون اور چھوٹے لڑکون کو حصہ ندیتے تھے اور عہد دو طرح پر ہوتا تھا ایک یہ کہ کوئی شخص کسی کو یہ کہہ لیتا تھا کہ میری جان تیری جان اور میرا خون تیرا خون ہی میں تیرا وارث تو میرا وارث ہی سوا اسکے روبرو بھائی بیٹے کسی کو بھی ورثہ نہیں ملتا تھا دوسرا یہ کہ کسی کو متبنی یعنے بیٹا بنا لیتے تھے جیسا کہ ہنود میں رواج ہی سو وہی وارث ہوتا تھا۔ آنحضرت جب مبعوث ہوئے تو ابتدا میں اس رسم و دستور کو بحال خود رہنے دیا پھر مدینہ میں آکر کچھ دنون ہجرت اور مواخات یعنی بھائی چارہ پر وراثت قائم ہوئی یعنے جب کوئی صحابی ہجرت کرکے آتا تھا دوسرا مہاجر اوسکا حصہ پاتا تھا اور کو نہیں ملتا تھا اور مواخات یہ کہ آنحضرت دو شخصون میں بھائی چارہ کر دیتے تھے اون میں سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا مگر اس کے بعد دین اسلام میں توریث کا مدار تین چیز پر رہا

ایک نسب دوسرا نکاح تیسرا ولاء

پھر نسب کی بھی چند قسم ہین (اول) میت کی اولاد ہے کیونکہ اعانت اور کارگزاری انسان کی جس قدر اسکی اولاد کرتی ہے اور کوئی نہیں کرتا عادتاً اس عمر میں ماں باپ تو زندہ رہتے ہی نہیں اور بھائی وغیرہ اقارب اپنی اپنی اولاد کی پرورش اور اپنے اپنے دہندے مین مشغول ہو جاتے ہیں اس لئے بقدر شفقت سب سے زیادہ انکا حصہ قرآن میں قرار پایا پھر اولاد کی کئی صورتین ہین ایک یہ کہ بیٹے اور بیٹیان ملے جلے ہون عام ہے کہ اور وارث بھی ہون یا نہون اگر اور بھی ہین تو انکا حصہ دیکر اور اگر نہیں تو کل مال کو للذکر مثل حظ الانثیین (یعنے دو حصہ مرد کے اور ایک عورت کا) کے موافق تقسیم کرلین چونکہ جسقدر کارگزاری اور اعانت بیٹا کر سکتا ہی اوس قدر بیٹی ضعیف العقل ضعیف القوی نہیں کر سکتی علاوہ اسکے یہ تو کسی مرد سے نکاح کرکے اپنے خرچ کا ذمہ دار اوسکو کر دے گی بیٹے کو یہ بات کب نصیب ہوتی ہی علاوہ اسکے ہر قوم مین بیٹا باپ کا جانشین قرار دیا جاتا ہے نہ بیٹی اس حکمت سے بیٹے کو دو حصہ بیٹی کو ایک حصہ دلایا یعنے تین حصہ کرکے ایک حصہ بیٹی سے دو بیٹا۔ دوم یہ کہ دو سے زیادہ کئی لڑکیاں ہون اور بیٹا نہو اس کے لئے فرماتا ہے فان کن نساءً فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک کہ کل مال کے تین حصہ کرکے دو حصہ بیٹیون کو دیدین وہ اوس کو باہم برابر حصہ کرکے بانٹ لین خواہ دو ہون یا ان سے زیادہ ہون اور ایک حصہ اور وارثون کو دیدیا جاوے۔ قرآن میں فوق اثنتین کا لفظ ہے جس سے ابن عباس کہتے ہین کہ اگر صرف دو لڑکیاں ہون تو اون کو بھی نصف ملے گا کس لئے کہ فوق اثنتین کے معنے جو مشروط تھے نہ پائے گئے مگر جمہور کے نزدیک دو بیٹیاں بھی تین کا حکم رکھتی ہین اور ان شرطیہ سے یہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ دو سے زیادہ نہون تو اون کو دو ثلث نہ ملین اور احادیث صحیحہ اور دلائل آیات قرآنیہ بھی جمہور کے موید ہین سوم یہ کہ صرف ایک بیٹی ہو تو اوس کو کل مال کا نصف یعنے آدھا پہونچے گا وان کانت واحدۃ

ف کلالہ کے اشتقاق میں اختلاف ہے بعض کہتے ہین یہ کل سے مشتق ہے جسکے معنے بار کے ہین ایسی قرابت بعیدہ جو نہ اصول سے تعلق رکھے نہ فروع سے ایک طرح کی بار ہوتی ہے پھر کلالہ کون ہے؟ بعض کہتے ہین وہ میت ہی کہ جسکے بعد اسکے وارثون میں سے نہ اسکے اصول ماں باپ موجود ہون نہ فروع اولاد ہو بلکہ اور لوگ ہون بھائی اور انکی اولاد وغیرہ انکی نسبت یہ بلحاظ پرورش کے ایک بار سمجھا جاتا تھا ابوبکر عمر علی اور جمہور صحابہ اور اہل لغت و اہل حرمین کا یہی قول ہی بعض کہتے ہین میت کے ایسے وارث جو نہ اوس کے اصول سے ہون نہ فروع سے ہون ۱۲ منہ

ف اور یہ بھی ہی کہ آدمی سب سے زیادہ اپنی اولاد کو عزیز رکھتا ہی انہیں کے لئے کماتا ہی آپ نہیں کھاتا اونکو کھلا کر خوش ہوتا ہی اس لئے سب سے زیادہ یہی مستحق ہین ۱۲

فلہا النصف چہارم یہہ کہ صرف ایک ہی بیٹا ہو اوس کو کل مال ملے گا کیونکہ جب ایک لڑکی کو نصف ملتا ہے اور مرد کا حصہ عورت
سے دوچند ہے تو خواہ مخواہ اوس کو کل ملے گا کس لئے کہ دو نصف کے جمع کرنے سے کل ہو جاتا ہے اور اسی پر اجماع امت بہی ہو گیا
ہے پنجم یہہ کہ کئی بیٹے ہون اون کا حکم ظاہر ہے وہ اور وارثون کا حصہ دیکر جس قدر بچے گا برابر تقسیم کر لین گے۔

نسب کی دوسری قسم انسان سے مان باپ ہین۔ ہرچند مان باپ کا درجہ اور اون کے حقوق اولاد سے کہین زیادہ ہین مگر
جب آدمی صاحب اولاد ہو کر مرتا ہے تو عادتاً اس عمر مین مان باپ بڈھے ہو جاتے ہین جن کی عمر کا کسی قدر حصہ باقی رہجاتا ہے
اس لئے انکو مال کی کم ضرورت ہے۔ دوم اون کے پاس ان کا اندوختہ اور اپنے مان باپ کا زائد حصہ بہی موجود ہوتا ہے برخلاف
میت کی اولاد کے کہ اون کا سرمایہ تو سر دست یہی باپ کی کمائی ہوتی ہے اس لئے مان باپ کا حق بہ نسبت اولاد کے کم قرار پایا
اور اسی لئے اوس کو اوس کے بعد مین بترتیب ذکر کیا والدین میت کے تین حال ہین (۱) یہہ کہ ان کے ساتھ میت کی کوئی اولاد
بھی ہو مثلاً زید مرا اور اوس نے مان باپ اور اولاد پیچھے چھوڑی تو اس صورت کو اللہ تعالی اس آیت مین بیان فرمایا ہی ولابویہ لکل
واحد منہما السدس مما ترک ان کان لہ ولد کہ کل مال کے چھ حصے کر کے ایک حصہ مان کو ایک باپ کو ملے گا باقی چار حصون کو اولاد بانٹ
لے گی۔ ولد مین میت کا بیٹا اور بیٹی دونون آگئے پہر اگر صرف ایک بیٹا ہے تو یہہ چارون حصہ یہی لے گا اور اگر کئی ہین تو باہم برابر
بانٹ لین گے اور اگر بیٹے اور بیٹیان ہین تو دوہرا حصہ بیٹا اور اکہرا حصہ بیٹی کو دیکر تقسیم کر لین گے اور اگر صرف ایک بیٹی ہے تو آدھا مال
وہ لے گی اور چھٹے حصہ کے سوا جو کچھ بچے گا اوس کو بھی باپ ہی عصبہ بنکر لے گا۔ اب ام بنت مسئلہ اور اگر دو بیٹیان ہین یا زیادہ
تو دو ثلث وہ لین گے اور مان باپ کو ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اب ام بنت بنت مسئلہ (۲) یہہ کہ سوائے مان باپ کے میت نے اور کوئی وارث
نہین چھوڑا اس صورت مین کل مال کے تین حصہ کر کے ایک مان کو اور باقی باپ کو ملین گے جیسا کہ فرماتا ہے فان لم یکن لہ ولد و
ورثہ ابواہ فلامہ الثلث گرچہ باپ کے حصہ کی شرح نہین کی مگر دلالۃً سے سمجھا جاتا ہے کہ ثلث کے بعد جو کچھ ہے باپ کا ہی اور
وارث تو کوئی ہی نہین۔ پہر اگر اور وارث بھی ہو یعنے خاوند عورت کا اور خاوند کی بیوی مثلاً ایک شخص مرا اوسنے اولاد تو کچھ نہ چھوڑی
مگر بیوی اور مان باپ چھوڑے یا ایک عورت لاولد مری اوسنے خاوند اور مان باپ چھوڑے اس صورت مین علماء کا اختلاف ہی
کیونکہ آیت مین اسکی کچھ تصریح نہین اکثر صحابہ رض کہتے ہین پیشتر خاوند اپنا چوتھا حصہ لے گا اوسکے بعد تہائی یعنے ثلث مان لیگی
اور بقیہ بچے گا باپ لے گا یون تقسیم کر لین گے زوج ام اب مسئلہ ابن عباس کہتے ہین کہ کل کا ثلث مان لے گی اس طرح تقسیم ہو گی زوج ام اب مسئلہ

۱۵ شیعہ اس جگہ حضرت ابو بکر رض پر اعتراض کیا کرتے ہین کہ انہون نے حضرت فاطمہ رض کو آنحضرت کے مال مین سے نصف کیون ندیا؟ اسکا اصل جواب یہہ ہی کہ آنحضرت علیہ السلام نے بوقت اخیر کوئی
مال ہی نہین چھوڑا تہا نہ جائداد منقولہ نہ غیر منقولہ اور نہ پیغمبر علیہ السلام کی یہ شان تہی کہ وہ نبوت و رسالت کو دنیاوی مال کا ذریعہ بناتے اور نہ کسی اولو العزم رسول نے کوئی مال چھوڑا جو کچھ انکو ملی بہی گیا
تو وہ فوراً لوگون اور بیبیون اور اقربا کے لئے وقف کر دیا تہا فدک مین جو کچھ زمین تہی وہ وقف علی الاقارب تہی اگر یہہ روایات جو خبر احاد ہین جنکا ظن سے زیادہ مرتبہ نہین تسلیم بہی کر لی جاوین تو
ممکن ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رض کو وراثت کا خیال پیدا ہوا ہو مگر اصل حقیقت ابو بکر راز دار رسول خدا صلعم سے سنکر خاموشی اختیار فرمائی اور دم اخیر تک کلام نہ کیا مگر ابو بکر بہی غصب کر کے جیسا کہ معترض
کہتا ہے اپنے تصرف مین نہ لائے اور نہ اپنی اولاد کو دے گئے کہ جنہین سے ایک لڑکی رسول خدا صلعم کی بیوی تہین جنکو میراث مین سے بہی کچھ حصہ مل سکتا تہا مگر بدستور آنحضرت صلعم کے اقارب
کو اسکی آمدنی دیتے رہے پہر عمر و عثمان بلکہ علی کی خلافت مین بہی اسی پر عمل درآمد رہا اپنی خلافت مین خود علی نے بہی اوس زمین کو حضرت فاطمہ کی اولاد کو نہ دیا ورنہ رد مظالم امام برحق کا فرض منصبی
تہا حضرت حسن نے اپنی خلافت مین اسپر ایک ذرہ تصرف فرمایا یون ابو بکر پر طعن کرنے کے لئے مخالف اس واقعہ کی بُرے پیرایہ مین تصویر کہینچتا ہے تو اوسکو اختیار ہے مگر وہ پیغمبر خدا اور
فاطمہ رض پر بہی در پردہ طعن کر رہا ہے بلکہ حضرت علی اور حسن پر بہی معاذ اللہ ۱۲ منہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۹۱

اس صورت مین باپ کو مان سے کم ملتا ہی (۳) یہ کہ میت کے اولاد تو نہو مگر باپ مان کے سوا اسنے بہن بھائی چھوڑے ہون اس صورت مین صرف
مان کا حصہ خدا نے بیان کیا کہ اوس کو سدس یعنے چھٹا حصہ ملے گا فان کان لہ اخوۃ فلامہ السدس مگر یہ حکم تب ہی کہ دو یا دو سے زیادہ میت نے
بہن بھائی چھوڑے ہون اخوۃ اخ کی جمع ہی مگر مراد وہ ہی کہ جس سے اخوۃ ثابت ہو خواہ بھائی ہو یا بہن عینی ہون یا علاتی یا اخیافی اگر ایک بہن
ہی تب اسکو ثلث ملے گا۔ مگر یہ نفرمایا کہ سدس کے بعد باقی کون لے گا جمہور صحابہ یہ کہتے ہین کہ قرینہ دلالت کرتا ہی کہ باپ لے گا جیسا کہ
فلامہ الثلث سے دو ثلث باپ کے لئے سمجھے جاتے ہین۔ اور ان بہن بھائیون کو اس صورت مین کچھ نہ ملے گا محروم رہین گے۔
ابن عباسؓ کہتے ہیں انکو ایک سدس جو مان سے لیا ہے دیا جاوے گا اور تنہا بہنین ہونگی تو مان کو ثلث ہی ملے گا کیونکہ لفظ اخوۃ ہے
نہ اخوات ۔ واضح ہو کہ دادا[1] بمنزلہ باپ کے اور نانی دادی بمنزلہ مان کے ہے یہان اسکی بھی آیت مین تصریح کردی کہ یہ سب حصہ
میت کے قرضہ اور وصیت ادا کرنے کے بعد قائم ہون گے۔ اور یہہ بھی تبلادیا کہ ان حصون کے مقرر کرنے مین جو مصلحت الٰہی ہے
اوس کو تم اچھی طرح نہین جانتے لاتدرون ایہم اقرب لکم نفعا چونکہ یہ تقسیم عرب کے دستور قدیم کے برخلاف تھے تاکہ انکو شاق نہ معلوم
ہو اس لئے یہ فرمایا گیا نسب کی تیسری قسم مین بہن بھائی ہین ان کا مرتبہ اولاد اور مان باپ کے بعد ہے مگر زوجیت کا تعلق عجیب ہی اور
نیز بیوی کو عرب مین حصہ نہین دیتے تھے اس لئے ان سے پہلے میان بیوی کا حصہ بیان فرمایا۔ اور میان بیوی کا حصہ دوسرے سبب یعنے
نکاح پر مبنی ہے ہم تفسیر مین پیشتر اس سے فارغ ہولین پھر اس تیسری قسم کی تشریح کرین گے (اگر خاوند لاولد مرے تو منجملہ اور وارثون
کے بیوی کو چوتھا حصہ کل مال مین سے پہونچے گا خواہ ایک بیوی ہو یا چار سب اسی چہارم مین شریک ہین اور اگر میت کی اولاد ہے خواہ
بیٹا خواہ بیٹی خواہ ایک خواہ دو خواہ اس بیوی سے یا کسی اور سے خواہ لونڈی شرعیہ سے تب بیوی کو آٹھوان حصہ ملے گا۔ اور اگر
بیوی لاولد مرے تو خاوند کو نصف ورنہ چہارم ملیگا۔ جیسا کہ فرماتا ہے ولکم نصف ماترک ازواجکم ان لم یکن لہن ولد۔ الآیہ چونکہ
عورت مہر بھی پاتی ہے پھر اور شخص سے بھی نکاح کرسکتی ہے اور نیز مرد سے کم رتبہ ہے اس لئے اس کا حصہ ہر حال مین میان کے
حصے سے نصف رہا)

واضح ہو کہ اگر ایک مان باپ کی اولاد ہے تو اون کو بہن بھائی عینی اور کبھی بنی اعیان کہتے ہین اور اگر مان غیر اور باپ ایک ہی
تو اون کو بہن بھائی علاتی کہتے ہین اور اگر ایک مان اور دو باپ ہون مثلاً ایک عورت نے پہلے ایک شخص سے نکاح کیا اوس سے
اولاد ہوئی پھر اوس کے طلاق دینے یا مرنے کے بعد اور سے نکاح کرکے اولاد حاصل کی سو یہہ بہن بھائی اخیافی کہلاوین گے۔
چونکہ اخیافون کا رشتہ ضعیف ہے اس لئے پیشتر انکے حصہ کا ذکر کیا کہ اگر کوئی مرد یا عورت کلالہ ہو یعنے نہ اوس کے مان باپ ہون
نہ اولاد ہو بلکہ صرف بہن بھائی ہون تو انمین سے ہر ایک کو سدس یعنے چھٹا حصہ ملیگا اور جو دو یا دو سے زیادہ ہون تو اون کو ایک
تہائی ملے گی او سکو وہ سب آپسمین برابر بانٹ لین گے بہن بھائی کا حصہ برابر ہوگا اگر میت کی اولاد یا مان باپ یا عینی یا علاتی

[1] یعنے اگر باپ نہو تو اسکے قائم مقام میراث مین دادا ہے اور مان نہو تو نانی یا دادی انکا قائم ہونا بعض کے نزدیک لفظ اب اور ام سے ہے اور بعض کے نزدیک
اجماع امت سے اسی طرح پوتا قائم مقام ابن کے ہے ۱۲

بہن بھائی ہون گے تو اون کو کچھہ بھی نہ ملے گا وان کان رجل یورث کلالۃ او امراۃ ولہ اخ او اخت فلکل واحد منہما السدس الآیۃ باتفاق جمہور
اس جگہ اخ اور اخت سے یہی اخیافی بہن بھائی مراد ہین کس لئے کہ اسی سورہ نساء کے اخیر مین عینی اور علاتی بہن بھائیون کا ورثہ
بیان فرمایا ہے جو اس ورثہ کے غیر ہے کما قال قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ ان امرؤ ہلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلہا نصف ما ترک وہو
یرثہا ان لم یکن لہا ولد فان کانتا اثنتین فلہما الثلثان مما ترک وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین الآیۃ یعنی اگر ایک بہن
میت کی ہو اور اوس میت کی اولاد اور مان باپ نہون (جسکو کلالہ کہتے ہین) تو اس بہن کو نصف مال ملے گا اور اگر دو یا زیادہ بہن
تو اون کو دو ثلث ملین گے اور اگر اون کے ساتھہ بھائی بھی ہین تو عصبہ ہو کر مرد کے لئے دو حصہ اور عورت کے لئے ایک حصہ کر کے تقسیم
کرین گے - یہ لوگ کہ جنکے قرآن مین حصے مقرر ہوئے اون کو ذوالفروض کہتے ہین جس صورت مین کہ یہ لوگ مرتد نہون یا مورث کو
عمداً قتل نکرین یا اختلاف دارین نہو یا اختلاف حریت عبدیت مین نہو اسوقت اون کو یہ حصہ ملے گا -
نسب کی چوتھی قسم ایک اور بھی ہے جسکو عصوبت سے تعبیر کرتے ہین ذوالفروض کے حصون کے بعد جو کچھہ باقی بچتا ہے اوسکو عصبہ
لے لیتا ہے عصبون کی تین قسم ہین کیونکہ اوس کے عصبہ ہونے مین اگر غیر کی احتیاج نہین تو اوس کو عصبہ بنفسہ کہتے ہین اس قسم
مین وہ ذکور ہین کہ جنکا واسطہ میت سے بغیر توسط انثی کے ہو جیسا کہ میت کی اولاد (ذکور) اور اوسکا باپ دادا پھر اوس کے بھائی
پھر اوس کے دادا کی اولاد - درجہ بدرجہ یہہ چار قسم ہیں اور اگر غیر کی حاجت ہے اور وہ غیر بھی عصبہ ہے تو اوس کو عصبہ بغیرہ کہتے ہین
جیسا کہ میت کی بیٹیان اور پوتیان اور بہنین بھائیون کے ساتھہ ملکر عصبہ ہوتی ہین جو وہ خود عصبہ ہین اگر وہ عصبہ نہین تو اوسکو عصبہ
مع غیرہ کہتے ہین جیسا کہ میت کی بہن پوتی کے ساتھہ عصبہ ہو جاتی ہے اون کے بعد ذوالارحام ہین - عصبات کا وارث ہونا احادیث صحیحہ
اور اجماع امت سے ثابت ہے تیسرا سبب توریث ولاء ہے ولاء یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غلام کو آزاد کردے اور اوسکے اقارب نہون تو یہ
آزاد کرنے والا کہ جسکو مولی العتاقہ کہتے ہین وارث ہوگا اور اوسکو عصبہ سببیہ کہتے ہین چونکہ ان مین بھی ایک دوسرے کا ہر طرح سے مددگار ہے
اس لئے وراثت قائم ہوگی یا دو شخص ایسے کہ جنکے اقارب نہون باہم معاہدہ یگانگت کر کے گزران کرین تو اوس کو مولی الموالات کہتے
ہین ان مین بھی باہم وراثت ہوگی بشرطیکہ اقارب نہون ورثہ نہین ف (۱) دوبارہ خدا تعالی نے فرمایا کہ یہ حصے وصیت اور قرض ادا
کرنے کے بعد قائم ہونگے کیونکہ قرض کا میت پر باقی رہجانا اور وارثون کا مال لیکر چلتے پھرتے نظر آنا میت کو بھی عالم آخرت مین ضرر دیتا ہے
اور قرض خواہ کا بھی ضرر ہے اور نیز وصیت کا پورا نہونا بھی میت کی روح کو صدمہ دیتا ہے اسلئے غیر مضار فرمایا اور تاکید کر کے وصیت من اللہ
کہدیا کہ یہ تعمیل بھی وصیت الٰہی ہے (۲) کسی وارث کے لئے بغیر مرضی دوسرے وارثون کے وصیت جائز نہین اور اگر کسی غیر کے لئے وصیت
کرے تو ایسا نکرے کہ تمام مال مرتے وقت غیرون کو بخش کر وارثون کو محروم چھوڑ جائے غایۃ الامر تہائی مال تک وصیت کر سکتا ہے کہ فلان
فقیر کو یہ دینا یا مدرسہ یا مسجد مین لگانا یا فلان میرے دوست کو اسقدر دینا اور جو کل کی وصیت کریگا تو تہائی مین سے موصی لہ کو صرف
ثلث ملے گا (۳) احکام میراث بیان فرماکر یہہ فرمایا کہ یہ حدود کی مقرر کی ہوئی حدین ہین جو انپر قائم رہے گا جنت مین آرام پاویگا
ورنہ جہنم مین ذلت اوٹھاوے گا -

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَۃَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَۃً مِّنْکُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ

اور جو تمہاری عورتون مین سے بدکاری کرین تو انپر اپنے لوگون مین سے چار گواہ لاؤ پھر اگر وہ گواہی دیدین تو اُن کو گھرون مین بند رکھو

حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ۝ وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْکُمْ فَاٰذُوْهُمَا فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا

یہان تک کہ وہ مر جاوین یا اللہ اونکے لیے کوئی راہ نکالے اور جو دو مرد تم مین سے بدکاری کرین تو اونکو سزا دو پھر اگر وہ توبہ کرین اور نیکی پر آجاوین تو اونکا

عَنْهُمَا اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ

پیچھا چھوڑدو - کیونکہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہی اللہ کو انہین کی توبہ قبول کرنی پڑتی ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہین پھر جلدی سے توبہ کر لیتے ہین

فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَکَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰٓی اِذَا حَضَرَ

تو اللہ بھی انہین کی توبہ بہت جلد قبول کر لیتا ہی اور اللہ سب کچھ جانتا حکمت والا ہی اور انکی توبہ نہین کہ جو گناہ کیے چلے گئے یہانتک کہ جب اون مین سے کسی کے سامنے موت

اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝

آکھڑی ہوئی تو کہنے لگا کہ اب میری توبہ ہے اور نہ اونہین کی کچھ توبہ ہے جو کفر کی حالت مین مرتے ہین ان لوگون کے لئے تو ہمنے عذاب الیم تیار کر رکھا ہی

ترکیب

والتی - التی کی جمع خلاف قیاس ہی بعض کہتے ہین یہ لفظ جمع کیلئے وضع کیا گیا ہے مبتدا فاستشہدوا اسکی خبر ہے گرچہ یہ امر ہی لیکن یہ بسبب معنے التی کی فعل ہونے شرط کا حکم رکھتی ہی بعض کہتے ہین خبر محذوف ہی تقدیرہ حکمھن فیما یتلی علیکم وہو فاستشہدوا الخ او یجعل عاطفہ بعض کہتے ہین بمعنی الی ان لہن یجعل سے متعلق ہی والذان کو والاتی پر قیاس کریجیے مبتدا وخبر ہونے مین انما التوبۃ مبتدا علی اللہ ثابت کے متعلق ہوکر خبر للذین الخ حال ہی ضمیر ثابت سے جسکے متعلق علی ہی بعض کہتے ہین للذین خبر علی اللہ شئی مقدر سے حال ہی ولا الذین الخ معطوف ہی الذین یعملون السیات پر مبتدا و خبر بھی ہو سکتے ہین -

تفسیر

پہلے آیات مین عورتونکے لیے میراث کا حکم دیا تھا جسکا عرب مین عموماً دستور نہ تھا یہ بات اونکے حق مین نہایت شفقت کی تھی اسکے ساتھ زنا وغیرہ مفاسد کا بھی حکم بیان کیا تاکہ برائی سے منع کرکے کامل شفقت ہوجاوے خصوصاً میراث کے بعد جبکہ عورت کے پاس مال ہوجاتا ہی اور نیز اوسکا سرپرست مرجاتا ہے تو یہ دونون باتین اسکے نفس کو شتر بے مہار کردیتی ہین جس سے آزادگی اور اُس سے حرامکاری جو باعث فساد عالم ہے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ ہم اب آزاد ملک کی عورتون کو دیکھتے ہین اسلئے ایسے موقع پر اس حکم کا بیان کرنا بھی نہایت مناسب تھا -

(۱) والتی الخ الفاحشۃ مصدر ہی جیسا کہ العاقبۃ برے کام یا بری بات کو کہتے ہین مگر اسجگہ مراد زنا ہی کیونکہ یہ قوت شہوانیہ کا بدنتیجہ ہے جو نہایت بد ہی جمہور کے نزدیک اسکے یہ معنے ہین کہ جو عورتین زنا کرین اور چار گواہ اونپر چشم دید گواہی دیدین تو اونکو گہر مین یہانتک مقید رکھیں کہ اونکا حکم نازل ہوجاوے یعنے اونکے لئے خدا کوئی طریقہ خلاصی کا نکالے - یہ حکم ابتدا اسلام مین تھا جب کسی عورت پر زنا کی شہادت گذرجاتی تھی تو اوسکو گہر مین مقید رکھتے تھے اسبات کے انتظار مین کہ انجام جو حکم اسکے حق مین نازل ہو اسپر عمل کیا جاوے چنانچہ پھر چند عرصہ کے بعد سورہ نور مین حکم نازل ہوا اور آنحضرت صلعم نے اسکی تشریح فرمادی کہ اگر کنوارا یا کنواری ایسا فعل کرے تو اسپر سو دُرّے مارنے چاہیئن اور کبھی اسکی سات برس تک جلاوطنی بھی کی گئی ہے اور جو بیاہا ہوا مرد یا عورت جسکو محصن یا محصنہ کہتے ہین ایسا کرے تو اوسکو سنگسار کرنا چاہیئے چنانچہ یہ بیان فرماکر آنحضرت نے فرمایا خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لہن سبیلا رواہ مسلم توریت مین بھی زنا کی سزا قتل ہے - چار گواہ اس لئے مقرر کئے کہ یہ بڑا نازک معاملہ ہے دو ایک کا جہوٹھ باندھ لینا سہل ہی مگر چار ثقہ آدمیون کا جو جماعت کا حکم رکھتے ہین ایسی جہوٹی بات

۱ء ابتدائے اسلام مین زنا کی یہ سزا تھی پھر بعد مین یہ سزا سخت ہوگئی رجم یا سو کوڑے مارنے کا حکم آگیا ۱۲ منہ

پر متفق ہونا عادتاً ناممکن ہے - اور نیز اس مین پردہ پوشی بھی ملحوظ ہے اسمین علاوہ سزائے موت کے خاندان کی عزت پر بھی دہبہ لگتا ہے اور نیز یہ فعل اوسی سے سرزد ہوتا ہے اور کم سے کم مرتبہ شہادت مین دو گواہ ہین تو دو مرد کے فعل کے لحاظ سے دو عورت کے لحاظ سے چار ہوگئے -

(۲) والذان اس سے مراد بھی جمہور کے نزدیک زنا ہے نزول مین تقدیم و تاخیر ہے اول اسلام مین صرف ایذا دینا ہی سزا مقرر تھی کہ انکو زبان سے برا بھلا کہو ملامت کرو فاذوھما سے یہی مراد ہے اگر باز آوین اور توبہ کرلین تو اونکا پیچھا چھوڑدو چونکہ عرب اس گناہ کے عادی تھے اونکو بتدریج منع فرمایا پہر اوس کے بعد والتی آیت مقدم نازل ہوئی کہ جسمین قید کا حکم ہوا اسکے بعد سورہ نور مین سزا معین کردی - بعض کہتے ہین والتی سے مراد زنا ہے والذان سے مراد لواطت ہے اور فاذوھما سے مراد تعزیر ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے کہ اغلام کے لئے زنا کا حکم نہین اس کے لئے تعزیر ہے نہ حد - امام شافعی کے نزدیک جو زنا کی سزا ہے وہی اغلام کی صرف یہ فرق ہے کہ مفعول گرچہ محصن ہو اوسکو سنگسار نکیا جاویگا - بعض کہتے ہین والتی سے مراد سحق ہے جسکو چپٹی کہتے ہین کہ عورت عورت سے بدفعلی کرتی ہے اور والذان سے مراد اغلام ہے کہ جو مرد مرد سے کرتا ہے اول کی سزا قید ہے دوسرے کی تعزیر اور زنا کا حکم سورۂ نور مین ہے -

زنا اور اغلام اور سحق کی برائی ظاہر ہے کہ انسے انتظام مین خلل ہوتا ہے جب عورت عورت کی طرف متوجہ ہوگی تو اپنی شوہر کی طرف کب رغبت کریگی خواہ مخواہ خانہ داری مین فساد پیدا ہوگا اور اسی طرح جب مرد مرد سے حاجت روائی کرے گا تو عورت اورون کی طرف متوجہ ہوگی اور یہ نسل سے محروم رہے گا عورت کو غیرون کی طرف متوجہ دیکھکر خاموش ہوگا تو اسکی غیرت گئی اور مفعول کو زنانہ پن عارض ہوتا ہے اور زنا سے نسب مین فرق آتا ہے اور کشت و خون بھی ہوتا ہے جو اکثر مشاہدہ مین آتا رہتا ہے اور نیز اس سے روح پر بھی تاریکی پیدا ہوتی ہے اس لئے خدا نے اسکو حرام کردیا اور اسپر سخت سزا بھی مقرر کردی اور آخرت مین روح کا معذب ہونا بھی بیان فرمادیا اسلام اسبات پر فخر کرسکتا ہے کہ اسکی برکت سے جسطرح شرک کی بیخ کنی ہوئی اسی طرح زنا کا بھی دروازہ بند ہوگیا اسی لئے بے حجابی جو زنا کی طرف ابھارتی ہے جیساکہ آجکل مہذب قومون مین بھی دیکھا جاتا ہے اسکو بھی منع کردیا اور حجاب کا اسی مصلحت سے حکم دیا -

(۳) جبکہ یہ فرمایا کہ اگر وہ توبہ کرلین تو انسے تعرض نکرو تو اسکے بعد توبہ کے اوصاف بیان کرنے بھی مناسب ہوئے فقال انما التوبۃ علی اللہ یعنی جس توبہ کو خدا ضرور اپنے فضل سے قبول کرتا ہے وہ دو باتون پر مبنی ہے ایک یہ کہ گناہ کو جہالت سے کرتا ہو اوسکو اوسکے گناہ ہونیکا علم نہو دوم یہ کہ من قریب یعنی موت سے اور اوسکے آثار سے پہلے توبہ کرلے یہ نہین کہ سدا اوس مین مبتلا رہے ان دو شرطون کے ساتھ توبہ قبول کرنا اللہ پر واجب ہے درحقیقت اوسپر کوئی چیز واجب نہین وہ فاعل مختار ہے مگر اوس نے اپنے فضل سے وعدہ کرلیا ہے بعض کہتے ہین علی اللہ کے معنے من اللہ ہین یعنے ان گمراہون کو کہ جنکی استعداد مین ہنوز کچھ فرق نہین آیا ہے خدا توفیق توبہ عطا فرماتا ہے اب رہے وہ لوگ کہ جو عمداً گناہ کرتے ہین یعنے گناہ کو گناہ جانتے ہین اونکی توبہ بالاتفاق قبول ہے مگر وہ لوگ بہ نسبت نادان کے زیادہ مجرم ہین اسلئے اونکی توبہ کا ضرور قبول کرنا نہیں فرمایا نہ دہی کردیا ہے اور جہالت کے معنے یہ بھی ہین کہ وہ حقیقت عذاب کو نہین جانتے سو وہ بھی انمین شامل ہین اسکے بعد جنکی توبہ قبول نہین اونکا ذکر کرتا ہے ولیست التوبۃ یعنے دو شخصون کی توبہ قبول نہین ایک وہ مومن کہ اوسکو علامات موت دکھائی دیجاوین اور اس عالم کا پردہ اوسسے اٹھ جائے تب اسکی توبہ قبول نہین دوم کافر اگر ایسے وقت کفر سے توبہ کرکے ایمان لائے تو اسکی بھی توبہ قبول نہین اسکو ایمان یاس کہتے ہین - گرچہ اوس کی جناب عالی ہے وہ عذر آورون کو نہین نکالتا سو بار گر توبہ توڑکر توبہ کرے پھر بھی اوسکو معاف کرتا ہے جیساکہ احادیث صحیحہ مین وارد ہے مگر یہ جب تک ہے کہ بندہ پر وہ عالم منکشف نہین پھر جب منکشف ہوگیا تو گویا عدالت مین حاضر کیا گیا اب عذر کا زمانہ نہین رہا اب اسکو سزا ہوگی پہلے عذر کرتا تو مضائقہ نہ تھا -

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ

ایمان والو تمکو یہ حلال نہیں کہ تم زبردستی سے عورتون کے وارث بنجاؤ۔ اور نہ انکو اسلیئے روک رکھو کہ جو انکو دے چکے ہو اوسمین سے کچھ واپس لو مگر ہان اگر وہ

اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ

کھلم کھلا بدکاری کرین (تو ایذا دینا مضائقہ نہیں) اور اونسے اچھی طرح سے رہو سہو پھر اگر وہ تمکو نہ بھا دین تو ہوتا ہی کہ تم کو بعض چیزین ناپسند ہوتی ہین اور اس مین اللہ

فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔـا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ

بڑی خیر (و برکت) دیتا ہی (اسپر صبر کرو) اور اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی بدلنا چاہو اور اوسکو بہت سا مال دے چکے ہو تو پھر اوس مین سے کچھ بھی واپس نہ لو کیا بہتان باندھکر

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور صریح گناہ سے اوسکو واپس لیتے ہو اور بھلا تم اسکو کیونکر واپس لے لوگے حالانکہ تم ایک دوسرے سے بے حجاب ہو کر مل چکا ہی اور اونہون نے تم سے پکا قول و قرار بھی لے لیا ہی

ترکیب

ان ترثوا تاویل مصدر فاعل لا یحل۔ اور کرہا مصدر اور حال ہی مفعول سے اور وہ بالفتح والضم پڑھا جاتا ہی لتذہبوا کا لام متعلق ہی تعضلوا سے الا ان یاتین استثناء منقطع ہی

تفسیر

توبہ کا وصف بیان کرکے پھر عورتونکے متعلق احکام بیان فرماتا ہی۔ ایام جاہلیت مین عرب طرح طرح سے عورتونکو تکلیف دیتے تھے جس سے ان آیات مین منع فرماتا ہی۔

اول لا یحل لکم عرب مین پہلے دستور تھا کہ جب کوئی شخص بیوی چھوڑ کر مرتا تھا تو اوسکا بیٹا جو دوسری بیوی سے ہوتا ہی یا کوئی اور وارث آکر اوس بیوہ پہ کپڑا ڈال دیتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جسطرح مین میت کے مال کا وارث ہون اسی طرح اوس کی بیوی کا بھی۔ اسکے بعد یا تو بغیر مہر خود نکاح کر لیتا تھا یا اور سے نکاح کرکے اوسکا مہر آپ لیتا تھا یہ بات عورت پر اوسکی خود مختاری کے لحاظ سے نہایت شاق تھی اسلیئے اسکو حرام فرمایا۔ اور یہ بھی ہوتا تھا کہ بیوہ مالدار کو نکاح سے منع کر دیتے تھے جب تک وہ لوگ اون کے آپ ازبردستی وارث بنجاتے تھے سو یہ بھی اس آیت سے حرام ہے۔

دوم لا تعضلوہن الآیہ عضل کے معنے منع کے ہین اور اسی لئے مانع صحت مرض کو داء عضال کہتے ہین عرب مین یہ بھی خراب دستور تھا کہ جب کسی عورت منکوحہ سے دل نفرت کر جاتا تھا اور اسکو مہر دے چکتے تھے تو اوس سے نہایت بدخلقی سے پیش آتے تھے تاکہ یہ مجبور ہو کر مہر واپس دیکر خود طلاق طالب ہو سو اسکو بھی اس آیت مین منع فرمایا اسلیئے کہ انکو مت بند کرکے رکھو کہ جو کچھ انکو مہر دیا ہی واپس لو اور بعض طلاق دیکر بھی روک رکھتے تھے اور نکاح نکرنے دیتے تھے مہر واپس لینے کیلئے سو یہ بھی منع ہی۔ فرماتا ہی ایسا فعل جب مضائقہ نہیں کہ جب عورت کا قصور ہو نہ عام خانہ داری کا قصور بلکہ فاحشہ مبینہ یعنی جب اس سے زنا چار گواہون سے ثابت ہو جاوے تب اسکو مجبور کرکے مہر واپس لینا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اسوقت بعض علماء کے نزدیک مہر دینا ہی واجب نہیں رہتا اسکے بعد فرماتا ہی بیویون کے ساتھ عمدہ طور انصاف اور محبت سے گذران کیا کرو اور جو اسکی صورت و شکل یا کسی بات سے نفرت ہو تو اس نفرت کو دلمین جگہ دیکر خانہ بربادی نکرو انجام ہر چیز کا خدا کو معلوم ہی شاید اس نفرتی اور مکروہ عورت مین تمہارے لیئے کوئی عمدہ فائدہ ہو خدا اس سے اولاد صالح پیدا کردے یا اسکے اخلاق خانہ داری کے باب مین عمدہ ہون اور خیر خواہی اور معیشت مین آسانی کے باعث ہون۔ نئی بیوی جسکو تم پسند کر رہے ہو اوس مین کیا کیا قباحتین نکلین۔

سوم۔ وان اردتم اس نصیحت کے بعد بھی اگر انسان دوسری بیوی کرنے اور پہلی کے چھوڑنے پر بعض وجوہ ضروریہ سے مجبور ہو تو اسکے لئے فرماتا ہے کہ جو کچھ تم نے مہر مین دیا ہے خواہ خزانہ ہی کیون نہو اوسکو ہرگز واپس نہ لو اور کیونکر لے سکتے ہو تم نے اُن سے خلوت اور صحبت کر لی ہی جس سے مہر کامل واجب ہو جاتا ہی اور علاوہ اس کے بوقت نکاح تم نے انکو وفاداری کا اقرار دیا ہے جو نفس نکاح سے سمجھا جاتا ہے۔ عرب مین ایسی حالت مین عورت پر بہتان لگا دیتے تھے تاکہ وہ مہر سے محروم رہے اسکو منع فرماتا ہے کہ کیا تم بہتان باندھکر مہر رکھنا چاہتے ہو یعنے ایسا نکرو۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ

اور جن عورتون سے تمہارے باپ نے نکاح کر چکے ہون تم اونسے نکاح نکرو مگر جو کچھہ گزر چکا سو گزر چکا کیونکہ یہ بیحیائی اور گناہ کی بات اور برا طریقہ ہی تمپر حرام کی گئین تمہاری مائین

وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ

اور تمہاری بیٹیان اور تمہاری بہنین اور تمہاری پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجیین اور بھانجیین اور تمہاری وہ مائین بھی کہ جنہون نے تمکو دودہ پلایا اور تمہاری دودہ شریک بہنین

وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ

اور تمہاری ساسین اور تمہاری ان بیویون کی جن سے تم نے صحبت کی ہو وہ بیٹیان جو تمہاری پرورش مین ہون پھر اگر تم نے ان بیویون سے صحبت نہین کی تو (اون کی

عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

لڑکیون سے نکاح کر لینے مین) تمپر کچھہ گناہ نہین اور تمہارے صلبی بیٹون کی بیوئین بھی (حرام ہین) اور دو بہنون کا جمع کرنا بھی (حرام ہی) مگر جو کچھہ کہ ہو چکا

غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ

غفور رحیم ہے اور تمپر شوہر دار عورتین بھی (حرام ہین) مگر وہ جو تمہارے قبضہ مین آگئی ہون (یہ) خدا کا تمہارے لئے نوشتہ ہی اور انکے سوا سب عورتین تمہارے لئے حلال ہین بشرطیکہ

أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ

تم مال (مہر) کے معاوضہ مین پاکدامنی کے لئے نکہ شہوت رانی کے لئے انکو نکاح مین لانا چاہو پھر جنسے تمنے صحبت کا فائدہ اوٹھایا ہو تو انکے مہر ادا کرو جو واجبی دینا ہی اور مہر مین

عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

سے) جو کچھہ آپس کی رضامندی سے قرار پاگیا ہے تو اسمین بھی تمپر کچھہ گناہ نہین ضرور اللہ سب کچھہ جانتا سب حکمت سے واقف ہے

ترکیب

ما نکح ما بمعنے من والعائد محذوف ای من نکحھا آباؤکم الا ما استثنار منقطع ہی حرمت فعل مجہول امہاتکم الخ مفعول مالم یسم فاعلہ من الرضاعۃ حال ہی اخوات سے التی صفت ہے من نسائکم کی وان تجمعوا الخ بتاویل مصدر معطوف ہی امہاتکم پر والمحصنات بھی امہاتکم پر معطوف ہے الا ما ملکت استثنار متصل ہی والمعنے حرمت علیکم ذوات الازواج الا السبایا من المحصنات کتاب اللہ مفعول مطلق ہے کس لئے کہ حرمت بمعنے کتبت احل فعل مجہول ما وراء ما بمعنے من ای احل لکم غیر المذکورات من النساء بشرط ان ہے بان الخ محصنین حال ہی فاعل تبتغوا سے فما بمعنے الذی شرط جوابہ فاتوہن یا کیونکہ شرط نہیں مبتدا اور فاتوہن خبر۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا عورتون کے زبردستی وارث نہو جایا کرو جسکے متعدد طریق تھے انمین ایک کو اور بھی صراحۃً سے منع فرماتا ہے کہ جسمین سخت بیحیائی ہی وہ یہ کہ عرب مین دستور تھا کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو گھر مین ڈال لیا کرتا تھا سو اسکو خدا نے ولا تنکحوا فرما کر منع کر دیا اور فرمایا الا ما قد سلف کہ جو ایام جاہلیت مین ہو چکا سو ہو چکا۔ ف نکاح کے معنے لغت مین عورت سے صحبت کرنے کے ہین اور اسکا اطلاق ایجاب وقبول عقد شرعی پر بھی ہوتا ہی اول معنے کے لحاظ سے امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ آیت کے معنے یہ ہوئے جس سے تمہارے باپ نے مباشرت کی ہو یا علی سبیل عموم مجاز نکاح یا وطی کی ہو خواہ وہ وطی حلال طور سے ہو یا زنا سے اوس سے تم نکاح نکرو پس جس نے کسی عورت سے زنا کیا جیسا کہ رنڈیون سے اس زمانہ مین لوگ کرتے ہین تو بیٹے کو اوس باپ کی رنڈی سے نکاح کرنا بھی اس آیت سے ممنوع ہی

ل یعنی جن بیویونسے نکاح کرکے صحبت کا اتفاق ہوا ہو انکے پہلے خاوند کی بیٹیونسے نکاح درست نہین اور غالباً وہ مرد کی پرورش مین رہا کرتی ہین بعض اہل ظواہر پرورش کی قید سے یہ نکالتی ہین کہ جو پرورش مین نہ آئی ہون درست ہین ۱۲ منہ ک ایکساتھہ دو بہنون سے نکاح حرام ہی عام ہے کہ وہ عینی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی یا دودہ شریک ہان ایک کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد اسکی دوسری بہن سے نکاح باتفاق سلف وخلف درست ہے ۱۲ منہ ف صلبی بیٹون کی بیویون سے ہی نکاح حرام ہے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے درست ہے ۱۲ منہ ف جو شوہر دار عورتین جہاد مین اسیر ہو جائین یا لونڈیان دام دیگر قبضہ واختیار مین آجائین وہ سب ملک ہین انسے بھی ایک حیض آجانے کے بعد صحبت درست ہے ۱۲ منہ

اسی طرح جس عورت سے زنا کیا اوسکی بیٹی سے بھی اُسکو نکاح درست نہین اسکی تحقیق آگے آتی ہو امام شافعی کہتے ہین نکاح سے مراد عقد شرعی ہے پس جس
باپ نے عقد شرعی کیا ہو خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اوس عورت سے بیٹے کو نکاح منع ہے اور جس سے عقد شرعی نہین کیا بلکہ حرام کیا اوس سے بیٹے کو نکاح کرنے
کی ممانعت ثابت نہین ہوتی امام ابو حنیفہ کی طرف سے ابوبکر رازی نے اور امام شافعی کی طرف سے فخر رازی نے بہت کچھ دلائل بیان کئے ہین جنکے ذکر کی یہان
گنجائش نہین ۔ پھر جبکہ باپ کی بیوی سے نکاح کرنا حرام کیا تو مناسب ہوا کہ جسقدر عورتین حرام ہین اونکا بھی اس کے ساتھ بیان کیا جاوے اس لئے فرمایا
حرمت علیکم امہاتکم اسجگہ خدا تعالے نے چودہ قسم کی عورتون سے نکاح کرنا حرام فرمایا سات تو انمین سے نسب کی جہت سے ہین ماں بیٹی بہن پھوپی خالہ بھتیجی
بھانجی اور سات بغیر نسب کے ہین دودھ کے سبب ماں دودھ شریک بہن ۔ ساس ۔ بیوی کی بیٹی بشرطیکہ اوس سے صحبت کی ہو بیٹے کی بیوی ۔ باپ کی
بیوی جو ابھی مذکور ہوئی ہے ۔ بیوی کے روبرو اسکی بہن یعنی سالی ۔ اب ہم اس مقام پر دو بحث کرتے ہین بحث اول مین الفاظ کے معانی اور انمین انکا اختلاف
اور دوسرے مین ان عورتون کے حرام ہونے کی وجہ بیان کرتے ہین وباللہ نستعین (بحث اول) امہاتکم امہات ام کی جمع ہے یہ لفظ اصل مین امہۃ تھا اور مفرد مین
کثرت استعمال سے ساقط ہوگئی ہے اسکے معنے ہندی مین ماں کے ہین گرچہ لغت مین اسکا اطلاق حقیقی ماں پر ہوتا ہو مگر عرف شرع مین خواہ بطور عموم مجاز
لیا یا لااشتراک ہو وہ عورت مراد ہو کہ جسکی طرف انسان کا نسب منتہی ہو خواہ ماں کی طرف سے خواہ باپ کی طرف سے جیسا کہ نانی پرنانی دادی پردادی بناتکم جمع
بنت ہی جسکے معنے بیٹی کے ہین اس مین بھی ہر وہ عورت شریک ہے کہ جسکا نسب انسان کی طرف خواہ بواسطہ یا بغیر واسطہ منتہی ہو جیسا کہ بیٹی یا پوتی یا نواسی یہ
سب بنات مین داخل ہین اوسی طریق سے جو مذکور ہوا ف جو بیٹی زنا سے پیدا ہوا امام ابو حنیفہ اوسکو بھی حرام کہتے ہین کیونکہ بیٹی ہو امام شافعی کہتے ہین یہ بیٹی
نہین دلائل فریقین کی کتابون مین مذکور ہین اخوات یعنی بہنین اسمین عینی اور علاتی اور اخیافی سب بہنین شریک ہین عمات پھوپھیان جس شخص کی طرف انسان کا
نسب منتہی ہو اوسکی بہنین بھی عمات مین داخل ہین مثلاً دادا کی بہن اسی طرح نانا کی بہن خالات خالائین جس عورت کی طرف انسان کا نسب منتہی ہو اوسکی
بہن خالہ ہی خواہ ماں کی بہن عام ہے کہ عینی ہو یا علاتی یا اخیافی یا نانی پرنانی کی بہن بنات الاخ بھتیجیان خواہ عینی بھائی کی بیٹی یا علاتی کی یا اخیافی کی اسی طرح
بنات الاخت بھانجیون کو قیاس کر لیجئے یہ وہ عورتین ہین کہ جن سے کبھی اور کسی وجہ سے نکاح درست نہین انکو محرمات ابدیہ کہتے ہین وامہاتکم التی ارضعنکم جنہنے
اُسکو لڑکپن مین دودھ پلایا وہ بھی بمنزلہ ماں ہی ۔ اور پھر اس ماں کی ماں اور نانی دادی بھی بحکم اجماع ماں شمار ہوتی ہے رضاع دودھ پلانا گرچہ قرآن مین اسکی
کوئی مدت معین نہین کہ کس زمانہ تک پلانا ماں بنا دیتا ہی اور کس قدر پلانے سے ماں ہو جاتی ہی؟ مقدار کے بارہ مین امام ابو حنیفہ رح نص قرآنی کو مطلق قرار دیکر
ایک گھونٹ دودھ کو بھی جو بچے کے شکم مین اتر جاوے باعث حرمت نکاح فرماتے ہین اور امام شافعی نص کو احادیث سے خاص کرکے اقل مرتبہ پانچ گھونٹو نسے
رضاع ثابت کرتے ہین اور اس سے کم کو معدوم سمجھتے ہین ۔ اور زمانہ کے بارہ مین سب آئمہ آیت مین قید لگاتے ہیں امام ابو حنیفہ کہتے ہین ڈھائی برس کی
عمر کے اندر اگر بچہ کسی کا دودھ پئیگا تو رضاعت ثابت ہوگی امام شافعی اور صاحبین کے نزدیک دو برس کی مدت معتبر ہے ۔ دلائل فریقین کسی قدر پہلے
گزر چکے پھر مدت رضاع کے بعد دودھ پینے سے کوئی عورت حرام نہین ہوگی واخواتکم من الرضاعۃ دودھ شریک بہنین ۔ رضاع کی وجہ سے قرآن مین صرف رضاعی
ماں اور رضاعی بہنون کی حرمت بیان کرکے اسطرف اشارہ کر دیا کہ رضاعت بمنزلہ نسب کے ہے اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسبات کو اور بھی
کھولدیا کہ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب رواہ البخاری ومسلم عن ابن عباس کہ جو عورتین نسب کی وجہ سے حرام ہین وہ رضاع کی وجہ سے بھی حرام ہین
مرضعہ کی ماں اور بیٹی اور اسکی بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھتیجیان اور بھانجیان الغرض رضاع بمنزلہ نسب کے ہے مگر چند صورتین مخصوص ہین اس لئے

اس امر مین قاعدہ کلیہ کی طور پر کسی شخص نے ایک شعر مین تمام مسائل جمع کردئے ہین ۵ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند * واز جانب شیرخوارہ زوجان فروع ۔
وامہات نسائکم بیویون کی مائین ۔ اسمین بحکم اجماع بیویون کی نانی دادی جنکی طرف کہ اسکا نسب منتہی ہو خواہ باپ کی طرف سے خواہ مان کی طرف سے سب شریک ہین
ف ا جمہور کا یہ مذہب ہی کہ جس عورت سے نکاح کرلیا خواہ ہنوز اُس سے صحبت نکی ہو صرف نکاح کرنے سے اُس عورت کی مان سے نکاح حرام موبد ہوجاویگا البتہ بیوی کی دوسرے
خاوند کی بیٹی جب حرام ہوگی کہ جب اس بیوی سے صحبت بھی کریگا ورنہ محض نکاح سے نہین اگر یہ اس بیوی کو طلاق دیکر اوس کے پہلے خاوند کی بیٹی سے نکاح کرے
تو اس صورت مین کرسکتا ہی کس لئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اب اسکی مان سے نکاح حرام ہے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور
جو کسی لڑکی کی مان سے نکاح کیا اور ہنوز صحبت نہین کی تو طلاق دیکر اوسکی چاہے تو نکاح کرے اخرجہ عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والبیہقی فی سننہ مگر
چند صحابہ و تابعین جیسا کہ حضرت علی اور زید وابن عمر و زبیر و جابر رض دونون مین صحبت کرنے کی قید لگاتے ہین کہ ساس بھی جب بنتی ہے کہ جب نکاح کرکے اُسکی بیٹی
سے صحبت کریگا کیونکہ دونون حکمون کے بعد قرآن مین دخلتم بہن یعنے صحبت کی قید موجود ہے اور حدیث مذکور مین کلام ہی ف ۲ علمار کا اس مسئلہ مین
اختلاف ہی کہ اگر کسی عورت سے زنا کیا تو کیا اس اوس عورت کی مان ساس ہوسکتی ہی ؟ جمہور کے نزدیک نہوگی بلکہ اوسکی مان سے یا اوس کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے
کس لئے کہ امہات نسار مین داخل نہین اور نیز دار قطنی نے عائشہ رض سے روایت کی ہی کہ کسی نے ایک عورت سے زنا کرلیا تھا پھر اوسنے اوسکی مان یا بیٹی سے
نکاح کرنا چاہا تو آنحضرت صلعم سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ حرام سے کوئی حلال چیز حرام نہین ہوجاتی ۔ مگر امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور احمد و اسحاق وعطار وحسن
و شعبی کہتے ہین وہ ساس ہوجاویگی ،، بلکہ اگر شہوت سے ہاتھ لگایا یا ستر خاص کو بنظر شہوت دیکھا تب بھی اس عورت کی مان ساس ہوجاویگی اور یہ عورت بمنزلہ
بیوی کے قرار پاکر اسکی بیٹی ربیبہ ہوجاویگی ۔ بعض کہتے ہین اگر کسی لڑکے سے اغلام کریگا تو اُسکی مان سے نکاح کرنا ساس ہوکر حرام ہوجاویگا وفیہ مافیہ ۔ وربائبکم
جمع ربیبہ یعنے عورت کی پہلے خاوند سے بیٹی اور چونکہ ایسی لڑکیان اپنی مان کے ساتھ رہتی ہین اور نئے باپ کے ہان پرورش پاتی ہین اسلئے فی حجورکم کی قید واقعی
بڑھائی جسکو بعض ناسمجھ پادری بیفائدہ کہکر قرآن پر اعتراض کرتے ہین حجور جمع حجر بالکسر والضم جسکے معنی گود اور پرورش کے ہین یہ لڑکیان بھی جب حرام ہوتی ہین
کہ جب اونکی مان سے نکاح کرکے صحبت کا اتفاق ہوا ہو عام ہی کہ اس لڑکی نے اس شخص کے ہان پرورش پائی ہو یا نہین مگر بعض نے حضرت علی سے منقول کیا ہی کہ ایسی
لڑکی سے نکاح درست ہی کیونکہ قید پرورش مین ہونے کی ہی اور جب اسکی پرورش مین نہ تھی تو حرام نہین جمہور اسکے برخلاف ہین اور قید کو احترازی نہین
کہتے ۔ اور اگر صحبت کا اتفاق نہین ہوا تو بالاتفاق اس لڑکی سے نکاح درست ہے وحلائل ابنائکم صلبی بیٹے کی بیوی اسمین پوتا بھی شریک ہے خواہ بیٹے نے
نکاح کرکے صحبت کی ہو یا نہین حلائل جمع حلیلہ بروزن فعلیہ بمعنے مفعول یعنے حلال کی گئی چونکہ بیوی حلال ہوتی ہے اس لئے اسکو حلیلہ کہتے ہین اصلابکم کی
قید سے مونہہ بولے بیٹے کی بیوی نکل گئی کیونکہ اوس سے نکاح حرام نہین وان تجمعوا دو بہنون کا نکاح مین جمع کرنا حرام ہے اس مین بحکم حدیث عورت کی خالہ اور
اور پھوپی بھی شریک ہے یعنے جسطرح دو بہنون سے نکاح حرام ہے اسی طرح پھوپی بھتیجی اور خالہ بھانجی سے بھی بلکہ ہر ذی رحم محرم سے مگر ملک یمین مین جمع کرنا منع
نہین یعنے دو بہنون کو جو لونڈی ہون ایک ساتھ خریدنا مضائقہ نہین مگر دونون سے صحبت نکرے ۔ ان سب اقسام کے بعد پندرہوین ایک اور قسم حرام عورتون
کی وہ ہے والمحصنات من النسار احصان لغت مین منع کرنے کو کہتے ہین اور چونکہ قلعہ غیر کو آنے سے منع کرتا ہے اس لئے اوسکو حصن کہتے ہین اور اسی لئے
شہر پناہ والے شہر کو مدینہ حصینہ بولتے ہین حصان بالکسر نر گھوڑا جو مالک کو قبضہ دشمن سے روکتا ہے حصان بالفتح پارسا عورت جو اپنے ستر کو بدکاری سے
روکتی ہی قرآن مین لفظ احصان چند معنے کے لئے بولا گیا ہے ۔ (۱) حر یعنے آزاد مرد وعورت پر جو کسی کے غلام نہون والذین یرمون المحصنات اے الحرائر

(۲) پارسا پر محصنات غیر مسافحات (۳) خاوند والی عورت پر والمحصنات من النساء اس صورت مین جمہور کے نزدیک آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تمپر شوہر دار عورتین بھی حرام ہین
الا ما ملکت ایمانکم مگر وہ شوہر دار عورتین جو جہاد مین مقید ہو کر آوین اور اونکے شوہر ساتھ نہون (جیسا کہ ابو حنیفہ کہتے ہین) یا ہون جیسا کہ امام شافعی کہتے ہین تب یہ عورتین
جو لونڈیان ہو کر آئی ہین جنکو ہاتھ کا مال کہا ہی مالکون کے لئے حلال ہین ایک حیض آنیکے بعد کیسلئے کہ کفر کا نکاح ایسے موقع مین معتبر نہوگا اور اس اسیری کا اثر بمنزلہ طلاق کے بلکہ
اس سے بھی زیادہ واقع ہوگا اور ابو العالیہ اور عبیدہ سلیمانی اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور عطار اور حضرت عمر کے نزدیک اس آیت کے یہ معنے ہین کہ تمپر محصنات
یعنی پارسا عورتین حرام ہین مگر جنکی عصمت بسبب نکاح یا ملک کے تمہارے قبضہ مین آجاوے وہ حلال ہین۔
اُن عورتون کا بیان فرما کر جن سے نکاح حرام ہے فرماتا ہی واحل لکم ما وراء ذلکم کہ انکے سوا اور عورتین تمپر حلال ہین مگر نہ مطلقًا کہ جس عورت سے ان عورتون کے علاوہ
جو چاہا کر لیا جاوے جیسا کہ اجنبی عورتون سے زنا کر لیا جاتا ہے بلکہ چند شرطین ہین جنکے مجموعہ سے عرف مین نکاح ثابت ہوتا ہے اول ان تبتغوا باموالکم یعنے اپنے
مال صرف کرکے انکو حاصل کرو۔ گرچہ ہر قوم مین شادی کیوقت مال صرف کرنا بالخصوص شائستہ ملکون کا قدیم دستور ہے کہین نکاح سے پیشتر کچھ دیتے جسکو چڑھاوا
کہتے ہین بھیجا جاتا ہی اور منگنی کے ایام مین بھی گہنا کپڑا برتن وغیرہ حسب دستور بھیجے جاتے ہین تاکہ شوہر کی خواہش اور بیوی کا اعزاز ثابت ہو اور لوگون مین یہ بات
شہرت بھی پاجاوے آشنائی اور خفیہ سازش نہ معلوم ہو تاکہ کل اسکی اولاد کو عار و ننگ اور بیوی کے کنبہ کو ذلت کا باعث نہو اور پھر اوسمین اور اُسکے کنبے مین محض
اجنبیت نہ پائی جاوے جو تمدن کے بارے مین زہر ہے عرب مین یہ دستور تھا کہ بروقت نکاح عورت کی خوشی اور عزت کے لئے اُسکو کچھ نقد دیا جاتا تھا جس کو
مہر کہتے ہین۔ اقل مرتبہ اس مہر کا نام ابو حنیفہ کے نزدیک دس درہم ہونے چاہئین جو تخمینًا ساڑھے تین یا پونے چار روپیہ چہرہ شاہی ہوتے ہین کیونکہ ابتغاء باموالکم
فرمایا ہی اور اس سے کم مقدار کو ایسے موقع مین مال صرف کرنا نہین کہتے اور اسلئے چور کے ہاتھ کاٹتے ہین بھی جو مال کی چوری پر کٹتا ہی دس درہم معتبر ہین امام شافعی
کے نزدیک اقل مرتبہ کی کوئی حد نہین خواہ ایک پیسا ہو یا کچھ اور ہو بلکہ احادیث مین بعض عورتون کا مہر تعلیم قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دیا تھا دوم محصنین
کہ اس سے مقصود ان عورتون کو پابند کرنا اور اپنی پاکدامنی مقصود رکھنا ہو غیر مسافحین نہ شہوت رانی مطلوب ہو سو یہ ساری باتین گواہون کے روبرو ایجاب قبول سے
ہوتی ہین اور اسی کو عرف شرع مین نکاح کہتے ہین خلاصہ یہہ کہ محرمات کی علاوہ اور عورتین نکاح کرنے سے حلال ہین ورنہ وہ بھی حرام کس لئے کہ والمحصنت کا عطف امہات پر ہے
ای وحرمت علیکم المحصنات چونکہ مہر بسا اوقات وقت پر نقد نہین دیا جاتا تھا بلکہ ذمہ پر واجب کر لیا جاتا تھا اور اُسکو کچھ عرب والے جب لا ادا خیال نہ کرتے تھے اسلئے اسکے
بعد یہ بھی فرما دیا فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن استمتاع لغت مین نفع حاصل کرنا اور جس چیز سے نفع حاصل کیا جاتا ہی اوسکو متاع کہتے ہین پھر آیت کے معنے
حسن اور مجاہد وغیرہما کے نزدیک یہہ ہین کہ جس چیز پر تم نے ان عورتون سے نفع حاصل کیا ہی جماع اور عقد نکاح کرکے تو اس چیز کو کہ جو انکا مہر ہے دیدو اجر اجر کی جمع ہی
اور مہر چونکہ عورتونکے منافع کا بدل ہی اس لئے اسکو اجر کہدیا اور کئی جگہ قرآن مین اجر بمعنے مہر آیا ہی از انجملہ یہ آیت ہی لاجناح علیکم ان تنکحوہن اذا اتیتموہن اجورہن اس ترکیب
مین ضمیر مین عائد محذوف مانی جاویگی۔ اور یون بھی معنی ہو سکتے ہین کہ ما بمعنے مَن لیا جاوے یعنے جن عورتون سے تمنے نفع بطور جماع وعقد نکاح حاصل کیا ہی اون کے مہر
اون کو دیدو۔ مگر جمہور کے نزدیک یہان بھی نکاح مراد ہے اسکو اسلئے بیان کیا ہی کہ جب عورت سے نکاح کرکے صحبت کر چکے تو نفع اوٹھا لیا اونکا پورا مہر واجب ہوگیا
ایک گروہ یہ کہتا ہی کہ پہلی آیتون مین نکاح مراد تھا اس آیت مین نکاح متعہ مراد ہے جو ابتداء اسلام مین کسی ضرورت سے جائز ہو گیا تھا پھر اوسکو شریعت نے حرام کر دیا
اور قرات ابی ابن کعب و ابن عباس و سعید بن جبیر کہ جسمین الی اجل مسمی آیا ہی اُسکی موید ہے۔
متعہ ایک قسم کا نکاح ہی جسمین مرد عورت کو کسی مقدار معین مال سے ایک مدت معین تک اپنے پاس رکھے اور ایجاب و قبول اوسمین بھی شرط ہی پھر اُسکو رنڈی یا نانی

کہنا فضول ہی۔ جمہور امت کا اسپر اتفاق ہی کہ یہ نکاح فتح خیبر او فتح مکہ مین جائز ہوا تھا پھر اسکو نبی علیہ السلام نے ابداً حرام کر دیا جیسا کہ حضرت علی سے منقول ہی کہ آنحضرت نے خیبر کے روز گدھون کے گوشت اور نکاح متعہ سے منع کر دیا یہہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین ہے اور بھی احادیث اس قسم کی وارد ہین علاوہ اسکے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم کہ سوائے بیوی اور لونڈی کے اور کوئی عورت درست نہین۔ تو پھر اسکے منسوخ ہونے مین کیا کلام ہے؟ کس لئے کہ متاعی عورت نہ بیوی ہی کیونکہ بیوی کو میراث ہے اسکو نہین اور نہ لونڈی ہی اور بعض علما متعہ کو بدستور جائز کہتے ہین جیسا کہ صحابہ مین سے ابن عباسؓ اور عمران بن حصینؓ وہ کہتے ہین کہ یہہ عورت بھی بیوی ہی مگر اسکے لئے چند روزہ ہونے کی وجہ سے میراث نہین۔ مگر ابن عباس اسکو حالت اضطرار مین جائز کہتے تھے پھر اخیر مین رجوع کر لیا اور اس فریق کے بھی دلائل ہین مگر وہ نہایت کمزور ہین جنکو علمار اسلام نے رد کر دیا ہے۔

فرقہ شیعہ بھی اسکے جواز کا قائل ہی اور حضرت علیؓ سے اسکا جواز منقول کرتے ہین۔

(دوسری بحث) یہ عورتین جو شریعت نے حرام کی ہین وہ ہین کہ جنکی حرمت سلیم الطبع تو مونین فطری ہی مثلاً ماں کہ جسکا دودھ پیکر انسان اکثر پرورش پاتا ہے ایک ایسی عورت ہی کہ اگر کوئی شریعت یا پیغمبر بھی دنیا مین آکر منع نکرتا تو انسان کی طبیعت سلیمہ اوسکی طرف جماع تو کیا خیال بد کی بھی اجازت نہیتی بلکہ بوقت ہیجان طبع ایسی عورتون کا خیال بھی اس شعلہ شہوت کے لئے سرد پانی کا حکم رکھتا ہی اور یہ بات سب سلیم الطبع لوگون مین یکسان ہی اسی طرح بہن بیٹی بھتیجی بھانجی خالہ پھوپی کا حال ہی علاوہ اسکے اگر بغور دیکھیو تو صدہا قباحتین بھی ہین منجملہ اون کے طبعی قباحت یہ ہے کہ ہر وقت کے پاس کے رہنے اور اونکے روبرو پرورش پانے سے نفس کو انکی طرف ہیجان نہین ہوتا اگر انسے نکاح درست ہوتا تو بلا شک یہہ جماع اسکو سخت مضرت پہنچاتا اور اولاد بھی نہایت کمزور ہوتی چنانچہ حیوانات سے جب اس قسم کی جفتی سے بچہ لیا جاتا ہی تو وہ نہایت کمزور ہوتا ہے اسکا حکمائے حال نے بھی تجربہ کیا ہی تمدنی قباحت یہ ہے کہ اگر ان عورتون سے نکاح درست ہوتا تو اول باپ بیٹے اور بھائیون اور دیگر ان اقارب مین کہ جنکے اجتماع بغیر خانہ داری کا کوئی سامان ہی نہین ہو سکتا اوس محبت کا اختلاط سے کہ جوان عورتون کو اپنے پیارے بھائی بیٹے بھتیجے باپ سے ہی منظنہ تہمت ہو کر بڑا فساد پھیلتا دوم جب نہین سرپرستون سے نکاح درست ہوتا تو حقوق زوجیت عمدہ طور سے قائم نہونے اور بصورت عدم قیام پھر بیچاری عورت کی طرف سے کون مطالبہ کرنے کھڑا ہوتا؟۔

روحانی قباحت یہ ہے کہ ملا اعلی کے لوگون کو اس بہیمیت سے ایک نفرت خاص ہی جیسا کہ بدبو سے دماغ انسانی کو ہی پھر اس نفرت کا اثر اوسکی روح تک سرایت کرتا ہے کہ جسطرح اجرام علویہ آفتاب مہتاب کا اثر زمین کے نباتات پر جس سے اسکی روح پر ایک ظلمت و مرض طاری ہوتا ہے جو بعد مردن اس کے لئے عذاب الیم اور نار جحیم کا مزہ دکھاتا ہی۔ رہین اور سات عورتین ان مین سے دودھ کی ماں اور بہن مین تو وہی بات ہے جو حقیقی مین ہے رہی ساس سالی بہو بیوی کی بیٹی باپ کی منکوحہ سو اگر ان کے پاس یہ لوگ نہ آوین جاوین تو خانہ داری مین فرق آتا ہے اور بیوی بمنزلہ قیدی کے ہو جاتی ہے اور اس صورت مین نکاح گر جائز ہو تو طمع پکانے کا موقع ملتا اور پھر باپ بیٹے ماں بیٹی بہنون بہنون مین رقابت سے وہ فساد پیدا ہوتا کہ جو بیان سے باہر ہے اور نیز باہمی حقوق تلف ہو جاتے۔ اس لئے خدا نے انبیار کی معرفت ان کو حرام کیا اور جو پھر کوئی مرتکب ہو تو اسی کے لئے دنیا و آخرت مین حکم عدولی کی سزا معین کی اس پر بھی ملحدون کا یہہ کہنا کہ ماں اور بیوی مین کچھہ بھی فرق نہین صرف رسم و رواج مانع ہے اور مصلحت کے لئے دینی رفارمرون نے منع کر دیا ہے اور نہ عذاب و ثواب کچھہ نہین) سخت بیوقوفی ہے بعد اس کے مہر کی بابت یہہ بھی رخصت دیدی کہ مہر مقرر ہونے کے بعد باہمی رضامندی سے اس کو کم زیادہ بھی کر سکتے ہو خواہ بالکل عورت معاف کر دے تو جائز ہے ان سب امور کی حکمت کی طرف

دوسری بحث
طبعی قباحت
تمدنی قباحت
روحانی قباحت

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

اور جس کو تم مین سے (اسباب کا) مقدور نہو کہ وہ آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کر سکے تو پھر جو تمہارے قبضہ مین مسلمان لونڈیان ہون (انسے ہی نکاح کرلے) اللہ تمہارے

بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ

ایمان سے خوب واقف ہے تم آپسمین ایکسے ہو سو انسے انکے مالکون کی اجازت سے نکاح کرو اور انکو انکے مہر دستور کے موافق دیدو (نکاح) بیوی بنانے کیلئے ہو نہ کہ شہوت رانی کیلئے

وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ

اور نہ مخفی آشنائی کے لئے پھر جب وہ نکاح مین آجاوین پھر اگر وہ زنا کرین تو جو سزا بیبیون پر ہے اسکی آدہی سزا ان پر ہے

ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

یہ (لونڈیونسے نکاح کی اجازت) اسکے لئے ہے کہ جو تم مین گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ رکھتا ہو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہی اور اللہ معاف کرنے والا مہربان ہی

ترکیب

ومن لم یستطع شرط فمن ما ملکت جواب طولا مفعول یستطع ان ینکح منصوب ہے طولا کیوجہ سے محصنات حال ہی ضمیر ہن سے ولا متخذات الخ معطوف ہی محصنات پر اخدان جمع خدن مثل عدل واعدال بمعنی پوشیدہ آشنائی فاذا الخ شرط فان اتین شرط و جزا کا مجموعہ جواب ان تصبروا مبتدا خیر لکم خبر

تفسیر

ان اللہ کان علیما حکیما مین اشارہ فرمادیا - آزاد عورتون سے نکاح کرنے مین مہر بھی زیادہ دینا ہوتا ہے اور مصارف بھی زیادہ ہوتے ہین اور تجرد بھی ایک مصیبت ہے زنا کا دروازہ بند کردیا گیا اس لئے لونڈیون چھوکریون سے نکاح کی اجازت دی فقال ومن لم یستطع منکم الخ کہ جسکو آزاد مسلمان عورتون سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو تو کسی مسلمان لونڈی سے نکاح کرلے بشرطیکہ وہ محصنہ یعنی پاکدامن ہو زانیہ اور در پردہ آشنائی کرنیوالی نہو دوم یہ نکاح اونکے مسلمان لونڈی سے انکے مالک کی اجازت سے کرے کیونکہ خدا کو تمہارے ایمان اور دلی حالات معلوم ہین اور آپسمین کوئی عار بھی نہین کس لئے کہ بنی آدم بلحاظ نسل کے یکسان ہین لونڈی ہونا عارضی بات ہی اور جو کچھہ قدر قلیل دستور اور رواج کے موافق انکے مہر و مصارف ہون دیتے رہو نہ کہ انکے مصارف کا بار انکے مالکون ہی پر ڈالدو اور نہ یہ ہو کہ انسے نکاح تو نہ کرو مخفی آشنائی کرکے شہوت رانی کرو -

فوائد

(۱) من لم یستطع منکم طولا - طَول تونگری اور فراخی - اور بالضم ضد قصر ہے یہ معنے ابن عباس اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور سدی اور ابو زید وغیرہم نے لئے ہین اور قتادہ اور نخعی اور ثوری کے نزدیک صبر مراد ہے - من لم یستطع کی شرط سے بطور مفہوم مخالف امام شافعی نے یہ بات نکالی ہے کہ لونڈی سے جب نکاح درست ہی جبکہ اسکو حرہ سے نکاح کرنیکی قدرت نہو ورنہ نہین اور مومنات کی قید سے یہ بات ثابت کی ہے کہ کافرہ لونڈی سے خواہ اہل کتاب ہی کیون نہو نکاح درست نہین امام ابو حنیفہ کہتے ہین یہ شرط وجودی بات کے لئے ہے نہ کہ عدمی کے لئے اور مومنات کی قید بطور افضلیت کے ہے یعنے افضل یہ ہے ورنہ جب نکاح حرہ کتابیہ سے ہو سکتا ہی تو لونڈی کتابیہ سے کیون نہین ہو سکتا؟ من فتیاتکم یعنے اہل اسلام کی لونڈی سے نکاح کرو نہ یہ کہ خود اپنی لونڈی سے کیونکہ اوس سے نکاح کی کیا ضرورت ہے؟ (۲) اتوھن اجورھن لونڈی کو مہر دینا اوس کے مالک کو دینا ہے کیونکہ اسکی ہر ایک جائز آمدنی کا وہی مالک ہے پھر ان دونون باتون مین تعارض ثابت کرکے قرآن پر اعتراض کرنا نادانی ہے اور امام مالک ظاہر الفاظ سے استدلال کرکے مہر کو خاص لونڈی کا ہی حق قرار دیتے ہین (۳) فاذا احصن یعنے جبکہ نکاح مین آجاوین اور پھر زنا کرین تو جو حرہ عورت کی زنا مین سزا ہے اوسکی نصف لونڈی کی ہے حرہ پر سو درے ہین تو لونڈی پر پچاس اور رجم چونکہ تنصیف کے قابل نہیں اسلئے لونڈی پر رجم نہین اور یہی غلام کا حکم ہے - اور یہ اس لئے کہ کہ بسبب خدمتگاری کے اسکو باہر جانا مردون سے اختلاط کرنا پڑتا ہے اس لئے محفوظ رہنا بہ نسبت حرہ کے مشکل ہے اور نیز سزا بقدر نعمت ہوتی ہے فاذا کی شرط سے بعض نے یہ لکھا ہی کہ اگر لونڈی نکاح مین نہ آئی ہو اور پھر زنا کرے تو اسپر حد نہین ماری جاویگی ہان تعزیر ہوگی چنانچہ طاؤس اور سعید اور ابو عبید اور داؤد ظاہری کا یہی مذہب ہو مگر بحکم حدیث صحیحین (کہ جسکو ابوہریرہ نے روایت کیا کہ اگر لونڈی زنا کرے تو اسپر حد قائم کرو پھر زنا کرے تو پھر حد قائم کرو اور صحیح مسلم مین ہے لونڈی غلامون پر حد قائم کرو خواہ وہ محصن ہون یا نہون) یہ غلط ہے احصن کے معنے بعضوں نے مسلمان ہونے کے لئے ہین کما ہو مروی عن ابن مسعود وغیرہ - سلہ لونڈیان بھی آدم کی اولاد تمہارے ہم جنس ہین اصل فضیلت ایمان و نکوکاری سے ہے ۱۲ منہ

يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ

اللہ (یہ) چاہتا ہے کہ جو (نیک لوگ) تم سے پہلے ہو گزرے ہین انکا طریقہ تمکو بتائے اور اون کے رستے تم کو چلائے اور تم پر مہربانی کرے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ

اور اللہ تو تمپر مہربانی کرنا چاہتا ہے اور جو شہوت کے بندے ہین وہ چاہتے ہین کہ تم (سیدھے رستے سے) بہت دور جا پڑو اللہ چاہتا ہے

اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ۝

کہ تم سے تخفیف کردے (کیونکہ) انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے

ترکیب

یرید کا مفعول ذلک محذوف لیبین کالام یرید سے متعلق ہی۔ اور ممکن ہی کہ لام زائدہ ہو تقدیرہ یرید ان یبین ویرید الذین یتبعون معطوف ہے واللہ یرید ان یتوب پر ضعیفا حال ہی انسان سے اور بعض کہتے ہین تمیز ہے وفیہ مافیہ

تفسیر

لونڈیون سے نکاح کی اجازت کے بعد یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ اوسکے لئے ہے کہ جسکو حرامکاری مین گرفتار ہونے کا ڈر ہو ورنہ صبر کرنا تو بہتر ہے کیونکہ لونڈیون کی عادتین اچھی نہین ہوتین اسکے بعد یہ بتلاتا ہی کہ یہ احکام اور نصایح ہم تمہارے فائدہ کے لئے بیان کرتے ہین تاکہ تم صالحین اور راستبازون کے طریقہ پر چلکر مقصود تک پہنچو ویتوب علیکم سے یہی مراد ہے اور جو تمہین کہین شبہ ہو کہ فلان چیز کو کیون حلال کیا فلان کو کیون حرام کیا اور اسکی حکمت تمھاری سمجھ مین نہ آوے تو تم وسوسہ شیطانی مین نہ پڑو بلکہ یہ خیال کرو کہ اللہ علیم ہے ہر چیز کی ابتدا وانتہا اسکو معلوم ہے اور نیز حکیم ہے ہر امر مین ضرور حکمت مرعی رکھتا ہی پھر جو اوسنے حکم دیا ہے اوس مین ضرور کچھ نہ کچھ حکمت ہے خدا تو ان احکام کے بیان کرنے اور زنا سے بچنے کے لئے رستہ نیک بتانے مین تمپر مہربانی کر رہا ہے اور شہوات ولذات کے فریفتہ یہ چاہتے ہین کہ تمکو راہ راست سے بہت ہی دور لیجا کر ڈالدین کیونکہ مجوسی یہودی عیسائی مشرکین فرقون مین بڑی آزادی ہے خدا تمہارے لئے آسانی کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان جبلی طور پر خواہش کے ساتھ مقابلہ کرنے مین نہایت کمزور ہے بہت لوگ دیو شہوت کے مقابلہ مین ذرا بھی نہین ٹھہر سکتے انسان کے لئے جس طرح شتر بے مہار ہو کر لذات وشہوات مین آزادانہ کامرانی کرنا بلاقید حلال وحرام اور پاک وناپاک بہائم جیسی زندگی ہے جو کمالات روحانیہ سے محروم رکھتی ہی جیسا کہ یورپ کی قومون مین پولوسی مذہب کے پیدا ہے اسی طرح مباح اور جائز اشیاء کو بھی از خود اپنے اوپر حرام کرکے معیشت کے دائرہ کو تنگ کر لینا ہی جیسا کہ ہنود مین برہمنون نے کر رکھا ہے اور انکے ہان چچا ماموں خالا پھوپی کی بیٹی سے نکاح ممنوع غیر کے ہاتھ لگ جانے سے اون کا کھانا پینا ناپاک بغیر نہائے خونی سردی ہو یا گرمی جنابت ہو یا نہو کھانا پینا ممنوع وغیرہ دنیا مین قومیت کو برباد کرنے والی چیز ہے یہ کام حضرات انبیاء کا ہے ہر چیز کی حلت وحرمت کا نتیجہ روحانی بلکہ جسمانی وہی خوب سمجھ سکتے ہین جن قومون نے یہ کام اورون کے سپرد کیا وہ گمراہ ہو گئین اسلام نے یہ خدمت حضرات انبیاء بالخصوص خاتم المرسلین

ف لونڈیان بھی آدم کی اولاد تمھاری ہی جنس ہین اصلی فضیلت ایمان ونیکوکاری سے ہے ۱۲ منہ

علیہ السلام کے ساتھ مخصوص رکھی اس لیئے وہ اس افراط وتفریط سے محفوظ ہی جسمین ہر قسم سے انسان کے لیئے سہولت بھی ملحوظ رکھی ہو مگر اور قومیں مسلمانون کو بھی اپنے رستہ پر لیجانے کی کوشش کرتی ہیں جو مسلمان اس طریقہ انبیائی کو چھوڑکر جس قدر انکے طریقہ کو اختیار کریگا اوسی قدر گمراہی میں پڑکر راہ راست سے دور جا پڑیگا اور ایسا واقعہ ہوا بھی ہو جن لوگون پر افراط کی ہوا لگی وہ یورپ کی قومون کی طرح بے قدر ہوگئے یہان تک کہ فرائض بھی چھوڑ بیٹھے اور جنپر ہنود کا اثر پڑا انمین ہزارون رسوم بیجا پیدا ہوگئے شدہ شدہ انکے مذہبی قوانین بھی اسی رنگ میں رنگین ہوگئے بلکہ جس طرح وہ اپنے بزرگون کی پرستش کرتے ہیں یہ بھی اپنے بزرگون کی پرستش کرنے لگے تعزیہ پرستی قبر پرستی فال اور ٹوٹکون کی پابندی وغیرہ پیدا ہوگئی آیت کے الفاظ میں دونون فرقون اہل افراط وتفریط کی طرف اور درمیانی رستہ کی طرف کس خوبی سے اشارہ ہی درمیانی رستہ کی طرف یرید اللہ لیبین لکم ویہدیکم سنن الذین من قبلکم (اسے طریق الانبیاء السابقین) میں اشارہ ہو اور افراط کی طرف ویرید الذین یتبعون الشہوات ان تمیلوا میلا عظیما مین اشارہ ہو اور دراصل یہ آزادی بہت ہی دور لیجاکر ڈالیگی اور تفریط کی طرف یرید اللہ ان یخفف عنکم مین اشارہ ہے کہ انہون نے تو رستہ بھاری اور مشکل کردیا خدا آسانی کرنا چاہتا ہو وخلق الانسان ضعیفا اسکی علت ہو کہ انسان ایسی دشواری کا متحمل ہونے مین ضعیف ہے -

ف احکام کے بعد معاملات جو برے نتائج پیدا ہوجاتے ہین دغا فریب سے مال اور کسی کی بیوی پر دست تطاول دراز کرنا جسکا آخری نتیجہ مارپیٹ اور آخر قتل تک نوبت پہونچتی ہو اس انجام کی خرابی جتاکر ان آیات مین کن تہدید آمیز الفاظ سے روکا جاتا ہو ۱۲ منہ

سلہ حالانکہ وہ عیال واطفال سب سے پاک ہے لم یلد ولم یولد ۱۲ منہ

سلہ ابتدائے اسلام مین لوگ خویش واقارب چھوڑ چھاڑ کر مدینہ مین آرہے تھے آنحضرت صلعم نے مہاجرین کا آپس مین رشتہ قائم کردیا تھا یہ تھا ان کا عہد ان مین سے ایک دوسرے کا وارث ہوتا تھا جب آیت میراث اتری تو یہ حکم جاتا رہا جسکے جو اصلی وارث تھے وہی میراث کے مستحق ٹہرائے گئے مگر ان لوگون کے لیئے بھی عہد کے موافق سلوک کرنے کا حکم باقی رہا ۱۲ منہ

سلہ یعنی اول نرمی سے سمجھا دینا چاہیئے اسپر بھی نہ مانیں تو بے التفاتی کرو ساتھ سونا چھوڑ دو اگر کوئی ڈھیٹہ اسپر بھی نہ مانے تو ہاتھ سے دہول دہپا کرکے سیدھا کردو پر خواہ مخواہ الزام لگانے کے لیئے راہین نہ تلاش کرو کیونکہ تم پر بھی کوئی بالا دست ہے اور اگر اسپر بھی نہ بنے تو طرفین سے دو شخص ثالث بنکر ملاپ کرادو اگر ان کی نیت بخیر ہے تو خدا ان مین ملاپ کردے گا ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا

مسلمانو! تم آپس مین ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جایا کرو ہان اگر آپس کی رضامندی سے سودا ہو (تو کچھ مضائقہ نہین) اور نہ آپس مین خونریزی کیا کرو

أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ○ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى

(کیونکہ) خدا کی تم پر بڑی مہربانی ہی اور جو کوئی یہ کام سرکش اور ظالم بنکر کریگا تو ہم اوسکو آگ مین ڈال دین گے اور یہ بات اللہ پر

اللَّهِ يَسِيرًا ○ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ○

آسان ہی اگر تم ممنوعات مین سے بڑی بڑی چیزون سے الگ رہوگے تو ہم تمہارے گناہ (صغائر) دور کر دین گے اور تم کو عزت کے مقام مین داخل کرینگے

ترکیب

بینکم ثابت سے متعلق ہوکر حال ہوا اموال سے بالباطل۔ لاتاکلوا سے متعلق ہی الا استثناء منقطع تکون کا اسم ضمیر جو اموال کی طرف پھرتی ہی تجارت خبر بعض نے کان تامہ قرار دیکر تجارۃ کو بالرفع بھی پڑھا ہی عن تراض موصوف منکم صفت مجموعہ تجارۃ کی صفت ومن یفعل مرفوع بالابتداء فسوف الخ خبر مدخلا بالضم مصدر و بالفتح ظرف۔

تفسیر

جبکہ عورتونکے متعلق نکاح کی احکام بیان کئی گئی اور مصارف مہر ادا کرنیکی تاکید فرمائی گئی تو اسکی بعد جو کچھ باہمی کج اخلاقی اور جور وخصم کی بدمزگی سے بُری بُری نتائج پیدا ہوتے ہین انکی اصلاح فرماتا ہی کہ تم باہم اپنی مال دغا فریب کے طور پر نہ کھا جایا کرو نہ بیوی میان کے مال مین ایسا کرے نہ میان بیوی کے مال مین ایسا کرے ہان باہم رضامندی سے تجارت ہو تو کچھ مضائقہ نہین اور نہ میان کسی بات پر ناراض ہوکر یا کسی طمع فاسد سے یا کسی بدگمانی سے بیوی کو قتل کر دیا کرے نہ بیوی میان کا مال لینیکی وجہ سے یا کسی اور شخص سے نکاح کرنیکے لئی میان کو زہر سے یا کسی اور ترکیب سے قتل کرے اور جو ایسا کریگا تو اسکی سزا جہنم ہی اور خدا کو تم سے محبت اور مہربانی ہے اُسکی محبوب چیز کو قتل کرنا برا ہی یا یون کہو نکاح مین مالکا صرف تہا اسکے ساتھ اور ناجائز تصرفات کا منع کرنا بھی مناسب ہوا یا اپنی مالونکو باطل طور سے کہا اوسمین اپنا ذاتی مال بھی آگیا اوس مین اسراف اور طرح طرح کی فضولخرچی کرنا جو عموماً شادی بیاہون مین ہوتی ہین باطل طور سے کھانا ہی جو انجام کار اپنے آپکو ہلاک کرنا ہے لاتقتلوا انفسکم اسکی طرف اشارہ کرتا ہی اور اس مین غیر کا مال بھی آگیا کیونکہ برادران دینی یا بنی آدم بمنزلہ نفس واحد کے ہین اُنکا مال باطل طور سے کھانا یہ ہی کہ چوری۔ قزاقی۔ غصب۔ رشوت سے۔ یا انکار حق کرکے یا کوئی فریب دیکر کسی کا مال کھایا جاوے اسمین سب ناجائز طریقے مراد ہین سوا ایسا نکو ہان تجارت کا کچھ مضائقہ نہیں خواہ اسمین بائع کو فائدہ مشتری کو نقصان ہو یا بالعکس یا نہو۔ اور جو کوئی ایسا کرتا ہی تو اپنے بھائی کو قتل کرتا ہی لاتقتلوا انفسکم بھی عام ہی خودکشی کرنا جیسا کہ رنج کی حالت مین کوتاہ اندیش کرتے ہین یا بہ نیت تقرب کسی دریا مین ڈوب مرنا یا آگ مین جل مرنا یا برف مین دب جانا جیسا کہ ہنود کرتے ہین اسمین شامل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو اپنے آپکو قتل کریگا اوسی چیز سے اوسکو حشر تک اُس عالم مین عذاب دیا جاویگا اور اس مین غیر کا قتل کرنا بھی مراد ہی کیونکہ سب بنی آدم بمنزلہ نفس واحدہ ہین سو یہ بھی حرام ہی۔ اول تو اس فعل سے اسطور سے منع فرماتا ہی کہ اللہ کی تم پر مہربانی ہی انسان مظہر اسرار رحمانی ہی اور یہ مخلوق اُسکی عیال ہی اُسکو اپنی ہر ایک بندہ پر رحمت کمال ہی جسطرح کہ ماں باپ کو اپنی بال بچو نپر ہوتی ہی پھر دیکھو اُنکا قتل کرنا یا ناجائز طور سے مال کھا جانا ماں باپ کو کہ جنکا تعلق خالق مخلوقیت کا نہین کس قدر برا معلوم ہوتا ہی۔ اور یہ بھی اشارہ ہی کہ ہمنے تمہاری توبہ بنی اسرائیل کی طرح قتل نفس مقرر نہین کی کیونکہ ہم تم پر مہربان ہین اسکی بعد اسکی سزا سنا کر ڈراتا ہی کہ ایسے کی سزا جہنم ہی۔ عدوانا وظلما سے اسطرف اشارہ ہی کہ قصاص وغیرہ حقوق مین قتل مباح ہی۔ اس گناہ کی بعد توبہ کی رغبت دلاتا ہی کہ اگر تم گناہ کبائر سے بچتے رہوگے تو ہم تمہارے پہلے گناہ معاف کر دینگے خواہ صغائر ہون خواہ کبائر بشرطیکہ حقوق عباد نہون یا صغائر کو معاف کر دینگے۔ کبائر شرک کرنا قتل کرنا چوری کرنا زنا کرنا سحر کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا وغیرہ جنکی تشریح احادیث مین موجود ہی۔ کبائر سے بچنے کی یون قید لگائی کہ کبائر صغائر سے بچنا بجز خاصا نخدا ہر ایک کا کام نہین

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ

اور جس چیز مین خدانے تم مین سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اوس کی ہوس نکیا کرو مردون کو اپنی کمائی کا حصہ ہی اور عورتون کو اپنی کمائی کا حصہ ہی

وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ○ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ؕ

اور اللہ سے اوسکا فضل مانگا کرو بیشک اللہ ہر ایک چیز جانتا ہے اور ہم نے مان باپ اور اقارب کے ترکہ مین ہر ایک کے لئے وارث بنا دئے ہین

وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدًا ○

اور جن سے تم نے عہد باندھ لیا ہے اونکو (بھی) اونکا حصہ دیدیا کرو بیشک اللہ کے روبرو ہر چیز حاضر ہے

ترکیب

ما بمعنی الذی یا نکرہ موصوفہ اور عائدہ بہ مین ضمیر ہے بعضکم مفعول ہی فضل کا نصیب مبتدا للرجال خبر مقدم مما کا من نصیب سے متعلق ہی۔ ولکل کا مضاف الیہ محذوف ہی ای لکل احد جعل کا مفعول اول موالی جمع مولی ہی اور ثانی لکل ای جعلنا وارثا لکل احد مما ترک یا تو مال محذوف کی صفت ہی ای من مال ترکہ الوالدان یا متعلق ہی ہر تون محذوف سے والذین عقدت الخ مبتدا فاٰتوہم خبر جملہ کا عطف کلام سابق پر ہے ٭

تفسیر

پہلی آیت مین قتل کرنے اور ناحق کسی کے مال کہانے سے منع فرمایا تھا اور عجب لطف کے ساتھہ ممانعت کی تہی اسجگہ نفوس کی اصلاح اور اس قتل و ناحق مال خوری کے مادہ کو کہ اکثر حسد و رشک ہی قطع کرتا ہی کیونکہ بیشتر انسان جب کسی کے مال کی طرف یا اوسکی رتبہ و منصب خدا داد کیطرف دیکھتا ہی تو اپنے آپکو کم پایہ جانکر اوسکے دلمین لالچ اور حسد کا شعلہ بھڑکا کرتا ہی جو آخر اوسکو اسکی قتل کرنے یا مال مارنے پر آمادہ کر کے دنیا اور آخرت کی سعادت سے محروم کر دیا کرتا ہی اسلئے اس مرض کی دوا تعلیم فرماتا ہی کہ تم ہر ایک فضیلت و منصب مختصہ کی دلمین ہوس نکیا کرو جو ہر وقت سوخت و گداز اور غمگینی اور خدا کی ناشکری کا باعث ہوجاتی ہی اور انجام کار حسد و لالچ پیدا کر کے قتل اور ناحق مال مارنے وغیرہ فسادات مین مبتلا کر دیتی ہی بلکہ رضاء الٰہی اور قسمت ازلی پر راضی اور شاکر ہو کر اوس سے اوسکی عنایت اور فضل کا سوال کیا کرو وہ دیگا اور یہ جان لو کہ ہر مرد و عورت کو اسکی جو کچھ تقدیر مین ہی وہی ملتاہی اور ہر ایک کو جو خدا تعالےٰ نے ویسا مال و نعمت نہین دیا تو اسمین مصلحت و حکمت ہی جسکو وہی جانتاہی بکل شئی علیما۔ واضح ہو کہ جب انسان کسیکو مال و نعمت و اولاد و تندرستی میں اپنے سے فائق دیکھتاہی تو اسکی لئے دو باتین پیدا ہوتی ہین یا تو یہ اسکی نعمت کا زوال چاہتاہی اسکو حسد کہتی ہیں سو یہ حرام ہی کیونکہ یہ تمام فسادات قطع محبت و مودت کی جڑ ہونیکے علاوہ خود اسکی لئے بھی ہر وقت جلنے کا باعث ہوتاہی یا یہ کہ زوال تو نہیں چاہتا مگر ویسا اپنے لئے بھی چاہتاہی اسکو غبطہ کہتی ہیں گرچہ یہ حرام نہیں مگر انجام کار ایسی آرزو نکا دلمین رکھنا بھی خدا سے ناراضی اور ناشکری اور دنیا میں ہر وقت قلق و اضطراب کا باعث ہوجاتاہی کیونکہ وہ کون ہے کہ جسکی تمام آرزوئیں حاصل ہوگئی ہین ہیہات بلکہ ای بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اسلئے کسی عارف نے نفس کو ان باتوں مین ہر وقت خدا سے لڑائی اور ناراضی کرتے دیکھکر یہ کہا ہی سر و گلہ اختصار بباید کرد ٭ یک کار ازین دو کار می باید کرد ٭ یا تن برضاء دوست می باید داد ٭ یا قطع نظر زیار باید کرد ٭ احادیث مین بھی ایسی مضامین بکثرت ہیں اسلئے ان سب سے بچون کے نجات پانیکی لئے یہ فرمادیا ولا تتمنوا الایۃ اون لوگون میراث کے بارہ مین لوگونکی خدا نے کم زیادہ حسب مصلحت حصے مقرر کئے تو اوسپر کم حصے والے کہتی تہی کہ ہمکو کم کیون دیا بلکہ مجاہد نے روایت کیاہی کہ ام سلمہ نے حضرت سے عرض کیا کہ ہم مردونکو وہ جہاد میراث ولائی کا شرف ہم پیدا ہی نہوتیں اسپر آیت نازل ہوئی پہر اسکی بعد فرمایا کہ ہر میت کے لئے ہمنے اسکی وارث موالی مقرر کئے ہین اسکی مصلحت ہم خوب جانتے ہین یا یون کہو کہ عورت و مرد کے حقوق بیان فرما کر مردون کو فضیلت دی تہی جس سے عورتونکی دلمین مساوات کی آرزو پیدا ہونا ممکن تہا اس لئے اس خیال سے روکدیا کیونکہ ایک کو دوسرے پر برتری نہو تو انتظام عالم درہم برہم ہوجائے موالی جمع مولی جس کے معنی آزاد کرنیوالے اور آزاد کئے گئے کی ہین اور حلیف اور ابن عم اور عصبہ کو بھی کہتی ہین یہان عصبات مراد ہین یا عموماً وارث والذین عقدت الخ اسلام مین پہلے جنمین بہائی چارہ ہوجاتا تہا وہی وارث ہوتے تھے پہر جبکہ آیات میراث نازل ہوئین تو اقارب کے لئے میراث رہگئی اور بہائی چارہ والے لوگونکو کہ جنسے عقد ایمان یعنی باہم ہم قسمی ہوگئی کچھ بھی نہین دیتے تہے اسی یہان یا تو بطور صلہ محبت انکی لئے دینا فرمایا کہ جو انکی تقدیر مین ہی وہ دیدو (نصیبہم کے یہ معنی ہین) یا در صورت نہونے اقارب کے وہ وارث ہیں ٭

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

مرد عورتون پر اس لئے حاکم ہین کہ خدانے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اور اس لئے بھی کہ وہ اپنا مال صرف کرتے ہین پھر جو نیک بیویان ہین وہ خدا کی

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ

عنایت سے مرد کی تابعداری (اور) غائبانہ (ہر چیز کی) حفاظت کیا کرتی ہین اور جن عورتون کی نافرمانی کا تمکو ڈر ہو تو انکو سمجھا دیا کرو اور انکو ساتھ نہ سلایا کرو اور اون کو مارو

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا

پھر اگر وہ تمھاری اطاعت کرنے لگین تو تم بھی اونپر کوئی چھدا نہ ڈھونڈو کیونکہ اللہ سب سے بڑا بالادست ہی اور اگر تم کو میان بی بی کے باہم نااتفاقی کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ

مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ۝

میان کے کنبہ کا اور ایک پنچ بیوی کے کنبہ کا مقرر کردو اگر یہ دونون پنچ اصلاح کرنا چاہین گے تو اللہ بھی انمین موافقت کرادیگا بیشک اللہ ہر چیز جانتا بوجھتا ہی

ترکیب

الرجال مبتدا قوامون خبر علے النسا متعلق ہی قوامون سے بما بھی اسی سے ہی۔ وبما انفقوا کا ما مصدریہ ہی۔ فالصلحت مبتدا قانتات خبر بما حفظ کا ما بمعنے الذی اور نکرہ موصوفہ بھی ہوسکتا ہی دونون صورتون میں عائد محذوف ہوگا اور مصدریہ بھی ہوسکتا ہی والتی الخ مبتدا فعظوہن خبر فی المضاجع واہجروہن کا ظرف بھی ہوسکتا ہی اسے اثر کو امضاجعہن دون مکانتہن اور بمعنی سبب بھی ہوسکتا ہی یعنی جدائی بسبب ساتھ نہ سلانیکے کرو۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہم نے میراث مین عورتونپر مردون کو فضیلت دی ہی اسجگہ اوس فضیلت کو بیان فرماتا ہی کہ وہ کس بات مین ہی؟ فرماتا ہی اسبات مین کہ مرد عورتونکے سرپرست اور کارکن ہین اور نیز یہ مہر اور نان ونفقہ مین انپر اپنا مال صرف کرتے ہیں قوامون جمع قوام ہی یہ مبالغہ ہی قیام فی الامر کے لئے کہتے ہین ہذا قیم المراۃ وقوامہا کہ یہ شخص عورت کا سرپرست اور کارگزار ہی یعنی اُسکا کاروبار اور اُسکی حفاظت کرتا ہی۔

مرد کو عورت پر دو قسم کی فضیلتین ہین ایک ذاتی کہ جو مرد کی ذات مین خداتعالی نے پیدا کی ہی کیونکہ انسان کا تمام کائنات پر فخر ہے تو صرف قوت نظریہ اور قوت عملیہ کی وجہ سے ہی چونکہ عورتونکی سرشت مین مردون کی نسبت قضا وقدر نے برودت رکھی ہی اور مردون مین حرارت جو اس کے ادراکات اور عجائب علوم وفنون حاصل کرنے کا آلہ ہی سو اس مین بھی مرد عورتون سے بڑھے ہوئے ہیں اور اعمال شاقہ اور غیرت وشجاعت وغیرہ سرداری کے اوصاف کا بھی سرچشمہ یہی قوت وحرارت ہی اسمین بھی مردون کو فوقیت ہی اس لئے آپ تاریخون کو کھولکر دیکھہ جائے انبیائے اولوالعزم اور حکماء باکمال اور شاہان باعزوشان اور دیگر کاملین کی فہرست مین بجز مردون کے آپکو اور کوئی نظر نہ آئیگا الاشاذونادر اور نیز قدرتی طور پر مرد اور عورت کی بناوٹ مرد کی فوقیت کا ثبوت دے رہی ہے اس فضیلت کی طرف الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضہم علی بعض مین اشارہ ہی دوسری فضیلت عرضی ہی وہ یہ کہ عورت چونکہ وسائل معاش میں بھی قاصر ہے اور نیز اس مین ایک شان محبوبیت ہی جو اسکو مرد پر ناز اور طلب کی طرف برانگیختہ کیا کرتی ہی اسلئے اسکے تمام مصارف روٹی کپڑا بلکہ مہر وغیرہ سب مرد کے ذمہ مین اور وہی وقتاً فوقتاً اسکو اپنی کمائی سے شاد وخرم رکھتا ہی یہ اُسکی دست نگر رہتی ہی یہ اوسکا آقا ولی النعمۃ ہی اس فضیلت کی طرف وبما انفقوا من اموالہم مین اشارہ ہی۔ ان وجوہ سے مرد کو محکمہ قضا وقدر سے سرداری کی سند ملی ہی ابن عباسؓ نے اس آیت کی شان نزول مین یون فرمایا ہی کہ محمد ابن مسلمہ کی بیٹی کو کسی بات پر خفا ہو کر اُسکے میان سعد بن الربیع انصاری نے ایسا طمانچہ مارا کہ اُسکے منہ پر نشان پڑ گیا وہ بیوی فریادی

آنحضرت کے پاس اگر معاوضہ کی طالب ہوئین آنحضرت نے اسمین وحی کا انتظار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی جسمین فضائل مرد کے بعد اسطرف اشارہ ہی کہ مرد سردار ہین ایسی باتو نمین اُسسے برابری نہین چاہئیے ان صفات سے امام مالک و شافعی وغیرہ ہمانے یہ بات نکالی کہ اگر مرد نان ونفقہ سے عاجز ہو جائے تو نکاح فسخ کر دیا جائے اسکے بعد خدا تعالی عورتون کو فرمانبرداری اور نیک روی کی ترغیب عجب لطف کے ساتھ دیتا ہی وہ یہ کہ مردونکی سرداری اور وجہ فضیلت بیان کر کے عورتونکی وہ فضیلت بیان فرماتا ہی جس سے ان کی پارسائی اور فرمانبرداری نکلتی ہی عورت کی دو حالت ہین ایک مرد کے روبرو ہونیکا وقت دوسرا اسکے غائب ہونیکا زمانہ روبرو کے زمانہ مین عورتکی یہ خوبی ہی کہ وہ فرمانبردار ہو جو مرد کہے وہ کرے جب سونے کیلئے پاس بلائے فوراً تعمیل حکم کرے نرمی سے بات کرے اور جو میان سختی سے بولے تو آپ جواب نہ دے اور خانہ داری کے معاملات مین اُسکی خوشنودی کو مقدم رکھے اس وصف کو اس لفظ مین ادا کیا فالصلحت قانتات کہ نیک عورتین فرمانبردار ہوتی ہین قنوت کے معنے طاعت کے ہین اسمین خاوند اور خداوند دونون کی اطاعت کی طرف اشارہ ہی۔ دوسری حالت جو سفر کی ہی اسمین عورت کی یہ خوبی ہی کہ اپنی عصمت اور مرد کا مال حفاظت سے رکھے اسکی طرف حافظات للغیب بما حفظ اللہ مین اشارہ کر دیا اسکے بعد انکے برعکس عورتونکا ذکر کر کے انکی اصلاح کی تدبیر بیان فرماتا ہی والتی تخافون نشوزہن۔ نشوز کے معنی لغت مین بلندی کے ہین بولتے ہین نشز الشیٔ اذا ارتفع اور چونکہ عورت کی نافرمانی اور سرکشی مین اُسکا سر اُٹھانا پایا جاتا ہے اسلیے اُسکو نشوز کہتے ہین۔ پس جو عورت بلا کسی حجت شرعیہ کے مرد کی نافرمانی کرے ساتھ سونا چھوڑ دے یا سخت کلامی کرے یا شتر و پردہ اور غیر محارم کے روبرو ہونے مین کہنا نمانے یا اولاد کے گھر رہنا پسند کرے خاوند کے ہان نہ آوے اُس عورت کو ناشزہ کہتے ہین اُسکو نان ونفقہ دینا خاوند پر واجب نہین رہتا جب میان بیوی مین ایسی حالت پیدا ہو جاوے تو اول مرتبہ یہ ہی کہ اُسکو خاوند نرمی سے نصیحت کرے فعظوہن کہ تمکو ایسا کرنا مناسب نہین اسمین تمہاری دنیا اور آخرت کی شرمندگی ہی اگر اسپر بھی نمانے تو واہجروہن فی المضاجع اُسکے ساتھ نہ سلاوے کیونکہ اگر اُسکو میان سے محبت ہی تو یہ امر اسپر شاق گزریگا پھر ضرور اطاعت کریگی اور جو اسکی بھی پروا نکرے تو ایسی بیہودہ کو واضربوہن کسی قدر دھول دھپے سے درست کرے امام شافعی رض فرماتے ہین گو یہ بات مباح ہی مگر نہ مارنا اولی ہی مگر ایسا مارنا کہ جسمین اوسکی ہڈی پسلی ٹوٹ جاوے یا زخم پڑ جاوے یا اُسکے چہرہ یا کسی عضو مین نقص پیدا ہو اتفاقاً ممنوع ہی پھر اگر وہ سیدھی ہو جاوے تو مرد کو بھی نہ چاہیئے کہ خواہ مخواہ کی نکتہ چینیان کر کے اسکو دق کرے بلکہ اسمین خدا سے ڈرے جو بالا دست ہی اسمین بھی کوئی شبہ نہین کہ شریعت نے عورت کی عزت و حرمت بہت کچھ قائم کی ہی چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے اہل وعیال سے اچھا نہین اور انپر نرم نہین وہ ہرگز اچھا نہیں اور کہین فرمایا کہ مین وصیت کرتا ہون کہ عورتونسے بہ نرمی پیش آؤ انکی جبلت مین کجی ہی اوسپر صبر اور برداشت کرو اور یہ بھی فرمایا کہ وہ عجب شخص ہی کہ صبح کو تو بیوی کو مارتا پیٹتا ہی پھر رات کو ساتھ لیکر سوتا ہی یعنی مارنا نہ چاہیئے اور یہ ظاہر ہی کہ بیوی میان کی وزیر ہی اسکی رضامندی اور اسسے بخوشی وخرمی پیش آنا خوش گزرانی کا باعث ہی ورنہ زندگی تلخ ہو جاویگی مگر اسکے ساتھ عورت پر جیسا کہ آتے ہین نہایت تہدید بھی رکھی ہی اگر تہدید نہو تو معاذ اللہ بڑی خرابیان پیش آتی ہین (جیسا کہ اس زمانہ مین سکولون مین پڑھکر عورتین بالکل آزاد ہوتی چلی جاتی ہین بیحیائی اور فحش اور زناکاری کا نام تہذیب رکھا جاتا ہی ادھر خاوند بھی دیوث بنکر اوسکی آزادانہ آمد ورفت پر برداشت کرینگا اور اسکے دوستون سے ملنے کا نئی تہذیب کی بدولت عادی ہوتا جاتا ہی اسکے بعد بھی اگر عورت نہ سمجھے تو ایک شخص عورت کے کنبہ کا اور ایک مرد کے کنبہ کا جو دونون کے حالات سے بخوبی واقف ہون باہم فیصلہ کرا دین مگر نیک نیتی اور اصلاح مدنظر رکھین تاکہ خدا ان مین توفیق دے کہ پھر ملاپ ہو کر خانہ آبادی ہو جاے اور جو کنبہ کے پنچ نہ ملین تو اور نیک لوگ قائم کر لئے جاوین امام شافعی اور مالک اور اسحق اور اوزاعی بلکہ حضرت عثمان وعلی وابن عباس کا یہ قول ہی کہ اگر پنچون کو بغیر طلاق کے اور کوئی چارہ نہو اور باہم کسی طرح ملاپ ہوتا نظر نہ آوے تو انکو اختیار ہی کہ طلاق دیدین اور عطار اور حسن اور ابن زید اور امام ابو حنیفہ وغیرہم علماء یہ فرماتے ہین کہ طلاق کا اختیار پنچون کو نہین یہ بات میان کے اور حاکم شہر کے ہاتھ مین ہی اُنکی اجازت ہو تو مضائقہ نہین حکمًا من اہلہ مین ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہی کہ حاکم و قاضی جو فیصلہ کرے تو فریقین کے حال سے بخوبی واقف بلکہ اُسی قوم کا ہوتا کہ کوئی بات اسپر مخفی نرہنے والے برحال شان کہ جنکے مجسٹریٹ محض اجنبی ہون۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى

اور اللہ کی عبادت کیا کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرو اور مان باپ اور قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون کے ساتھ نیکی کیا کرو اور قرابت دار ہمسایہ

وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا

اور اجنبی ہمسایہ کے ساتھ اور پاس بیٹھنے والے دوستون کے ساتھ بھی اور مسافر اور غلامون کے ساتھ بھی بیشک اللہ کو اترانے والے شیخی کرنے والے پسند نہین آتے

فَخُوْرَا ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا

یہ وہ ہین جو خود بھی بخل کرتے اور لوگو نکو بھی بخل سکھاتے ہین اور جو کچھ انکو اللہ نے اپنے فضل سے دیا ہے اوس کو چھپاتے ہین اور ہمنے منکرون کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَاۗءَ قَرِيْنًا

اور یہ وہ ہین جو اپنا مال لوگون کے دکھانے کو صرف کرتے ہین اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہین اور نہ قیامت کے دن پر اور جسکا شیطان ساتھی ہو تو برا ہی ساتھی ہے

ترکیب

احساناً کی نصب مین چند وجہ ہین سورہ بقرہ مین بیان ہو چکین الجنب بضمتین اور بفتح جیم اور سکون نون دونون طرح سے پڑھا جاسکتا ہے جسکے معنے اجنبی کے ہین یہ وصف ہے الجار کا بالجنب کی ب بمعنی فی ہے یہ حال ہے الذین یبخلون مبتدا رخبر مبغضون وغیرہ محذوف والذین ینفقون اسپر معطوف ہے۔

تفسیر

جبکہ خداتعالی مردونکی فضیلت بیان فرماچکا اور باہم میان بیوی کے معاملات کا فیصلہ خاوند کی فضیلت ملحوظ رکھکر فرمادیا تو اُسکے بعد تمام بنی آدم کو یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ فضیلت دنیاوی ہے اور فضیلت اخروی اور چیز ہے اوسمین نوکر آقا سے بڑھ جاتا ہے اور فقیر بیکس بادشاہ سے اور بیوی خاوند سے اسلئے اس جگہ اخروی فضیلت بیان کی جاتی ہے جو اصل مقصود ہے اور جو ہمیشہ باقی رہے گی۔ انسان کی اصلی فضیلت کا دو چیز کی تکمیل پر دارومدار ہے ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ اور انہین کی تکمیل کا نام سعادت ہے قوت نظریہ کی تکمیل یہ ہے کہ خداتعالی کو وحدہ لاشریک جانکر خالصاً اُسکی عبادت مین مصروف ہوجاوے جس سے روح پر آئینہ کی طرح آفتاب غیبی کے انوار پڑکر یہہ بھی بعد مردن قدوسین کی جماعت مین ملجاوے سو اسی کی طرف واعبدوا اللہ الخ مین اشارہ ہے یہان دونون قومون کے لئے دس حکم دئے گئے انمین سے یہ پہلا حکم ہے قوت عملیہ کی تعمیل دو طرح سے ہے ایک یہ کہ اہل حقوق کیساتھ نیکی اور احسان سے پیش آئے سو اسکی بابت دوسرا حکم مان باپ کے ساتھ احسان اور نیکی کرنیکا دیا گیا وبالوالدین الخ تیسرا حکم عموماً اور اہل قرابت کیساتھ سلوک کرنا علی قدر مراتبہم چوتھا حکم یتیمون کے ساتھ نیکی کرنا پانچوان حکم عموماً ہر فقیر تنگدست کیساتھ نیکی کرنا چھٹا حکم ہمسایہ قریب کیساتھ ساتوان حکم ہمسایہ بعید کیساتھ قریب سے مراد یا تو اہل قرابت یا متصل رہنے والا اسی طرح بعید سے مراد اجنبی شخص یا فاصلہ سے رہنے والا آٹھوان حکم دوست ہم پہلو کیساتھ نیکی کرنا بالجنب کے معنی ہم پہلو کے ہین جو کہ مکتب یا کسی اور کار کے شریک یار ہوتے ہین۔ یا جو سفر و حضر مین ہر وقت مصاحب رہتے ہین بعض کہتے ہین اس سے مراد بیوی ہے کہ جو پہلو مین رہتی ہے نوان حکم مسافر کیساتھ سلوک کرنا دسوان حکم غلامونکیساتھ سلوک کرنا جو ملک اور قبضہ مین ہین اور ماملکت سے ہر جانور بھی مراد ہے اُسکیساتھ بھی نیکی اور رحمدلی کرنی چاہئے دوسری طرح یہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ دے اور بیشتر بنیاد ضرر تکبر اور غرور پر ہے اُسکی طرف ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا مین اشارہ فرمایا اور زیادہ تر ضرر یہ ہے کہ باوجود نعمت و قدرت کے اہل حقوق کو کچھ نہ دیا جاوے بلکہ اور و نکو بخل سکھایا جاوے اور دینے کی ڈر کے مارے مفلسی ظاہر کیجاوے اس کی طرف الذین یبخلون الخ مین اشارہ ہے کہ دیا تو جاوے مگر بے محل و بے موقع دیا جاوے نہ اُس سے نیت بخیر مقصود ہو نہ صلہ رحمی بلکہ دکھلاوا اس کیطرف والذین ینفقون الخ مین اشارہ ہے یہان تک قوت عملیہ کی تکمیل مین خلل انداز باتین بیان فرمائین پھر قوت نظریہ مین خلل انداز باتین ولا یؤمنون باللہ الخ مین ذکر فرماتا ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا ف مختور (متکبر) کے دو جملون مین یہ اوصاف رذیلہ بیان فرمائے اول الذین یبخلون الخ مین بخل کرنا اور لوگون کو تعلیم دینا اور اسی لئے اپنا مال چھپانا ایک ایسی بری اور ذلیل حالت ہے جو اسکے فخر اور تکبر کو خاک مین ملادیتی ہے دویم والذین ینفقون اموالہم الخ شیخی مین ریاکاری کے لئے مال دینا اور خلوص نہ دل نہ اللہ پر ایمان نہ آخرت پر اس احمق کا شیطان رفیق ہے پھر جسکا وہ رفیق و یار بنے تو پھر اوس سے جس قدر برائیان سرزد ہون کم ہین۔

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ○ إِنَّ اللَّهَ

اور اون کا کیا نقصان ہوجاتا اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے دنپر ایمان لے آتے اور خدا کے دئے مین سے کچھ دیتے اور اللہ انسے خوب واقف ہی اللہ تو کسی پر

لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۖ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا ○ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا

ذرہ کے برابر بھی ظلم نہین کرتا اور اگر نیکی ہوتی ہی تو اوسکو دو چند کردیتا ہے اور اپنے پاس سے بڑا بدلہ دیتا ہے پھر کیا حال ہوتا ہی جبکہ ہم ہر ایک

مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ○ يَوْمَئِذٍ يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ

قوم سے ایک گواہی دینے والا لاوینگے اور آپ کو بھی (اے نبی) انکے اوپر گواہ بنا کر لاوینگے اُسدن تو منکر اور جنہون نے کہ رسول کی نافرمانی کی ہے

لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ○

یہی آرزو کرینگے کہ کاش زمین کا پیوند ہوجاوین اور اللہ سے کوئی بات بھی چھپا نہ سکینگے

ترکیب

ماذا مبتدا علیہم خبر اور صرف ما مبتدا اور ذا موصول علیہم صلہ مجموعہ بھی خبر ہوسکتی ہی لو امنوا الخ شرط لم یضرہم خبر محذوف اس سے ترغیب مقصود ہی تو مصدریہ بھی ہوسکتا ہی مثقال صفت ہی مصدر محذوف کی ای لا یظلم ظلما قدر مثقال ذرۃ ای وزن ذرۃ مصدر اور اسکی صفت کو حذف کرکے مضاف الیہ کو اسکی جگہ قائم کردیا وان تک اصل مین تکن تھا نون صرف کثرت استعمال کیوجہ سے حذف کردیا گیا ہی کیونکہ نون غنہ سکون کی وجہ سے مشابہ واو ہی اگر حرکت دیجاویگی تو نون حذف نہوگا جیسا کہ لم یکن الذین وغیرہ مین یومئذ ظرف یود الذین کفروا وعصوا الرسول اسکا فاعل لو تسوی بہم الخ اسکا مفعول لو بمعنے ان تسوی فعل مجہول الارض مفعول مالم یسم فاعلہ۔

تفسیر

پہلے ذکر تھا کہ نہ تو ان لوگونکا اللہ پر ایمان ہی نہ قیامت کے دنپر جو انسان کو عمل خیر کیطرف اور امید ثواب رکھکر اللہ کی راہ مین صرف کرنے کیطرف اور ہر طرح کی نیکی کی طرف برانگیختہ کرتا ہی سو یہ بڑی بدنصیبی اور حرمان کا باعث ہی اسلئے یہان بطور ترغیب فرماتا ہی کہ اگر وہ اللہ اور قیامت کے دنپر ایمان لاتے اور اللہ کی راہ مین صرف بھی کرتے تو انکا کیا بگڑ جاتا ہی یعنی یہ بات خلاف عقل سلیم نہین نہ اسمین کسی قسم کی مضرت ہی اسپر مجھکو ایک حکایت یاد آئی کسی ملحد نے کسی مومن سے کہا تمھارا اللہ اور قیامت پر ایمان لانا اور خیر وخیرات کرنا فضول ہی کیونکہ نہ کوئی اللہ ہی نہ قیامت پھر لئے دئیے کا ثواب کہان ناحق مال کو فرضی ڈھکوسلون پر صرف کرنا اور نماز روزہ ہر ایک قسم کی عبادت کی تکلیف اُٹھانا شراب کباب رنڈی لونڈے مزے کی باتونسے رکنا عبث ہی اور ضرر صریح۔ مومن نے جواب دیا اگر تیرا ہی کہنا سچ ہوا تو بھی ہمارا کچھ نقصان نہین عبادات مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ جسمانی ہی اور نہ ہو نہ سہی کسی قدر تکلیف اور لذائذ فانیہ سے جو ناجائز ہین محروم رہنے مین کچھ قباحت نہین دنیا اور انسان کی عمر باد صبا کی طرح آناً فاناً گذر جاتی ہی تمام لذتین اور سب عیش عالم خواب کے مزونسے زیادہ وقعت نہین رکھتی چندروز کے بعد ہم تم دونون برابر ہین اور اگر تیرا کہنا غلط نکلا اور مرنے کے بعد اُس عالم مین ثواب و عذاب کا بازار بھی گرم ہوا اور اللہ اور قیامت برحق نکلے تو فرمایئے وہان تیرا کیا حال ہوگا اب محل خطر مین تو ہی یا ہم؟ یہ سنکر ملحد کو ہوش آگیا اور ایمان لے آیا اسکے بعد فرماتا ہی اللہ خبردار ہی تمہاری کوئی حالت مخفی نہین اور نیز وہ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہین کرتا اور جو کوئی نیکی کرتا ہی تو وہ اُسکو اپنے فضل سے عالم آخرت مین دوگنا کرکے دیتا ہی اور اسکے علاوہ اپنی طرف سے بھی اجر عظیم دیتا ہی پھر نیکی نکرنا اور آخرت کے ساز و سامان سے غافل رہنا سخت غفلت اور صریح بدبختی ہی یضاعفہا سے اُس عالم کی سعادت جسمانیہ کیطرف اور یؤت من لدنہ سے سعادت روحانیہ کیطرف اشارہ ہی اسکے بعد ایک اور حسرتناک واقعہ جو پیش آنیوالا ہی یاد دلاتا ہی کہ جسروز ہم ہر ایک گروہ کے ہادی کو انپر انکی نافرمانی ثابت کرنیکے لئے گواہ بنا کر لاوینگے اور تجکو اے نبی ان مخالفونپر گواہ بناوینگے (اور اسیطرح عقل بھی جو اسکو بری باتون سے مانع تھے گواہی دیگی) تو انکا کیا حال ہوگا اُسدن تو اللہ اور رسول کے نافرمان یہی آرزو کرینگے کہ کاش ہم زمین مین سما جاوین۔ بخاری نے روایت کی ہی کہ آنحضرت نے ابی ؓ سے فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم کیا ہی کہ تجھ سے کچھ قرآن سنون ابی ؓ نے کہا کیا خدا نے میرا نام لیا ہی فرمایا ہان اس سے ابی کو ایک وجد ہوگیا پھر یہی آیتین پڑھنی شروع کین جب یہانتک نوبت پہونچی تو آنحضرت زار زار قوم کی حالت پر رونے لگے اور فرمایا اے ابی بس کر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ

اے ایمان والو نشہ کی حالت مین نماز کے پاس نہ جاؤ (یعنی نہ پڑھو) جب تک کہ تم اپنی بات نہ سمجھنے لگو اور نہ ناپاکی کی حالت مین جب تک کہ غسل کرو

سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ

مگر سفر مین (پانی نہ ہو تو تیمم کر کے پڑھنا کچھ مضائقہ نہیں) اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین ہو یا تم مین سے کوئی پائخانہ ہو کر آوے یا عورتون سے صحبت کی ہو

تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝

پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی لے کر اوس سے اپنے موہنہ اور ہاتھون کو مسح کر لو بیشک اللہ درگزر کرنے والا (اور) معاف کرنے والا ہے

ترکیب

وانتم الخ جملہ حال ہی فاعل لاتقربوا سے سکاریٰ جمع سکران حتیٰ تعلموا بمعنی الی ان لاجنبا حال ہی والتقدیر ولا تصلوا جنبا جنب جماعت اور ایک دونون شامل ہین علی لغۃ فصحے الا عابری ن بسبب اضافت ن گر پڑا یہ بھی حال ہی والتقدیر ولا تقربوہا فی حالۃ الجنابۃ الا فی حال السفر حتیٰ تغتسلوا غایۃ ہی ولا تصلوا جنبا کی وان کنتم شرط مرضی جمع مریض من الغائط مفعول ہی جاکا فاعل بروزن فاعل ہی غائط یغوط اذا اطمان سے فلم تجدوا معطوف ہی ماقبل پر داخل ہی شرط مین فتیمموا فعل انتم فاعل صعیدا مفعول طیبا اسکی صفت جملہ جواب فامسحوا جملہ تفسیر ہے تیمموا کی

تفسیر

پہلے تھا کہ اگر وہ ایمان لاتے اور خیر کرتے تو انکا کیا نقصان تھا یعنی وہ جو ایسا نہین کرتے تو عقل سلیم کے بھی برخلاف کر رہے ہین گویا کہ وہ دنیا کی نشہ مین مست مدہوش ہین جسطرح کہ مست شراب بیکر خلاف عقل باتین کرتا ہی ایسا ہی یہ بھی کر رہے ہین اس مناسبت سے خدا نے مسلمانون کو جسطرح اس نشہ سے منع کیا اسی طرح ظاہری نشہ شراب وغیرہ سے بھی اسجگہ عجب نرمی کیساتھ منع فرمایا کہ تم نشہ کیحالت مین نماز نہ پڑھا کرو جبتک کہ تمکو ہوش نہو اور اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو گرچہ بظاہر نشہ کیحالت مین نماز پڑھنے کی ممانعت ہی مگر رمز انشہ کی بھی برائی ہی کہ یہ ناپاک چیز اس قابل نہین کہ اسکو پی کر دربار الٰہی مین حاضر ہو پھر سورۂ مائدہ مین تو بالکل تصریح کر کے نشہ کی ممانعت کر دی اور اُسکو ناپاک کہدیا اور یہ اس لئے کہ لوگ اسکے عادی تھے ایسی چیزونکو بتدریج منع کرنا عین حکمت ہی اور اس آیت کا شان نزول یون ہی عبد بن حمید و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہی کہ عبد الرحمن نے لوگونکی دعوت کی تھی اور اُسوقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی لوگون نے کھانا کھایا شراب پی اسمین نماز کا وقت آگیا حضرت علی کو پیش امام کیا تو انہون نے نشہ مین قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون ونحن نعبد ما تعبدون پڑھ دیا تب آیت نازل ہوئی بعض روایات مین ہی کہ عبد الرحمن بن عوف نے نماز پڑھائی تھی بعض مین ہی کہ نماز مغرب کا وقت تھا۔

شان نزول

(۱) لا تقربوا الصلوٰۃ جمہور مفسرین اور امام ابو حنیفہ رض کے نزدیک الصلوٰۃ سے نماز مراد ہی اور ابن عباس اور امام شافعی رض کہتے ہین نماز کی جگہ یعنی مسجد کے اندر جانیکی بھی حالت نشہ مین ممانعت ہے

(۲) سکاریٰ جمع سکران جو صفت فعلان کے وزن پر آتی ہی اُسکی جمع فعالیٰ آتی ہی سکر کے معنے لغت مین بند کرنیکے ہیں اور نشہ بھی عقل کو بند کر دیتا ہی اس لئے اسکو سکر کہتے ہین جمہور صحابہ و تابعین کے نزدیک شراب کا نشہ مراد ہی ضحاک کہتے ہین نیند کا نشہ مراد ہی کہ نیند کے وقت نماز نہ پڑھو یہ قول ضعیف ہی۔

(۳) ولا جنبا الا عابری سبیل کہ نماز ناپاکی کی حالت مین بھی نہ پڑھو کہ جسکو جنابت کہتے ہین جبتک کہ غسل نکر لو مگر سفر مین تیمم کر کے پڑھنا کچھ مضائقہ نہین اور حضر مین بھی پانی نہ ملے تو تیمم درست ہی مگر سفر کی قید اس لئے ہے کہ سفر مین بیشتر پانی نہین ملتا۔ اور جو لوگ الصلوٰۃ سے مسجد مراد لیتے ہین انکے نزدیک یہ معنے ہین کہ نشہ کیحالت مین

غسل جنابت فرض ہے

ف۱ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا مسئلہ ہی اور شراب کی حرمت کی طرف یہین سے اشارہ ہی کہ یہ نماز سے روکتی ہی ۱۲ منہ

ف۲ سفر مین نہانے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے تو بغیر غسل کے تیمم کے ساتھ نماز درست ہے ۱۲ منہ

مسجد مین نہ جاؤ نہ جنابت کی حالت مین مگر بطریق گزر جانے کے کچھ مضائقہ نہیں یعنی ٹھرو نہین نہ وہان جاکر کچھ عبادت کرو ہان کسی طرف جاتے ہو اور وہان سے رستہ ہو تو نکل جانیکا مضائقہ نہیں عابری سبیل کے اون کے نزدیک یہ معنے ہین۔ چونکہ اس آیت مین تیمم کیطرف اشارہ تھا اس لئے اس کے بعد تیمم کے متعلق اور اس کا حکم بھی بیان فرماتا ہی (۴) وان کنتم مرضی الخ چار شخصون کے لئے تیمم کا حکم دیا گیا ہی ایک بیمار کے لئے عام ہی کہ پانی کے استعمال سے ہلاک ہونے کا خوف ہو یا صرف زیادتی مرض کا پھر عام ہی کہ اسکو ضرر کا یقین ہو یا ظن غالب۔ اور یہ تیمم بھی عام ہی خواہ غسل کے لئے ہو خواہ وضو کیلئے دوسرے مسافر بعض نے سفر کو عام کہا ہی خواہ وہ سفر ہو کہ جسمین نماز قصر پڑھی جاتی ہی یا نہو بعض کہتے ہین وہی سفر مراد ہی اسمین بھی اگر پانی نہ ملے تو تیمم جائز ہی عام ہی کہ غسل کے لئے ہو یا وضو کے لئے تیسرے پاخانہ پھر نیوالے کیلئے مگر اس جگہ عام حدث مراد ہی خواہ پیشاب خواہ پاخانہ خواہ نیند یا ہوا کا نکلنا سب سے وضو ٹوٹ جاتا ہی اگر پانی نہ ملے تو تیمم کرے چوتھے جماع کرنیوالے کیلئے لامستم النسار امام ابوحنیفہ وغیرہ کے نزدیک اس سے مراد جماع ہی کس لئے کہ صرف عورت کو چھونے سے بغیر دخول کی یا مذی برآمد ہونے کے وضو نہیں ٹوٹتا جس سے پھر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کرنا پڑے کیونکہ احمدؒ وابن ابی شیبہ وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے روایت کی ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وضو کرنیکے بعد بھی عائشہ رض کا بوسہ لیتے تھے مگر دوبارہ وضو نکرتے تھے بلکہ اسی وضو سے نماز پڑھ لیتے تھے امام شافعیؒ کے نزدیک اس سے مراد بدن سے بدن کا ملجانا ہی اس سے وضو کرنا پڑیگا۔ نہ تیمم رہا جماع سو اسکے لئے غسل ہی اور جو پانی نہ ملے یا کچھ عذر ہو تو تیمم کرے جیساکہ احادیث عمار وعمران بن حصین وابی ذر رضی سے ثابت ہی وہ عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بن مسعود رضی ابتدا میں فرماتے تھے کہ جنبی کے لئے تیمم نہیں صرف وضو کی جگہ تیمم ہی نہ غسل کی جگہ پھر اگر جنبی کو پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھے مگر بعد مین انھون نے رجوع کیا کیونکہ جمہور صحابہ اسکے برخلاف تھے فلم تجدوا مار کی قید چارون قسمون کیطرف رجوع کرتی ہی بظاہر یہ سمجھا جاتا ہی کہ اگر بیمار ومسافر وپاخانہ پھرنے والے بھی اور جماع کرنے والے کو پانی ملجاوے تو اسکو بموجب اس قید کے تیمم نہ چاہئے حالانکہ انکے لئے گو پانی ملے مگر کسی مرض کی وجہ سے وضو وغسل نہو سکے تو تیمم کا حکم ہی اور اسی طرح مسافر کی کیا قید ہی اگر انسان گھر بیٹھا ہوا اور تندرست ہو اور پانی نہ ملے تو تیمم کر سکتا ہی اس کا جواب یہ ہی کہ قیود باعتبار اس امر کے ہین کہ یہ وہ مواقع ہین کہ جہان غالباً تیمم ہوتا ہی اور پانی نہیں ملتا تشریح مقام یہ ہی کہ تیمم کی ضرورت یا حدث اصغر مین پڑتی ہی جیساکہ پاخانہ پیشاب وغیرہ یا حدث اکبر مین جیساکہ بیوی سے صحبت کرنا سو ان دونون کو اوجار احد منکم من الغائط (حدث اصغر) اولامستم النسار (حدث اکبر) مین بیان کیا اور یہ ضرورت وضو اور غسل کرنے پر قادر نہونے سے ہوتی ہی اور یہ قادر نہونا بیشتر مرض یا سفر کی وجہ سے ہوتا ہی اس لئے اوس کے مواقع کو سب سے پہلے ان کنتم مرضی او علی سفر مین بیان فرمادیا اس لئے سفر مین اگر پانی ملے تو تیمم نکرے اور اور سیر علمار نے ان مواقع کو قیاس کیا ہی کہ جہان گرانی قیمت آب یا ڈول رسی نہونے کی وجہ سے وضو اور غسل پر قادر نہو اسکے بعد تیمم کی ترکیب بیان فرماتا ہی فتیمموا صعیدا طیبا فامسحوا بوجوہکم وایدیکم یہان اس بات کی کچھ تشریح نہین کہ دو ضرب مارے یا ایک امام ابوحنیفہ رض وغیرہ ائمہ کبار فرماتے ہین کہ اول دفعہ مٹی پر ہاتھ مارکے موںھ پر پھراوے دوسری دفعہ ہاتھ مارکے کہنیون تک پھرلے جیساکہ احادیث اور فعل صحابہ وتابعین سے ثابت ہی بعض آئمہ کہتے ہین ایک ضرب کافی ہی یعنی ایک بار زمین پر ہاتھ مار کر موںھ اور ہاتھ پر پھرانا جیساکہ حدیث عمار رض سے سمجھا جاتا ہی جسکو بخاری ومسلم نے روایت کیا ہی صعید کے معنے زمین کے ہین خواہ ریتا ہو یا چکنا پتھر ہو یا غبار۔ ہو سب پر تیمم جائز ہی اور طیبا سے مراد یہ ہی کہ نجس نہو اور یہی مذہب امام مالکؒ و ابوحنیفہ رض اور سفیان ثوری کا ہی اور امام شافعی رض و احمد رض کہتے ہین مٹی کے سوا اور کسی چیز سے تیمم درست نہین کیونکہ صعید کے معنے زمین اور طیبا کے معنی عمدہ جسپر گھاس اوگنے کی صلاحیت ہو۔ اس آیت کا شان نزول یون ہی کہ آنحضرت مع حضرت عائشہ ایک بار جہاد میں گئے ایک جگہ پر عائشہ کا گلوبند کھو یا گیا جسکو وہ اپنی بہن سے مانگ کر ساتھ لائیں تھیں اسپر آنحضرت نے قافلہ کو ٹھرنیکا حکم دیا ابوبکر رض نے عائشہ رض کو جھڑکا کہ تیری وجہ سے یہان قیام کرنا پڑا نہ پانی ہے نہ اناج لوگ نالان ہین اسپر یہ آیت تیمم نازل ہوئی جس سے لوگ بہت خوش ہو گئے۔

له وہو الصحیح ۱۲

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

(اے نبی) کیا آپ نے ان لوگون کو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب سے کچھ بھی بہرہ ور کیا گیا ہے وہ گمراہی مول لے رہے ہیں اور تم کو بھی راہ سے بہکانا چاہتے ہین اور اللہ

بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ۞ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

تمہارے دشمنونکو خوب جانتا ہے اور اللہ ہی کافی ہے حمایت کیلئے اور اللہ ہی کافی ہے مدد کیلئے بعض یہودی ایسے بھی ہیں کہ جو کلام کو اوس کے موقع سے بدلتے

وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا

اور زبان توڑ مروڑ کر سمعنا وعصینا و اسمع غیر مسمع اور راعنا کہتے ہین دین اسلام مین عیب لگانے کے لئے اور کاش وہ

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا

سمعنا اور اطعنا اور اسمع و انظرنا کہتے تو ان کے حق مین بہت ہی بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے تو انپر انکے کفر کی وجہ سے لعنت کردی ہے سو اسلئے بہت ہی کم ایمان

ترکیب

الم تر فعل انت فاعل الی الذین مفعول اول یشترون مفعول ثانی من الذین ہادوا خبر ہے مبتدا محذوف کی ای الہم من الذین الخ یحرفون حال ہے فاعل ہادوا سے یا یون کہو کہ من الذین نصیرا سے متعلق ہے اور الذین اوتوا نصیبا کا بیان بھی ہو سکتا ہے عن مواضعہ متعلق ہے یحرفون سے ویقولون معطوف ہے یحرفون پر غیر مسمع حال ہے۔ اور قولا محذوف کی صفت بھی ہو سکتا ہے۔

تفسیر

جبکہ تیمم کا مسئلہ پہلی آیت مین بیان ہوا تو یہودی علمار نے اپنی ہان کے سخت احکام کے مقابلہ میں سپر تمسخر کیا اور کہنے لگے پانی سے نجاست کا دور ہونا تو ایک معقول بات تھی بھلا خاک پر ہاتھ مار کے ہاتھ مونھ پر پھیرلنے سے کیا ہوتا ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ شخص یعنی آنحضرت نبی برحق نہیں اسکا یہ زور شور چند روز مین مٹ جائیگا بالخصوص انمین سے دو یہودی عالم عبداللہ بن اُبَی رئیس المنافقین کے پاس جاکر اسلام کی ہجو کیا کرتے اور مسلمانون کے دلون مین شکوک ڈالا کرتے تھے اس لئے خدا تعالےٰ نے اونکا رد ان آیات مین نازل فرمایا اور چونکہ اول اس سورہ سے یہان تک احکام بیان ہوئے تھے اسجگہ سے مخالفون کے شکوک و شبہات کا رد اور جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب شروع ہوتی ہے تاکہ ایک قسم کی کلام سے مخاطب کی طبیعت پر گرانی نہ پیدا ہو اور اسی لئے قرآن مین یہ طریقہ رکھا گیا کہ ایک علم کے بعد دوسرا علم بیان ہوتا رہتا ہے فرماتا ہے کہ اے نبی دیکھو جنکو کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے یعنی فی الجملہ اون کو الہامی شریعت اور کلام انبیار سے آگاہی ہے وہ باوجود اس کے دین حق اور اس کے سچے رہبرون پر طعن کرکے گمراہی خرید رہے ہین اور لوگون کو بھی گمراہ

ف مدینہ کے یہود اس مجموعہ مین بھی کہ جو توریت کے نام سے نامزد تھا اپنے اغراض فاسدہ سے تحریف لفظی اور معنوی کردیا کرتے تھے ایک لفظ کی جگہ اپنے مطلب کے موافق دوسرا الفاظ رکھدیتے تھے اور کبھی لکھے کے خلاف پڑھ دیتے تھے کبھی معنے نئے پیدا کردیتے تھے تاکہ انپر الزام عائد نہو انکی بات ورہے۔ ۱۲ منہ

ف۲ اطراف مدینہ کے یہود جب آنحضرت صلعم کی مجلس مین آتے تو قابلیت جتلانے اور نبی علیہ السلام اور مسلمانون کو احمق بنانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے سمعنا وعصینا سن لیا اور نہ مانا۔ عرب مین بزرگ کے کلام کو سنکر سمعنا و اطعنا کہا کرتے تھے کہ سن لیا اور مان لیا مگر یہ عصینا کہتے تھے ۔ اور بزرگون کو مخاطب بناتے وقت اسمع و انظرنا کہتے تھے کہ سنئے ہماری طرف التفات فرمائیے مگر یہ اسمع غیر مسمع کہتے تھے جو گستاخی کا کلمہ ہے کہ جسکے معنے ہین کہ سن اور پھر سننا نصیب نہو اور انظرنا کی جگہ زبان دباکر راعنا کہتے تھے ظاہر تو اس کے معنے ہین ہماری رعایت کیجئے مگر اوس کو کھینچ کر کہنے سے راعینا ہو جاتا ہے جسکے معنے ہین ہمارا چرواہا یہ انکی گستاخانہ اور بے ادبانہ حرکات خدا کی پھٹکار کا نتیجہ تھین اور اسی طرح السلام علیکم کی جگہ زبان مروڑ کر السام علیکم ہی کہتے تھے سام موت یعنی تمکو موت آجاوے ان آیات مین جتلایا جاتا ہے کہ یہ انکی قابلیت نہیں خدا کی پھٹکار ہے ۱۲ منہ

کرنا چاہتے ہین خود گمراہ ہو اور دوسرون کو بھی گمراہ کرے یہہ دونون وصف جسمین ہون خدا کی پناہ اسکی شقاوت اور بدبختی کا کیا ٹھکانا ہی پھر فرماتا ہی وہ تمھارے دشمنون کو جانتا ہو وہ تمھارا حامی ہو تم کچھ انسے خوف نکرو اسکے بعد خصوصاً یہود کی چند عادت بد ذکر فرماتا ہی تاکہ یہہ بات معلوم ہو کہ وہ کونسی باتین ہین جنسے گمراہی خرید رہے ہین اور خود گمراہ ہو کر اورون کو بھی گمراہ کرنا چاہتے ہین۔

(اول) یحرفون الکلم عن مواضعہ کی ضمیر کلم کی طرف راجع ہی گرچہ قیاس ظاہری بھی چاہتا تھا کہ کلم چونکہ کلمہ کی جمع مؤنث ہی جسکی طرف مؤنث کی ضمیر مواضعہا پھرانی چاہیئے تھی مگر چونکہ اس جمع کے حروف مفرد سے کم ہین پس ایسی جمعون مین تذکیر و تانیث دونون طرح ضمیرین جائز ہین قالہ الواحدی تحریف بدلنا کم زیادہ کرنا یا تاویل فاسد کرنا خواہ زبانی خواہ کتاب مین۔

یہود کے اقبال بلکہ دین کی عمر طبعی ہو چکی تھی اس لئے انمین ایسی ایسی باتین مروج ہو گئین تھین اور یہہ بات صدہا سال سے ان مین تھی ان کے علماء دنیاوی طمع سے ہر ایک قسم کی تحریف اور تاویلات فاسدہ کرتے تھے چنانچہ جن مقامات توراۃ مین ابتک حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی خبرین پائی جاتی ہین ان کے عجیب و غریب معانی لگا کر ان دونون رسولون کا انکار کرتے ہین اور نفس کتاب مین بھی انہون نے ایسا کیا کہ عہد عتیق کے کسی نسخہ کا بھی اعتبار منصف مزاج کے نزدیک نہیں رہا۔ یہہ مانا کہ حوادث دہر اور مخالف بادشاہون کے حملون نے اور حفظ کے دستور ہونے اور قلت کاغذ و کتابت نے بھی عہد عتیق بلکہ عہد جدید کو الٹ پلٹ کر دیا مگر کاتبون کی خود غرضیون اور سہو نے بھی ہزارہا اختلافات پیدا کر دئے۔ اور پھر عیسائیون مین بھی وہی بات پیدا ہو گئی تھی کیونکہ بیشتر وہ بھی یہودی الاصل تھے یہان تک کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد مین اس طوفان بے تمیزی کا کچھ ٹھکانا ہی نرہا تھا۔ اس لئے ان کے علماء بوقت استدلال اپنی کتابون سے کسی کو پتا ہی نہ لگنے دیتے تھے گرچہ عیسائی علماء نے بارہوین تیرہوین صدی عیسوی مین بائبل کی درستی کرنے مین بہت کچھ کوشش کی مگر جب مقابلہ کیا تو پھر بھی ہزارون ہی اختلافات باقی رہ گئے۔

آج کل عیسائی مشنری اہل اسلام کے مقابلہ مین دیدہ دانستہ اس تحریف کا انکار کرتے ہین اور کہتے ہین بھلا کوئی اپنی مذہبی کتاب مین ایسا کر سکتا ہی اور جو کسی نے کیا تو اور لوگ اسکی خیانت کب چلنے دیتے ہین؟ یہ انکار شاید ناواقف لوگون کو گونہ تردد مین ڈالتا ہو مگر جو بائبل سے بخوبی واقف ہین ان کے روبرو یہہ ہٹ دھرمی اسبات کا کامل ثبوت ہی کہ اب بھی اس قوم مین عادت قدیمانہ کا اثر باقی ہی۔

اس مختصر مین گنجائش نہیں کہ مین ہر ایک قسم کی تحریف پر سیکڑون شواہد پیش کرون مگر کسی قدر اقوال نقل کر کے نمونہ دکھاتا ہون تاکہ ناظرین کو تصدیق ہو۔

(شاہد اول) متی نے اپنی انجیل کے دوسرے باب تئیسوین آیت مین لکھا ہی کہ یوسف عیسے کو مصر سے لیکر (ایک شہر مین جسکا نام ناصرہ تھا جا کے رہا تاکہ وہ جو نبیون نے کہا تھا پورا ہو کہ وہ ناصری کہلا ئیگا حالانکہ اب کسی نبی کی کسی کتاب مین نہین کہ عیسے پیدا ہو کر ناصری کہلائیگا۔ اور اس لئے ممفرڈ رومن کیتھلک نے اپنے سوالات مطبوعہ لندن [illegible]

تحریف اہل کتاب

شاہد اول

لکھا ہی کہ اس مقام پر کریزاسٹم اپنی نوین تفسیر مین لکھتا ہی کہ یہود نے کتب انبیا کو نہ صرف غفلت سے بلکہ بد دیانتی اور عناد سے جلا دیا اور کسی مین تبدل کر دیا انتہی کلامہ - اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا (۲) کتاب خروج کے اکیسوین باب آٹھوین آیت عبرانی تورات کے متن مین ہے کہ جو کوئی اپنی منکوحہ سے ناراض ہو اوسکو روا نہیں کہ اجنبی قوم کے ہاتھہ بیچے بلکہ فدیہ سے اس کے حاشیہ کے ایک نسخہ مین برخلاف لکھدیا - اور اسی طرح کتاب احبار کے ۲۵ باب تیس۳۰ آیت مین ہے کہ جو کوئی شہر پناہ کے اندر اپنا گھر فروخت کرکے برس بھر تک نہ چھڑائیگا تو ہمیشہ کے لئے مشتری کا ہوگا وہ یوبل کے سال مین چھوٹ نہ جاویگا اسکے حاشیہ مین ایک نسخہ لکھا ہو کہ جس مین اثبات ہی اب دیکھیے کس کا اعتبار کیا جاوے احکام مین بھی تحریف پائی گئی (۳) انجیل متی کے ۲۷ باب ۳۵ ورس مین یہ فقرہ کہ مسیح کو سولی دی اور اس کے کپڑون پر چٹھی ڈالکر ان کو بانٹ لیا تاکہ نبی کا کہا پورا ہو الحاقی ہی گریسباخ نے بھی اسکا اقرار کیا ہی اور ہارن صاحب نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۳۰ و ۳۳۱ جلد ثانی مین دلائل سے اس کا الحاقی ہونا بیان کیا ہی مگر ابتک یہ فقرہ انجیل مین موجود ہی - یوحنا کی اول خط کے ۵ باب ۷ ورس مین یہہ فقرہ جو تثلیث کی بنیاد ہے محققین بالخصوص ہارن صاحب اور گریسباخ اور آدم کلارک اور شولز کے نزدیک قطعًا الحاقی ہے اور وہ یہ ہے تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہیں الخ بائبل مطبوعہ مرزاپور کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ یہ الفاظ کسی قدیم نسخہ مین نہیں پائے جاتے حالانکہ متن مین درج ہین زیادہ تحقیق منظور ہو تو مقدمہ تفسیر کو دیکھیے -

(دوم) یہود آنحضرت کی محفل مین آکر زبان موڑکر تمسخر کی نیت سے یہ کلمات کہا کرتے تھے سمعنا وعصینا کہ ہم نے سن لیا اور نہ مانا واسمع غیر مسمع کہ سن ان سنی بات یعنی تجھکو مکروہ باتین سننی نصیب ہون سمعنا تو پکار کر کہتے عصینا دل مین اور اسی طرح اسمع پکار کر غیر مسمع آہستہ سے وراعنا زبان دباکر جس سے راعینا پیدا ہوتا تھا جو گالی ہے اور تفاخر کرتے تھے کہ ہم یہہ باتین کہہ آتے ہین اگر وہ نبی ہوتے تو معلوم کر لیتے اس لئے آنحضرت کو اللہ تعالی نے خبردار کر دیا اور ان بے ادبون کی حرکات ناشائستہ پر صبر اور برداشت کرنے کا حکم دیا اور ان بے ادبون کو ادب سکھایا کہ بجائے اسکے یون کہتے تو ان کے حق مین بہتر ہوتا مگر یہ شقی ازلی محروم از سعادت ہین -

ف۵ سبت ہفتہ کے دن کو کہتے ہین بنی اسرائیل مین اس روز شکار اور دنیاوی کار بار کی سخت ممانعت تھی حضرت موسی علیہ السلام کے کئی سو برس بعد بنی اسرائیل کے کچھہ لوگون نے جو کسی دریا کے کنارے بستے تھے ہفتہ کے روز بھی مچھلیون کا شکار کرنا شروع کر دیا اس حیلہ سے کہ پانی کی نالیان بنادین ہفتہ کے روز سے پہلے ان کے مونہہ کھولدیتے تھے مچھلیان آجاتی تھین پھر اتوار کو پکڑ لیتے تھے اس وقت کے علمار نے منع بھی کیا نہ مانا لہذا عذاب الٰہی آیا سور بندر وغیرہ جیسے چہرے ہوگئے ان کو اصحاب السبت کہتے ہین جو مسلمان ہون اور شراب حیلے بناکر جائز کیا کرتے ہین انکو عبرت پکڑنا چاہیئے خدا کے عذاب صد ہا قسم کے ہین ۱۲ منہ

نمبر دوم

نمبر سوم

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۱۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓي اَدْبَارِهَآ

اے اہل کتاب اس سے پہلے کہ ہم چہرے بگاڑ کر الٹ دین یا انپر اصحاب سبت کی طرح لعنت کردین اس کتاب پر ایمان لاؤ کہ جسکو ہم نے نازل کیا ہی جو تمہارے

اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

اوسکی بھی تصدیق کرری ہی اور اللہ کا حکم ہوکر رہتا ہی بیشک اللہ اپنے ساتھہ شریک کئے جانے کو تو نہ بخشے گا اور اسکے سوائے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

جسکو چاہے گا بخشدے گا اور جس نے اللہ کے ساتھہ شریک ٹھہرایا تو اوس نے بڑا ہی طوفان باندھا

ترکیب

من قبل متعلق ہی امنوا سے علی ادبارہا حال ہی وجوہا سے ویغفر جملہ مستانفہ ہی مادون ذلک مفعول ہی یغفر کا مادون کے معنے سوا کے ہین اور دون بمعنی کمتر بھی ہو سکتا ہی او نلعنہم والضمیر عائد الی اصحاب الوجوہ افتری اختلق وفعل لانہ کما یطلق حقیقۃ علی القول یطلق علی الفعل ایضا مجازا۔

تفسیر

اہل کتاب کے قبائح بیان فرما کر انکو سعادت دارین کیطرف بلاتا ہی کہ تم ایمان لاؤ پہلے قبائح بیان کرنا اور پھر اسکی اصلاح کی تدبیر بتلانا حکمت الٰہیہ کا مقصود ہی کیونکہ جب تک طبیب ہی نفس کے امراض مہلکہ کو بیان نہین کرتا اور اسکے مآل کار سوء سے نہین ڈراتا تو مریض کی طبیعت تلخ دواؤن کے پینے پر مائل نہین ہوتی اسلئے ان آیات مین مرض بتا کر علاج بتایا کہ اس کتاب اور شریعت پر ایمان لاؤ جو تمہارے پاس کی چیز یعنے اصول مذہب و مضامین باقیماندہ توریت و دیگر کتب انبیاء کی تصدیق کرتی ہی اسمین یہ اشارہ ہی کہ دین محمدی کوئی ایسی سخت چیز نہین کہ جسکے تسلیم کرنے مین کسی منصف مزاج کو (یہودی دین قدیم کے لحاظ سے بشرطیکہ وہ الہامی ہو اور اسمین تحریفات اور پچھلے مشائخ اور پیشواؤن کی قلعی نہ چڑھائی گئی ہو) کچھ تردد ہو اسکے اصول وہ ہین کہ جنکو الہام کے علاوہ دنیاوی عقلا بھی بصدق دل قبول کرتے ہین اسکے ساتھ اس علاج سے روگردانی کی صورت مین جو کچھ بد نتائج پیش آنیوالے تھے ان کی طرف بھی اشارہ کرکے انکو خواب غفلت سے بیدار کر دیا اور وہ بد نتیجے دو تھے ایک دنیا کی بربادی اور بداقبالی اور ذلت وخواری جو آسمانی سلطنت سے بغاوت کرنیوالے کو ضرور پیش آتی ہی اوسی کیطرف من قبل ان نطمس وجوہا فنردہا علی ادبارہا مین اشارہ فرمایا یعنی ایمان اس شدنی سے پہلے لاؤ کہ جسمین چہرونکو بگاڑ کر انکی پشت کیطرف یعنی الٹا کردینگے یعنی وہ جو اقبال اور ترقی تہی اسکو الٹ دینگے مونہہ کا بگاڑنا کنایہ عزت کے بگاڑنے سے ہی اور پس پشت مونہہ کو کردینا اسکی سعادت سے شقاوت کیطرف پہیر دینا ہی یہ محاورہ کی بات ہی اب اسمین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ ہم تمکو پہر اصلی حالت غلامی اور اسیری کیطرف رجوع کردینگے یا پہر عرب سے ملک شام کیطرف جلاوطن کردینگے چنانچہ اس پیشین گوئی کے مطابق یہود و نصاریٰ کو صحابہ کی فتوحات کے ہاتھی جو بمنزلہ غلامی اور اسیری کی ہی پیش آئی اور یہود مدینہ سے جلاوطن ہوکر چکی چولھے سر پر دھر کر شام کو گئے اور اس مین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ انسان اس عالم محسوسات مین سن تمیز کو پہنچکر گوناگون صنائع دیکھکر عالم معقول کیطرف چلتا ہی اگر یہ ترقی کرتا چلا جاتا ہی تو شہر مقصود تک پہنچ جاتا ہی اور جو شہوانی اور حیوانی باتون مین پڑ جاتا ہی تو ادہر سے مونہہ کے بل اولٹ کر پہر اسی عالم کی طرف آجاتا ہی حقیقی معنی بھی مراد ہو سکتے ہین کہ چہرون کو بگاڑ کر پس پشت کردین بری صورت بنادین دوسرا عذاب آخرت اس کیطرف او نلعنہم کما لعنا اصحاب السبت مین اشارہ ہی کہ جسطرح سبت مین تعدی کرنیوالو نپر عہد داؤد علیہ السلام مین ہمنے لعنت کی تہی ایسی تم پر نکردین۔ چونکہ اس اعلان اور اون عام امنوا سے بعض لوگونکے دلونمین یہ بات تہی کہ ہم بہت سے گناہ کرچکے ہین اب ہمارا قصور کیونکر معاف ہو سکتا ہی پہر ہمارا اسلام مین داخل ہونا کیا فائدہ دیگا؟ اسلئے اسکے بعد معافی کا اعلان دیا کہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک مگر اسلئے کہ کسی کو حقوق عباد مین یا عموماً گناہون پر جرأت نہو لمن یشاء کی قید بھی لگادی کہ جسکو چاہے گا معاف کریگا جسکو چاہے گا نہین خدا شرک کے سوا اور سب گناہ معاف کردیتا ہی اور توبہ سے شرک بھی معاف کردیتا ہی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ

کیا آپ نے انکو نہیں دیکھا جو اپنے آپکو مقدس ٹھہراتے ہین بلکہ اللہ جسکو چاہتا ہی مقدس کرتا ہی اور کسی پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ کیا جاویگا دیکھو اللہ پر کیسے (بہتان) باندھ رہے

الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ

ہین اور صریح گنہگاری کے لئے تو یہی کافی ہی کیا آپ نے اونکو نہین دیکھا کہ جنکو کتاب کا کچھہ حصہ دیا گیا ہے وہ تبون اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافرون

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ

کی نسبت کہتے ہین کہ مسلمانون سے تو یہی سیدھے رستہ پر ہین یہ وہی لوگ ہین کہ جنپر خدانے لعنت کردی ہے اور جسپر اللہ لعنت کردے

تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ

تو اوسکے لئے کوئی بھی مددگار نہ پائیگا کیا اون کا بادشاہی مین کچھہ حصہ ہے پھر جب تو یہ کسی کو رائی کے برابر بھی نہ دینگے کیا لوگون پر

عَلٰي مَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰھُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

اسبات سے جلے مرتے ہین کہ خدانے انکو اپنی فضل سے نعمت دی ہی سو بیشک ہم ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت اور اون کو بڑا ملک عنایت کرچکے ہین

ترکیب

کیف یفترون کیف منصوب ہے یفترون کے سبب سے جملہ محلا منصوب ہے انظر کیوجہ سے ویقولون معطوف ہی یؤمنون پر للذین کفروا متعلق ہی یقولون سے ہولاء مبتدا اہدی خبر جملہ مقولہ۔

تفسیر

پہلی آیات مین یہود پر انکی بدافعالیوں کے سبب عتاب تھا جسکو وہ اپنی انبیائی خاندان کے سبب قابل التفات سمجھتے تھے اور اسپر بھی تقدس کا دم بھرتے تھے کہ ہم فلان بزرگ کی اولاد ہین تقدس ہمارا موروثی حق ہی ہم ابراہیم و اسحاق کی نسل ہین جنپر آتش دوزخ از خود حرام ہی اور ہم رات کو گناہ کرتے ہین تو صبح تک خودبخود پاک ہوجاتے ہین اور دنکو کرتے ہین تو شام تک پاک ہوجاتے ہین اور نصاری مین بھی پولوس کا یہ قول کہ مسیح سب کے گناہ سر پر اوٹھا کر لیگئے بہت ہی کچھہ موثر تھا اسی سے یہ لوگ اپنے آپکو پاک و جنتی سمجھتے تھے اور اسی طرح برہمنون وغیرہ اور بہت سی اقوام مین ایسے ڈہکوسلے ہین کہ جنپر وہ نازان رہا کرتے ہین چنانچہ انکی تقلید سے اسلام کی جاہل فرقون مین بھی آجکل یہ بات پائی جاتی ہی کہین یہ مشہور ہی کہ ہم فلان پیر فلان بزرگ کی اولاد ہین ہماری گناہ نیست ہوجاتی ہین ہم خدا کی ایسے ویسے ہین جسطرح کہ یہود اپنی تئین خدا کی فرزند اور اسکی پیارے کہتے اور اقبال رفتہ کی پھر واپس آنیکی ان حرکات پر امید کرتے تھے اس لئے انکے رد مین فرمایا گیا کہ یہ کیون ناحق اپنی تعریفین کرتے اور پاکیزہ ہونیکا دعوی کرتے ہین پاکیزہ تو وہی ہی کہ جسکو اللہ نے توفیق پرہیزگاری کی دی ہی اسکی بعد حکیمانہ طور پر انکی خیانت ظاہر فرماتا ہی (۱) انظر کیف یفترون الخ کہ وہ ایسے دعوی کرکر خدا پر جھوٹے ڈھکوسلے بناتی ہین کہ ہم اسکے فرزند اور محبوب ہین ہمپر آتش دوزخ حرام ہی اور جھوٹ باندھنا بجائے خود اثم مبین ہی (۲) باوجود علم کتاب اور روشنی شریعت کے جو ٹمٹماتی ہوئی چراغ کیطرح کسی قدر انمین باقی تھی جبت بت اور طاغوت پر یعنی شیطان پر ایمان لاتے ہین یعنی انکو ماننے والون کو خدا پرستون پر ترجیح اور فوقیت دیتے ہین چنانچہ یہود مدینہ میں سے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف مکہ مین اسلئے گئی کہ قریش کو آنحضرت سے لڑنے پر آمادہ کرین اور جب مشرکین نے پوچھا کہ آیا ہم حق پر ہین یا اہل اسلام جو صرف ایک اللہ کی عبادت جائز ٹھہراتے ہین تو کہدیا کہ تم حق پر ہو سو یہ بات اسلئے تھی کہ خدا نے انپر انکے کفر کیوجہ سے لعنت کردی ہی وہ قریش کی مدد پر پھر تے مگر دشمنان خدا کا کوئی حامی نہین ہوسکتا یہ عیوب تو انمین جہل سے متعلق تھی جو قوت علمیہ کا نقصان ہی اسکی بعد قوت عملیہ کا نقصان بیان کرتا ہی اور قوت عملیہ کا سب سے زیادہ نقصان بخل اور حسد سے ہوتا ہی یہ دونون صفت بھی انمین تھے (۱) ام لہم نصیب من الملک کیا انکو انکی آرزو کے موافق سلطنت کیا سکا کوئی حصہ بھی باوجود بخل کہ جو منافی سلطنت ہی مل سکتا ہی؟ اور بخل کی یہ حالت کہ اگر سلطنت ملجاتے تو کسی کو نقیر یعنی ذرہ بھی نہ دیں (۲) ام یحسدون الناس آنحضرت کی شوکت روز افزون اور نبوت اور روشنی دین پر حسد کرتے تھے کہ یہ تو ہمارا حصہ تھا انکو کیون ملا اسپر تسلی دیتا ہی کہ پہلے ابراہیم کے خاندان میں داؤد و سلیمان کو سلطنت اور نبوت دی تھی اب اسی ابراہیم کے دوسرے خاندان پر کیون حسد ہی

۱ کیونکہ سلطنت کیلئے فوج اور کارپرداز ضرور ہین اور جب انسان بخل کرتا ہی تو صفت کوئی کسی کی غلامی نہین کرتا ... زمانہ گذشتہ کا اقبال کو جو داؤد و سلیمان کی عہد میں تھا ... نقیر نقر سے مشتق ہی جسکے معنے کھودنا ہی ... اور اسیطرح فتیل اور قطمیر

حاشیہ: [illegible]

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ

پھر انہین سے کچھ تو اس کتاب پر ایمان لے آئے اور کچھ اس سے رک گئے اور کافی ہی جہنم جلانے کے لئے بیشک جن لوگون نے ہماری آیتون کا انکار کیا عنقریب

نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا

ہم اون کو آگ مین داخل کرین گے جبکہ ان کی چمڑی جل جاویگی تو اسکے عوض ہم اور چمڑی بدل دین گے تاکہ وہ (خوب) عذاب چکھین بیشک اللہ زبردست

حَكِيْمًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور حکمت والاہی اور جو ایمان لائے اور انھون اچھے کام کئے رسواون کو ہم جلد ایسے باغون مین داخل کرینگے کہ جنکے تلے بڑی نہرین بہ رہی ہون گی انہین وہ ہمیشہ

اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ۝

رہا کرین گے اون کے لئے وہان پاک بیویان بھی ہون گی اور ہم اونکو ٹھنڈی چھاؤن مین بٹھاوین گے

ترکیب

من امن مبتدا منہم خبر مقدم فن مجموعہ جملہ پر داخل ہی سوف نصلیہم جملہ خبر ان کلما شرطیہ بدلنہم جواب والذین امنوا مبتدا سندخلہم خبر لہم فیہا الخ جملہ نعت یا حال ہی۔

تفسیر

یہ اوسی بیان کا تتمہ ہی کہ باوجودیکہ ہمنے خاندان ابراہیم کو خصوصاً نسل اسحق و اسرائیل کو کتاب یعنی ظاہر شریعت و حکمت یعنے علم اسرار اور ملک عظیم یعنے قدرت دی تھی اسپر بھی انہیں سے کچھ لوگ تو خدا پرست تھے اور کچھ منکر اور مخالف رہے (جیسا کہ تاریخ بنی اسرائیل سے واضح ہوتا ہی) پھر جب اون کا اپنے لیے انبیا کی نسبت یہ حال تھا تو اسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی نسبت انکار اور نکتہ چینی جس قدر ہو وہ اس بدبخت قوم کے حسد کے خیال سے کچھ بھی زیادہ نہیں ہم ایسے بدبختون کو جہنم مین جلاوین گے جسطرح دنیا میں اپنی آتش حسد اور عناد میں یہ نئے نئے رنگ بدلتے ہین اسی طرح عالم آخرت مین ان کے عذاب کی صورت ہوگی کہ جب آگ سے ایک جلد جل جاویگی تو دوسری جلد یعنے چمڑی اور پیدا ہو جاویگی۔ اس سے یہ غرض ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اگر جہنم مین ڈالے جاوین گے آخر وہ آگ ہی گھڑی دو گھڑی میں جل بھن کر مر جاوین گے یہ تکلیف منقطع ہو جاویگی! بلکہ وہ جہنم مین ہمیشہ جلتے رہین گے اور ایک جسم کے بعد پھر دوسرا جسم جلنے کے لئے مبداء غیب سے پیدا ہوگا تاکہ پورا عذاب چکھین اور اس زندگی کو کوئی طبیب محال اور فانی نہ سمجھے بلکہ یہ سب ممکن اور اسکے قبضہ قدرت مین ہی کیونکہ ان اللہ کان عزیزا حکیما کہ وہ زبردست بھی ہی یعنی قادر مطلق ہی اور تا دیر قائم رہنے کی اوسکو سیکڑون تدبیرین معلوم ہین کیونکہ وہ حکیم ہے۔

قرآن کی عادت ہی کہ جہان کہین مخالفون کے لئے عذاب وغیرہ عقوبات دنیا و آخرت بیان کئی ہیں اسکے ساتھ ہی مطیع لوگون کیلئے ثواب و جنت کی بہار بھی بیان ہوتے ہین تاکہ مخاطب کے لئے کامل ترغیب و ترہیب حاصل ہو کر عذاب سے ڈر کر ثواب پر نظر کرکے دنیا اور اسکے لذائذ فانیہ سے نفرت اور نیک روی اور عالم باقی کا شوق دلمین پیدا ہو۔ یہان انکے لئے کہ جو ایمان لاکر اچھے کام کرتے ہیں یہ وعدہ ہی کہ ہم اونکو ایسے باغون میں (نہ دنیا کے باغ بلکہ عالم قدس کے باغون مین) بساوینگے کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہون گی اور یہ عیش اونکے لئے دنیا کے عیش کیطرح یا عالم شباب کیطرح چند روزہ نہوگا بلکہ دائمی اور وہان انکی انس کیلئے عالم قدس کی بیویان بھی ہونگی اور دراز سایہ مین رہین گے۔ بعض علماء فرماتے ہین کہ جنت میں دور تک درخت متصل ہون گے اس لئے ان کا سایہ بھی دراز ہوگا بعض کہتے ہین کہ سایہ دراز سے خدا کی مہربانی اور دائمی عنایت مراد ہی جو اسکے تقرب اور روحانی جنت کی طرف اشارہ ہی۔

ف الجبت اصلہا الجبس فابدلت التاء من السین قالہ قطرب وھو الذی لا خیر فیہ فاختلف فی مصداقہ فقیل السحر وقیل کعب بن الاشرف الیہودی وقیل الشیطان وقیل صنم لقریش سجد لہ الیہود ولما فعلت بکۃ ارضاۃ قریش والطاغوت من طغی یطغی ای تجاوز الحد والتاء زائدۃ کما فی الرحموت والناسوت والمراد بہ الشیطان وکل من جاوز الحق ۱۲ منہ

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ
بیشک اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو جنکی امانت ہوں انکے پاس پہنچا دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے کیا کرو
إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ
بیشک اللہ تم کو بہت ہی اچھی نصیحت کرتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کے اور اپنے
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
فرمانرواؤں کے حکم پر چلو پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسکو اللہ اور رسول کی طرف پہنچا دو اگر تم کو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے
الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا
یہ اچھی بات ہے اور اسکا انجام بھی اچھا ہے

رکوع ۵

ترکیب

ان تودوا بتاویل مصدر مفعول ثانی ہوا یامرکم کا و اذا کا عامل یامرکم ہے یہ سبب شرط ان تحکموا سے بان تحکموا جملہ جواب نعما یعظکم بہ جملہ خبر ان نعما کا ما بمعنے الشی معرفہ تامہ یعظکم محذوف کی صفت ہی جو مخصوص بالمدح ہی تقدیرہ نعم الشی شئی یعظکم بہ یا نعم کا فاعل اور ما بمعنے الذی بھی ہو سکتا ہی اسکا مابعد اسکا صلہ اور یہ بھی فاعل نعم ہی اور مخصوص بالمدح محذوف ای نعم الذی یعظکم بہ تادیۃ الامانۃ اور ما نکرہ موصوفہ بھی ہو سکتا ہی تب فاعل مضمر ہوگا اور مخصوص محذوف جیسا کہ بئس للظالمین بدلا میں ہی۔

تفسیر

جبکہ اہل کتاب کی خیانت کا ذکر آیا کہ وہ توریت و انجیل کی بشارات کو جو دین محمدی کے برحق ہونے کے بابت ہیں چھپا رہے اور محرف کر کے کفار کو موحدین سے اچھا بتلا رہی ہیں تو عموما اہل اسلام کو ابدالآباد کیلئے امانت داری کا حکم دیا یا یوں کہو کہ جب ایمان لانے والوں اور اچھے کام کرنیوالوں کے لئے جنت اور حیات ابدی کا وعدہ کیا گیا تو اسجگہ اعمال صالحہ میں جو عمدہ چیز ہے اسکو بیان کرتا ہے یعنے امانت اور عدالت اس آیت کے شان نزول کی بابت یہ روایت ہی کہ جب آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ فتح کیا اور کعبہ کے اندر نماز کے لئے جانا چاہا تو عثمان بن طلحہ نے کہ جسکے پاس کعبہ کی کنجی تھی قفل بند کر دیا اور کنجی دینے سے انکار کیا حضرت علی رضہ نے اس کا ہاتھ مروڑ کر اسکے ہاتھ سے کنجی چھین کر قفل کھولا آنحضرت نے اندر جا کر نماز پڑھی اور حضرت عباس نے چاہا کہ یہ کنجی مجھے ملے اسپر یہ آیت نازل ہوئی تب عثمان کو کنجی واپس دی گئی بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہی کہ آنحضرت نے عثمان سے مانگ لی تھی اسپر عباس نے اپنے لئے درخواست کی تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے فرمایا یہ ہمیشہ تیرے خاندان کیلئے ہی بجز ظالم کے تجھ سے کوئی نہیں لیگا پھر عثمان نے اپنے بھائی شیبہ کو دی جو آج تک اسکے خاندان میں چلی آتی ہی۔

خدا تعالے کو بموجب اپنے اس وعدے کے جو اُسنے یسعیا علیہ السلام کی معرفت بنی قیدار کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ ابتک کتاب یسعیا کے بیالیسویں باب سے پایا جاتا ہے یہ منظور ہوا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانی سلطنت کا دنیا میں قائم کرنے والا بنا دے اور پھر ان کے جانشینوں کو اس انصاف و عدالت کی کرسی پر بٹھائے اور تمام دینی مقدمات کا فیصلہ انہیں کے محکمے سے دلوائے تو اسلئے اوّلاً امانت کا حکم دیا امانت مصدر ہی ہے جسکا اطلاق مفعول پر بھی ہوتا ہی اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ جو کسی کا حق تجھ پر ہو تو اسکو بخوشی خاطر ادا کر دیا کرو۔

حقوق کی تین قسم ہیں اوّل اللہ تعالے کے حقوق اسکی عبادت اور توحید اور شکر گزاری کرنا اور بری باتوں سے باز رہنا اور جنکا اوس نے حکم دیا ہی اون کو عمل میں لانا پھر یہ بھی ایک دریائے بیکنار ہے اس میں اعلے امانت کا ادا کرنا اسکی ذات و انوار میں محو ہو جانا ہے ؎ این جان عاریت کہ بحافظ سپرد دوست

امانت اور انصاف کا حکم

روز سے رخش بہ بینم و تسلیم وے کنم * اسی کی طرف بہت سی آیات مین اشارہ ہوا ہی منجملہ اونکے یہہ ہی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض الایہ دوم تمام مخلوقات کے حقوق اسمین ادئے امانت پورا نونا ۔ راز کو افشا نکرنا کسی کی چیز کو مستعار لیکر واپس دینا یا کوئی چیز اوس کے پاس رکھی جائے تو اسکو بوقت طلب واپس دینا ہی ۔ بیوی کو میان کے مال اور آبرو کو محفوظ رکھنا ۔ بادشاہون اور ذی اختیار لوگون کو اپنی ماتحتون سے بنرمی پیش آنا ۔ ظلم نکرنا ۔ علماء کو مسائل اور کتاب الٰہی کے بیان کرنیمین کمی زیادتی نکرنا ۔ انکو تعصبات بیجا سے روکنا ۔ گھر والیکو بیوی بچون کے حقوق برابر ادا کرنا ۔ اونکی تربیت مین کوشش کرنا وغیرہ امانت کا ادا کرنا ہی سوم اپنی نفس کے حقوق اسمین امانت یہہ ہی کہ جی کو شہوانی لذائذ سے ملکدر نکرے ۔ گناہون مین مبتلا ہو کر اپنے تئیں جہنم مین نہ پہنچاوے ۔ غرض جو اسکے لئی دنیا و آخرت مین بہتر ہے غصہ اور شہوت کی نشہ مین آکر اسکے برخلاف نکرے اولاً امانت کا حکم اس لئی دیا کہ جب خود اصلاح پذیر ہو جاویگا تو اسکے بعد کرسی عدالت پر بیٹھنے کی صلاحیت رکھے گا اس لئی کہ اسکے بعد ثانیاً فیصلون مین انصاف کرنیکا حکم دیا اور سمیع و بصیر ہونا جتلا کر متنبہ کر دیا اور یہہ ظاہر ہے کہ اس فیصلے کے لئے کوئی قانون آسمانی بھی ضرور ہے اس لئی اسکے بعد ثالثاً یہہ فرمایا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور ان فیصلون کو اللہ اور رسول کیطرف رجوع کرو یعنی قرآن اور حدیث کو دستور العمل بناؤ ۔

اور یہہ ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین گو بطور اجمال یا قواعد کلیہ ہر ایک قسم کے احکام ہین (اور اس دریائی بیکنار سے جسقدر جاہو مجتہد فکر مین غوطہ لگاکر موتی نکال لو اور اسی لئی قرآن مین ہی تفصیلا لکل شئی و تبیانا لکل شئی کہ قرآن مین ہر ایک چیز کا بیان ہی اور احادیث مین بھی آیا ہی اس لئے کہ ظاہر و باطن اور ہر حد کے لئے مطلع ہی اور اسکے عجائب کم نہین ہوتے ۔ ہر ایک شخص بقدر فہم ان عجائب مودہ سے مستفید ہوتا ہی اور احادیث جہانتک ہین سب گویا قرآن مجید کی شرح ہین خواہ بطور فعل خواہ بطور قول اور اسی لئی پیغمبر علیہ السلام کے بعد کوئی شخص ایسا نہین کہ صرف قرآن پر بس کرے اور اسکی شرح سنت کی طرف متوجہ نہو یہہ کسی مکلف کا منصب نہیں اور اسی لئی نبی علیہ السلام نے فرمادیا کہ بعض پیٹ بھرے پلنگ پر لیٹ کر یہ کہنے لگین گے کہ ہمکو قرآن کافی ہی جو اسمین حلال ہی وہی حلال ہی اور جو حرام ہی وہی حرام ہے حالانکہ رسول نے بھی اللہ کی طرح بہت سی چیزین حرام بیان کی ہیں منجملہ اون کے گدھا ہے جو گھرون مین رہتا ہی منجملہ اون کے درندون مین سے جنگل والا جانور حرام ہی الخ رواہ ابو داؤد و ابن ماجۃ الی قولہ کما حرم اللہ اور چونکہ قرآن کے باریک نکتو بغیر کما ینبغی واقف ہونا نبی کا کام ہی اور ان باریک چشمون سے حکم کی کوئی نہر جاری کرنا گویا نا واقف کے نزدیک اپنی طرف سے پیدا کرنا ہی اس لئی آنحضرت نے اس تشریح کو از خود بیان کرنا فرمایا اس لئے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول باعادہ اطیعوا ذکر کیا اور اسکے بعد فردوہ الی اللہ والرسول فرمایا) لیکن یہہ تمام باتیں نہ تو قرآن مین اس طور سے جمع ہو سکتی ہین کہ ہر مخاصمہ کے وقت ہر شخص اوس سے فیصلہ کرلے نہ احادیث مین تمام و کمال تشریح امور غیر متناہی کی ہو سکتی تھی اور دین کی باعتبار ان اصول کے تکمیل ہو چکی تھی الیوم اکملت لکم دینکم آچکا تھا اور رسالت کا دروازہ بند کر دیا گیا اس لئے اسکے بعد واولی الامر منکم فرمایا کہ اپنے لوگون مین سے اولی الامر کی بھی اطاعت کرو اولی الامر سے بعض کہتے ہین حکام و سلاطین و قضاۃ وغیرہم مراد ہیں کہ جنکو ولایت شرعیہ حاصل ہو شیعہ کہتے ہین ائمہ اثنا عشر مراد ہین بعض کہتے ہین صحابہ اگر غور کیا جاوے تو سب کا نتیجہ یہی نکلیگا کہ اس سے مراد اہل علم اور شریعت کے مفتی اور مجتہد و مستنبط ہین اور یہی قول جابر بن عبداللہ و مجاہد و حسن بصری و ابو العالیہ و عطاء ابن ابی رباح و ابن عباس امام احمد کا ہی اور امام مالک و ابو حنیفہ و ضحاک بھی یہی فرماتے ہین

فاطیعوا اولی الامر

اور اسکی وجہ جیساکہ اعلام الموقعین مین حافظ ابن القیم نے بیان کی یہ ہی کہ بعد نبی علیہ السلام کی امت محمدیہ مین جو کسی اور کا کہنا مانا جاتا ہی تو صرف اُسوقت کہ وہ علم کے موافق حکم دے کتاب و سنت کے بموجب حکم کرے خواہ وہ علماء آپ حکم کرین یا ان کے فتوی سے امرا و سلاطین حکم دین پس جسطرح کہ علماء نبی علیہ السلام کے پیرو ہین اسیطرح انکی امرا اب جو احکام کہ کتاب و سنت مین بصراحت مذکور ہین ان مین تو علماء کا قول عامیون پر ماننا فرض و واجب ہی اسمین شاید کسی کو بھی اختلاف نہو رہے وہ احکام و مسائل کہ جو بصراحت کتاب و سنت مین نہ پائے جائین بلکہ بحکم تفصیلاً لکل شئی بطور اسرار مودوعہ پردۂ الفاظ مین مستور ہون اور علماء مین سے جو خواص اور مستنبط ہین جیساکہ اگلی آیت مین ہی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمہ الذین یستنبطونہ منهم۔ جنکو مجتہد کہتے ہین وہ ان مسائل کو استنباط اور اجتہاد کرکے نصوص سے ظاہر کرتے ہین آیا انکی ان مسائل مین بھی پیروی غیر مجتہد لوگونکو چاہیے یا نہین؟ (اور اس پیروی کو عرف فقہا مین تقلید کہتے ہین) اہل اسلام مین سے جمہور سلف سے خلف تک ان مسائل مین بھی اتباع کرنا واجب اور ضروری کہتے ہیں ان چند وجوہ سے اول۔ آیات مذکورہ تبیانا لکل شئی والیوم اکملت لکم دینکم سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ قرآن مین خدا تعالی نے خواہ تفصیلاً خواہ اجمالاً کہ وہ اجمال بھی نظر مجتہدین مین تبیان و تفصیل ہی جمیع احکام کو بیان فرماکر کتاب اور دین کو کامل کردیا اور اسی لئے آیندہ کسی اور نبی کی حاجت نرکھی خاتم النبیین فرمادیا (۲) اور یہ بھی ثابت ہی کہ قرآن و سنت واجب العمل ہی خواہ وہ مسائل کتاب و سنت سی ہمکو معلوم ہون یا نہون وجوب عمل ہمارے علم پر موقوف نہین اگر ایسا ہو تو پھر منصوصات کہ جنکا ہمکو یا عامی کو علم نہو وہ بھی واجب العمل نرہین اذ لا فرق بین ذلک وبین ہذا وفسادہ لا یخفی علی ارباب العقول منصوصات و غیر منصوصات مین یہ فرق ہوگا کہ وہ بمنزلہ ایک ایسی خزانہ کی ہین جو گھر مین رکھا ہوا ہر ایک بصیر کو معلوم ہی اور غیر منصوصات بمنزلہ خزانہ مدفون کے ہین جسکو بجز ماہر کے اور کوئی نہین جانتا مگر جسکو خزانہ کی ضرورت ہے تو وہ ضرور اس ماہر کے کہنے پر عمل کرکے اوس سے مستفید ہوگا اسیطرح گنج قرآنی جو مستور ہے اسکے ماہر مستنبط و مجتہدین کما لا یخفی۔ ہان یہ ضرور ہے کہ منصوصات قطعیات ہین اور یہ مسائل ظنیہ ہین کیونکہ اصل مسئلہ کو جو کتاب و سنت مین منصوص ہی مجتہد اصل قرار دیتا ہی اور اس حکم کی احادیث و اقوال علماء صحابہ سے نیز اپنے دلائل سی ایک علت معین کرتا ہی پھر دوسری جگہ اس علت کو دیکھکر وہی حکم ظاہر کردیتا ہی مثلاً قرآن اور احادیث صحیحہ مین شراب کو حرام قرار دیا ہی اب مجتہد نے دیکھا کہ کیون حرام قرار دیا ہی کیا سرخ رنگت سے کیا رقیق ہونے سے کیا تلخی ہونیسے پھر دیکھتا ہی کہ یہ وصف تو اور چیزون مین بھی پائے جاتے ہین حالانکہ وہ حرام نہین بس معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے اسکو حرام قرار دیا ہی کیونکہ احادیث مین جن چیزون کی شراب بنتی ہی جیساکہ انگور کا شیرہ انکو نشہ لانے سے پہلے پیغمبر علیہ السلام نے مباح قرار دیا اور صحابہ نے پیا ہی اور نشہ کے بعد اسکا نام شراب رکھکر حرام بنادیا پس معلوم ہوا کہ علت نشہ ہی اور اب بھنگ چرس و افیون مین بھی نشہ معلوم ہوا تو مجتہد نے کہدیا کہ یہ بھی حرام ہیں اور انکی حرمت شراب کی حرمت مین ضمناً مذکور ہے سو اس تعین علت مین کبھی مجتہد سے غلطی بھی ہوجاتی ہی اور کبھی وصف خاص کو عام سمجھ لیتا ہی ان احتمالات کی وجہ سے حرمت بھنگ کو ظنی کہتے ہین اور ان غلطیونکی اصلاح کیلئے فن اصول فقہ قرار دیا گیا ہی اور مجتہد کے اس استنباط کو قیاس کہتے ہین (دوم) یہ آیت ہی لعلمہ الذین یستنبطونہ اس آیت مین اولی الامر میں سے انکی طرف رجوع کرنا فرمایا جو استنباط کرتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ نص کی موجودگی مین استنباط نہین کہا جاتا اگر استنباط جو قیاس کا ہم معنے ہی حجت شرعیہ نہوتا تو مکلف پر اسکی طرف رجوع کرنا واجب نہ کیا جاتا اور یہ کہنا کہ اولی الامر سے مراد امرار لشکر ہین اور استنباط سے مراد محاربات مین تدابیر کا استنباط ہی نص کو بلا وجہ وجیہ خاص کردینا ہے جو ایک قسم کا نسخ ہے۔

(سوم) یہ آیت ہی کہ جسکی ہم تفسیر لکھ رہے ہین کیونکہ اسمین ہی فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول کیونکہ تنازعہ کی صورت مین جو رد کرنا فرمایا تو یہ وہی صورت ہی کہ جسکا کتاب و سنت مین حکم منصوص نہین کیونکہ اگر منصوص ہوتا تو یہ تو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول مین آگیا تھا اور کلمہ ان شرطیہ پھر کیا فائدہ دیتا تھا؟ بلکہ خدا تعالے نے وقائع کو دو قسم بنایا ایک وہ کہ ان کے احکام منصوص ہین دوم وہ کہ منصوص نہیں اول مین تو اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور انکے نائب اولی الامر کی اطاعت کا

حکم دیا اور دوسری قسم مین اللہ اور رسول یعنی کتاب وسنت کی طرف رد کرنا فرمایا۔

(چہارم) محمد بن علی الشوکانی نے اپنی مختصر مین لکھا ہو کہ قیاس کا حجت ہونا معاذ کی حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہو جبکہ اون کو نبی صلعم نے یمن کا قاضی بناکر بھیجا تو پوچھا کسطرح سے فیصلہ کروگے عرض کیا کہ کتاب اللہ سے فرمایا اگر کتاب اللہ مین نہ ملے عرض کیا سنت رسول اللہ سے فرمایا اگر وہان بھی نہ ملے عرض کیا تو اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا۔ اس حدیث کے راوی اور طرق ہمنے ایک جگہ مستقل طور سے بیان کردئے ہیں انتہی (نیل المرام)

لیکن محدثین مین سے ایک گروہ جو ظاہریہ کے نام سے موسوم ہے اسکا منکر ہے وہ ان ادلہ کے جواب مین وہ احادیث پیش کرتے ہین کہ جنمین کتاب وسنت پر عمل کرنے کی تاکید اور قیاس مخالف کتاب وسنت کی برائی پائی جاتی ہو لیکن جمہور کو اس سے کب انکار ہو بلکہ کتب اصول فقہ مین احناف وشوافع کے علماء اعلام نے تصریح کردی ہے کہ اول کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ پھر اجماع امت پھر قیاس اور جو قیاس حدیث کے برخلاف ہو اسپر عمل کرنا درست نہین نہ وہ قیاس درست ہی بلکہ امام ابو حنیفہ رح نے تو صحابہ کے قیاس کے مقابلہ مین بھی اپنے قیاس کو معتبر نہ سمجھا چہ جائیکہ حدیث واجماع کے خلاف مین۔ اب رہا یہ اعتراض کہ چار امام ابو حنیفہ مالک احمد شافعی کو معین کرنا اور آیندہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنا اور انہین کی تقلید پر انحصار کرنا اور حنفی شافعی کہلانا بدعت وشرک ہے سو یہ محض تعصب ہے دیکھو سیکڑون محدث اور بیشمار حدیث کی کتابین ہین مگر ان مین سے جس طرح صحاح ستت اور شیخین کو علماء نے منتخب کرلیا ہے اسی طرح ان کو بھی اگر وہ بدعت نہین تو یہ بھی نہین اور جس طرح بخاری ومسلم جیسا محدث ہوجانا ممکن ہے اسی طرح ائمہ اربعہ کیا مجتہد ہوجانا بھی امکان عقلی رکھتا ہے مگر عادتاً بوجہ مفقود ہونے شرائط کے نہین پایا جاتا اور چارون مین انحصار ایک انتظامی بات ہے اس پر علماء کا اتفاق ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی صحت پر تقلید غیر کے قول کو بلا دلیل حسن ظن سے تسلیم کرنا ہے جو ایک قسم کا تصدیق ہے خواہ وہ کوئی ہو اور جس قول کو بلا دلیل تسلیم کیا ہے خواہ وہ مسائل فقیہہ مین سے ہو خواہ الٰہیات فلکیات وغیرہا امور مین سے ہو اور مقلد کے پاس اوس قول کے برحق ہونے کے لئے بجز حسن ظن کے اور کوئی دلیل نہین ہوتی ہان جس کی تقلید کرتا ہے اس کے پاس ہوتی ہے اب یہ کیا کم تعجب کی بات ہے کہ تقلید ائمہ اربعہ خصوصاً مسائل فقیہہ پر تو اعتراض مگر قاضی شوکانی و ابن قیم و ابن حزم و امام بخاری وغیرہ اون لوگون کی تقلید کہ جن سے اون کو حسن ظن ہے مقبول ہو ورنہ اس تقلید کا وجوب اور اس کی حرمت مخالف کے ذمہ پر ہے ہان جو کوئی نصوص قرآنیہ یا احادیث کو قیاس کے مقابلہ مین نہین مانتا یا تاویل رکیک کرتا ہے وہ بیشک برا کرتا ہے ٭۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

کیا آپ نے انکو بھی دیکھا کہ جو دعوی تو یہ کرتے ہین کہ جو کچھ آپ پر نازل ہوا اور آپ سے پہلے نازل ہوا ہم سب پر ایمان رکھتے ہین اور حال یہ ہے کہ شیطان سے منصفی کرانا چاہتے ہین

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ

حالانکہ اونکو اوس سے منکر ہو جانیکا حکم ہو چکا ہے اور شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ انکو گمراہ کرکے بہت ہی دور جا ڈالے اور جب اونکو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے

اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ

اسی کی طرف اور رسول کی طرف (فیصلے کے لئے) چلو تو منافقون کو دیکھیئے کہ آپسے اکثر کر رہ جاتے ہین پھر اسوقت کیا ہوتا ہے کہ جب انکی بداعمالی سے

بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

جو وہ کر چکے ہین انپر کوئی مصیبت آپڑتی ہی تو آپکے پاس وہ قسمین کھاتے ہوئے آتے ہین کہ ہمنے تو صرف بھلائی اور ملاپ چاہا تھا یہ وہ لوگ ہین

يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝

کہ خدا ان کے دلون کی بات جانتا ہی سو آپ بھی ان سے درگزر کیجئے اور انکو نصیحت کردو اور ان کے حق مین بڑی موثر بات کہدو

ترکیب

یرون حال ہی الذین یزعمون سے انہم اور اسکا معمول قائم مقام دو مفعولون کے ہین وقد امروا حال ہی فاعل یریدون سے ضلالاً ای فیضلوضلالا اور بمعنے اضلال بھی ہو سکتا ہے فی انفسہم متعلق ہے قل سے

تفسیر

پہلی آیت مین تھا کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور قضایا کے فیصلے انہین کے سپرد کرو یہان اسبات کو ظاہر کیا جاتا ہی کہ ایسی بھی تیرہ باطن لوگ ہین کہ باوجودیکہ انکو اسبات کا اقرار ہی کہ ہم قرآن اور سب اگلی کتابو نپر ایمان رکھتے ہیں مگر اسوجہ سے کہ انکے دلو نمین نور ایمان نہیں صرف ظاہری ایمان ہی اپنے قضایا ناپاک اور شیطانی لوگونکی پاس فیصلے کیلئے لیجانا چاہتے ہین اس امید سے کہ وہ رشوت لیکر یا کسی خاص وجہ سے ہمپر رعایت کرینگے اور اللہ و رسول اور انکے جانشینونکی ہان یہ بات کہان؟ وہان سوا حق کا اور کچھ نہیں۔ انسان کی تاریکی باطن کی یہ بھی پوری علامت ہی کہ وہ معاملات مین انصاف ملحوظ نرکھے اور در صورت نزاع جھگڑے کو اچھے اور خدا پرست لوگون کی طرف سے اٹھا کر ناخدا ترس لوگون کی طرف بامید رعایت رجوع کرے ایسی صورت مین اوسکا ظاہری ایمان اور لاف زنی کچھ فایدہ مند نہین مدینہ مین کچھ اہل کتاب اور کچھ قبیلہ انصار سے ایسے لوگ بھی تھے کہ جو بظاہر دعوی ایمان کرتے تھے اور جب کوئی معاملہ آپڑتا اور کوئی جھگڑا قائم ہو جاتا تو اس کے لئے کعب بن اشرف یہودی وغیرہ رشوت خوارون کو پنچ بناتے اور جو کوئی انسے کہتا خدا کے کلام اور آسکے رسول کی طرف چلو وہان کا فیصلہ منظور کرنا چاہیئے تو رسول کے پاس جانے سے اپنی باطنی خیانت کے سبب انکار کرنے لگتے تھے اور جب انپر کوئی سختی اور مصیبت پیش آجاتی تھی جو بیشتر انسان کے اعمال بد کا نتیجہ ہوتا ہی تو اپنے مطلب کے لئے آنحضرت کی خدمت مین دوڑ کر حاضر ہوتے اور اُس عدم حاضری کے جھوٹے عذر کرتے اور قسمین کھاتے کہ یا حضرت اسمین بعض مصلحتین تھین ورنہ کوئی اور بات نہ تھی۔ اس لئے پیغمبر کو حکم دیتا ہی کہ یہ منافق جھوٹے ہین انکے دل کا حال ہمکو خوب معلوم ہی مگر تم انکی ان باتو نپر گرفت نکرو بلکہ اپنی خلق عظیم کی وجہ سے درگزر کرو اور انکو نہایت نرم اور اثر بخش بات سے نصیحت کردو تاکہ اون کی طبیعتون مین اثر پیدا ہو۔ چنانچہ آنحضرت ایسا ہی کرتے تھے جسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے منافق سچے ایماندار ہو گئے۔ اس آیت مین جسطرح بہت سے فائدہ مند اصول امت کو تعلیم کئے گئے ہین اسی طرح واعظ اور ناصح لوگونکو بھی نرمی کی تلقین فرمائی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ

اور ہمنے ہر ایک رسول کو اسی لئے بہیجا ہے کہ الله کے حکم سے اوسکا حکم مانا جاوے اور کاش وہ لوگ کہ جنہون نے اپنا برا کیا ہو آپ کے پاس آتے اور پہر خدا سے معافی

اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

مانگتے اور رسول (بہی) اون کے لئے معافی مانگتا تو البتہ وہ الله کو (ابہی) معاف کرنیوالا مہربان پاتے پہر آپکے رب کی قسم وہ ہرگز مومن نہون گے جب تک کہ آپکو آپس کے جہگڑون میں

ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ

پہر ان کے دل مین آپ کے فیصلہ سے کچہہ ناراضی (بہی) پیدا نہو اور اسکو بخوشی خاطر قبول بہی کرلین اور اگر ہم انپر یہ بات فرض کردیتے کہ تم اپنے آپکو خود ہلاک کردو

أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسکو انمین سے بہت ہی کم لوگ کرتے اور اگر وہ وہی بات عمل مین لاتے جس کی انکو نصیحت کی جاتی ہے تو انکے لئے بہت ہی بہتر ہوتا

وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ○ وَإِذًا لَّآتَيْنَاهُم مِّن لَّدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ○ وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ○

اور انکے حق مین ثابت قدمی کا باعث ہوتا اور بیشک تب تو ہم بہی اونکو اپنے پاس سے بڑا ہی اجر دیتے اور اونکو راہ راست کی ہدایت کرتے

ترکیب

الا لیطاع موضع نصب مین ہی مفعول لہ ہوکر اور لام ارسلنا سے متعلق ہی باذن الله موضع حال مین ہی ضمیر لیطاع سے اور مفعول بہ بہی ہوسکتا ہی ای بسبب امر الله ولو انہم اذ اسمین خبر ان عامل ہی جو جاؤک ہی لوجدوا الله جملہ جواب شرط فلا وربک لا یومنون مین لا زائدہ ہی والتقدیر فوربک لا یومنون اور ممکن ہی کہ دوسرا زائدہ ہو اور قسم نفی اور منفی کی درمیان واقع ہو

تفسیر

پہلی آیت مین تہا کہ جب ونکو رسول کی طرف بلایا جاتا ہی تو وہ باوجود ادعاء ایمان کے اس سے اکڑتے ہین یہان یہ بات بیان کی جاتی ہی کہ اون کو رسول سے انحراف نکرنا چاہیے تہا کیونکہ رسول دنیا مین اس لئے بہیجے جاتے ہین کہ لوگ انکی اطاعت کرین (۲) پہر انکے بروقت حضوری جہوٹی قسمین کہانے اور ناحق کی باتین بنانیکی نسبت فرماتا ہی کہ اگر وہ بجائے اسکے اسوقت رسول کے پاس حاضر ہوکر خدا سے معافی مانگتے اور رسول بہی انکے لئے معافی مانگتا تو خدا غفور رحیم ہی معاف ہی کردیتا ۔ رسول کا معافی مانگنا باعث قبولیت ہی اور نیز رسول الله اور بندہ مین واسطہ ہی اس لئے اسکا ذکر آیا پہر اس روگردانی اور دعوی ایمانی کی نسبت فرماتا ہے کہ اے نبی ہم کو تمہارے رب یعنی اپنی ذات کی قسم وہ اس ظاہری ایمان پر نازان نہون وہ ہرگز سچے مومن شمار نہون گے جبتک کہ وہ آپکو اپنی جہگڑون مین پنچ اور حکم مقرر نکرین گے اور پہر اسکے دل مین بہی راضی ہون اور زبان سے بہی تسلیم کرین ۔ بیشک انسان جبتک نبی کے حکم پر راضی نہوگا ہرگز مومن نہوگا اور اسکی کسی ایک بات کو بہی رد کریگا بشرطیکہ قطعی الثبوت ہو کافر ہوگا اسکے بعد یہ بات بتائی جاتی ہی کہ ہم رسول کی معرفت سخت اور دشوار حکم بہی نہین دیتے جس سے وہ رکتے ہین کیونکہ اگر ہم کوئی ایسا سخت حکم دیتے کہ بنی اسرائیل کی طرح اپنے آپکو قتل کرڈالو یا اپنے ملک سے نکل جاؤ تو اسپر تو بہت ہی کم لوگ عمل کرتے یعنی صرف سچے ایماندار پہر فرماتا ہے کہ یہ تو بڑی بات ہی کاش وہ انہین سہل احکام پر عمل کرین تو بہی انکے حق مین بہتر ہو لکان خیرا لہم سے اخیر تک اس حکمت اور سر کی طرف اشارہ ہے جو رسول کی اطاعت پر متفرع ہوتے ہین اور اس بات کا بہی اظہار ہے کہ اس فرمانبرداری سے الله اور رسول کا کچہہ فائدہ نہین بلکہ تمہارا ہی فائدہ ہی ۔

۵ بنی اسرائیل پر انکی سرکشی کے سبب سخت سخت احکام جاری ہوئے تھے منجملہ انکے مصر سے (جو مدتون سے ان کا وطن ہوگیا تہا) نکلنا پہر گوسالہ پرستی کی توبہ مین اپنے آپ کو ہلاک کرڈالنا وغیرہ ۱۲ منہ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ

اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہین تو وہ اسکے زمرہ مین ہین کہ جنپر خدا نے کرم کیا ہے یعنے) انبیاء اور صدیقین اور شہداء

وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

اور صالحین اور اون کی رفاقت کیا ہی عمدہ ہے یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا جاننا کافی ہے

ترکیب

ومن یطع شرط فاولئک جواب اور ممکن ہی کہ مبتدا او خبر ہون من النبین بیان ہی الذین انعم اللہ علیہم کا حسن کا فاعل اولئک رفیقا تمیز ذلک مبتدا الفضل خبر۔

تفسیر

اس سے پیشتر کئی ایک آیتون مین پے در پے اللہ اور اُسکے رسول کی فرمانبرداری کی تاکید چلی آتی ہی اور ہر ایک جگہ اس اطاعت کا جداگانہ فائدہ بھی بیان ہوتا آیا ہی چنانچہ اس سے پہلی آیت مین چار فائدے بیان کئے تھے (۱) لکان خیرا لھم (۲) واشد تثبیتا کہ اس سے خوب ثابت قدمی حاصل ہوتی (۳) واذا لاتیناہم الآیۃ (۴) ولھدینا ہم اب اس آیت مین ایک اور سر لطیف کی طرف ایک بڑے فائدے کے ضمن مین اشارہ کرتا ہی

فائدہ یہ کہ اللہ و رسول کی اطاعت کہ جسپر انسان طوعًا و کرہًا مامور کیا جاتا ہی نہ کوئی عبث بات ہی نہ اسمین اللہ اور اُسکے رسول کا کچھ فائدہ ہی کہ وہ زبردستی اپنے اپنے بندہ منسے نوکری یا خدمت لیتا ہی بلکہ اسمین بندونکا ایک بڑا فائدہ ہی وہ یہ کہ آدمی بسبب غلبہ قوی بہیمیہ کے سعادت آخرت کی سیدھے رستہ پر نہین چل سکتا وہم اور شہوت اور غضب طمع راہزن بنکر اوس رستہ سے بہکا دیتے ہین بُری بات کو اچھی بنا کر دکھا دیتے ہین البتہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اپنے ہادی اور رسول بھیجتا ہے جو اسکو سیدہی راہ کیطرف بلاتے ہین کہ ہوشیار ادہر اودہر نہ مائل ہونا سیدھے میرے پیچھے چلے آؤ عقل اور الہام آلہی کی مشعل ہاتھ مین لئے میرے قدم بقدم چلو سو جس نے اُسکا کہنا مان لیا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کیا تو وہ سیدھا منزل مقصود (عالم قدس) تک پہنچ گیا جہان ابرار انبیاء اور صدیقین اور شہداء و صالحین رہتے ہین وہان نہ کچھ غم ہی نہ رنج بلکہ سرور ابدی اور حیات جاودانی ہے۔

اُنکے ساتھ ہونے سے یہ بات نہین پائی جاتی کہ انکے درجات مین کچھ تفاوت نہوگا جیسا کہ امیر و وزیر و عام رعایا ایک شہر مین ہوتی ہی اور ہر ایک کے درجات اور مقامات جداگانہ ہوتے ہین۔ تو بان غلام آنحضرت نے جو آپ پر عاشق زار تھے آنحضرت سے عالم آخرت مین جدا رہنے پر رنج ظاہر کیا کہ آپ اُن اعلی مقامات مین ہونگے جہان ہمارا گزر نہوگا اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ وہان جدائی نہوگی کیونکہ اس عالم مین جبکہ ارواح ناقصہ کو ارواح صافیہ سی محبت و اتباع کا تعلق کامل ہو جاتا ہی تو جب اس عالم کو چھوڑ کر دوسرے عالم مین جاتی ہین تو اس تعلق کی وجہ سے انمین انوار تجلیات اسطرح منعکس ہونگے کہ جسطرح باہم آمنے سامنے کے آئینون کی روشنی صفائی کیوجہ سے ایک دوسرے مین چمکتی ہے۔

سر لطیف یہ ہی کہ ہر چیز اپنی حیز اصلی کیطرف بخود کھنچتی ہی پھر جنکا حیز طبعی عالم قدس اور صحبت انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین ہی وہ از خود ادہر ہی جاتی ہین یہ معنی ہوے کہ اللہ اور اُسکے رسول کا کہنا وہی مانتے ہین جو ان لوگونکے زمرہ کے ہین برخلاف بدبخت جہنمیونکے۔ نیک لوگونکے یہ ترتیب چار مرتبہ ہین (۱) نبی النبیین (۲) نبی کی قوت نظریہ کا جو اعلی ہی پرتو ہی صدیق ہوتا ہی جسکی صفت اسرار نبوت کی تصدیق کرنا ہی (۳) اور قوت عملیہ کا پرتو شہید ہی جسکا کام عالم غیب کے برحق ہونے کی گواہی دیتا ہی خواہ قلم سے خواہ زبان سے خواہ جان سے اور اسی لئے شہید کچھ مقتول فی سبیل اللہ ہی مین آنحضرت نے منحصر نہین کیا بلکہ عام کر دیا (۴) انکے بعد وہ ہین کہ جن مین پہلے درجون سے کم نبی کی دونون قوتون کا پرتو ہی اسکو صالح کہتے ہین چونکہ یہ مقام رغبت کا تھا اسلئے مناسب تھا کہ اعلی کو پہلے بیان کیا جائے اسلئے اول النبیین پھر الصدیقین الخ بیان ہوا۔

اسی طرح ان درجات کی کیفیات اور اطاعت کے خلوص معلوم کرنے کے لئے وکفی باللہ علیما نہایت ہی مناسب ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوِ انْفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ أَصَابَتْكُمْ

ایمان والو اپنے ہتیار پکڑلو پہر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر یا سب ملکر نکلا کرو اور بیشک تم مین کچہ ایسے ابہی ہین کہ جو نکلنے مین سستی کرتے ہین پہر اگر تمکو کوئی

مُصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ

حادثہ پہونچ جاتاہے تو کہنے لگتاہی کہ مجہپر اللہ کی بڑی عنایت تہی جو مین تمہارے ساتہ موجود نہوا اور جو تم پر فضل الٰہی ہو جاتاہے تو ایسا بنکر گویا کبہی

كَأَنْ لَمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝

تم مین اور اوس مین کوئی محبت ہی نہ تہی یہ کہنے لگتاہے ہائے کاش مین بہی اون کے ساتہ ہوتا تو بڑی مراد پاتا

ترکیب

ثبات جمع ثبۃ بمعنی جماعت اور اسکی اصل ثبوۃ اور تصغیر ثبیۃ یہ حال ہی فانفروا سے اور اسی طرح جمیعا حال ہی لمن اسم ان لیبطئن میں من موصولہ یا موصوفہ اسکا صلہ یا صفت منکم خبر ان۔ فان اصابتکم شرط قال انخ جواب اذ ظرف ہی انعم کا کان لم تکن بینکم وبینہ مودۃ جملہ معترضہ ہے لیقولن اور اوس کے مفعول یلیتنی الخ مین یہان منادی محذوف ہی یا قوم لیتنی ابو علی ایسی جگہ منادی محذوف نہین مانتے

تفسیر

جبکہ اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کا حکم موکد ہوچکا اور اسکے فوائد بیان ہوچکے تو منجملہ اُن چیزون کے کہ جنپر موافق حکم اللہ اور رسول کے پابندی اور اطاعت ضرور ہی بڑی اصل الاصول بات جہاد ہی اسلئے اس تمہید کے بعد اسکا حکم دیتاہی کہ اے ایماندارون ہتیار اُٹہاؤ اور دشمن کے مقابلہ کیلئے ایک ایک جماعت ہوکر نکلو یا سب ملکر چلو حذرکم واحدی کہتے ہین حذر سے مراد ہتیار ہین کیونکہ یہ دشمن سے بچنے اور محفوظ رہنے کا سبب ہین اور دراصل حذر کے معنے بچاؤ اور ڈر کے ہین یعنی دشمن سے غافل نرہو فانفروا نفر کے معنے کوچ کرنے اور تیار ہونیکے ہین اور ایسے آمادہ جنگ لوگونکو نفیر کہا کرتے ہین یعنی اگر چہوٹی جماعت کہ جسکو سریہ کہتے ہین ضرورت پڑے تو وہ نکلے اگر اور سب کی ضرورت ہو تو سب چلین۔ لڑائی کا انجام یا فتح وظفر دشمن کا مال وملک قبضہ مین آنا یا شکست پانا زخم اوٹہانا ہی چونکہ یہ جنگ دنیاوی بادشاہونکی جنگ نہین جسکی صرف فتح مندی مین فائدہ تصور ہو اور یہان بظاہر فتح نظر آوے یا مشقت وتکلیف وکہائی دے تو کنارہ کشی اور پہلو تہی کیجائے بلکہ یہ اوس آسمانی سلطنت کی جنگ ہی کہ جسکے ظہور کی انبیاء علیہم السلام خصوصاً یسعیاہ اور داؤد ودانیال وحضرت مسیح علیہم السلام خبر دیتے آئے ہین جس جنگ کا منشاء بت پرستی کی شوکت توڑنا راستی اور تہذیب اور توحید کے مٹانے والونکا مٹانا ہی جسکی فتح تو فتح ہے مگر شکست مین بہی عالم آخرت کیلئے اس فوج کے سپاہیون کو حیات ابدی اور جنان النعیم کی دائمی پنشن ملتی ہی سو اسکی شکست کو قہر اور مصیبت اور ہزیمت کو زہر سمجھکر اوسمین سستی نکرنا چاہیے مگر مدینہ مین کچہ لوگ منافق اور سست ایمان ایسے بہی تہے کہ جو اس جنگ کے شریک ہونے مین حیلہ جوئی اور سستی کرتے تہے اور جو کبہی اس لشکر اسلام پر مصیبت وہزیمت پڑجاتی تہی تو خوش ہوکر یہ کہتے تہے کہ خدا نے ہمپر بڑی مہربانی کی جو ہم اس جنگ مین شریک نہوئے ورنہ ہمپر بہی مصیبت پڑتی وہ اپنے شریک نہونے کو حالت شکست مین انعام الٰہی سمجہتے ہین اور فتح ونصرت کے وقت تاسف کرکے اور اپنے آپکو بالکل اجنبی سمجہ کر کہ گویا انمین اور اہل اسلام مین کبہی کوئی علاقہ محبت ومودت ہی نہ تہا جو اس فتح مین انکا کوئی حصہ مقرر کرتا) یہ کہتے ہین کہ کاش ہم بہی اُنکے ساتہ ہوتے تو اس غنیمت مین شریک ہوکر بڑے ہی نہال ہوتے اس سے اللہ تعالیٰ کی یہ غرض ہی کہ اے ایماندارو تمکو ایسا سست ایمان اور حیلہ جو نہ ہونا چاہیے خصوصاً ایسے کام مین کہ جسپر تمہاری سعادت دارین موقوف ہے

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ

پھر اللہ کی راہ مین ان لوگون کو لڑنا چاہیے کہ جو حیات دنیا کو آخرت کے لئے بیچتے ہین اور جو کوئی اللہ کی راہ مین لڑے پھر مارا جائے یا غالب آجائے سو اسکو ہم

نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۤءِ وَالْوِلْدَانِ

جلد اجر عظیم دینگے اور تمہین کیا ہوگیا جو اللہ کے لئے اور ناتوان مردون اور عورتون اور بچون کیلئے نہین لڑتے

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيرًا

کہ جو پڑے کہہ رہے ہین کہ اے رب ہمکو ظالم لوگون کے اس شہر سے نکال دے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حمایتی کھڑا کردے اور ہمارے لئے اپنی یہان سے کسی کو مددگار بنادے

ترکیب

فلیقاتل فعل فی سبیل اللہ اس سے متعلق الذین الخ فاعل۔ ومن یقاتل شرط فسوف نوتیہ جواب وما لکم استفہام مبتدا و خبر لاتقاتلون موضع حال مین ہی والمستضعفین معطوف ہی اسم اللہ پر اے وفی سبیل المستضعفین اے فی تخلیصھم من الرجال الخ انکا بیان ہی الذین یقولون جملہ صفت ہی مستضعفین کی یا منصوب باضمار اعنی

تفسیر

مشرکین مکہ نے جب آنحضرت اور دیگر ایمانداروں پر بیحد ظلم و ستم کرنے شروع کئے ایمانداروں سے خرید و فروخت بیاہ شادی بند کردی ادھر کسی ایماندار بلال و صہیب جیسے کو گرم زمین پر لٹاکر کوڑے مارے جاتے ہین کہین کوئی خاندان کا بزرگ ان عورتون اور بچون پر جو ایمان لے آئے ہین ظلم کر رہا ہی قید مین ڈال رکھا ہی خاص آنحضرت کے قتل کی ہر روز منصوبے باندھے جاتے ہین جابجا ایماندارون پر مارپیٹ ہوتی ہی انتہی یہ ہوا کہ مسلمانون کو جب برداشت نرہی تو ہجرت کی اجازت ہوگئی خود آنحضرت اور خلفاء اربعہ اور بہت سے وہ مرد و زن کہ جو مکہ سے نکل سکتے تھے نکلکر مدینہ مین آئے اور بہت سے چھوٹے لڑکے اور غلام عورتین اور ضعیف و بیمار یا اور کسی وجہ مین گرفتار وہین مشرکین کی قید مین رہ گئے انکو یہ سمجھکر کہ مبادا یہ بھی بھاگ کر مدینہ نہ چلے جاوین انپر اور بھی ظلم و ستم ہوتا تھا اور سخت قید تھی (عشق آلہی کی بدولت) منجملہ ان موقعون کے کہ جہان جہاد فرض ہوجاتا ہی ایک یہ بھی موقع تھا اسلئے ان آیات مین خدا تعالی ایماندارون کو طرح طرح سے حمیت دلاکر جہاد پر آمادہ کرتا ہی تاکہ ایماندارون کو کفار کے جور و ستم سے مخلصی ہو اول تو خذوا حذرکم فرمایا تھا پھر یہان فلیقاتل الخ فرماکر وما لکم لاتقاتلون فی سبیل اللہ فرماتا ہے اور ان گرفتارون کے کلمات نقل کرکے رقت دلاتا ہی فلیقاتل یعنی اللہ کی راہ مین لڑنا اور جان دینا ہر شخص اور ہر بوالہوس کا کام نہین ع سوز غم پروانہ مگس راندہند ، بلکہ انکا کام ہی جنہون نے آخرت اور وہان کی نعماء و نعیم باقیہ کیلئے اپنی زندگی دنیا کو بیچ دیا ہی تمام مزہ اور کل ہوسین خدا کی نذر کرچکے ہین اگر فلیقاتل کا فاعل اہل الایمان وغیرہ قرار دیا جائے تو الذین الخ اسکا مفعول ہوگا جسکے یہ معنے ہونگے کہ اللہ کی راہ مین اُن بدبخت لوگون سے لڑنا چاہیے کہ جو آخرت دیکر دنیا خرید رہے ہین یشرون مضارع کا صیغہ دونون صورتون مین عجیب لطف دیرہا ہی اسکے بعد یہ بات بتلاتا ہی کہ تم صرف فتحمندی ہی پر اجر آخرت کا حاصل ہونا منحصر نہ سمجھو بلکہ مغلوب و مقتول ہونیکی صورت مین بھی ہم اجر عظیم دینگے یعنے شکست مین بھی فتح ہی وما لکم فرماتا ہی کہ تمکو کیا ہوا کہ جو تم اللہ کی راہ مین نہین لڑتے والمستضعفین حالانکہ کمزور مکہ مین پڑے ہوئے کہہ رہے ہین الخ اسمین ایماء ہی کہ اللہ کی راہ مین لڑنا ناتوان مرد عورتون بچون کی خلاصی کیلئے لڑنا ہی ابن عباس کہتے ہین کہ مین اور میری والدہ بھی منجملہ انہین قیدیون کے تھے الذین یقولون یہ ان قیدیون کا قول نقل کرتا ہی اسکے بموجب اللہ نے رسول اللہ صلعم کو حمایتی کھڑا کیا کہ آنحضرت نے مکہ فتح کرکے انکو قید سے چھڑایا۔

---

[1] یعنی آخرت اور رضائے آلہی مین جان بازی کرنے والون کو دشمنون سے لڑنا چاہیے ۱۲ منہ

[2] جب آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ چلے آئے تو آپ کے بہت سے ضعیف لوگ بڈھے عورتین بچے جو ایمان لے آئے تھے کفار کے پنجہ مین گرفتار رہ گئے انپر طرح طرح کی تکلیفین پڑتی تھین مارپیٹ گالی گلوج سے گزر کر انکو زنجیرون مین باندھ رکھا تھا وہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے خدا ہمکو یہان سے نکال اور ہمارے لئے کوئی حمایتی کھڑا کردے ان کی رستگاری کے لئے مسلمانون کو جہاد و قتال کی ترغیب دلائی جاتی ہی اور انپر رحم دلایا جاتا ہی کہ تم کو کیا ہوگیا کہ اللہ کی راہ مین ان ضعفاء کی رستگاری کے لئے نہین لڑتے یہ وہ امور تھے کہ جنہون نے جہاد و قتال پر مسلمانون کو مجبور کیا تھا جسکو مخالف ڈاکہ زنی سے تعبیر کرتا ہے ۱۲ منہ

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ

جو ایماندار ہین وہ تو اللہ کی راہ مین لڑتے ہین اور جو منکر ہین وہ شیطان کی راہ مین لڑتے ہین کے سو تم شیطان کے

الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

حمایتیون سے لڑو بیشک شیطان کا فریب کمزور ہے کیا آپ نے انکو نہین دیکھا کہ جنکو (چندروز) ہاتھ روکنے اور نماز پڑھنے اور

آتُوا الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ

زکوۃ دینے کے لئے کہا گیا تھا پھر جب ان پر جہاد فرض ہوا تو انہین سے ایک فریق تو لوگون سے ایسا ڈرنے لگا جیسا کہ اللہ سے ڈرتے ہین یا اون سے

خَشْيَةً وَقَالُوا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَ

بھی زیادہ اور کہنے لگے اے رب تو نے ہمپر کس لئے جہاد فرض کر دیا ہمکو تھوڑے سے دنون اور جینے دیا تھا آپ انسے کہدیجئے کہ دنیا کا سامان بہت ہی کم ہے اور

الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَىٰ وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ

آخرت (کی نعمتین) پرہیزگارون کے لئے بہت بہتر ہین اور تمپر تاگے کے برابر بھی ظلم نہوگا تم جہان کہین (بھی) ہوگے تمکو موت آہی لے گی گو تم مضبوط برجون ہی مین کیون نہو

ترکیب

فلما کتب شرط اذا فریق الخ جواب اذا یہان مفاجات کے لئے ہی جو ظرف مکان ہی اور ظرف مکان اس موقع پر اس اسم کی خبر ہوسکتا ہی جو اس کے بعد ہی وہ یہان فریق ہی منہم اسکی صفت اور یخشون حال ہی اور ممکن ہی کہ اذا خبر نہو تب فریق مبتدا اور منہم اوسکی صفت اور یخشون خبر اینما شرط اور ما زائدہ ہی اور این شرطیہ پر تقویت معنی شرط کے لئے بیشتر داخل ہوتا ہی یدرککم جواب -

تفسیر

اس آیت مین اور طرح سے جہاد کی ترغیب لائی جاتی ہی وہ یہ کہ جب کفار شیطانی کام پر لڑتے اور شیطان کی سپاہ بنکر نیک کامون سے روکتے اور موحدین کو ستاتے ہین تو پھر ایمانداروں کو کیا ہوا جو اللہ کی راہ مین حق پر نہ لڑین بلکہ جو حقیقی ایماندار ہین وہ ضرور اسکی راہ مین جان دینا دریغ نہین کرتے پھر فرماتا ہی کہ شیطان کے گروہ اور جماعت سے لڑو کیونکہ شیطان کی فوج ہمیشہ ہزیمت کھایا کرتی ہی کہان فرعون اور کہان اوسکا لشکر آخر نمرود کا کیا حال ہوا؟ حضرت مسیح کے ستانے والے کیا ہوئے؟

اس آیت مین اور چند امر کیطرف اشارہ ہی اول یہ کہ جو لوگ اسلام کی اس تعلیم پر اعتراض کرتے ہین (کہ دینیات اور تعلیم کا سلسلہ تو صرف وعظ و پند اور معجزات پر ہونا چاہیئے تھا اس مین مار پیٹ قتال جدال کیسا؟ دیکھو مسیح علیہ السلام نے ایسا نہین کیا بلکہ صبر اور برداشت کا حکم دیا ہی) اس مین اسکے جواب کی طرف اشارہ ہی وہ یہ کہ ہر چند حق کا اصل منشاء یہ نہین کیونکہ لا اکراہ فی الدین ہے مگر جب بد تہذیب اور راستی کے دشمن اہل حق پر بے انتہا ظلم کرتے اور یہہ چاہتے ہین کہ اسکو مٹا ڈالین والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت تو انکے مقابلہ مین بشرط قوت اگر تلوار اٹھانے کی اجازت نہ دیجائے تو اور کیا کیا جاوے؟ حضرت موسی کو یہ قدرت قوم کی وجہ سے بہم پہنچی مخالفون کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا اور حضرت مسیح علیہ السلام بلکہ اون کے حواریون کو یہ قدرت بہم نہ پہنچی اس لئے بجز صبر کے اور کیا کرتے مگر اسپر بھی آپ نے

۱؎ ابتدائے اسلام مین بعض جلد باز آنحضرت صلعم سے بار بار تقاضا کیا کرتے تھے کہ ہمکو جہاد کا حکم دیجئے اور جہاد کے متعلق آیات نازل ہونے کا بڑا شوق رکھتے تھے مگر مصلحت الٰہی اجازت نہ دیتی تھی اور کہا جاتا تھا کہ صرف نماز پڑھ لیا کرو صدقہ و خیرات کر دیہی تمہارا فریضہ ہے پھر جہاد فرض ہوگیا تو جی چرانے اور لوگون سے ڈرنے لگے اور خدا سے کہنے لگے کہ ہائے ہمپر جہاد کیون فرض کر دیا چند روز ابھی ہمین دنیا مین جینے دیا تھا ۱۲ منہ

حواریون کو جسوقت کہ گرفتار ہوئے ہتیار بندی کا حکم دیا اور ایک حواری کی تلوار سے فریق مخالف کے ایک شخص کا کان اڑ گیا۔ انجیل لوقا*
اسی طرح مکہ مین جبکہ ایمان دارون کے پاس سازو سامان نہ تھا نہ مقابلہ کے لئے قوت تھی اور بعض دل چلے صحابہ جیسا کہ عبد الرحمٰن بن عوف
و مقداد و قدامہؓ بن مظعون و سعدؓ بن ابی وقاص حضرت سے کفار کے ظلم و ستم بیان کر کے اجازت مقابلہ کی مانگتے تھے مگر آنحضرت کسی مصلحت
الٰہیہ کی وجہ سے رخصت ندیتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ رہو نماز پڑھو صدقہ و خیرات دیا کرو چنانچہ اگلی آیت الم تر الی
الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ کے شان نزول مین کلبی وغیرہ نے یہی روایت کی ہے پھر جب مدینہ مین آنحضرت تشریف
لے گئے اور صحابہ مہاجرین و انصار کی جانبازی مین اسلام مین داخل ہوئین تو پھر ان کجروؤن کی تہذیب کے لئے تلوار اٹھانے کا حکم دیا جسمین
انکے فعل بد کا جواب کلہ بکلہ دیکر ان کی درستی اور ضعفاء اسلام کی مخلصی کی گئی۔ حاصل جواب یہ کہ جب شیطان کی راہ مین اور دنیاوی
اغراض کے لئے لڑنا کسی عقلمند کے نزدیک عیب نہین تو پھر اشاعت توحید و دادرسی اور حق کی اعانت کے لئے کیون عیب ہوگا؟ (دوم) شیطان کا
وعدہ ہے گو اس وقت (کہ صرف مدینہ مین مٹھی بھر مسلمان تھے اور تمام روئے زمین پر کفر کی کالی گھٹا محیط تھی) اس پیشینگوئی کا ظہور عقل
ظاہر بین کے نزدیک محال تھا مگر چونکہ عالم غیب مین یہ بات مقرر ہو چکی تھی اس لئے بے تردد قرآن نے متعدد مقامات پر اس بات کی صاف
صاف خبر دی۔ یہان ان کید الشیطان کان ضعیفا فرمایا پھر لیظہرہ علی الدین کلہ فرمایا پھر تو صاف صاف وعد اللہ الذین آمنوا لیستخلفنھم
فی الارض کہدیا۔
(سوم) یہ کہ صرف لڑنا کوئی عمدہ بات نہین کیونکہ کفار بھی شیطان کی راہ مین لڑتے ہین بلکہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہونا چاہئے اسمین شہرت
و شجاعت مقصود نہو۔ الم تر الی الذین یہ انہین جلد بازون کی بابت بیان فرما کر اور پھر جہاد مین سستی کرنے سے ان پر الزام قایم کرتا ہے کہ
تم جہاد فرض ہونے سے پہلے تو یہ کچھ کہا کرتے اور کہتے تھے پھر جب جہاد فرض ہوا تو موت سے ڈرنے لگے اور کہنے لگے کہ کاش ہم پر جہاد فرض نہوتا تو
ہم چند مدت اور جیتے اگرچہ جہاد کے آرزومند مخلصین لوگ تھے مگر چونکہ منافقین بھی بظاہر انہین مین شامل ہین اس لئے اذا فریق منھم یخشون
کہنا درست ہوا یعنے منافق دشمنون سے ایسا ڈرتے ہین کہ جیسا کوئی خدا سے ڈرتا ہے یا اس سے بھی زیادہ اور جانتے ہین کہ
جہاد مین جانا مر جانا ہے اس کے جواب مین نبی کو یون تعلیم فرماتا ہے کہ ان سے کہدو اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جاوے کہ جہاد مین جانا
باعث موت اور گھر بیٹھنے سے زندگی ہے تو یہ زندگی کب تک یہان کی نعمتین کیا ہین آخر دار فانی ہے البتہ عیش تو پرہیزگارون کے
لئے دار آخرت مین ہے جو کبھی فانی نہین نہ کلفت پر مبنی ہے نہ اس کے بعد کلفت برخلاف لذائذ دنیا کے جب تک گرمی اور پیاس کی
تکلیف نہ اٹھائی جائے سایہ اور برف کا مزہ نہ آئے اور پھر زیادہ دیر کے بعد طبیعت مکدر ہو جائے ورنہ دراصل یہ خیال غلط ہے
موت کا وقت مقرر ہے خواہ اسوقت جہاد مین ہو خواہ مضبوط برجون مین بیٹھا ہو خواہ مخواہ آدیگی پھر نامردی اور بزدلی عبث ہے۔

* انجیل لوقا کے بائیسوین باب مین ۳۶ ورس مین ہے اور جس پاس نہو اپنا کپڑا بیچے اور تلوار مول لے پھر ۴۹ ورس مین ہے کہ جب مسیح کو یہود کی جماعت ہتیار بند ہو کر
شب کو زیتون کی پہاڑی پر گرفتار کرنے آئے تو حواریون نے انکے مقابلہ مین تلوار چلانے کی اجازت مانگی یہان تک کہ مخالفین مین سے ایک کا کان کٹ گیا مگر
یسوع نے فرمایا یہین تک رہنے دو (کیونکہ یہ امر شدنی ہے) بلکہ خود مسیح نے رسّی کا کوڑا بنا کر لوگون کو ہیکل مین سے سودا بیچتے ہوئے نکالدیا۔

وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ

اور اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچے تو کہتے ہین یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انکو کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہین اے نبی یہ تیری طرف سے ہے تو کہدے سب کچھ

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ

اللہ کی طرف سے ہے پھر اس قوم کو کیا ہو جو بات بھی نہین سمجھتے (اے انسان) جو کچھ تجھکو فائدہ پہنچے تو اللہ کیطرف سے ہے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۗ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور جو کچھ تجھکو نقصان پہونچے سو وہ تیرے نفس کی شامت سے ہے (اے نبی) اور ہمنے آپکو لوگون کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کی گواہی کافی ہے

ترکیب

وان تصبهم شرط یقولوا الخ جواب فما مبتدا ہؤلاء القوم خبر لایکادون الخ جملہ حال ہے ما اصابک ما شرطیہ اصابک بمعنی یصیبک فمن اللہ جواب وارسلنا فعل با فاعل ک مفعول للناس متعلق ہے فعل سے رسولا حال ہوکر۔

تفسیر

جہاد سے سونہہ چھپانیوالون کا ایک یہ بھی بہانہ تھا کہ وہ عالم اسباب پر نظر کرکے جو کچھ کبھی ہزیمت یا تکلیف پیش آتی یا مال وجان کا نقصان پہنچتا تھا تو وہ اسکو الزام دینے کیلئے آنحضرت کیطرف منسوب کردیتے تھے کہ یہ برائی آپکی وجہ سے پیش آئی اور جو فتح وظفر غنیمت حاصل ہوجاتی تو اسکو کہتے یہ خدا کی طرف سے ہے غرض یہ کہ برائی صرف اے نبی تیری وجہ سے پیش آتی ہے اور بھلائی تو مقدر بات ہے جہاد مین بجز برائی کے اور کچھ حاصل نہین۔

اسکا جواب دیتا ہے کہ انسے کہدو اگر تم اسباب سے قطع نظر کرکے مسبب الاسباب اور فاعل حقیقی کیطرف خیال کرتے ہو جیسا کہ حسنہ یعنی فتح وظفر وغیرہ بہتری مین ہر چیز کا فاعل حقیقی اور موجد اصلی اللہ ہی ہے تو پھر برائی اور بھلائی مین تفرقہ کرنا ایک کو بندہ کی طرف ایک کو اللہ کی طرف منسوب کرنا حماقت ہے بلکہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے جسکی نسبت فرماتا ہے فمال ہؤلاء القوم لایکادون یفقهون حدیثا کہ انکو کیا ہوا جو بات بھی نہین سمجھتے۔

اور اگر عالم اسباب کی طرف نظر کرتے ہو تو نیکی کو جسطرح عمدہ اسباب کی وجہ سے اللہ کی طرف منسوب کرتے ہو تو سختی اور مصیبت کا باعث بھی تمہاری معصیت اور سوء تدبیری ہے سو اسکو اپنے اعمال بد کا نتیجہ کیون نہین کہتے پس ادب کا مقتضا یہی ہے کہ برائی کو اپنی طرف اور بھلائی کو خدا کی طرف منسوب کرو ورنہ درحقیقت ہر خیر وشر اُسکی طرف سے ہے کس لئے کہ عالم وجود مین ہر چیز یا واجب لذاتہ ہے کہ اسکو کسی بات مین کسی کی حاجت نہین یا ممکن کہ اپنی ذات اور وجود بلکہ جمیع صفات مین واجب الوجود کی محتاج۔ کیونکہ اگر ممکن کا محتاج مانین گے تو انتہا اُسی واجب لذاتہ کا محتاج ماننا پڑیگا ورنہ تسلسل لازم آئیگا اور یہ مسلم ہے کہ واجب لذاتہ تو صرف ایک ہی ہے جسکو اللہ کہتے ہین اور باقی جو موجود ہے ممکن اور اسکے وجود کا پرتو ہے خواہ اسمین خیر ہو خواہ شر خواہ فعل ہو خواہ قول جوہر ہو خواہ عرض۔ بعض پادری اس کلام کا مطلب نہ سمجھے اور کل من عند اللہ اور من نفسک مین تعارض سمجھکر قرآن پر اعتراض کر بیٹھے۔ پھر فرماتا ہے کہ لوگون کا خیر وشر کو تیری طرف منسوب کرنا نادانی ہے آپ تو اے نبی صرف رسول ہین خالق نہین اور ہم اسکی شہادت دیتے ہین۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۝ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُوا

جسنے رسول کی اطاعت کی بیشک اوسنے اللہ کی اطاعت کی اور جو پھر گیا تو ہمنے (بھی) آپکو اونکا نگہبان بناکر نہین بھیجا اور یہ منافق کہتے ہین (ہمارا کام مان لینا ہی پھر باوجود

مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ ۖ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ ۝ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ

جب وہ آپکے پاس سے باہر جاتے ہین تو انمین سے ایک گروہ جو کچھ تمنے کہا تھا اسکے برخلاف منصوبہ باندھ لیتا ہی اور جو کچھ وہ راتون کو باتین بنایا کرتے ہیں اللہ انکو لکھتا رہتا ہی انسے درگذر کرو اور

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيلًا

اللہ پر توکل کرو اور اللہ کافی ہے کام بنانے کے لئے

ترکیب

من شرطیہ فقد اطاع اللہ جواب حفیظا حال ہی ک مفعول سے علیہم متعلق ہی حفیظا سے فاذا شرط بیت جواب طاعۃ خبر ہی مبتدا محذوف کی ای امرنا طاعۃ یقول حاضر و غائب دونون کے لئے حاضر کیلئے تو آنحضرت کو خطاب ہوگا اور غائب کیلئے ہوگا تو ضمیر طائفہ کیطرف پھریگی دکلاہما جائز •

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ ہمنے تم کو رسول بناکر بھیجا ہی کہ ہمارے احکام بندون کے پاس پہنچاؤ اور باقی جو کچھ لوگ چون وچرا کرتے ہین آپ کو انسے کیا وہ خدا سے سرکشی کرتے ہین یہان یہ بات بتلاتا ہے کہ جو آپکا حکم مانتے ہین وہ اللہ کی فرمان برداری کرتے ہین کس لئے کہ رسول تو واسطہ ہے جسنے اُسکو مانا تو اُسنے اوسکو مانا کہ جسنے وہ بھیجا ہی اور جو نافرمانی کرتے اور طرح طرح کی حجتین اور حیلہ کرکے آپکے حکم سے سرتابی کرتے ہین تو وہ ہماری نافرمانی کررہے ہین آپکا کام صرف تبلیغ احکام تھا سو کرچکے باقی انکا ہدایت پرلانا آپ کا ذمہ نہین کہ ان کے باطن پر بھی ہر وقت مطلع ہوکر نگہبانی کرتے رہو یا انکے دلون کو پھیردو ۔

پھر ان منافقون کی کجروی اور سیاہ باطنی بیان فرماتا ہی کہ آپکے روبرو تو سنکر کہدیتے ہین طاعۃ کہ ہمنے قبول کرلیا یا ہمارا شیوہ طاعت ہی (جیسا کہ ہماری زبان مین سنکر لوگ بجا بجا یا بسروچشم کہدیا کرتے ہین) مگر جب ان منافقون کی کوئی جماعت آپکی مجلس سے باہر نکلتی ہی تو جو کچھ تمنے فرمایا ہی اسکے برخلاف مین منصوبہ باندھتے ہین ۔

بیت تبییت سے مشتق ہی جسکے معنے شب گزاری کرنا اور رات کو گھر مین رہنا اور چونکہ گھر مین خصوصا رات کو بیٹھ کر فکر کرنے اور سوچنے کا عمدہ موقع ملتا ہی اسلئے ہر فکر اور سوچ کرنے اور منصوبہ باندھنے کو بیت فلان کہنے لگے ۔ فرماتا ہی خدا انکے ان منصوبون کو ان کے نامہ اعمال میں لکھ رہا ہے یعنے ان کی اس حرکت سے واقف ہے اُنکو سزا دیگا ۔

پھر آنحضرت کو نصیحت فرماتا ہے کہ تم ان سے درگزر کرو اور خدا پر توکل کرو اپنے کسی کاروبار کو انپر یا کسی اور پر موقوف نہ سمجھو بلکہ اللہ ہی کارساز ہے وہ دم بھر مین اسباب پیدا کردیتا ہے مدبر عالم وہی ہے ہر کاروبار مین اُسکی طرف نظر کرنا چاہیئے یہ چند منافق کیا اسلام کا بگاڑ سکتے اور کیا اسکی مدد کرسکتے ہین ۔

—•—

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ وَإِذَا جَاءَهُمْ

کیا وہ قرآن مین غور نہیں کرتے اور اگر وہ (قرآن) خدا کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس مین بہت کچھ اختلاف پاتے اور جبکہ ان کے پاس

أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ

امن یا خوف کی کوئی بات پہنچتی ہے تو اوسکو مشہور کردیتے ہین اور اگر اوسکو رسول کے پاس اور اپنے بااختیار لوگون کے پاس پہنچا دیتے تو اونمین سے

يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

تحقیق کرنے والے اسکو تحقیق کرلیتے اور اگر تمپر اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہوتی تو بجز چند لوگون کے تم شیطان کے تابع ہوگئے ہوتے

ترکیب

ولو شرطیہ لوجدوا جواب اذا جاءہم شرط اذاعوا اس کا جواب بہ سے اذاعوا کا افشاء مراد ہے اذاعوا افشاء ظاہر کیا یہ جواب شرط ولو ردوہ الی الامر شرط لعلمہ جواب منہم حال ہی الذین سے یا یستنبطونہ کی ضمیر سے الا قلیلا فاعل اتبعتم سے مستثنیٰ ہے بعض کہتے ہین یہ لعلمہ الذین یستنبطونہ سے مستثنیٰ ہے۔

تفسیر

پہلی آیتون مین منافقین کا مکر و کید اور درپردہ مخالفت کا بیان تھا جسکا باعث اصلی یہی تھا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھتے تھے نہ قرآن کو کتاب آلہی جانتے تھے اسلئے یہان انکے لیے آنحضرت کی نبوت اور قرآن کا کلام آلہی ہونا ثابت کرتا ہی اور چونکہ وہ لوگ نہایت بد فہم اور بلید الطبع تھے انکو قرآن کے اور بیشمار دلائل بتلائے گئے جو قرآن مین موجود ہین بلکہ صرف ایک موٹی سی یہ بات صداقت کیلئے بتلائی کہ اگر قرآن خدا کا کلام نہوتا بلکہ خود محمد کا تصنیف کیا ہوا ہوتا جیسا کہ وہ سمجھے ہین تو اوسمین اختلاف کثیر پاتے (اختلاف کثیر کے معنے ابوبکر اصم کے نزدیک یہ ہین کہ منافقین درپردہ بہت کچھ مکر و فریب کرتے تھے جنکی وقتاً فوقتاً خدا نے رسول کو قرآن مین اطلاع دی اگر قرآن کتاب آلہی نہ ہوتا تو ایسی خبرون مین ضرور بالضرور تفاوت اور اختلاف کثیر واقع ہوتا جیسا کہ قیاسی اور تخمینی باتون مین ہوا کرتا ہی اور باوجودیکہ منافقون کی یہ بھی عادت تھی کہ جہان کوئی بات امن و خوف کی انکے کان مین پہنچتی تھی تو بلاتحقیق اسکو مشہور کردیتے تھے اگر ان باتون مین بھی اختلاف پاتے تو ضرور اسکو بھی مشہور کرتے حالانکہ بجز تسلیم کے کبھی کوئی چارہ ہی نہ ہوا جمہور متکلمین کہتے ہین کہ قرآن باوجودیکہ ایک بڑی ضخیم کتاب ہی اسمین بہت سے علوم ہین کہین انبیاء گزشتہ کے حالات کہین عالم آخرت کا بیان کہین طہارت و نجاست کے مسائل کہین علم الشرائع والاحکام باوجودیکہ اسکا ظہور آنحضرت سے ہی کہ جنہون نے کبھی کچھ لکھا پڑھا تھا نہ کسی سے تعلیم پائی تھی اسپر ہر روز کے محاربات و مخالفین کے جور و ظلم کی برداشت پھر ہر ایک بات مختلف سورتون مکرر بیان ہوئی ہی مگر کہین کچھ بھی تفاوت نہونا صریح دلیل ہی کہ یہ عالم غیب سے اس شخص کی طرف سے ہی کہ جو ہر ایک بھول و چوک سے پاک ہی۔ فقیر کہتا ہی کہ اسکے علاوہ یہ ہی کہ جو طرز ہدایت ہی وہ ہر جگہ برابر ہی مثلاً یہود و مشرکین کی مذمت ہی تو وہین تک کہ جو اصلی ہی نہ یہ کہ حد سے تجاوز ہو جاوے جیسا کہ بندے غصہ مین آکر بالکل صفائی کردیتے ہین پھر سخاوت کا حکم اور اسراف سے ممانعت اور صفات متضادہ مین ہر ایک جا وہی طرز ہی یہ بات کسی بندہ کے کلام مین پائی نہیں جاتی ایسے امور مین انسے ضرور اختلاف و تفاوت سرزد ہوتا ہی واذا جاءہم اسکے بعد منافقون کی عادت بیان کرتا ہی کہ وہ امن یا خوف کی بات کو بلاتحقیق مشہور کردیتے ہین جس سے مسلمانون کا ضرر ہوتا ہی کیونکہ ان دنون مین اہل اسلام اور کفار مین باہم جنگ و جدال کی تیاریان رہا کرتی تھین سو مخالفین کے پاس ایسی خبرون کے پہنچنے سے مسلمانون کی مضرت متصور تھی اس لئے فرمایا کہ اگر وہ ایسی باتون کو رسول یا علماء مستنبطین سے دریافت کرلیا کرتے تو بہتر ہوتا استنباط طلب نبط۔ نبط اس پانی کو کہتی ہین جو کوئین سے اول بار کھودنے سے نکلتا ہی جن بات کو اجتہاد کرکے نکالتے ہین وہ گویا فکر کے آلات سے کھود کر نکالی جاتی ہی۔

ف اگر کوئی کہے کہ قرآن مین اختلاف ہی کیونکہ کہین ہی خدا کو دیکھینگے پھر ہے لاتدرکہ الابصار کہ اسکو بصر ادراک نہیں کرسکتی کہین ہی لنسئلن کہ ہم سب سے سوال کرینگے پھر ہی فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان کسی سے گناہ کا سوال نہوگا چنانچہ بعض پادریون نے بائیبل کے اختلاف کثیرہ کے جواب مین ایسے اختلافات قرآن گنوائے ہین اسکا جواب یہ ہی کہ ان آیات مین ہرگز اختلاف نہیں اسکی تشریح ان کے مواقع مین موجود ہے

بخلاف اختلافات بائیبل کے ۱۲ ف اسجگہ سے قیاس کا جو استنباط کا ہم معنی ہی حجت شرعیہ ہونا ثابت ہی اس مقام پر امام رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین ان للعامی یجب علیہ تقلید العلماء فی احکام الحوادث کہ عامی پر علماء کی تقلید واجب ہے [illegible]

فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ
اللہ کی راہ مین لڑو — آپ پر بجز اپنی ذات کے کسی کی ذمہ داری نہین — اور مسلمانون کو ابھارو — عجیب نہین کہ اللہ کافرون کی جنگ کو روک دے
كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ۝ مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَ
اور اللہ کی سب سے زیادہ سخت لڑائی اور سخت سزا ہے — جو کوئی نیک کام کی سفارش کرتا ہے — تو اسمین سے اوسکو (بھی) ایک حصہ ملتا ہی اور
مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ۝
جو کوئی بری سفارش کرتا ہے — تو اسپر (بھی) اس کے وبال کا (ایک) حصہ ہوگا اور اللہ تو ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے

ترکیب

فقاتل مین ف عاطفہ ہے فلیقاتل فی سبیل اللہ پر یا قاتلو پر لاتکلف حال ہی فاعل قاتل سے الا نفسک مفعول ثانی ہی لاتکلف کا اور اول ضمیر مخاطب ہے باوسا تنکیلا تمیز ہین واللہ اشد سے من یشفع شرط یکن لہ نصیب منہا جواب مقیتا مین ی و سے بدل ہی جو اصل مین مفعل ہی قوت سے۔

تفسیر

پہلی آیت مین مذکور تھا کہ منافق بلاتحقیق خبرین اوڑایا کرتے ہین کہ فلان قوم مسلمانو پر چڑھکر آتی ہی انھون نے ایسی تیاری کی ہی تمام عرب اب عنقریب مدینہ کو آکر غارت کردینگے جنسے بیشتر عام مسلمانون کے دلو نمین خلجان پیدا ہوتا تھا اور ایک قسم کی پست ہمتی جو عادتًا انسان کو اپنی بے سروسامانی اور مخالفین کے سامان اور انبوہ سے پیدا ہوتی ہی اس لئے آنحضرت کو فرمایا کہ تم اللہ کی راہ مین لڑو شر و فتنہ کے مٹانے پر اسکے توکل پر کمر ہمت باندھو اور اگر کوئی آپکا ساتھ نہ دے تو کچھ پروا نہین کیونکہ تم اور کسی کے ذمہ وار نہین (خدا کے اوس وعدہ کے اعتماد پر جو اسنے اپنے رسول سے کیا تھا تن تنہا آنحضرت علیہ السلام روے زمین کے مشرکون و بت پرستون کی بت پرستی مٹانی اور لڑنے پر آمادہ ہوگئے چنانچہ بدر صغری مین ابوسفیان کے مقابلہ مین تنہا نکلے پیچھے دیکھا تو صرف ستر آدمی ساتھ آرہی تھے اور کتاب یسعیاہ مین چونکہ اسبات کی طرف اشارہ ہوا ہی اور زبور مین بھی اگر اس بے سروسامانی پر یہ عزم و ہمت آپکی صرف اس اعتماد پر تھی تو عادتًا کوئی عقلمند ایسا قصد بھی نہین کر سکتا اور آپ کی سچے عزم کا اثر صحابہ کے دلمین بالخصوص ابوبکر صدیق کے دلمین پیدا ہوا کہ آپکے بعد عربون کی تھوڑی سی جمعیت سے ہرقل شاہ روم کا مقابلہ کیا کہ جو اسوقت یورپ اور ایشیا کی اکثر ملکون کا بادشاہ تھا پھر یہ فتوحات اگر اس وعدہ آلہی کا ظہور نہ تھا تو اور کیا بات تھی! اسکے ساتھ مسلمانون کو بھی جہاد کی ترغیب دینے کا حکم دیا گیا کیونکہ یہ نیک کام ہے اسلئے کہ اس جہاد کا منشاء اصلی دنیا کو بدی سے پاک کرنا اور زمین پر آسمانی سلطنت قائم کرکے شر و فساد کا مٹانا ہی پھر اس سے بڑھکر اور کون سا نیک کام ہوگا؟ اور جو کوئی نیک کام مین رغبت دلاتا یا سفارش کرتا ہی تو اسکو بھی اسمین سے ثواب کا حصہ ملتا ہی جسطرح کہ بری بات کیلئے رغبت دلانے اور سفارش کرنے والے کو بری بات کا حصہ ملتا ہے۔

عسی اللہ اپنے رسول سے وعدہ کرتا ہی کہ ہم عنقریب کفار کے شر کو روک دینگے۔ آنحضرت کی ترغیب اور خدا کے وعدہ کے اثر نے یہ کیا کہ تخمینًا ایک صدی کے اندر ہی اندر مین دنیا پر کوئی ایسی بت پرست و کافر سلطنت باقی نرہی کہ جو آسمانی سلطنت کا مقابلہ کرسکے ادھر جبل الطارق سے لیکر چین تک ادھر کوہ قاف اور آذربائیجان سے لیکر افریقہ تک بڑے بڑے ملک اوس جھنڈے کے تلے آگئے جو مدینہ مین خدا نے قائم کیا تھا۔ اب اس سے بڑھکر اور کون سا معجزہ اور کون سی دلیل ثبوت نبوت کیلئے ہوسکتی ہی باس جنگ اس سے مراد مخالفون کا زور اور انکی لڑائی۔ اور عذاب ہی۔ نکال عذاب و سزا۔ شفاعت شفع سے مشتق ہے جسکے معنے دو ہوجانیکے ہین شفیع چونکہ ذوحاجت کے شریک ہوکر اپنی آپکو اسکے ساتھ ملا دیتا ہی اسلئے اسکو شفیع کہتے ہین مقیت کے معنے قادر کے بھی ہین جیسا کہ نضر بن شمیل شاعر کہتا ہی ؎ تجلد ولا تجزع وکن ذا حفیظۃ * فانی علی ما ساءہم لمقیت * اور یہ قوت سے مشتق ہوکر بمعنے حفیظ بھی آتا ہے یہان دونون معنے مراد ہوسکتے ہین۔

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝ اَللّٰهُ

اور (مسلمانو!) جب تم کو کسی طرح پر بھی سلام کیا جاوے تو تم بھی (اسکے جواب مین) اس سے بہتر طور پر سلام کردیا ویسا ہی جواب مین لوٹادو بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے اللہ ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا ۝ فَمَا لَكُمْ فِي

کہ جسکے سوا کوئی معبود نہین اس مین کچھ بھی شک نہین کہ وہ تم کو قیامت کے دن جمع کرکے رہیگا اور اللہ سے بڑھکر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے پھر تم کو منافقون کی کیا

الْمُنٰفِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا أَتُرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ

پڑی ہے جو تم دو ٹھوک ہوگئے اور اللہ نے تو اونکے اعمال کی وجہ سے اونکو اوندھا کردیا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ جسکو خدا نے گمراہ کیا اسکو ہدایت پر لے آؤ اور

يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝

جسکو اللہ گمراہ کرتا ہے تو آپ کو اسکے لئے کوئی رستہ نہین ملے گا

ترکیب

واذا حییتم شرط تحیۃ اصل تحییۃ تفعلۃ مین جیسا ی کی حرکت نقل کرکے ح کی طرف آئی باہم ادغام ہوگیا فحیوا جواب اسکی اصل حییوا تھی لیجمعنکم جواب ہے قسم محذوف کا پھر یہ جملہ مستانفہ بھی ہوسکتا ہے اور مبتدا کی دوسری خبر بھی بن سکتا ہے فما مبتدا لکم خبر فی المنافقین متعلق ہی محذوف سے اکرتم فئتین اسی محذوف کی خبر

تفسیر

فقاتل فی سبیل اللہ مین جسطرح کہ شرک و فساد مٹانے کیلئے لڑنے کی تاکید تھی اسی طرح اسکے ساتھ یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ یہ لڑائی صرف اپنی موقعہ پر ہے اور خاص حقوق الٰہی کیلئے اس سے یہ مراد نہین کہ تم اپنے اخلاق اور معاشرت مین درندہ پن اختیار کرو کہ بیگاہ جسکو پاؤ مار ڈالا کرو بات بات پر کرو لڑنیکو پہلے آمادہ ہوجاؤ خرانٹ بنجاؤ (جیسا کہ مخالفین اسلام اسلام کی بعض وحشی قومون سے آجکل اسلام پر عیب لگایا کرتے ہین) بلکہ اسکے ساتھ نرمی اور خوش خلاقی اور حلم و تواضع کی بھی عادت کرو یہانتک کہ جب تمکو کوئی سلام کرے تو تم بھی اوسکو اسی طرح سے سلام کردیا اس سے عمدہ اور بڑھکر جواب دو تاکہ تمسے اسکو وحشت دور ہو اور لوگ تم سے احکام الٰہی اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم پانیکا قصد کرین تحیہ و عا حیات کرنا ہے عرب کا اسلام سے پہلے باہمی بجائے سلام علیکم کے حیاک اللہ کہنے کا دستور تھا جیسا کہ ہر ایک قوم مین ایک دستور ہے چونکہ زندگی بغیر عافیت کے کوئی اچھی چیز نہین اور لفظ سلام مین سلامتی اور عافیت دارین کی بھی دعا ہی اور نیز یہ اللہ کا بھی نام ہی اور نیز اسمین تسلیم یعنی فروتنی کی طرف بھی اشارہ ہی اور مذہب اسلام کی طرف بھی اسلئے اوس کی جگہ السلام علیکم کہنا قرار پایا خواہ السلام علیکم کہو خواہ سلام علیکم۔ اسکا اسی طرح سے رد کرنا تو وعلیکم السلام کہنا ہی اور بہتر طرح سے رد کرنا یعنی جواب دینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا ہی آنحضرت کی پاس جب کفار آتے تے تو آپکی اخلاق اور فروتنی سے ازحد خوش ہوکر جاتے تھے اسی شمشیر اخلاق نے عرب کے وحشیون کو چند روز مین مسخر کرلیا تھا اور پھر صحابہ کا بھی یہی دستور تھا کتب تاریخ اسپر شاہد ہین ان اخلاق حمیدہ کی تاکید کیلئے دو باتین ذکر فرمائین اول ان اللہ کان علی کل شئی حسیبا دوسری اللہ لا الٰہ الخ اسمین اللہ لا الٰہ الا ہو مین توحید و لیجمعنکم الی یوم القیٰمۃ مین عدالت کیطرف اشارہ ہی اور قیامت کے برحق ہونے کی دلیل من اصدق الخ سے فرمائی جنگ احد مین جبکہ عبداللہ بن اُبَیّ اپنی گروہ کو عین مقابلہ کیوقت لیکر بھاگ آیا اور مسلمانونکو شکست ہوئی تو مدینہ مین مسلمانونکے دو فریق ہوگئے تھے ایک کہتا تھا انکو قتل کرنا چاہیے دوسرا کہتا تھا خدا انکی اصلاح کردیگا قتل مین بدنامی ہی اسپر خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فمالکم فی المنافقین کہ تم انکے پیچھے کیون پڑے ہو اپنر اللہ نے انکے اعمال کی شامت ڈالدی ہی کیا جسکو خدا نے گمراہ کیا تم اسکو ہدایت کرسکتے ہو ارکس اور نکس دونون کے ایک ہی معنے ہین یعنی الٹ دینا یعنی اسلام کی راہ راست سے اولٹے کفر مین جا پڑے یہ بھی اخلاقی تعلیم ہے کہ کسی کے اسکی کسی لغزش کے سبب پیچھے نہ پڑجانا چاہیے۔

ف مدینہ کے چند لوگ ابتدائے اسلام مین ایسے بھی تھے کہ ظاہر مین تو مسلمان ہوگئے تھے مگر در پردہ حب جاہ وغیرہ اسباب بنا کی سبب آنحضرت صلعم اور مہاجرین سے سخت عداوت رکھتے تھے مسلمانون پر ہلکہ چینیان بھی کیا کرتے تھے مخالفون کو بھی اسرار پر مطلع کرتے اور لڑنے کو ابھارتے تھے مسلمان چاہتے تھے کہ ان منافقون کو نکالدیا جائے مگر بعض رحمدل انصار اپنی قرابتون کے سبب درگزر کی طرف مائل تھے اسلئے انکے بارے مین مسلمانون کے دو گروہ ہوگئے تھے ان آیات مین انہین کے حالات کی طرف اشارات ہین ۱۲

وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً ۖ فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ
وہ چاہتے ہین کہ جسطرح وہ کافر ہین ویسے تم ابھی کافر ہوجاؤ تاکہ برابر ہو جاؤ پس تم ان مین سے کسی کو بھی دوست نہ بناؤ جب تک کہ وہ اللہ کی راہ مین ہجرت نکرین

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ۖ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ إِلَّا الَّذِينَ
پہر اگر نہ مانین تو ان کو پکڑو اور جہان کہین پاؤ تو مارو اور نہ انہین سے کسی کو دوست بناؤ نہ مددگار مگر جو لوگ

يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ
کہ ایسے ملتے ہین کہ انہین اور تم مین معاہدہ ہی یا وہ تمہارے ساتھ لڑنے سے تنگدل ہوکر تمہارے پاس آگئے ہون یا اپنی قوم کے ساتھ (تو ایسے ملاپ کا مضائقہ نہین)

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ
اور اگر اللہ چاہتا تو پہر انکو غلبہ دیتا تو وہ تم سے لڑتے پہر اگر وہ تم سے کنارہ کرین اور تم سے نہ لڑین اور تمہارے آگے صلح کا پیغام ڈالین تو اللہ نے

اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّ مَا رُدُّوا
تمہارے لئے انپر الزام کا کوئی رستہ نہین رکھا ہی عنقریب تم کو ایسے لوگ بھی ملین گے کہ جو تم سے بھی امن مین رہنا چاہتے ہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہنا چاہتے ہین مگر

إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا ۚ فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ
جب فساد کے لئے بلائے جاتے ہین تو اسمین کود ہی پڑتے ہین۔ پہر اگر وہ تم سے کنارہ نکرین اور صلح بیش نکرین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو انکو پکڑو

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝
اور جہان کہین پاؤ قتل کرو یہی لوگ ہین کہ جنپر خدا نے تمہارے لئے صاف حجت قائم کردی ہے

ترکیب

لو تکفرون بتاویل مصدر مفعول ہی ودوا کا کما کفروا ک۔ نعت ہی مصدر محذوف کی یا مصدر یہ ہی ای کفرو ککفرہم الا الذین استثناء ہی فاقتلوہم سی بینکم وبینہم میثاق جملہ خبریہ صفت ہی قوم کی او جاؤ عطف ہی یصلون پر حصرت صدورہم جملہ بتقدیر قد حال ہے فاعل جاؤکم سے ان یقاتلوکم ای ان یقاتلوکم عن متعلق حصرت سے ہے او یقاتلوا قومہم معطوف ہی ان یقاتلوکم پر فان اعتزلوکم شرط فلم یقاتلوکم الخ اسکی تفسیر فما جعل جملہ جواب فان لم یعتزلوکم شرط فخذوہم جواب شرط۔

تفسیر

ابھی فرمایا تھا کہ جسکو خدا گمراہ کرے کیا تم اسکو ہدایت کرسکتے ہو اب یہان یہ فرماتا ہے کہ تم تو اون کی ہدایت چاہتے ہو اور وہ ازلی گمراہ خود تم کو ہی اپنے جیسا کافر بنانا چاہتے ہین پہر اب تم ان سے کوئی علاقہ محبت نرکھو کیونکہ اسمین اونکی محبت سے تمہارے لئے دنیا و آخرت کا ضرر ہے مگر جب وہ ایمان لاکر خدا کی راہ مین ہجرت کرین تب انکے ایمان کا امتحان ہوچکا اب انسے محبت و دوستی کرنیکا مضائقہ نہین اسکے بعد حکم عام دیتا ہے کہ اگر وہ پہر جاوین یعنی نہ اسلام لاوین نہ ہجرت کرین تو اونکو جہان پاؤ قتل کرو کیونکہ وہ اسلامی سلطنت کے باغی ہین لیکن اس حکم مین ہر ایک کافر سے جنگ کرنا پایا جاتا تھا خواہ اہل اسلام سے لڑتا ہو یا نہو خواہ اسنے مسلمانون سے عہد کیا ہو یا نہو گویا ہر ایک کو زبردستی مسلمان بنانا چاہیے حالانکہ پہلے حکم ہوچکا تھا کہ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی کہ دین مین کسی پر کچھ زبردستی نہین ہدایت اور ضلالت خود واضح ہوچکی ہے سو اس لئے اس جگہ دو قومون کا استثناء کرتا ہی

اول الا الذین یصلون الخ وہ لوگ کہ جو اُس قوم سے عہد رکھتے ہون کہ جس سے اہل اسلام سے باہمی عہد ہو مثلاً ایک ایسی قوم ہے کہ اسکا اہل اسلام سے عہد ہے کہ نہ ہم تمپر چڑہائی کرین گے نہ تم ہمپر یا ہم تمہارے مددگار تم ہمارے اب کوئی قوم مسلمان ہو اور دار الاسلام مین بسبب اور کافرون کے نہ آسکے کہ وہ مانع آتے ہون اور وہ قوم اُنسے عہد کرے سو وہ بھی مسلمانون کے عہد مین ہین اُنسے بھی لڑنا نچاہیئے اور اگر وہ مسلمان نہون اور یون ہی اُنسے عہد کرلین تب بھی اُنسے لڑنا نچاہیئے کیونکہ آیت کا حکم عام ہے الغرض جس قوم سے اہل اسلام کا عہد ہو یا عہد والی قوم سے عہد ہو وہ حکم قتل وجہاد سے مستثنے ہین۔

اب رہی یہ بات کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا کفار عرب کی کس قوم کے ساتھہ عہد تھا؟ بعض کہتے ہین اسلمے لوگون سے تھا کیونکہ آنحضرت نے مکہ سے ہجرت کرتے وقت ہلال بن عویمر اسلمے سے عہد کرلیا تھا کہ نہ تو ہم سے سرکشی کرنا نہ ہم تجھپر چڑہائی کرین گے اور جو تم سے پناہ لے گا ہم بھی اوسکو پناہ دین گے ابن عباس کہتے ہین وہ ہم عہد لوگ بنو بکر بن زید منات تھے مقاتل کہتے ہین خزاعہ وخزیمہ بن عبد مناف سے عہد تھا پس جو خود آنحضرت کے دامن تلے اور عہد مین آگئے اُنسے کیونکر جنگ کی جا سکتی تھی دوم او جاؤکم حصرت صدورہم کہ وہ تنگ آگئے ہون گے نہ اے اہل اسلام تم سے لڑتے ہون نہ تمہارے ساتھہ ہوکر اپنی قوم سے لڑتے ہون یعنے یکطرفہ ہون یہ عام ہے کہ آنحضرت یا اہل اسلام کے پاس آدین یا اپنے مقام ہی پہ بات اور امن قائم کرنا ظاہر کردین او جاؤکم کے یہی معنے ہین بیضاوی کے حاشیہ مین اسمقام پر لکھا ہے المراد بالمجئ الاتصال وترک المعاندۃ والمقاتلۃ لا حقیقۃ المجئ۔ اور یہ قوم جو آنحضرت کی خدمت مین تنگ ہوکر آئی تھی بنو مدلج تھے ایسی قومونسے بھی لڑنا نچاہیئے خدا کی شکرگذاری کرنا چاہیئے کیونکہ خدا چاہتا تو اونکو تمپر مسلط اور قادر کردیتا۔ پہر اسی فقرہ کی تشریح فرماتا ہے کہ فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم کہ اگر وہ تم سے کنارہ کشی کرین اور لڑائی نکرین اور تم سے صلح اور امن کے خواہان ہون والقوا الیکم السلم تو اُنسے ہرگز نہ لڑو انپر خدا نے تمہارے لئے کوئی حجت نہین رکھی ہے خلاصہ یہ کہ جو کفار ومشرکین اسلام سے نہ لڑین یا معاہدہ کرلین تو اُنسے جنگ نہین نہ اُنکا قتل کرنا جائز ہے اُنکو آزادی ہے جن سے لڑنے کا اور جہان کہین ملجائین مارنے کا حکم خاص ان لوگونسے ہے کہ جنکا حال ان جملون مین بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگون کے برعکس دوسرے چالاک اور بدمعاش تم کو عنقریب ایسے ملین گے کہ جو صلح وامن یا اسلام تم سے ظاہر کرکے تم سے بھی امن مین رہنا چاہین گے اور پھر اپنی قوم پاس جاکر وہی کفر وسرکشی مین شریک ہوکر اُنسے بھی امن مین رہنا چاہین گے بلکہ جب وہ اسلام کے مقابلہ مین جنگ کرنے کے لئے بلائے جاوین گے تو اس فتنہ وفساد مین کود پڑین گے جیسا کہ اسد اور غطفان کی قوم نے کیا تھا پہر اگر ایسے لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آوین اور تم سے کنارہ کشی نکرین اور سچی صلاح نکرین اور تمسے لڑنے سے ہاتھہ نہ روکین تو اون کو جہان پاؤ قتل کرو ان کی عہد شکنی کی وجہ سے تمہارے لئے خدا نے حجت قائم کردی ہے بلاشک اگر ایسے لوگونسے یہ نکیا جاوے تو پھر کیا کیا جاوے۔

حتی یہاجروا ہجرت جدائی اور ترک کرنا ہے حقیقۃ ہجرت وہ ہے کہ جسکی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے والمہاجر من ہاجر ما نہی اللہ عنہ۔ رواہ البخاری۔ کہ مہاجر وہ ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی باتون کو چھوڑ دے۔ اسمین اوس شہر اور وطن کا رہنا بھی آگیا کہ جہان کفار کا ایسا غلبہ ہو کہ جو شرائع اسلام بآزادی ادا نکرنے دین ایسی صورت مین وہان سے ترک وطن کرنا اور مسلمانون کے ملک مین چلا جانا ضرور ہے آنحضرت کے عہد مین جب تک کہ مکہ فتح نہوا تھا اور وہان کفار کا غلبہ تھا وہان سے ہجرت کرنا ضروری تھا اسکی بڑی تاکید کیجاتی تھی سو لوگ ہجرت کرکے مدینہ مین آتے تھے پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو فرما دیا اب ہجرت کی کچھہ ضرورت نہین نیک نیتی اور جہاد چاہیئے ہندوستان آجکل گرچہ عیسائیون کے قبضہ مین ہے پہلے مسلمانون کے قبضہ مین اگر دار الاسلام صدیون تک رہ چکا ہے اب دار الاسلام تو نہین مگر یہ لوگ ابتک شرائع اسلام سے منع بھی نہین کرتے اسلئے دار الحرب بھی نہین بلکہ دار الامن ہے اسلئے ہجرت کرنا ضرور نہین واللہ اعلم۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ

اور کسی مومن کا (یہ) کام نہین کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے ہوتو اور بات ہے) اور جو کوئی کسی مومن کو (خطائر) قتل کرڈالے تو اسکو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے اور مقتول کے وارثون

إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ

یاس دیت پہنچانی چاہیئے (ہان) اگر وہ خود معاف کردین (تو خیر) پھر اگر وہ مقتول مومن اُس قوم کا ہو کہ جو تمہاری دشمن ہے تو مسلمان غلام ہی آزاد کردے

مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ

اور اگر وہ اُس قوم سے ہو کہ اُس مین اور تم مین باہم معاہدہ ہے تو اُسکے وارثون کو دیت دینی چاہیئے اور مسلمان غلام بھی آزاد کرنا چاہیئے پھر جسکو میسر نہو

فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا

تو پے درپے دو مہینہ روزے رکھے خدا سے معافی چاہنے کے لئے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے اور جو کوئی کسی مومن کو عمداً قتل کرڈالے

فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝

تو اُسکی سزا جہنم ہے جسمین وہ ہمیشہ رہیگا اور خدا کا اُسپر غضب نازل ہوگا اور اُسپر اُسکی پھٹکار پڑیگی اور اُسکے لئے بڑا عذاب تیار ہے

ترکیب

ان یقتل اسم کان لمومن خبر اے ماشان المومن قتل المومن فی ای حال الاخطاء الا فی حال الخطاء اور ممکن ہی کہ الا بمعنے لکن ہو و من قتل شرط فتحریر خبر ہے مبتدا محذوف کی ای فالواجب وقیل خبرہ محذوف ای فعلیہ تحریر مضاف رقبۃ مومنۃ مضاف الیہ ودیۃ معطوف ہی تحریر پر جملہ جواب شرط الا ان یصدقوا استثنا منقطع ہی وقیل متصل والمعنی فالواجب دیۃ فی کل حال الا فی حال التصدق فان شرطیہ کان اسکا اسم المقتول من قوم خبر عدو لکم اسکی صفت وہو مومن جملہ حال ہی المقتول سے یہ سب شرط فتحریر الخ جواب

تفسیر

پہلی آیت مین اُن لوگون کے قتل کی اجازت تھی کہ جو مسلمانون مین آکر مسلمان اور کافرون مین جاکر اُنکے ساتھ ہو کر مسلمانون کو قتل کرنے پر آمادہ ہوجاتے تھے ایسے موقع مین کبھی وہ لوگ بھی آجاتے ہین کہ جو صدق دل سے مسلمان ہین اور اہل اسلام انکو کافر ہی سمجھتے ہین سو ایسے لوگون کے قتل سے منع کیا اور اسکے ضمن مین عموماً ایماندار کے قتل کرنیکا مسئلہ بھی بیان کرنا مناسب ہوا۔ فرماتا ہے کہ کسی مومن کو کسی مومن کا قتل کرنا درست نہین مگر بھول چوک ہو تو معذور ہے چنانچہ اس آیت کے نازل ہونیکا یہی سبب ہوا کہ اسلام مین دو ایک موقع ہوچکے تھے۔ عروہ بن زبیر سے روایت ہی کہ جنگ احد مین ایسا اتفاق ہوا کہ حذیفہ بن الیمان کے والد یمان بوقت جنگ ایک بھیڑ مین آگئے مسلمانون نے اُنکو کافر سمجھکر اُنپر تلوارین مارنی شروع کردین گو حذیفہ کہتے رہے کہ میرے والد ہیں میرے والد مگر اس ہنگامہ مین کوئی نہ سمجھا یہانتک کہ وہ قتل ہوگئے پھر جب معلوم ہوا تو مسلمانون کو سخت ملال ہوا اسپر یہ آیت کفارہ بتانیکے لئے نازل ہوئی اور اس امر مین دیت کا بھی فیصلہ کردیا۔ اس آیت مین یہ حکم ہی کہ جو کوئی کسی مسلمان کو خطائر یعنی نادانستہ قتل کردے تو مقتول کے وارثون کو دیت دیجاوے اگر وہ معاف کردین تو مضائقہ نہین اور ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیئے (دیت اسلئے کہ مسلمان کے خون کا جو بلاوجہ مارا گیا ہی معاوضہ نہ لینے کی کوئی وجہ نہین چونکہ خطائر مارا گیا ہی اسلئے قاتل کو معاوضہ مین قتل کرنا خلاف انصاف تھا مگر دیت یعنی خون بہا لینا مقرر کیا اور غلام آزاد کرنا اسلئے فرمایا کہ اگرچہ اسنے یہ کام قصداً نہین کیا مگر بے احتیاطی کیگئی اسلئے جسطرح اسنے ایک مسلمان کو مارا اُسکے کفارہ مین مسلمان غلام کو آزاد کرے گویا آزاد کرنا زندہ کردینا ہی کیونکہ غلامی انسان کی صفت مالکیت اور آزادی کو (جو اُسکی فطرت مین رکھی گئی ہی اور جو اسکی حیات کا مقتضی ہی) زائل کرتی ہی اور اسمین بنی نوع پر احسان بھی ہے) پھر اگر وہ مقتول مسلمان جو نادانستہ مارا گیا ہی اُس قوم کا ہی کہ جن سے اہل اسلام سے معاہدہ اور دوستی نہین بلکہ دشمنی قایم ہی تو اس صورت مین صرف کفارہ مین مسلمان غلام ہی آزاد کرنا چاہیئے وارثون کو دیت نہ دیجائے کیونکہ اس سے مخالفون کو روپیہ کی مدد ملتی ہی اگرچہ ایسی صورت مین آیت مین صرف غلام آزاد کرنیکا ذکر ہی دیت دینے کا ذکر نہین مگر مرض بیان

مین سکایت کرنا نفی پر دلالت کیا کرتا ہے اور اگر وہ اُس قوم کا ہو کہ جسمین اور اہل اسلام مین باہم عہد ہو تو وہان دیت وارثون کو دیجاے اور مسلمان[1] غلام بھی آزاد کیا جاے
اور جو غلام آزاد کرنیکا مقدور نہو تو اسکی جگہ پے درپے دو مہینے کے روزے کفارہ مین رکھے اگر بیچ مین بجز عذر معمولی کے جو عورتون کو لاحق ہوتا ہے روزہ ترک ہوگا تو پھر سے
دو مہینے پورے کرنے پڑینگے اور دو مہینے کے روزے مقرر ہونے مین ایک سر روحانی ہے جسکے بیان کی یہان گنجایش نہین اسجگہ چونکہ مقتول کیلیے مومن کی قید نہین اس سے بعض
علماء نے ذمی مقتول کا بھی یہی حکم نکالا ہے[1] اس حکم کے بعد کسی مسلمان کو قصداً قتل کرنیکی بابت فرماتا ہے ومن یقتل مومنا متعمدا الآیہ چونکہ قتل عمد کا حکم قصاص و دیت سورۂ بقرہ
مین بیان ہوچکا ہے یاایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ اسلیے یہان صرف آخرت کی سزا بیان فرماتا ہے کہ وہ قاتل ہمیشہ جہنم مین رہیگا اور اسکے لیے لعنت اور غضب الٰہی
اور اُسکو عذاب عظیم ہے۔ ابن عباسؓ آیت کو ظاہر طور پر محمول کرکے قاتل عمد کیلیے ہمیشہ کا عذاب ثابت کرتے ہین اور اسکی توبہ کو بھی غیر مقبول کہتے ہین اور خوارج نے بھی اس آیہ سے
استدلال کیا ہے کہ قتل عمد گناہ کبیرہ بالاتفاق ہے باوجودیکہ اسکی سزا ابدی جہنم ہے ثابت ہوا کہ کبیرہ کے مرتکب کے لیے ابدی جہنم ہے جمہور علماء کہتے ہین کہ اس قتل عمد سے مراد
وہ ہے کہ جو جائز جانکر کیا جاوے تو بیشک اسکی یہی سزا ہے کیونکہ کبیرہ کا جائز جاننے والا کافر ہے اور کافر کی ابدی جہنم سزا ہے یا یہ کہ جزا تو اسکی یہی ہے مگر وہ کریم بوجہ ایمان کے
قاتل کو بحکم آیۃ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ابدی جہنم سے نجات دیگا اب ہم آیۃ کا مطلب بیان کرچکے اسکے بعد چند باتین لکھتے ہین جو احکام دیت اور قتل خطاء کے متعلق ہین۔(۱) قتل کی
پانچ قسم ہین پہلا قتل عمد تلوار وغیرہ ہتھیار سے جانکر قتل کرنا۔ اسمین قاتل مارا جائیگا خواہ کئی قاتل کیون نہون بحکم آیت کتب علیکم القصاص اور آخرت کا گناہ بحکم آیۃ فجزاؤہ جہنم
ہان اگر مقتول کے وارث معاف کردین یا دیت پر راضی ہوجائین تو دیت دلائی جائیگی اور یہ قاتل اگر وارث کو قتل کریگا تو میراث سے بھی محروم ہوگا۔ دوسرا قتل خطاء مثلاً
شکار سمجھکر دور سے کسی آدمی پر گولی چلاوے اور وہ مرگیا یہ خطاء یعنی چوک قصد مین واقع ہوئی یا کسی مسلمان کو جنگ مین کافر سمجھکر مار ڈالا اور ایک خطاء فعل مین بھی ہوتی ہے وہ یہ
کہ نشانہ پر گولی چلاتا تھا کسی انسان کے لگ گئی اسکا حکم آیت مین بیان ہوچکا اسمین بھی میراث سے محروم رہتا ہے۔ احادیث سے ایک اور بھی قتل ان دونون کے
درمیان ثابت ہوا ہے شبہ بالعمد ہے یہ قتل ابوحنیفہؒ کے نزدیک وہ ہے جو ان آلات سے واقع ہو جو قتل کیلیے موضوع نہون جیسا کہ لٹھ اور پتھر صاحبین اور امام شافعیؒ کے
نزدیک یہ بھی قتل عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ جس سے غالباً آدمی نہین مرتا اُس سے مارے جیسا کہ بغیر قصد ہلاک کے چھڑی یا مکا مارے اور وہ مرجاوے شبہ عمد مین دیت مغلظہ اور کفارہ
اور میراث سے محرومی ہے چوتھا قتل خطاء کے قایم مقام جیسا کہ سوتا ہوا آدمی کسی پر گرپڑے اور جسپر گرا ہے وہ مرجاے اسکا حکم بھی قتل خطاء کا حکم ہے۔ پانچوان قتل بالسبب جیسا کہ کسی نے
کنوان کھودا اور اسمین گرکر کوئی مرجاوے اسمین دیت ہے نہ کفارہ نہ حرمان میراث۔ امام شافعیؒ کہتے ہین کفارہ بھی اور حرمان میراث بھی ہے (۲) دیۃ ودی سے مشتق ہے جیسا کہ شیۃ وشی
و حذف ہوگیا اسکے معنی معاوضہ کے ہین مگر عرب مین صرف خون کے معاوضہ کو دیت کہا جاتا ہے یعنی خون بہا اسکی دو قسم ہین[1] مغلظہ یعنی سخت سو وہ شبہ عمد مین آتی ہے اسمین سو اونٹ
چار قسم کے ہین ۲۵ بنت مخاض[2] ۲۵ بنت لبون ۲۵ حقہ ۲۵ جذعہ۔ شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تین قسم کے لینے چاہئیں ۳۰ جذعہ ۳۰ حقہ ۴۰ ثنیہ حاملہ۔ دوسری[2] مخففہ وہ قتل خطاء مین
آتی ہے اسمین سو اونٹ پانچ قسم کے ہین ۲۰ بنت مخاض ۲۰ بنت لبون ۲۰ ابن مخاض ۲۰ حقہ ۲۰ جذعہ یا ہزار دینار۔ اور یہ نہون تو دس ہزار درہم۔ امام شافعی بارہ ہزار درہم کہتے ہین مسلمان اور
ذمی کی برابر ہے خلافاً للشافعی۔ یہ دیت تین سال مین بتدریج قاتل کے کنبہ اور قوم سے وصول کیجاتی ہے کہ جسکو عاقلہ کہتے ہین کیونکہ وہ اسکے ہر ایک نفع و نقصان کے شریک ہین اس
ناگہانی حادثہ مین بھی انکو شریک ہونا چاہیے تاکہ آیندہ اسکو احتیاط پر مجبور کیا کرین۔ یہ مذہب جمہور کا ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مگر ابوبکر اصمؒ کے نزدیک خاص
قاتل سے لینی چاہیے۔ باقی قتل اور نقصان مال اور تاوان کے مسائل احادیث سے ثابت ہین واللہ اعلم۔

---

[1] خواہ وہ لڑکا ہی کیون نہو بشرطیکہ اسکے والدین مین کوئی مسلمان ہو۔ یہ شافعی مالک اوزاعی ابوحنیفہ کا مذہب ہے ابن عباس اور حسن اور شعبی اور نخعی کے نزدیک وہ غلام آزاد کیا جاوے جو نماز پڑھتا اور روزہ

رکھتا ہو [2] بنت مخاض اُس اونٹ کو کہتے ہین جو دوسرے برس مین ہو بنت لبون وہ جو تیسرے سال کا ہو حقہ یعنے بوجھ لادنے کی قابل جو چوتھے برس مین ہو۔ جذعہ جو پانچوین مین ہو ۱۲ منہ

[1] مگر یہ صحیح نہین کس لیے کہ مقتول مومن ہی کا ذکر چلا آتا ہے کان کی ضمیر بھی اسکی طرف پھرتی ہے ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا

ایماندارو جب تم اللہ کی راہ مین سفر کرو (یعنی جہاد کو نکلو) تو تحقیق کرلیا کرو اور جو شخص تم کو سلام کرے اوسکو زندگانی دنیا کا اسباب لینے کے لئے

تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۚ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ

(یہ نہ کہہ دیا کرو کہ تو مسلمان نہین سو اللہ کے پاس تو بہت ہی غنیمتین ہین پہلے تم بہی تو ایسے ہی تھے لیکن اللہ نے تمپر فضل کردیا

فَتَبَيَّنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

پس تحقیق کرلیا کرو بیشک جو کچھ بہی تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف ہی

ترکیب

اذا ضربتم ای سافرتم للجہاد شرط فتبینوا جواب السلام او سلم دونون طرح سے آیا ہی اول کے معنے تحیہ دوسرے کے معنے انقیاد یکلمہ شہادة تبتغون حال ہی فاعل لاتقولوا کا کذلک خبر کنتم ضمیر انتم اسکا فاعل ان اللہ کو بالکسر جملہ مستانفہ ہونے کی وجہ سے پڑہا ہی اور بالفتح بہی معمول تبتغون کا بناکر۔

تفسیر

قتل خطاء کے بارہ مین ابہی تہدید ہوچکی تہی اور یہ قتل ابتداء اسلام مین مسلمانون کو بیشتر جہاد مین پیش آتا تہا اسلئے یہان جہاد مین ہوشیاری اور احتیاط کرنے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

بعض اہل اسلام کو جہاد مین یہ بات پیش آئی کہ جب دشمن پر انہون نے قابو پایا تو اوسنے لا الہ الا اللہ جان بچانے کو کہدیا مگر صحابہ نے یہ سمجہا کہ یہ دل سے نہین صرف جان بچانے کیلئے کہتا ہی اس لئے اس کہنے پر بہی قتل کردیا جسکی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوئی اور آنحضرت سخت ناخوش ہوئے چنانچہ بخاری اور مسلم نے اسامہ بن زید سے روایت کیا ہی کہ ہمکو آنحضرت نے جہینہ قبیلہ کی طرف بہیجا مجہے ان مین سے ایک شخص مل گیا مین نیزہ سے اوسکو چوکنے لگا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا انجام کار مینے اوسکو قتل کردیا پہر آکر ہمنے آنحضرت کو اطلاع کی تو فرمایا کیا تونے اوسکو باوجود اس کہنے کے مارڈالا؟ اسامہ نے کہا اوسنے بچنے کیلئے کہا تہا فرمایا تونے اوسکا دل چیر کر کیون نہین دیکہ لیا یعنی تجہے اوسکے دل سے کیا کام احکام شرع ظاہری ہین۔ اور مسلم کی روایت مین ہی کہ قیامت مین تو اس لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دیگا اسی طرح ایک روایت صحیحین مین مقداد بن اسود رضی کے بارہ مین ہے۔ اسپر خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جب تم جہاد مین باہر جاؤ (اللہ کی راہ مین سفر کرنا عام ہی مگر یہان مراد جہاد ہی) تو خوب تحقیق کرلیا کرو کہ یہ کون شخص ہے یہ نہین کہ دور سے ہی اوسکا کام تمام کردیا جاوے یا شبہ مین کسی کو قتل کیا جاوے۔ اور نیز جو تمہارے روبرو اسلام پیش کرے یعنی کلمہ توحید کہے جیسا کہ روایت صحیحین سے پایا جاتا ہے یا صرف سلام کہے اور امان مانگے جیسا کہ ترمذی کی اوس حدیث سے پایا جاتا ہی کہ جسکو اسنے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی صحابہ کے پاس سے بکریان لیکر گذرا اوسنے سلام کیا مگر اوسکو صحابہ نے مارا جسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم ایسے شخص کو یون نہ کہو تو مسلمان نہیں کیا تم غنیمت کے لئے ایسا کرتے ہو اور دنیا کا مال چاہتے ہو یہ عرض یعنی فانی ہی سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتین ہین انپر نظر رکہو پہلے تم بہی تو کافر بہی تہے اسی کلمہ کی بدولت خدا کے فضل واحسان سے تم اسلام مین آئے ہو اسپر متنبہ ہونیکے لئے ان اللہ کان بما تعملون خبیرا فرمادیا

جہاد مین جو اسلام ظاہر کرے اوسے قتل نکیا جاوے

ف یعنی جو تمہارے سامنے آئے اوسکو بیدریغ تہ تیغ نکردیا کرو دریافت کرلیا کرو کہ یہ کون ہی دشمن ہے یا دوست یا کوئی راہ گیر۔ ۱۲ منہ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

وہ مسلمان جو بغیر کسی عذر کے (جہاد) سے بیٹھ رہے ہین ان مجاہدون کی برابر نہین ہو سکتے جو اپنے مال اور جان سے جہاد کر رہے ہین

فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ

الله نے اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والون کو بیٹھنے والون پر درجہ مین فضیلت دی ہے اور (یون تو) الله کا نیک وعدہ سب ہی (مسلمان) سے ہے اور الله نے

الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

مجاہدون کو بیٹھنے والون پر اجر عظیم کے اعتبار (بہی) فضیلت دی ہے (وہ اجر عظیم کیا ہے) بڑے بڑے درجے اور بخشش اور رحمت اور الله بخشنے والا مہربان ہے

ع ۱۳ ۵ ف — مجاہدین کو خدا ... درجہ مین فضیلت

ترکیب

من المومنین بیان ہے القاعدون کا غیر کو بالضم بھی پڑھا ہے کیونکہ یہ قاعدون کی صفت ہے اور بالفتح بھی کیونکہ یہ استثنا ہے قاعدون یا مومنین سے اور بالکسر بھی پڑھا ہے صفت مومنین کی بنا کر درجۃ مصدر ہے بمعنی تفضیلۃ تب یہ مفعول مطلق ہے اور تمیز بھی ہو سکتا ہے اور ظرف بھی اے فی درجۃ ومنزلۃ وعد فعل الله فاعل الحسنی مفعول ثانی کلاً مفعول اول درجات ومغفرۃ ورحمۃ اجراً عظیما کا بیان ہے۔

تفسیر

جہاد مین چونکہ قتل خطاءً بھی پیش آجاتا تھا جسکے لئے کفارہ اور دیت کا ذکر ہوا۔ اور نیز بعض وہ لوگ بھی کہ جنھون نے لا الٰہ الا الله کہدیا تہا مار گئے تھے اور اسپر تہدید صادر ہوئی تھی اس سے کسیقدر مسلمانون کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ گھر بیٹھکر عبادت وریاضت کرنا ہی بہتر ہو کیونکہ اسمین ایسی بات پیش نہین آتی مگر خدا تعالیٰ کو تو دنیا مین آسمانی سلطنت (کہ جسکی خبر انبیاء دیتے آئے ہین) قایم کرکے دنیا کو بدی اور شرک سے پاک کرنا تھا اور یہ بات بغیر لشکر مجاہدین کے عالم اسباب مین ممکن نہ تھی اسلئے یہان فرمادیا کہ بغیر ضرر یعنی مرض کے جو لوگ گھر مین بیٹھے رہتے ہین وہ اُن لوگون کی برابر نہین جو اپنے مال اور جان سے الله کی راہ مین جہاد کرتے ہین۔ اس سے نفی مساوات کی تو ہوئی مگر مجاہدین کی بھی فضیلت بیان ہوتی تھی اس لئے فضل الله المجاہدین الخ فرمایا کہ جو بغیر عذر کے گھر مین بیٹھ رہے ہین اُنکا تو کیا ذکر ہے مگر جو عذر سے بھی بیٹھتے ہین اُنپر بھی خدا نے الله کی راہ مین مال اور جان سے جہاد کرنے والون کو درجہ مین فضیلت دی ہے مگر چونکہ عذر والے بھی دل مین اسکی نیت رکھتے ہین صرف ناچاری سے شریک نہین ہو سکتے اس لئے ان کے لئے بھی خدا نے بہتری یعنے جنت و مغفرت کا وعدہ کیا چنانچہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب لا یستوی القاعدون الخ نازل ہوا تو عبد الله بن ام مکتوم جو نابینا تھے آنحضرتؐ کے پاس آکر رونے لگے کہ یا حضرت مجھے کیا حکم ہے تب غیر اولی الضرر نازل ہوا اور کلا وعد الله الحسنی سے انکو بھی بوجہ نیت کے شریک کیا گیا مگر چونکہ مجاہدین ایک بھاری کام مین مصروف ہین اور جان و مال کو الله پر قربان کر رہے ہین اسلئے اُن کو مخصوص کرکے فرمایا وفضل الله المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیما پھر اس اجر عظیم کی تفصیل فرماتا ہے درجٰت منہ ومغفرۃ ورحمۃ کہ خدا نے اُن کو جنت کے درجات اور مغفرت مخصوصہ مین کہ جو وہان کی فرحت ابدی ہے اور رحمت مخصوصہ مین جو اس کے دیدار کی تجلی ہے خاص کرلیا ہے مگر پھر اور ریاضت وعبادت والون کی طرف بھی اشارہ کرکے وکان الله غفوراً رحیما فرمادیا۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ

بیشک جنکی فرشتے (ایسے حال مین روح نکالتے ہین کہ وہ اپنے اوپر ستم کررہے ہین ان سے پوچھین گے کہ تم (دار الحرب مین پڑے پڑے) کیا کرتے تھے وہ کہین گے کہ ہم اسجگہ مجبور تھے

قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا

(فرشتے) کہین گے کہ کیا خدا کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس مین کہین چلے جاتے سو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکا ٹہکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے مگر

الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝

جو مرد اور عورت اور لڑکے ایسے بے بس ہین کہ نہ کوئی (نکلنے کا) حیلہ کرسکتے ہین اور نہ کوئی اونکو رستہ ملتا ہے

فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي

سو ان کے لئے امید ہے کہ خدا معاف کردے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے اور جو کوئی اللہ کی راہ مین ہجرت کریگا (تو) اوسکو

الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيرًا وَسَعَةً ۚ وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ

زمین مین آسائش اور فراغدستی (بھی) ملیگی اور جو کوئی اپنے گھر سے ہجرت کرکے اللہ اور اوسکے رسول کیطرف نکلے پہر اوسکو موت آجاوے

فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

تو بیشک اسکا اجر اللہ پر ثابت ہوچکا اور اللہ غفور الرحیم ہے

ع ۱۴

ترکیب

ظالمی مضاف انفسہم مضاف الیہ حال ہی ضمیر ہم سے جو توفہم مین ہی فتہاجروا منصوب ہے جواب ہے بکہ استفہام کا کیونکہ نفی بسبب استفہام کے اثبات ہوگئی الا المستضعفین استثناء ہی اولئک ماویٰہم جہنم سے من الرجال و النساء والولدان مستضعفین کا بیان ہی لا یستطیعون اوسکے حال مبینہ ہی خبر ان قالوا و قیل فاولئک و قیل محذوف وہو ہلکوا

تفسیر

مدینہ مین چونکہ لوگ ہجرت کرکے مجتمع ہوگئی تہی جو جہاد قائم ہونیکا باعث ہوا اور جہاد کی رغبت پچھلی آیت مین بیان ہوچکی تھی اور بعض لوگ جو مکہ مین یا اور شہرونمین ایمان تو لے آئے تھے مگر بسبب حب وطن کی ہجرت کرکے اس جماعت مین شریک ہونے سے پہلوتہی کرتے تہے اور نیز کفار کی شہرونمین وہ ادائے امر اسلام دینیہ سے بھی رکجاتی تہے اسلیئے ان آیات مین ہجرت کی تاکید اور بوقت مرگ یا بعد مرگ جو کچھ ملائکہ سے جواب سوال ہوگا اسکا ذکر فرماتا ہی کہ جن ظالمونکی فرشتے جان قبض کرتے ہین تو انسے پوچھتے ہین کہ تم کیا کیا کرتے تھے یعنی دین مین کیا مدد کی وہ اپنا عذر بیان کرینگے کہ ہم مجبور تہے یہان رہتے تہے وہ کہینگے کیا خدا کی زمین تنگ تھی کیون ہجرت کرکے نہین چلے گئے (ظلم سے مراد گناہ ہی کیونکہ اس سے انسان اپنے نفس پر ظلم کرتا ہی جو اسکو عذاب کا مستحق بناتا ہی) - پھر ان لوگون کو اس عتاب سے مستثنے کرتا ہی جو درحقیقت معذور ہون جیسا کہ بیمار یا عمر رسیدہ یا مقید مرد بچے عورت اور ہجرت نکرنیکے بیشتر یہی دو سبب ہوتے ہین ایک یہ کہ پردیس مین عافیت اور آرام جو وطن مین ہے جاتا ہی گا اسکی نسبت خدا تعالے وعدہ فرماتا ہی یجد فی الارض مراغما کثیرا وسعۃ کہ اسکو خدا کشائش اور آرام دیگا چنانچہ دیا مراغم رغام سے مشتق ہے جسکے معنی خاک کی ہین بولتے ہین رغم انف فلان کہ خاک مین بھر گئی اوسکی ناک یعنی شرمندہ و ذلیل ہوا چونکہ مہاجر کا دار ہجرت مین کشائش پانا اسکی مخالفین کے لئے شرمندگی کا باعث ہی اسلئے اس کشائش کو مراغم کہا دوم یہ کہ شاید ہم رستہ مین مرجاوین اسکی بابت فرماتا ہی ومن یخرج من بیتہ کہ جو اپنی گھر سے ہجرت کے لئے نکلے اور رستہ مین موت آجاوے تو اسکا اجر عند اللہ ثابت ہوچکا ہجرت کا مسئلہ ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ اوس ملک اور شہر مین کہ جہان کفار کیوجہ سے شرائع اسلام کو آزادی سے ادا نکر سکے واجب ہی جیسا کہ قبل فتح اہل مکہ پر تھا +

ف ۱ ان آیات مین ان لوگو پر عتاب ہی جو ایمان لانے کے بعد اپنی گھرون اور بال بچے اور مال و اسباب مین پڑے رہتے ہین اور مخالفون کے خوف سے ارکان اسلام نہین بجا لاسکتے حالانکہ جہان ارکان اسلام بجا لانے کی ممانعت ہو وہان سے نکل جانا فرض ہی اور اسی کو ہجرت کہتے ہین جہان کہین جسکو آزادی ملے چلا جائے پس ایسے دنیا پسند مصلحت اندیش لوگون سے بوقت مرگ فرشتہ یون پوچہین گے اور انکو ہجرت نکرنا اپنی جان پر ظلم کرنا تہا - ۱۲ منہ

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

اور جبکہ تم سفر مین ہو تو تمپر کچہہ بہی گناہ نہین کہ نماز کو قصر کردو[1] اگر تمکو اسباب کا خوف ہو کہ کافر تم کو ستا ئینگے

اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ

کیونکہ کافر (تو) تمہارے کہلم کہلا دشمن ہین اور جبکہ (اے نبی) آپ انہین ہون پہران کے لئے نماز قائم کرو (یعنی امام بنو) تو چاہیئے کہ انہین سے ایک گروہ

وَلْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا

تو آپکے ساتہہ کہڑا ہو اور وہ اپنی ہتیار بہی ساتہہ رکہین پہر جب وہ سجدہ کرچکین تو چاہیئے کہ وہ تمہارے پیچہے ہو جاوین اور وہ دوسرا گروہ کہ جسنے (آپکے ساتہہ) نماز نہین پڑہی آئے اور آپکے ساتہہ نماز پڑہے

مَعَكَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ

اور وہ بہی ہوشیار رہین اور ہتیار لئے رہین (اور) کافر تو چاہتے ہین کہ اگر تم اپنے ہتیارون اور اسباب سے غافل ہوجاؤ

فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْكُمْ مَّیْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا

تو تمپر ایکا ہی دفعہ ٹوٹ پڑین اور تمپر اس مین (کبہی) کچہہ گناہ نہین کہ اگر تمپر مینہہ سے کچہہ تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتیار اوتار کر رکہدو

اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۝ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ

اور اپنی ہوشیاری رکہو بیشک اللہ نے کافرون کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکہا ہے پہر جب تم نماز سے فارغ ہوچکو تو اللہ کو یاد کرو

قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ

کہڑے ہوکر اور بیٹہکر اور لیٹکر پہر جب تم کو اطمینان ہوجاوے تو نماز قائم کرو بیشک نماز ایماندارون پر وقت پر

كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ وَلَا تَهِنُوْا فِی ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَ

فرض کی گئی ہے اور انکے تعاقب کرنے مین ہمت نہ ہارو اگر تم تکلیف پارہے ہو تو وہ (بہی) تمہاری طرح سے تکلیف پارہے ہین اور

تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝

تم کو تو اللہ سے وہ امید ہے جو ان کو نہین اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

ترکیب

واذا ضربتم شرط فلیس الخ جواب ان تقصروا ای فی ان تقصروا۔ من الصلوٰۃ کا من زائدہ ہے عدوا بمعنے اعداء وقیل مصدر علی فعول مثل القبول ولذالم یجمع واذا کنت شرط فاقمت کنت پر معطوف فلتقم جواب لم یصلوا صفت ہے طائفۃ اخری کی قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یہ تینون حال ہین فاعل اذکروا اللہ سے موقوتا مقدرا وقتہا فلا تؤخر عنہ (جلالین)

تفسیر

منجملہ اون چیزون کے کہ جنکی مجاہد کو جہاد مین احتیاج ہے نماز کی کیفیت دریافت کرنا ہے کہ سفر مین کس طرح سے اور بوقت جنگ کیونکر ادا کرنی چاہیئے اس لئے خداتعالی نے ان آیات مین صلوٰۃ قصر وصلوٰۃ خوف کے متعلق مسائل بیان فرماتا ہے۔

واذا ضربتم سے لیکر عدوا مبینا تک صلوٰۃ قصر کا مسئلہ مذکور ہے قصر کے معنے لغت مین کم کرنے کے ہین اور تخفیف کے خواہ کمیت مین خواہ کیفیت مین اسلئے

[1] قصر چار رکعت کی جگہ دو پڑہنا یہ قصر مسافر کے لئے درست ہی عام ہو کہ دشمن کا خوف ہو یا نہو اور خوف کی قید احترازی نہین بلکہ اتفاقی ہے ۔ ۱۲ منہ

ف اسکو صلوٰۃ الخوف کہتے ہین جو جماعت کی فضیلت کیلئے اسلام مین قائم ہوئی خود آنحضرت صلعم کی روبرو یہ پیش آیا تہا اسکی مختلف صورتین ہین سب کا خلاصہ یہ ہی کہ امام کے ساتہہ ایک گروہ مسلمین ایک رکعت پڑہکر دشمن کے مقابلہ مین جا کہڑا ہو اور جو گروہ دشمن کے مقابلہ مین تہا وہ آکر امام کے ساتہہ دوسری رکعت مین شریک ہوجائے اور ہر گروہ ایک ایک رکعت اپنے طور پر پڑہ لے اور نماز پڑہنے مین ہتیار ساتہہ رکہین اور ہوشیار رہین اور جب مقابلہ ہو اور اسکی بہی فرصت نہو تو ہر حال مین اللہ کو یاد کر لینا چاہیئے اور جو نماز قضا ہوگئی ہے اوسکو بعد مین ادا کر لین ۱۲ منہ

صلوٰۃ قصر

اس مسئلہ مین علماء کے دو قول ہین ایک طاوس کا اور عبد اللہ بن عباس سے بھی اس مین روایت ہے کہ قصر سے مراد بوقت جنگ اشارہ سے
نماز پڑھ لینا ہے اور رکوع و سجود کی جگہ صرف اشارہ کردینا اور نماز مین ہتیار چلانا اور چلنا اور خون آلودہ کپڑون سے نماز پڑھ لینا درست ہو
کیونکہ رکوع و سجود مین دشمن کے غلبہ کا خوف ہے اور صحابہؓ نے عین مقابلہ مین ایسا ہی کیا ہو مگر یہ قول قوی نہین کس لئے کہ قصر بمعنی تغیر اسکے بعد دوسری
آیت مین مذکور ہے اور وہ ایک جدا حکم ہے دوسرا جمہور صحابہ و تابعین کا قول ہے وہ یہ کہ سفر کے وقت نماز کی تعداد رکعت مین کمی کیجائے ظہر و عصر و عشاء
مین چار رکعت کی جگہ دو پڑھی جاوین مگر جابر بن عبد اللہ اور ایک جماعت کے نزدیک سفر مین دو رکعت خوف کے وقت ایک رکعت پڑھی جاوے
جمہور کے قول پر یعلی بن اُمیہ وغیرہ کی بہت سی احادیث صحیحہ دلیل قوی ہین دوم قصر کے معنے عرف صحابہ مین یہی تھے اور نیز من الصلوٰۃ سے بھی یہی بات
پائی جاتی ہے پھر جمہور ائمہ مجتہدین کے نزدیک مسافر کو رخصت ہے کہ وہ چار رکعت کی جگہ دو پڑھے خواہ دشمن کا خوف ہو یا نہو و ان خفتم ان یفتنکم
الذین کفروا کی شرط اسلئے ہے کہ دشمن کے خوف کے وقت یہ قصر غالباً واقع ہوتا ہے جیسا کہ لا اکرہوا فتیاتکم کے بعد ان اردن تحصنا کی قید ہے اور نیز
شرط کے وقت مشروط کا پایا جانا مفہوم ہوتا ہے یعنے اگر سفر مین خوف ہو تو قصر کرو یہ مفہوم نہین ہوتا کہ شرط کے نہ پائے جانے سے مشروط نہ پایا جاوے
یعنے اگر سفر مین خوف نہو تو قصر نکرنا ثابت نہین ہوتا۔ علاوہ اسکے بہت سی احادیث صحیحہ سے آنحضرتؐ اور صحابہ کا حالت سفر مین بغیر خوف دشمن کے قصر کرنا
پایا گیا ہے چنانچہ حارث بن وہبؓ سے بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ منیٰ مین باوجودیکہ ہم بہت تھے اور نہایت امن تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دو رکعت پڑھائین اور اسیطرح صحیحین مین انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے جبکہ حج کے لئے مکہ آتے تھے عصر کی نماز ذی الحلیفہ مین دو رکعت پڑھی۔
داؤد ظاہری اور انکے مقلدین کہتے ہین کہ بغیر خوف کے سفر مین قصر درست نہین قرآن مجید مین اس بات کی بھی کچھ تشریح نہین کہ کسقدر سفر پر قصر ہے
اسمین دو منزل چار منزل کی کچھ قید نہین بلکہ عرف پر چھوڑ دیا اور مطلقاً اذا ضربتم فرما دیا اسلئے داؤد ظاہری اور انکے مقلد قاضی شوکانی نے اسکو مطلق
قایم رکھ کر میل دو میل کے سفر پر بھی قصر کی اجازت دیدی۔ جمہور علماء کے نزدیک انکی یہ رائے غلط ہے کس لئے کہ اگر نص کو بالکل مطلق رکھا جاوے
تو ایک محلہ سے دوسرے محلہ جانے مین بھی بحکم اذا ضربتم قصر کرنا چاہیئے حالانکہ اس کا اسلام مین کوئی بھی قائل نہین اور اگر نص کو متقرر کیا جاوے
تو ضرور وہی معنے مراد لئے جاوینگے جو پیغمبر علیہ السلام اور صحابہ نے اس لفظ سے سمجھے ہین اور وہ ایک مقدار خاص ہے جسکو عرف مین سفر کہہ سکتے ہین
جسکے اندازہ مین علماء کے مختلف اقوال ہین شعبی اور نخعی اور سعید بن جبیر کہتے ہین کہ اقل مرتبہ تین روز کا راستہ ہونا چاہیئے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا
قول ہو کیونکہ مسلمؒ نے علی رضؓ سے روایت کی ہے کہ مسافر کے لئے مسح خفین مین تین رات دن کا حکم ہے جس سے سفر کی اقل حد تین رات دن سمجھی گئی۔ امام مالکؒ اور
امام شافعیؒ کے نزدیک اقل مرتبہ یہ سفر چار بُرد تک ہونا چاہیئے ہر ایک بُرد چار فرسخ کا اور ہر ایک فرسخ تین میل کا اُن میلون سے جو ہاشم جد رسول اللہ صلعم نے
قدم قایم کیئے ہین وہ میل بارہ ہزار قدم کا ہے امام شافعیؒ فرماتے ہین یہ قصر رخصت ہے خواہ دو امام مسافر چار پڑھے خواہ دو امام ابو حنیفہ فرماتے ہین قصر کرنا واجب ہے
یہان تک کہ اگر مسافر چار رکعت پڑھے اور دو کے بعد بقدر تشہد نہ بیٹھے گا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ یعلی بن اُمیہ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ مین نے قصر کے بارہ مین
عمر رضؓ سے پوچھا انھون نے کہا مین نے بھی رسول اللہ صلعم سے استفسار کیا تھا کہ اب تو امن ہوگیا قصر کی کیا ضرورت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا یہ خدا کا صدقہ ہو
کہ جو تمکو عنایت ہوا سو تم اسکو قبول کرو اسکے بعد و اذا کنت فیہم فاقمت لہم الصلوٰۃ سے لیکر ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا تک صلوٰۃ خوف کا مسئلہ
بیان فرماتا ہے ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک یہ حکم آنحضرت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اذا کنت فیہم کی قید موجود ہے جمہور کے نزدیک حکم عام ہو

ہے کہ مفہوم
ن کے اہل تحقیق
ل نہین ۱۲

صلوٰۃ خوف

صلوٰۃ الخوف کی صورت یہ ہو کہ امام قوم کے دو ٹکڑے کرے اور انمین سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھا وے پھر جب یہ گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے تو پھر کیا کرے اسمین مختلف اقوال ہین (ایک یہ) کہ یہ گروہ ایک رکعت کے بعد سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ مین چلا جائے اور جو دشمن کے مقابلہ مین تھے وہ آکر صرف ایک رکعت امام کیساتھ پڑھکر سلام پھیر دین امام کی دو رکعت قوم کی ایک ایک ہوگی یہ قول مجاہد اور جابر بن عبداللہ کا ہے (دوم) یہ کہ اول گروہ کو امام دو رکعت پڑھائے وہ سلام پھیر کر مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تھے وہ آوین انکو بھی امام دو رکعت پڑھا وے یہ حسن بصری کا قول ہے امام دو بار پڑھے گا (سوم) یہ کہ امام ایک گروہ کو ایک رکعت پوری پڑھا کے اور پھر جیسا کھڑا رہے اور یہ لوگ اپنی دوسری رکعت از خود تمام کر کے سلام پھیر کے دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین اور جو مقابلہ مین تھے وہ آکر امام کیساتھ رکعت اخیر مین شریک ہو جاوین اور جتنی دیر تک وہ دوسری رکعت جو فوت ہوئی تھی تمام کرلین امام تشہد مین بیٹھا رہے پھر امام سلام پھیرے یہ بھی امام کے ساتھ سلام پھیرین یہ قول سہل بن ابی حثمہ کا ہے اور یہی مذہب امام شافعیؒ کا ہے (چہارم) یہ کہ ایک گروہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھکر مقابلہ مین چلا جائے اور سلام نہ پھیرے اور جو لوگ مقابلہ مین تھے وہ آکر اخیر رکعت مین شریک ہو جاوین اور ایک رکعت پڑھکر دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین پھر اول گروہ آکر وہ جو ایک رکعت فوت ہوئی ہے اسکو تمام کر کے دشمن کے مقابلہ مین چلے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے فرق یہ ہو کہ اول گروہ نے اول الصلوٰۃ کو پایا اور دوسرے نے اخیر کو یہ عبداللہ بن مسعود اور امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے یہ سب صورتین احادیث سے ثابت ہین رخصت کا دائرہ وسیع کرنیکو آنحضرتؐ نے مختلف طور پر صلوٰۃ خوف ادا کی ہے۔ آن آیات سے یہ چاروں صورتین ثابت ہوسکتی ہین اب ہم آیت کی تفسیر کرتے ہین واذا کنت فیھم ای نبی جب تم مسلمانونکے لشکر مین ہو اور حالت خوف کی ہو جیسا کہ غزوہ ذات الرقاع اور ذات نخل مین یہ معاملہ پیش آیا کہ لشکر اسلام کی پشت قبلہ کی طرف تھی تو آنحضرتؐ نے بوقت نماز یہ حکم دیا کہ وہ ٹکڑے ہو جاوین چنانچہ ایک دشمن کے سامنے رہا اور ایک نے نبی علیہ السلام کیساتھ نماز پڑھی فلتقم طائفۃ منھم معک انکے دو گروہ ہو کر انمین سے ایک گروہ نماز مین آپکے ساتھ کھڑا ہو اور ایک دشمن کے سامنے ہو۔ ولیاخذوا اسلحتھم یعنی جو لوگ نماز مین آپکے ساتھ ہون ہتیار رکھو لکر نہ کھڑے ہون جیسا کہ تلوار خنجر و پیش قبض بندوق کیونکہ اگر حاجت پڑے تو دقت پیش آوے اور ممکن ہے کہ یہ خطاب اس جماعت کے لیے ہو کہ جو دشمن کے مقابلہ مین ہے اور راجح یہ ہے کہ دونون کے لئے خطاب ہے فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم یعنے جو نماز مین نہین ہین ان کو چاہیے کہ حراست کے لئے نمازیون کے پیچھے سے دشمن کے مقابلہ مین کھڑے ہون یا جو لوگ نماز مین ایک رکعت پا چکے ہین وہ اب جو نماز پڑھ رہے ہین انکی حراست کے لئے دشمن کے سامنے کھڑے ہووین۔ ولتأت طائفۃ اخرٰی لم یصلوا فلیصلوا معک یعنے وہ گروہ جسنے ہنوز نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز نہین پڑھی بلکہ وہ اول ہی سے مقابلہ مین تھے یعنے گروہ دوم وہ بقایا نماز مین نبی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہو جاوین اور پھر ان سبکو حکم ہے کہ ولیاخذوا حذرھم۔ کہ اپنے بچاؤ کی چیزین زرہ وغیرہ ساتھ لئے رہین۔ بعض کہتے ہین حذر سے مراد ہوشیاری ہے واسلحتھم جمع سلاح یعنے ہتیار بھی نہ اتارین کیونکہ دوسری رکعت مین کفار کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ نماز مین ہین اور دفعۃً حملہ کرنا چاہین گے جیسا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ والذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم وامتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ۔ مگر اسکے ساتھ مرض یا بارش[1] وغیرہ عوارض کی وجہ سے ہتیار رکھدینے کی بھی اجازت ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ ولا جناح علیکم الخ فاذا قضیتم الصلوٰۃ یعنے جب نماز سے فراغت پاؤ تو ذکر الٰہی سے غافل نہو جایا کرو بلکہ کھڑے بیٹھے لیٹے اللہ کو یاد کیا کرو بعض کہتے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ اگر جنگ سخت ہو اور صلوٰۃ خوف کی بھی مہلت نہو تو پھر جس حال مین ممکن ہو یاد الٰہی کرلو اور فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوٰۃ جب امن ہو جاوے تو اس نماز کو جو جنگ مین فوت ہوئی قایم کرو پھر آیت کو نماز کی تاکید پر تمام کرتا اور یہ بتلاتا ہے کہ یہ سب باتین عارضی تھین اصل یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ اسکے وقت پر قایم کیا کرو کیونکہ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اے فرضا موقتا دکبیر) مکتوبا محدودا باوقات معلومۃ (مدارک) اسکے بعد پھر جہاد کی ترغیب دیتا ہے کہ تمسے اللہ نے فتح و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور اس سے تمکو وہ امید ہے جو کفار کو نہین پھر کیون انکی لڑائی سے سستی کرتے ہو ولا تھنوا الخ ونرجون الخ

[1] بارش مین ہتیار بھیگ جاتے ہین۔ اور نیز کہ طبے بھی ایسی حالت مین خصوصًا نماز کے دقت ہتیار طبیعت کو گران معلوم ہوتے ہین ۱۲ منہ

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ

بیشک ہمنے آپ پر کتاب برحق نازل کی ہے کہ جیسا کچھ خدانے تمکو بتایا ہے اُسی کے موافق لوگون کے جھگڑے فیصلہ کیا کرو اور دغابازون کی طرفداری نہ کیا کرو اللہ سے معافی

اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ

مانگاکرو کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ اپنی آپ خیانت کررہے ہین آپ اُنکی طرف سے نہ جھگڑین کیونکہ اللہ کو کوئی بھی دغاباز گناہگار

خَوَّانًا أَثِيمًا ۝ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ

پسند نہین لوگون سے مخفی کرسکتے ہین (مگر) اللہ سے مخفی نہین کرسکتے کیونکہ جب وہ راتون کو بیہودہ باتین کیا کرتے ہین اسوقت بھی (اللہ) انکے ساتھ

الْقَوْلِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ

ہوتا ہے اور اللہ نے اُنکے عمل کا احاطہ کر رکھا ہے بھلا دیکھو تو دنیا مین تو تم انکی طرف سے جھگڑتے ہو لیکن قیامت مین انکی

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ

طرف سے کون جھگڑیگا یا کون انکا وکیل بنے گا اور جسنے بُرا کام کرلیا یا اپنے نفس پر ظلم کرلیا پھر اس نے اللہ سے معافی چاہی

يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

تو وہ اللہ کو بھی معاف کرنیوالا مہربان پاویگا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو اپنی ہی (خرابی) کے لئے کرتا ہے اور اللہ کو تو سب خبر اور حکمت معلوم ہے

وَمَن يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝

اور جو کوئی خطا یا گناہ کرکے پھر اسکو کسی بے گناہ کے ذمہ لگاتا ہے تو وہ بڑا بہتان اور صریح گناہ اُٹھاتا ہے

ترکیب

اراک اللہ کا مفعول اول ک اور ثانی محذوف ہے اے اراکہ یرم بہ کی ضمیر اثما کی طرف راجع ہے اور خطیئۃً حکم اثم مین ہے اور بعض کہتے ہین یکسب سے جو کسب سمجھا جاتا ہے اُسیکی طرف پھرتی ہے۔

تفسیر

پچھلی آیتون مین جہاد کے اندر نماز کا حال اور پھر جہاد کی ترغیب بیان ہوئی تھی جس سے مخالفون پر حق وناحق وقت بے وقت زیادتی کرنے کا خیال عام طبائع مین پیدا ہونے کا احتمال تھا کس لئے کہ عام طبائع مین یہ جبلی بات ہے کہ جب انکو جنگ کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے تو اپنی طرف سے اور بھی شدت وسختی محل بے محل کرنے کی خواہش کیا کرتے ہین کیونکہ افراط وتفریط انسان کی طبیعت مین خمیر کی گئی ہے اس لئے اسکے بعد ان آیتون مین اسبات کی تہدید کی گئی ہے کہ جہاد اور قتال اپنے موقع پر ہے باقی ہر ایک معاملہ مین مومن وکافر یگانہ وبیگانہ کا لحاظ نہین بلکہ حق اور انصاف کو معاملات مین موافق قانون الٰہی یعنے کتاب اللہ کے ملحوظ رکھنا چاہئے ان آیات کا مطلب صاف سمجھ مین آنا ایک قصہ یا واقعہ کے سننے پر موقوف ہے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مین ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے گذرا جسپر یہ آیتین نازل ہوئین اور وہ قصہ ان آیات کا سبب نزول ہے اور وہ یہ ہے کہ مدینہ مین طعمہ بن ابیرق ایک شخص بظاہر مسلمان اور درپردہ خراب آدمی تھا اُسنے قتادہ بن نعمان کی زرہ چُراکر ایک یہودی کے ہان رکھدی اتفاق سے وہ زرہ اُس یہودی کے ہان سے برآمد ہوگئی یہودی نے کہدیا کہ مین نے نہین چُرائی بلکہ میرے پاس طعمہ رکھ گیا ہے طعمہ سے پوچھا تو وہ صاف انکار کرگیا اور قسمین کھانے لگا کہ مین نے ہرگز نہین

---

[1] جو دغابازی اور خدا کی نافرمانی کرتے ہین درحقیقت وہ اپنے حق مین بُرا کرتے ہین کس لئے کہ اسکا وبال اور انجام کار انہی پر پڑتا ہے ۱۲ منہ ف ان آیات مین مدینہ کے منافقون کی طرفداری وحمایت پر عتاب ہے منافق بڑے چرب زبان تھے انکی باتون سے

[2] بعض مسلمان انکی طرف سے وکالت کیا کرتے تھے کہ یہ ایسے نہین اُنکو منع کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

چُرائی اور اسمین طعمہ کے بھائی بند اور اکثر مسلمان اسکو مسلمان سمجھکر مددگار بنکر جھگڑنے لگے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو بھی یہودی کو ملزم
ٹھہرانے لگے اور چوری کی سزا کا وہی بیچارہ مستحق ٹھہرنے لگا چونکہ بظاہر یہودی کے گھر سے مال برآمد ہوا تھا اور یہودی کے قول پر کوئی گواہ یا دلیل
بھی نہ تھی کہ طعمہ نے اسکو دی ہے اسلئے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال بھی اس باب مین یہودی کی طرف تھا کہ غالبًا اسنے چُرائی ہو کیونکہ وحی تو ہنوز
اس امر مین نازل ہوئی نہ تھی کہ غیب کا حال منکشف ہوتا اسمین قریب تھا کہ یہودی کو قطع ید کی سزا دیجائے کہ یہ آیت نازل ہوئی جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔
انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ولا تکن للخائنین خصیما کہ ہمنے اے نبی آپکے اوپر قرآن برحق اسلئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگون مین اسکے مطابق جو اللہ نے آپکو سمجھایا ہے فیصلہ کیا کرین اور
خیانت کرنے والون طعمہ وغیرہم کی طرف سے جوابدہی اور جھگڑا نکیا کرین بلکہ اس قصد سے واستغفر اللہ خدا سے معافی چاہو کیونکہ وہ غفور رحیم ہے پھر اس حکم کی
تاکید کرتا ہے۔ ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم کہ آپ ان خیانت کارون کی حمایت نکرو گنہگار یا چور بغیر کی تو خیانت کرتا ہی ہے مگر دراصل اپنے نفس کی بھی
خیانت کرتا ہے کہ اپنی نعماء جنت وعیش آخرت کو برباد کرتا ہے کیونکہ ان اللہ لا یحب من کان خوانا اثیما خدا کو کسی دغاباز خائن گناہگار سے محبت نہین
خوان مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس سے طعمہ وغیرہ کیطرف اشارہ ہے اگرچہ بظاہر اُسنے ایک خیانت کی تھی مگر انکار کرنا اور کسی بے جرم پر جرم لگانا یہ بھی خیانت ہے
علاوہ اسکے بعض روایات سے ثابت ہے کہ طعمہ ہاتھ کاٹنے کی سزا سے ڈرکر مرتد ہوکر مکہ چلا گیا اور پھر وہان بھی اسنے کسی کے گھر مین نقب لگائی دیوار گر پڑی دبکر مرگیا
اسلئے اسکو خوان اثیم کے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ آگے انکی خیانت کے ثبوت مین فرماتا ہے یستخفون من الناس کہ وہ اس امر کو شرم یا ڈر کے مارے چھپاتے ہین
مگر اس سے کیا ہوتا ہے ولا یستخفون من اللہ خدا سے نہین چھپا سکتے اُسپر ہر راز منکشف ہے پھر اسکا ثبوت دیتا ہے وہو معہم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول
کہ جب وہ رات کو ناپسند باتین بناتے تھے تو وہ اُنکے ساتھ تھا بیت کے معنے ہم بیان کرچکے ہین اور بیت کے معنے شب گذارنے کے بھی ہین جس سے اُس مخفی بات کیطرف
اشارہ ہے جو طعمہ نے زرہ برآمد ہونیکے وقت کی تھی وہ یہ کہ رات کو ایک گوشہ مین بیٹھکر طعمہ نے اپنے بھائیون دوستون سے یہ کہا کہ مین یہودی کے ذمہ لگا دونگا اور قسم
کھا جاؤنگا تم بھی میری اس امر مین اعانت کرنا اسکے بعد عمومًا اُن مسلمانون کو تنبیہ کرتا ہے جو طعمہ کے اسکی ظاہری دینداری کیوجہ سے طرفدار ہوگئے تھے ہا انتم
ہؤلاء جادلتم عنہم فی الحیٰوۃ الدنیا تم انکی طرف سے دنیا مین تو جھگڑتے حمایت کرتے ہو مگر فمن یجادل اللہ عنہم یوم القیامۃ ام من یکون علیہم وکیلا قیامت کو
کون اُنکی طرف سے جھگڑیگا اور کون ان کا وکیل بنے گا (بلکہ کوئی بھی نہین) جبکہ تہدید فرما چکا تو اسکے بعد توبہ کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے
اور ترغیب کے لئے تین جملے کس حکمت بالغہ سے ذکر کئے جاتے ہین (۱) ومن یعمل سوءًا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفورا رحیما۔ سوء سے مراد بری بات
ہے کہ جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے جیسا کہ طعمہ کا فعل چوری اور تہمت اور ظلم نفس سے مراد وہ گناہ کہ جو اپنے نفس سے خاص ہو جیسا کہ زنا وغیرہ اس
آیت مین عمومًا خدا تعالیٰ بندون کو اذن عام دیتا ہے کہ جو گنہگار ہماری جناب عالی مین معافی چاہیگا تو ہم اُسکو معاف کردینگے ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی
نیست ؏ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ؏ بعض علماء کہتے ہین کہ استغفار کے ساتھ توبہ بھی شرط ہے (۲) ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علیٰ نفسہ وکان اللہ علیما حکیما۔ کہ اے
بندے گنہگار تیرے اس گناہ سے ہمارا کچھہ ضرر نہین ہوا بلکہ خاص تیرا ہی ضرر ہے پھر کیون معافی نہین چاہتا اگر تو دل مین نادم اور پشیمان اپنے فعل سے ہوگا
تو ہم علیم وحکیم ہین معاف کر دینا ہمارے علم وحکمت کا مقتضا ہے (۳) ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بہتانا واثما مبینا خطیئۃ گناہ صغیرہ اثم کبیرہ
اسمین اس بات کو جتلایا جاتا ہے کہ گناہ کرکے دوسرے بیگناہ کیطرف منسوب کرنا جیسا کہ طعمہ نے کیا یہ کوئی برات کیوجہ نہین کہ اس سے آدمی عند اللہ وعند الناس بری ہوجایا کرے بلکہ اسکی تدبیر
وہی توبہ واستغفار ہے اور یہ جو گنہگار تدبیر سوچتا ہے یہ اسکے حق مین دنیا اور آخرت مین مضر ہے بہتان سے اشارہ دنیا کی ندامت اور اثم مبین سے آخرت کی ندامت کیطرف ہے

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا

اور (اے نبی) اگر تمپر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت نہوتی تو انمین سے ایک جماعت نے آپکے بہکانیکا قصد کرہی لیا تھا اور تمکو تو وہ کیا گمراہ کرتے گمراہ اپنے ہی آپ کو اور نہ وہ

يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ

تمکو کچھہ ضرر دے سکتے ہین اور اللہ نے تمپر کتاب اور حکمت نازل کی اور تمکو وہ باتین سکھائین کہ جنکو تم نہین جانتے تھے اور (اے نبی) تمپر اللہ کا بڑا ہی فضل رہا ہی

عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ

الثلثة

(تمہارے مقابلہ مین) انکے اکثر مشورے بیکار ہین مگر اسکا کہ جو خیرات یا نیک بات کا یا لوگون مین باہم اصلاح کرنیکا مشورہ دے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

اور جو ایسی باتین خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے تو ہم اُسکو عنقریب اجر عظیم دینگے اور جو کوئی ہدایت ظاہر ہو چکے بعد بھی رسول کی

مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

ع ۱۶

نا فرمانی کرتا اور مسلمانون کے برخلاف طریقہ پر چلتا ہے تو ہم بھی اسکو اسی رستہ پر چلائے جائین گے اور اسکو آگ مین لیکر ڈالینگے اور وہ جہنم بہت ہی بری جگہ

اجماع امت کا حق ہونا ۱۲

ترکیب

لہمت جواب لولا۔ ما یضرونک من شئ۔ من زائدہ ہے وشئی بمعنے ضرر ہوکر مفعول مطلق ہی۔ من نجویٰہم صفت ہے الا من امر استثنا ر لاخیر فی کثیر من نجویٰہم سے ہی۔ نجویٰ مصدر ہے بمعنے مشورہ اور بمن ذات اشخاص کے لئے تو استثنا منقطع ہوگا اور یہ بھی بلغاء کے کلام مین بکثرت مستعمل ہے اور نجویٰ کا اطلاق کبھی مشورہ کرنے والون پر بھی ہوتا ہے جیساکہ آیا ہے اذہم نجویٰ اس صورت مین استثنا متصل ہوگا موضع جر مین بھی اور نصب مین بھی۔

تفسیر

ان آیات مین بھی اُسی واقعہ کیطرف بطور تکملہ او تتمہ کے اشارہ ہی فرماتا ہی کہ اگر خدا کا تمپر فضل ورحمت نہوتی تو ایک گروہ نے انمین سے (یعنی طعمہ اور اُسکے اقارب نے) اے نبی تمکو بہکا دینیکا قصد ہی کر لیا تھا کہ آپ سے یہودی پر ظلم کرا دین لیکن ہمیشہ آپکے شامل فضل رہا ہی اُسنے وحی اور الہام سے تمکو مطلع کیا اور وہ جو آپکے بہکانے کا قصد کرتے ہین در اصل وہ اپنے ہی تئین گمراہ کرتے ہین آپکا کچھ بھی ضرر نکر سکینگے (اسمین آنحضرت کی عصمت کیطرف اشارہ ہی) اللہ نے تمپر کتاب اور حکمت نازل کی اور بہت سے احکام و شرائع جو تم نہین جانتے تھے تمکو بتلائے اُسکا تمپر بڑا ہی فضل رہا ہی حقیقت مین انسان کو خدا کیطرف سے نعمت وحی اور الہام اور کتاب وحکمت کا ملنا اور پھر اقتدار پاکر یگانہ بیگانہ مین عدل و انصاف بھی قایم کرنا اور دنیا مین مکارم اخلاق کی تعلیم پر صبر و برداشت کرنا ایذائین جھیلنا بھی بڑی نعمت ہی اور بڑا فضل ہے۔ طعمہ اور اُسکے اقارب جو اس امر مین خفیہ سرگوشی کیا کرتے تھے جسکو نجویٰ کہتے ہین اسکی نسبت فرماتا ہے کہ یہ سرگوشی اور خفیہ باتین اسلام اور دین حق مین کچھہ نہین جو بات ہو کھلم کھلا او صاف ہونی چاہئے ہان اگر نجویٰ سے کوئی خیر مقصود ہو تو مضایقہ نہین اسکے بعد خیر کی تین قسم ذکر فرماتا ہے جو تمدن اور آخرت کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہین کس لئے کہ خیر یا دوسرے کو نفع پہنچانے مین ہے یا دفع ضرر مین اور خیر یا جسمانی ہے جیساکہ مال کا دینا اسکی طرف امر بصدقہ مین اشارہ ہے یا خیر روحانی۔ اسکی دو قسم ہین تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ یعنے علم و عمل ان کے مجموعہ کی طرف او معروف مین اشارہ ہی یا دفع ضرر کے لئے تو اسکا او اصلاح بین الناس مین اشارہ ہے۔ اسکے بعد یہ بتلاتا ہے کہ ان مین بھی ریاکاری نہو بلکہ خاص لوجہ اللہ یہ باتین ہونی چاہئین پھر رسول کی نافرمانی اور مسلمانون کی جماعت سے علیحدگی کی بُرائی کا بد نتیجہ بتایا جاتا ہے کہ ایسے شخص کی سزا جہنم ہے جیساکہ طعمہ نے علیحدگی اختیار کی اور مکہ مین مرتد ہوکر مرگیا۔ اس آیت مین اجماع امت کے برحق ہونے کا ثبوت ہے اور یہ کہ اجماع کا مخالف گناہگار ہے جیساکہ احادیث مین آیا ہے۔

لہ ان نجویٰ مین نجویٰ بھی اچھا ہے صدقہ مین اسلئے کہ ظاہر کرنے مین لینے والے کو عار ہوگا نیک نصیحت مین انتشار اسلئے بہتر ہے کہ ظاہر مین اسکی فضیحت ہی اصلاح باہمی مین اسلئے کہ ظاہر کرنے مین آنا جھگڑا ہو اصلاح کے باعث مین فوت ہو جانے مین ۱۲

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

اللہ اس بات کو تو ہرگز نہین بخشیگا کہ اسکے ساتھ شریک کیا جاوے اور اسکے سوا جسے چاہیے گا معاف کر دیگا اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو وہ بڑی دور کی گمراہی مین جا پڑا

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ۝ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ

وہ مشرکین اسکے سوا تو عورتون کو ہی پکارا کرتے ہین اور کسی کو بھی نہین پکارا کرتے مگر شیطان مردود کو کہ جسپر خدانے لعنت کر دی ہی اور وہ کہہ چکا ہی کہ مین ضرور تیرے بندون مین سے

نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ

ایک حصہ مین اپنا مقرر کر لونگا اور یہ کہ مین انکو گمراہ ہی کر کے رہونگا اور انکو جھوٹی امیدین دلاؤنگا اور حکم دونگا کہ جانورونکے کان چیر کرو اور ان کو سکھاونگا کہ وہ اللہ کی بنائی ہوئی

اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۝ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ

صورت بدلا کرینگے اور جسنے خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنالیا سو وہ تو کھلم کھلا خسارہ مین پڑ گیا اور انکو امیدین دلاتا ہی وہ انکو وعدے دیا کرتا ہے اور شیطان کے جو وعدے ہوتے ہین

اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ

تو صرف دہوکہ ہی دہوکہ ہوتے ہین یہی ہین کہ جنکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہان سے نکل جانے کا کوئی رستہ بھی نہ پاوینگے اور جو ایمان لائے اور انہون نے اچھے کام کئے سو انکو ہم جلد ہی باغون

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ۝

داخل کرینگے کہ جنکے نیچے نہرین بہتی ہونگی وہ انمین ہمیشہ رہا کرینگے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ کون بات کا سچا ہے

ترکیب

اللہ اسم ان لا یغفر خبر ان یشرک بہ مفعول ہی یغفر کا لمن کا لام یغفر سے متعلق ہی۔ اناثا جمع انثی علی فعال ویرد ابہ کل ما لا روح لہ من الاحجار والاصنام والشمس ویمکن ان یقال انہم کانوا یعبدون الخبائث من الشیاطین والارواح الغیر المرئیۃ ویستعینون بہا دینا ودنیا فی کل شدۃ وغمرۃ لعنہ اللہ صفت ہے شیطانا کی اور ممکن ہی کہ مستانفہ ہو جملہ بد دعا کے لئے لاتخذن الخ مقولہ شیطان ہے۔

تفسیر

اگلی آیتون مین گناہ کی معافی کیطرف اشارہ تھا یہان اس بات کی تصریح ہی کہ گناہون مین شرک ایسا سخت گناہ ہی کہ جسکی سزا ابدی جہنم ہی یہ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہین ہوتا ہان اسکے سوا اور جس گناہ کو چاہیگا خدا بغیر توبہ کے بھی اپنی رحمت سے بخشدیگا۔ پھر اسکی وجہ ذکر فرماتا ہے ومن یشرک الخ کہ اس عالم مین ہر ایک عاقل مخلوقات اور اسکے مصنوعات پر غور کرکے یہہ کہہ سکتا ہے کہ اس تمام عالم اور اس کل کائنات کا پیدا کرنے والا ایک شخص ہی یعنے اللہ تعالے اور ہر چیز نبی ولی فرشتہ جن چاند سورج اپنی ذات اور کمالات مین ہر دم اسکے دست نگر اور محتاج ہین پھر جو کوئی ممکنات مین سے کسی کو خدائی مین شریک کریگا تو اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو راہ عقل سے ہزارون کوس دور پڑا ہی ضل ضلالا بعیدا سو یہ بغاوت ہی اگر اس سے توبہ و استغفار نکریگا تو یہ جرم ہرگز عفو نہوگا اور ضلالا بعیدا کی دوسری وجہ یہ ذکر کرتا ہی ان یدعون الخ کہ یہ مشرک دو قسم کے لوگ ہین بعض تو اپنی بزرگون اور ملائکہ یا قوی مدبر عالم کو اپنی نزدیک ایک خیالی صورۃ پتھر یا پیتل یا کسی اور چیز کی بنا کر پوجتے ہین اور خیالی تصویرین ہین انکو بوقت پرستش یا بوقت حاجت حاضر جانتے ہین دوسرے وہ ہین کہ تصویرات تو نہین بناتے بلکہ جن بھوت ملائکہ ارواح غیر مرئیہ کو عالم کا مدبر کارکن سمجھکر انکی پرستش کرتے و نذر و نیاز کرکے انکو پکارتی ہین اور انکو سمجھتے ہین سو اول گروہ کی نسبت فرماتا ہی ان یدعون من دونہ الا اناثا کہ وہ بتون کو پکارتے ہین یعنی جنکو وہ حاضر سمجھ کر پکارتے ہین وہ کہان ہین؟ یہ تو انہین بتون کو پکار رہے ہین عرب کے بت پرست اپنے خیالی معبودون کو عورتونکے نام سے نامزد کیا کرتے تھے جیسا کہ لات اللہ کی تانیث اور عزی عزیز کی تانیث ہی حسن کہتے ہین کہ ہر ایک قبیلہ کا ایک بت تھا جسکو وہ انثی کہتے تھے انثی بنی فلان اور اسکو عائشہ کی وہ قرات کہ جسمین اوثانا کی جگہ اوثانا ہی موید ہی ہندوستان مین بھی کالی بھوانی لاٹون والی

بہت سی عورتین پوجی جاتی ہین -

دوسرے گروہ کی نسبت فرماتا ہے وان یدعون الا شیطانا مریدا کہ وہ گو اپنے نزدیک اُن ارواح غیر مرئیہ جن بھوت ملائکہ کو پوجتے ہین اور حاضر اور موجود جانتے ہین مگر وہان بجز شیطان کے کہ جسپر خدا نے لعنت کی ہے اور کچھ نہین ہوتا اور جو کچھ کبھی ان لوگون کو کوئی بات معلوم ہوجاتی ہے سو وہ بھی اسی کے کرشمے ہوتے ہین -

اسکے بعد شیطان کے چند اقوال نقل کرتا ہے اوسکی مذمت کے لئے - خواہ یہ بات شیطان نے زبان حال سے کہی ہو خواہ زبان مقال سے اسوقت بن کہی ہو جبکہ وہ آدم کے سجدہ نکرنے سے راندہ گیا تھا -

(۱) لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا فرض لغت مین قطع کو کہتے ہین جس سے مراد مقدر اور معین ہے یعنے مین تیرے بندون مین سے ایک جماعت معین کو اپنے حصہ مین لے لونگا وہ میرے کہنے پر چلین گے یہہ وہ لوگ ہین کہ جو اس کے وسواس اور خطرات کی پیروی کرتے ہین -

(۲) ولاضلنہم یعنے لوگونکو راہ راست سے گمراہ کردونگا -

(۳) ولامنینہم کہ مین اون کے دلون مین طرح طرح کی آرزوئین اور امیدین دلاؤنگا اور جب انسان کے دل مین اس قسم کی بیجا آرزوئین پیدا ہوتی ہین تو ان سے حرص اور طول امل پیدا ہوتا ہے جو آدمی کو اخلاق ذمیمہ پر برانگیختہ کرتا ہے اس لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کی حرص اور خواہشین جوان ہوتی جاتی ہین یہ دونون وصف انسان کے اندر نہایت بد اور تمام گناہونکا سرچشمہ ہین کس لئے کہ طول امل کی وجہ سے دلمین اس بات کا خیال بھی نہین آتا کہ کبھی مجھے اس دار فانی سے کوچ بھی کرنا ہے اسپر اسکے دلی امیدونکا محیط ہونا کہ جو کسی کو ساری حاصل نہوئی ہین نہون گی اسکو خلق کی ایذا رسانی جھوٹ ظلم دغابازی وغیرہ باتون مین مبتلا کرتا ہے کیونکہ یہ جانتا ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو میری یہ آرزو حاصل ہو جائے پھر اوس کے دل مین نکسی کا وعظ اثر کرتا ہے نہ کوئی عبرتناک بات اثر کرتی ہے -

---

۱؎ مشرکین عرب خیالی ارواح کو پکارتے تھے اور اُنکو خدا کی بیٹیان سمجھتے تھے جیسا کہ ہندو دیویون کو پوجتے ہین ۱۲

۲؎ کہ باوجود خدا کے بندے ہونے کے شیطان کے ہی حکم بردار ہون گے ۱۲

۳؎ شیطان جہان بنی آدم کے دل مین طرح طرح کے خیالات فاسدہ پیدا کرتا ہے ایسا کروگے تو یون ہوگا فلان معبود کو پکاروگے تو رستگاری کریگا اولاد اور مواشی مین ان کے نذر و نیاز کروگے تو برکت ہوگی اسی قسم سے تھا جو وہ مکہ کے کافرون کے دلمین ڈالتا تھا کہ بتون کی نذر و نیاز کے لئے جانورون کے کان چیر ڈالتے تھے اور داغ دیکر ان کی شکل بگاڑ دیتے تھے اس سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ یہ بتون اور غیر اللہ کے نام سے مخصوص ہوجائین اب بھی جاہلون بلکہ جاہل مسلمانون مین بھی ایسے ہی دستور ہین صرف فرق یہ ہے کہ بتون کی جگہ صلحاء و اولیاء کرام کے نام سے ایسا کیا جاتا ہے ۱۲ منہ

۴؎ کیونکہ انسان کی سعادت و شقاوت قوت نظریہ و عملیہ کی تکمیل و تخریب پر موقوف ہے اور قوت نظریہ ہی بڑی چیز ہے مرنے کے بعد علم و ادراک ہی رہجاتا ہے پھر جس نے قوت نظریہ کو اس درجہ خراب کیا کہ خدائے واحد کے ساتھ اورون کو شریک کیا ہے تو اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوسکتا ہے زنا چوری جس قدر بداعمالیان ہین ہر چند بری ہین مگر قوت عملیہ کا نقصان ہے جو بمقابلہ اسکے کچھ ہی نہین اسی لئے نجات کا مدار بھی تکمیل قوت نظریہ پر رکھا گیا ہے جس کا خلاصہ توحید و اقرار رسالت ہے جو کوڑ مغز اس سر سے واقف نہین وہ اعتراض کرتا ہے ۱۲ منہ

(۴) ولآمرنھم فلیبتکن اٰذان الانعام تبک کے معنے کاٹنے کے ہین بولتے ہین سیف باتک اے قاطع - یعنی لوگون کو سکھاؤنگا کہ وہ بتون کی قربانی کے لیئے جانورون کے کان کاٹا کرین گے عرب کے بت پرستون مین یہ بھی دستور تھا کہ وہ اپنے خیالی معبودون کی نذر و نیاز اور قربانی کے لئے جانورون کے کان کاٹ ڈالتے تھے اور یہ فعل اللہ کی نظر مین نہایت فسق اور ناپاک تھا -

(۵) ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ یعنی اون کو یہ بات بھی سکھاؤنگا کہ وہ مخلوق آلہی کو متغیر کرینگے -

مفسرین کے اس مین دو قول ہین - اوّل سعید بن جبیر و سعید بن المسیب و حسن و ضحاک و مجاہد و سدی کا قول ہے کہ تغیر خلق اللہ سے یہ مراد ہے کہ اللہ نے ہر ایک انسان کی اصل فطرت مین راستی اور توحید پیدا کی ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین و ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الحدیث کہ ہر شخص اصلی حالت مین فطرت پر پیدا ہوتا ہے جسکو اسلام کہا جاتا ہے مگر پھر شیطانی خیالات اور قوت وہمیہ کی وجہ سے وہ کفر و بدعت مین پڑکر مخلوق آلہی مین تغیر کر دیتا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے مراد حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دینا ہو دوم اسکو ظاہر پر محمول کیکے اس سے یہ مراد لی ہے کہ انسان مین تغیر یہ ہے کہ جینے کی امید سے اسکے کان یا ناک چھیدتے تھے اور عورتین تزین کے لیئے بالون مین چٹیلا لگاتی تھین اور گودواتی تھین دانتون کو ریت کر باریک و مہین کرتی تھین مرد کو خصی کرتے تھے خواجہ سرا بناتے تھے اس مین ڈاڑھی منڈانا بھی آگیا اور جانورون کے کان چیرتے تھے اور اس سے یہ بھی مراد ہے کہ ارواح بشریہ اس عالم مین بطور سفر کے اس لیئے آتے ہین کہ کمالات حاصل کر کے پھر اس عالم قدس مین جا ہین اب غضبانی اور شہوانی اور وہمانی باتون سے روح کو تیرہ و ناپاک کر دینا تغیر خلق اللہ ہے -

ان باتون سے شیطان کی غرض ضرر اور مرض دینی پیدا کر دینا ہے سو وہ غالبًا یا تشویش سے یا نقصان یا بطلان سے ہوتا ہے پس تشویش کی طرف ولامنینھم مین اشارہ ہے کیونکہ جسکے دل مین اس قسم کی آرزوئین پیدا ہوتی ہین وہ رات دن اسی تشویش مین ہوتا ہے کہ کسی طرح اونکو حاصل کرون اور یہی مرض روحانی ہے اور نقصان کی طرف فلیبتکن اٰذان الانعام مین اشارہ ہے اور بطلان کی طرف ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ مین اشارہ ہے کس لیئے کہ تغیر سے وہ وصف جو مقصود ہوتا ہے باطل ہو جاتا ہے اسکے بعد فرماتا ہے کہ جو خدا کو چھوڑکر شیطان کو دوست بناتا ہے وہ بڑے خسارہ مین رہتا ہے خدا کو چھوڑکر شیطان کو یار بنانا یہی کہ اسکے وسواس پر عمل کرنا الہام آلہی کی طرف متوجہ نہونا اور نقصان کی وجہ ظاہر ہے کہ عالم آخرت مین اس کا انجام ابدی جہنم ہے - اسکے بعد ان امانی دفع کرنے کا علاج بتلاتا ہے اور اس کی حقیقت پر تنبیہ کرتا ہے کہ وما یعدھم الشیطان الا غرورا دھوکے کو کہتے ہین مثلًا کوئی کسی چیز کو لذیذ اور شیرین سمجھکر مونھہ مین ڈالے اور وہ نہایت بدمزہ اور تلخ نکلے سو اسی طرح کے یہ شیطانی وعدے ہین جو شیطان دلمین ڈالتا ہے کہ تو دنیا کے فراہم کرنے مین کوشش کر سو وہ عمر ضایع کرتا ہے مگر پھر بھی سب باتین حاصل نہین ہوتین اور جو ہوئین تو موت کے وقت انکی مفارقت سے نہایت رنج و الم ہوتا ہے اسی طرح وہ کہتا ہے نہ قیامت ہے نہ خدا نہ کوئی اعمال پر جزا و سزا رسول صرف لوگون کے سمجھانے کے لیئے یہ باتین بنایا کرتے ہین پھر جب مرنے لگتا ہے تو ہر ایک بات کو رسول کے کہنے کے موافق دیکھتا اور حسرت کرتا ہے اسکے بعد اہل ایمان اور خدا کے فرمانبردارون کی عمدہ خو بیان فرماتا ہے - والذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت سندخلھم جنٰت تجری الایہ کہ یہ لوگ وہان عالم خلد مین ہمیشہ سرور و راحت پاوینگے -

لَيْسَ بِأَمَانِيِّكُمْ وَلَا أَمَانِيِّ أَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

نہ تو تمہاری ہی آرزوؤن پر کچھ موقوف ہے نہ اہل کتاب کی (بلکہ) جو کوئی برائی کریگا اسکی سزا پاویگا اور اپنے لیے وہ نہ کوئی حمایتی پاسکے گا نہ مددگار

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ۝ ق

اور جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہوگا سو ایسے لوگ جنت مین داخل ہون گے اور انپر تل برابر ظلم نہ کیا جاویگا اور

مَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرٰهِيمَ حَنِيفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيمَ خَلِيلًا ۝

اس سے کس کا بہتر دین ہوسکتا ہے کہ جسنے اللہ کے آگے سر جھکا دیا ہو اور وہ نیکی بھی کیے جاتا ہو اور وہ ملت ابراہیم کا جو یکطرفہ تھا پیرو بھی ہو اور اللہ نے ابراہیم کو دوست

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا ع

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانون مین ہے اور جو کچھ کہ زمین مین ہے اور اللہ کے قابو مین ہر چیز ہے

ترکیب

لیس کا اسم اور خبر دونون محذوف اور بامانیکم خبر سے متعلق ہے ای لیس الامر منوطا بامانیکم من یعمل سوء شرط یجز بہ جواب ولا یجد معطوف ہے یجز بہ پر من ذکر او انثی بیان ہے من کا ومن مبتدار احسن ممیز دینا تمیز ممن متعلق ہے احسن افعل التفضیل سے وہو محسن جملہ حال ہے فاعل اسلم سے واتبع معطوف ہے اسلم پر پھر یہ سب مجموعہ خبر ہے۔

تفسیر

پہلی آیت مین تھا وما یعدہم الشیطان الا غرورا کہ ان لوگون سے شیطان جو کچھ وعدہ کرتا ہے فریب کا کرتا ہے۔ عام ہے کہ شیطان سے ابلیس مراد ہو یا قوت وہمیہ اور اُسکے وعدہ دلمین خیالات باطلہ کہ جو ہر ایک قوم مین خلاف حق چلے آتے ہین مثلا عیسائیون مین یہ ہے کہ تمام گناہ حضرت مسیح علیہ السلام اٹھا کر لیگئے اب ہم شریعت اور حلال حرام کی قید سے آزاد ہین اسیطرح یہودیون مین تھا کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد اور خدا کے پیارے بیٹے ہین نجات اور ہر ایک قسم کی کرامات کے ہم ہی مستحق ہین۔ یا ہندوون مین مشہور ہے کہ برہمن خدا کے گھر اور مکتی کے مالک ہین اور چار قوم برہمن چھتری بیش شودر کے علاوہ سب ملیچھ یعنی ناقابل نجات ہین یا مشرکین کے خیالات تھے کہ ہمارے یہ معبود ہم کو نجات دینگے خواہ ہم کچھ ہی کیون نکرین یا یہ خیالات کہ نہ حشر ہے نہ دوزخ نہ جنت نہ ثواب نہ عقاب یا بعض اہل اسلام کے یہ خیالات تھے کہ گو ہم کبائر کے مرتکب ہون ہم پر کچھ سرزنش نہو گی اسلام کی وجہ سے ہم کو کچھ ضرر نہوگا جیسا کہ مرجیہ عقیدہ رکھتے ہین ان سب کے جواب مین خدا تعالی نے فیصلے کیطور یہ فرمایا ہے کہ کچھ تمہارے خیالات پر ہے نہ اہل کتاب کے جو کوئی گناہ کریگا اُسکی سزا پاویگا اور اس سزا کے روکنے مین نہ اونکا کوئی حامی ہوگا نہ مددگار نہ مسیح علیہ السلام نہ موسی علیہ السلام نہ کوئی اور اور جو کوئی کسی قوم کا ہو نیکی کریگا بشرطیکہ وہ ایمان بھی رکھتا ہو اسکو جنت ملے گی اور اُنکے اجر سے کچھ بھی کم نہ کیا جاویگا۔ حقیقت مین یہی ایک بات انصاف اور قانون عقل کے موافق قرآن اور مذہب کے برحق ہونیکو کافی ہے کیونکہ خدا جب تمام عالم کا خدا ہے تو اُسکو اپنی تمام بندون سے نسبت مساوی ہے انہین حق اور روح افزا تعلیمون کی تلوار نے چند روز مین اگلے مذاہب کو سرنگون کر دیا اور مشرق سے مغرب تک قومین کی قومین اپنی مذاہب باطلہ سے توبہ کرکے اسلام قبول کرتی گئین اور جبکہ نجات اور حیات ابدی کا مدار ایمان پر ٹھہرایا تھا جو دراصل دین اسلام مین پایا جاتا ہے اسکے بعد دین اسلام کے برحق ہونے پر دو دلیل کس لطف کی ثابت کیا کرتا ہے کہ جنکے تسلیم کرنے مین کسی منصف مزاج کو انکار کی مجال نہین اول دلیل عقلی مقدمات یقینیہ پر مبنی ہے وہ یہ کہ ہر ایک دین حق کے دو جزو ہوتے ہین اول عقائد صحیحہ توحید و نبوت و معاد کے متعلق دوم اعمال صالحہ عبادات خیرات و صلہ رحمی پس جس دین مین یہ دونون جزو موجود ہون اُسکے برحق ہونے مین کیا کلام ہے اور اسلام مین یہ دونون ہین اول کیطرف اسلم وجہہ للہ مین اشارہ ہے اور دوسرے کیطرف وہو محسن مین اشارہ ہے یہ دو کیا مختصر جملے ہین کہ جنہین سیکڑون باریک معانی رکھے ہین مثلا اسلم وجہہ للہ مین یہود و نصاری و مشرکین کیطرف ایک لطف سے الزام ہے کہ وہ خدا کے آگے سر نہین جھکاتے ہوئے ہین بلکہ کہین مسیح کو خدا کہتے ہین کہین عزیر کو کہین کسی اور کو۔ دوسری دلیل مقدمات مسلمہ اہل کتاب و مشرکین عرب پر مبنی ہے وہ یہ کہ سب کے نزدیک حضرت ابراہیم خدا کے برگزیدہ تھے جنکو بلفظ خلیل تعبیر کیا ہے اور انکا مذہب حق تھا اب ہر شخص اپنے مذہب کو اُنکے مطابق کرکے دیکھے کہ کون موافق اور کون مخالف ہے اور اسلام کی بنیاد بالکل انہین سچے اصول پر رکھی گئی ہے اسی دلیل کیطرف واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا مین اشارہ کر دیا اور ابراہیم کا وصف حنیفا و خلیلا بیان فرما کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ کچھ خدا کا کار کن یا بیٹے نہ تھے کہ احتیاج کیوجہ سے انکو خلیل بنایا تھا بلکہ محض انکی عبودیت کی وجہ سے اسبات کی طرف وللہ ما فی السموات وما فی الارض الخ مین اشارہ فرما دیا۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ

اور (اے نبی) وہ آپ سے عورتون کے بارے مین پوچھتے ہین کہدو کہ اللہ تمکو انکے بارےمین بھی اور ان یتیم عورتون کے بارےمین بھی جنکا حکم تمکو کتاب مین سنایا جاتا ہے جن کا

لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى

تم حق تو ادا کرنا نہین چاہتے اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو اور بیکس بچون کے حقین بھی (وہی حکم دیتا ہے جو سنایا جا چکا) اور یہ بھی کہ تم یتیمون کی کارگزاری انصا

بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا

سے کرتے رہو اور جو کچھہ تم نیکی کرتے ہو سو اللہ اوس سے خوب واقف ہے

ترکیب

وماتیلی معطوف ہی فیہن کی ضمیر[1] پراے ولیفتی فی ماتیلی علیکم فی الکتاب مین فی تیلی سے متعلق ہے اور فی یتمی النسار سے فی حکم یتمی النسار بھی تیلی سے متعلق ہے کس لئے کہ دونون کے معنے مختلف ہین اول ظرفیہ ثانی بمعنے الباء یتمی النسار مین صفت کو موصوف کی طرف مضاف کردیا ہے وترغبون حال ہے والمستضعفین معطوف ہے ضمیر مجرور پر جو فیہن مین ہے وان بھی اوسی پر معطوف ہے بغیر اعادۃ الجار وذلک جائز عند الکوفیین۔

تفسیر

قرآن مجید مین یہ ایک پراثر بات ملحوظ رکھی گئی ہے کہ کچھہ احکام بیان فرماکر اسکے بعد ترغیب وترہیب وعدہ وعید اور جلال کبریائی کی آیتین نازل ہوتی ہین تاکہ مخاطب کو ان احکام کا نیک نتیجہ اور دنیا وآخرت مین تعمیل کا عمدہ ثمرہ معلوم ہوکر رغبت ہو اور نیز اس حکم دینے والے کی عظمت بھی دلپر پڑے۔ اس لیئے اس سورہ کے اول مین چند احکام بیان فرمائے تھے پھر انکے بعد ترغیب وترہیب اور نیز کفار ومنکرین کی عدول حکمی کا بد نتیجہ اور عالم آخرت کی خوبیان اور ذات باری اور اسکے صفات کاملہ کا ذکر فرماکر پھر احکام بیان فرماتا ہی اس آیت کے نازل ہونیکا یہ سبب ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت مین نہ تو عورتونکو حصہ دیا کرتے تھے اور نہ ان یتیم لڑکیونکا (جنکے وہ ولی وارث ہنکر انکے مال وجمال کا خیال کرکے آپ نکاح کرلیتے تھے) پورا حق ادا کرتے تھے اور نہ انکو اور لوگونسے نکاح کرنیکی اجازت دیتے تھے نہ خود برضا ورغبت انکا نکاح اوس شخص سے کرتے تھے کہ جس سے انکو رغبت ہو اسلیئے یہ آیت نازل ہوئی فرماتا ہے کہ اے نبی وہ مسلمان تم سے عورتون کے بارہ مین فتوی دریافت کرتے ہین چنانچہ عیینہ بن حصین نے پوچھا تھا کہ یا حضرت ہم تو اسکو حصہ دیا کرتے تھے جو لڑائی مین شریک ہوتا تھا اب عورتونکا کیا حکم ہے اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اللہ تمکو عورتونکے لئے بھی حصہ دینے کا فتوی یعنی حکم دیتا ہے اور جو کچھہ کتاب یعنی قرآن مین ان یتیم عورتونکے بارہ مین تمہین سنایا گیا کہ جنسے نکاح کی تو رغبت رکھتے ہو مگر انکا حق ومہر پورا نہین دیتے اور بیکس بچونکے بارہ مین بھی وہی حکم دیتا ہی جو پڑھ کر تم کو سنایا گیا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ یتیمون کے بارہ مین عدل کرو اور اسکے سوا جو نیکی کروگے وہ سب اللہ کو معلوم ہوگی کیونکہ وہ ہر ایک چیز سے واقف ہی حاصل مطلب آیت یہ ہی کہ اللہ تمکو عورتونکے لیئے میراث کا فتوی یعنی حکم دیتا ہی اور قرآن مین پہلی آیتونمین یتیم عورتون اور بچونکے حقین جو کچھہ تمہین سنایا گیا یا اب سنایا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ تم یتیمونکے حق مین عدل وانصاف اور بہتری ملحوظ رکھو یہی خدا تعالے کا فتوی یعنی حکم ہی اسکی پابندی کرو پہلے احکام کو (جو اسی سورۂ نساء مین یتیمون کے حق مین نازل ہوچکے ہین) یاد دلاتا ہے کہ انپر عمل کرو جسطرح کوئی کسی سے کوئی بات پوچھے اور وہ اسکے درجواب یہ کہدے کہ اسکا وہی جواب ہی جو ہم پہلے دیچکے۔ سورہ نساء مین وہ حکم بیان ہوچکے ہین۔ اور یہان بھی مجملاً ان تقوموا للیتمی بالقسط فرماتا ہے اور اس بات پر متنبہ کرتا ہے کہ جو کچھہ تم نیکی اللہ کے واسطے کروگے اسکا وہ تمہین اجر دیگا یہ نہ سمجھو کہ یا اوسکو معلوم نہین کیونکہ وہ ہر بات جانتا ہے۔

ف عموماً عورتونسے نکاح اور انکی میراث کا بھی حکم پہلے بیان ہوچکا اور یتیم لڑکیون کے ساتھہ نکاح کرنے کا حکم بھی بیان ہوچکا فرماتا ہے کہ اب نئی بات اور کیا پوچھتے ہین سب احکام اونکے موافق بیان کردئے گئے انپر عمل کرو اور صغیر بچون اور یتیمون کے معاملہ مین انکے کاروبار اگر تم انکے ولی ہو انصاف وایمانداری سے کرتے رہو اور تنبیہ کردی کہ جو کچھہ تم نیک کام کرتے ہو خدا سے مخفی نہین ۱۲ منہ

[1] بعض کہتے ہین مرفوع ہے بسبب ابتدا کے ۱۲ منہ

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۭ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۭ

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدمزاجی یا بے رغبتی سے ڈرے تو ان دونو پر کچھ گناہ نہیں کہ باہم کچھ مصالحت کرلین اور صلح خوب (چیز) ہے

وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ۭ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ

اور ہر ایک شخص کے سامنے لالچ حاضر کیا گیا ہے (یعنی لالچ انسان کی جبلی بات ہے) اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو اللہ کو تمہارے سب عمل معلوم ہین اور تم عورتون

تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاۗءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

کے حقوق مین ہرگز برابری نکر سکوگے گو بڑے حرص کیا کرو پھر بالکل پھر ہی نجاؤ کہ اسکو اسطرح چھوڑ رکھو کہ گویا ادہر مین لٹکتی ہے اور اگر تم اصلاح اور پرہیزگاری کرو

اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

تو بیشک اللہ غفور رحیم ہے اور اگر وہ دونون الگ ہو جاوین گے تو ہر ایک کو اللہ اپنی فراغ دستی سے غنی کردے گا اور اللہ کشائش والا حکمت والا ہے

ترکیب

وان شرطیہ امرأة مبتدا خافت خبر اور صحیح یہ ہے کہ امرأة خافت محذوف کا فاعل ہے اور یہ خافت اوسکی تفسیر ہے فلا جناح جواب احضرت کا مفعول اول الانفس ہے جو فاعل بنایا گیا اور الشح مفعول ثانی۔

تفسیر

عورتون کے حقوق کا ذکر پہلی آیات مین آچکا ہے اس لئے یہان بھی اونکے بعض معاملات مین حکم دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد بدمزاج سخت گیر ہوتا ہے اور غالبًا یہ سخت گیری اور بدمزگی اس سے پیدا ہوتی ہے کہ عورت اپنے حقوق اور مہر وغیرہ کا مطالبہ کرتی ہے اسکی بابت ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بدمزاجی اور بے اعتنائی کا خوف ہو تو اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین کہ باہم کچھ حقوق چھوڑ کے مصالحت کرلی جائے کس لئے کہ انسانی جبلت ہی کہ وہ بخل کی طرف مائل ہوتا ہے مرد کو دینا اگوار معلوم ہوتا ہی جب شے مین کمی کی جاویگی تو باہم رضامندی ہوجانا ممکن ہے مگر اسکے ساتھ مردونکو بھی تنبیہ کردی کہ حقوق زائل کرنے کے بعد پھر وہی بدمزاجی اور اعراض نکرین وان تحسنوا وتتقوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا کہ اگر تم احسان اور نیکی کرو اور حقوق تلفی مین خدا سے ڈرتے رہو تو تمہارے لئے بہتر ہے کس لئے کہ خدا کو جو کچھ تم کرتے ہو معلوم ہے دوسری بات موجب اعراض و بدمزگی یہ ہوتی ہے کہ مرد کو عورت کی صورت یا عمر کے سبب بے رغبتی پیدا ہوجاتی ہے اور اسکے دلمین دوسری عورت سے لگاؤ کرنے کا خیال پیدا ہوجاتا ہے مگر پہلی بیوی کو چھوڑنا جس سے ایک عرصہ تک گھرداری کی ہے اور اسکے بال بچے بھی ہین ایک سخت دلی اور بڑی خانہ خرابی اور بے لطفی بھی ہو اسکی نسبت بضرورت تعدد ازواج کی ضمنا اجازت تو دیتا ہے مگر اسکے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ دو عورتون مین حقوق کی مساوات لازم ہے اور یہ تم سے ہونی مشکل ہے ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم کہ متعدد عورتون مین تم سے برابری رکھنا ہرگز ہو نہ سکے گا گو تمکو دوسری عورت کی حرص ہوا کرے پھر ایسا نہو کہ فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة کہ تم ایک ہی کے ہو رہو اور دوسری کو ادہر مین لٹکا ہوا رکھ چھوڑو نہ تو اوسکو طلاق ہی دو نہ اسکے حقوق ادا کرو پس وان تصلحوا وتتقوا اگر پہلی بیوی سے باہم مصالحت کرلو اور حق تلفی کرنے سے خدا سے ڈرو تو خدا معاف کرنے والا ہے تمہاری بے اعتنائی اور حق تلفی کو جو اسی عرصہ مین تم سے ہوچکی معاف کردیگا وہ مہربان بھی ہے اسکو عورتون اور اونکی اولاد صغار پر بھی رحم آتا ہے اور خیر اگر پہلی بیوی سے بحسن سلوک پیش ہی نہین آسکتے تو ہر روزہ تکرار و باہمی حقوق تلفی سے تو یہی بہتر ہی کہ بمجبوری طلاق ہوجائے خدا ہر ایک کا کارساز ہی مرد کو اور عورت کو بھی اپنے فضل وکرم سے مستغنی کردیگا خدا کے ہاتھ بڑی وسعت ہی وہ حکیم بھی ہی اس طلاق مین بھی کوئی نہ کوئی حکمت ملحوظ ہی شاید مرد کو اوس سے بہتر عورة ملجائے اور عورت کو اُس سے بہتر مرد ملجائے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور البتہ ہمنے جنکو تم سے پہلے کتاب دی ہے انکو اور خاص تمکو (بھی) بتاکید کہدیا ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہا کرو

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

اور اگر تم کافر ہو جاؤ گے (تو اسکو کچھ بھی پروا نہیں کیونکہ) اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ بے پرواہ ستودہ صفات ہے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے

الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّھَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا ۝

اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور کارسازی کیلئے اللہ ہی بس ہے لوگو اگر خدا چاہے تو تمکو سمیٹ لے جائے اور دوسروں کو لے آئے اور اللہ اس پر قادر بھی ہے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝

جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو اللہ کے پاس تو دنیا اور آخرت دونوں کے بدلے موجود ہیں اور اللہ سنتا دیکھتا ہے

ترکیب

وایاکم معطوف ہے الذین پر ان اتقوا اللہ بیان ہے وصیت کا اور ب محذوف ہے ان شرطیہ لیشاء کا مفعول محذوف ہے یذہبکم جواب اور یات اسپر معطوف ۔

تفسیر

یہاں واسع ہونے کی دلیل اور کلمہ سابق کا تتمہ ہے ولله ما فی السموات وما فی الارض کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی کا ہے اور اسکو کس چیز کی کمی ہے اور نیز اسی جملہ کو ولقد وصینا الآیہ کے لئے تمہید اور دلیل بناکر اور اپنی عظمت و کبریائی بتاکر یہ بات بتلاتا ہے کہ کچھ تمہیں کو شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کا حکم نہیں ہوا ہے بلکہ تم کو اور جو تم سے پہلے اہل کتاب ہیں انکو بھی خدا سے ڈرنے کا (جو تمام شریعت اور احکام الٰہی پر چلنے کے لئے محرک ہے) ہمنے بتاکید حکم دیا ہے ۔ اور پھر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ یہ حکم شریعت پر چلنے اور خدا سے ڈرنے کا خاص تمہارے ہی فائدہ کیلئے ہے کیونکہ جن چیزوں میں روحانی اور جسمانی اور تمدن کے بارہ میں سیکڑوں مصالح ہیں انکو فرض و واجب کیا ہے اور جنمیں ہزاروں دنیا و آخرت کی خرابیاں ہیں انکو حرام و مکروہ قرار دیا ہے ورنہ اللہ کو کچھ بھی پروا نہیں نہ تو اسکو اسبات کی پرواہ ہے کہ تمہاری اطاعت سے اسکی شوکت و حکومت قائم ہوگی کس لئے فان لله ما فی السموات وما فی الارض کہ آسمان و زمین کی ہر چیز کا وہ مالک ہے ہر شے پر اسکا قبضہ ہے اور نہ اسبات کی کہ اسمیں اسکا کوئی ذاتی نفع و نقصان ہے کس لئے کہ کان اللہ غنیا حمیدا وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا بھی محتاج نہیں بلکہ سب غنی بیان او سکو بالاتوسط غیر حاصل ہیں اور تم یہ بھی غرور دل میں نکرو کہ ہم ہی پر خدا کی فرمانبرداری اور تسبیح و تقدیس کا انحصار ہے اگر ہم نکرینگے تو پھر اور کوئی اسکی فرمانبرداری نکریگا یا اسکے اسرار ربوبیت ظاہر نہونگے کیونکہ لله ما فی الخ یعنے وہ بڑا قادر اور کارساز ہے ایسی صورت میں وہ تم کو نیست و نابود اور ایک ایسی قوم فرمانبردار پیدا کر سکتا ہے کہ جو اسکی شریعت اور اسکے رستوں پر دل سے چلیگی وکان اللہ علی ذلک قدیرا۔ اسمیں ضمناً اسبات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دین الٰہی اور اسکے جلال کبریائی زمین پر ظاہر کرنے میں کسی قوم اور کسی شخص پر انحصار نہیں جب بنی اسرائیل نے از حد نافرمانی کی تو اسنے انکو پامال کر کے حضرت مسیح علیہ السلام کے تابعداروں کو اور حواریوں کو سرفراز کیا پھر جب انہوں نے طرح طرح کی بدعتیں اختیار کیں اور شریعت سے انحراف کیا تو عرب کے ریگستان میں حضرت محمد علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ایسی قوم سے کہ جو ہمیشہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر تھی روم و ایران کی سلطنتوں کو برباد کرا کے روئے زمین پر آسمانی سلطنت کو نور افگن کر دیا ۔ پھر فرماتا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے کا نتیجہ صرف دنیا ہی کی بھلائی نہ سمجھنی چاہیئے جو کسی وقت دنیا حاصل نہو تو اس سے روگردانی کرو بلکہ اوسکا نتیجہ ثواب آخرت بھی ہے خلوص نیت تمکو لازم ہے وہ تمہاری باتیں سنتا تمہارے کام دیکھتا ہے کلام میں کیا خوب بیان ہیں ۔

ف عربوں میں جب دولت و سلطنت کے سبب وہ بات نرہی تو ترکوں کو اسلام کا حامی کھڑا کر دیا اور جانے اب کس قوم کو حامی بناتا ہے ۱۲ منہ

(اول) وان تکفروا فان للہ کلام سے قبل سے بعد وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے اپنا واسع الجود اور واسع الکرم ہونا بیان کردیا۔
(دوم) وان تکفروا کے بعد وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے یہ بات بتلادی کہ اسکو کسی کی طاعت و عبادت سے نہ کچھ نفع ہے اگر تمام عالم متقی اور دیندار ہوجاوے تو اسکی خدائی مین ذرہ بھر بھی ترقی اور اسکا کچھ بھی فائدہ نہیں نہ اوسکو کسی کے کفر اور بت پرستی اور فسق و فجور سے کچھ نقصان ہے اگر تمام جہان کے لوگ کافر و مشرک و فاسق و فاجر ہوجاوین تو اسکے جلال کبریائی کا ذرہ بھر بھی نقصان نہیں اس مقصود یہ ہے کہ خدا کی شریعت اور احکام نبوت صرف بندون کی بھلائی اور فائدہ دارین کے لئے ہین پھر اس سے اعراض کرنا اور سرتابی اور سرکشی کو شیوہ بنانا محض حماقت ہے۔ مثلاً کوئی مریض حکیم کے حکم کو نہ مانے اور بدپرہیزی کرے تو حکیم کا کیا نقصان کرتا ہے اپنی ہی جان پر ظلم و ستم کرتا ہے۔
خدا کی نافرمانی کرکے کوئی قوم سرسبز نہیں رہی ہے یون تو ہر زمانہ کے لوگ دنیا کی تمام خوبیان اپنے ہی زمانہ مین منحصر جانتے آئے ہین مگر گئے بھی بہت سربلند قومین اس سرزمین پر جاہ و جلال کے پرچم اوڑا چکی ہین جنکے آثار باقیہ اور حیرت انگیز یادگارین دنیا کو حیرت دلا رہی اور اپنے بنانے والون کی چندروزہ بقا پر اشک حسرت بہا رہی ہین۔ ان کا جب فسق و فجور حد سے متجاوز ہوا غیب سے ایک ایسی بلا آئی کہ جسکا انکو سان و گمان بھی نہ تھا نہ کوئی شخص انکے عروج و اقبال کو دیکھکر یہ خیال کرسکتا تھا کہ کبھی یہ قوم اس قدر بلندی سے اتنے عمیق گڑھے مین پھینکی جائے گی مگر خدا کا قہر جلدی نہین کرتا اس مہلت پر مغرور نہ ہونا چاہیئے۔
(سوم) ان یشاء یذہبکم ایہا الناس ویات باخرین کے پیشتر وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کرکے شریعت سے انحراف کے بدنتیجہ کو مدلل کرتا ہے اور جبکہ ایک دلیل چند مدلولات پر دلالت کرے تو بہ نسبت اس کے اسکو ایک بار ذکر کیا جاوے یہ بہت خوبی رکھتا ہے کہ مکرر لایا جاوے ایک مدلول کے لئے ایک بار وللہ ما فی السموات وما فی الارض کو ذکر کیا پھر دوسرے مدلول کے لئے بھی کو ذکر کیا پھر تیسری مدلول کے لئے اسی کلمہ کا اعادہ فرماکر کلام کو حسن و خوبی مین یکتا کردیا۔ کس لئے کہ جب ایک بار یہ کلمہ ذکر کیا گیا اور اس سے ایک مطلب یعنے صفت باری تعالے مخاطب کے ذہن مین آئی اور پھر اوسی کلمہ سے دوسرے مقام پر دوسری صفت اور تیسرے مقام پر تیسری صفت ذہن نشین ہوگئی تو ذہن مین یہ بات بھی پیدا ہوگی کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنا سیکڑون اسرار جلیلہ اور مطالب شریفہ پر دلالت کرتا ہے اگر کوئی اسکی ذات و صفات کے لئے دلائل ڈہونڈھے تو گویا یہ اون کے لئے ایک بے نہایت خزانہ ہے اور جبکہ وہ یہ جانے گا تو خواہ مخواہ اس مین غور و فکر کرے گا جس سے مخلوق سے مونہہ پھیر کر خالق کی طرف مشغول ہونا پایا جاوے گا اور کتب سماویہ سے اصل غرض بھی یہی ہے۔
واضح ہو کہ قانون شریعت پر عمل کرنیکی تاکید کے لئے تین باتین نہایت مناسب ہین (۱) اپنی ذات کا استغنا کہ اس مین ہمارا فائدہ نہین بلکہ تمہارا ہے (۲) عدول حکمی کا بدثمرہ (۳) عمل کرنیکا نیک نتیجہ سو اول بات کو وکان اللہ ۔ غنیا حمیدا مین دوسرے کو ان یشاء یذہبکم الخ مین تیسرے کو فعند اللہ ثواب الخ مین بیان فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
ایمان والو انصاف قائم کرنے کیلئے خدا کی طرف سے گواہ بنے رہو اور گو تمھاری شہادت خود تمہارے یا تمھارے ماں باپ اور قرابت داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
اگر کوئی غنی یا فقیر ہے تو اللہ خود اونکا کارساز ہے (انکی رعایت نکرو) پھر تم انصاف کرنے میں خواہش نفس کی پیروی نکرو اور اگر تم دبی زبان سے گواہی دوگے یا انکار کروگے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ
تو اللہ تمھارے کام سے خبردار ہے مسلمانو اللہ پر اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جو اسنے اپنے رسول پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو

اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝
پہلے نازل کر چکا ہے ایمان لاؤ اور جسنے اللہ اور اسکے ملائکہ اور اسکی کتابوں کا اور اسکے رسولوں اور قیامت کے دن کا انکار کیا تو وہ بہت ہی دور بھٹک گیا۔

ترکیب

قوامین ای قائمین خبر اول کونوا بالقسط خبر سے متعلق شہداء للہ خبر ثانی ولو علی متعلق ہی فعل محذوف سے ای ولو کانت الشہادۃ علی انفسکم ان یکن اسکا اسم محذوف ہی ای المشہود علیہ غنیا او فقیرا جملہ شرط فاللہ اولی بہما جواب ان تعدلوا مفعول لہ تقدیرہ مخافۃ ان تعدلوا عن الحق اور ممکن ہی کہ فی مقدر ہواے فی العدل وان مصدریہ ہو۔

تفسیر

اس آیت سے پیشتر بہت سے احکام شریعت مذکور ہوئے تھے اور درمیان میں اُن احکام پر عمل کرنیکی نئی نئی خوبیون سے تاکید بھی تھی مگر یہان دو باتین بعد مین ایسی ذکر کین جو شریعت پر چلنے والے کے لئے بمنزلہ دو آنکھون کے ہین یا بمنزلہ دو پاؤن کے ہیں کہ ان بغیر انسان اس رستہ کو طے نہین کر سکتا۔

(اول) کونوا قوامین بالقسط قوام مبالغہ کا صیغہ ہی قائم کیلئے اور قسط بالکسر عدل یعنی عدالت کو خوب قائم رکھو۔ یہ ایک ایسا عام لفظ ہی کہ جسمین دنیاوی معاملات خانہ داری اور آپس کے تمام برتاؤ اور کل معاملات اپنے اور بیگانہ کافر و مومن حیوان و انسان کے متعلق اور دینی معاملات سخاوت رضا تسلیم صبر جنکی تفصیل سورہ فاتحہ میں ہوئی شامل ہیں اور درحقیقت جب انسان کے اندر صفت انصاف آجاتی ہی تو اسکی طبیعت اُسکو خواہ مخواہ اُن آسمانی قوانین پر چلنے کے لئے مجبور کرتی ہی۔

(دوم) شہداء للہ کہ اللہ کے گواہ بنے رہو دینی اور دنیاوی معاملات مین خدا کے لئے شہادت ادا کرو۔ نیک کو نیک اور بد کو بد کہو اور جو سچی بات ہو اسکے بیان کرنے مین کچھ بھی پروا نکرو خواہ اسمین تمھارا نقصان ہو یا والدین یا کسی قرابتمند کا ہو اسمین امیر و غریب کی کچھ بھی رعایت نکرو بلکہ اللہ کی رعایت رکھو چونکہ شاہد کیلئے یہ ضرور ہی کہ عادل ہو اس لئے قوامین بالقسط کو مقدم کیا۔

قوام بالقسط اور شہداء للہ کے معنے سے بظاہر اعمال صالحہ کی پابندی ضروری سمجھی جاتی ہی حالانکہ اس میں نظریات یعنی تکمیل عقائد کی بھی بہت ضرورت تھی اس لئے اسکے بعد یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ الخ بھی فرمایا اسمین تین چیزون پر ایمان لانے کی تاکید ہی (۱) اللہ پر یعنے اسکی ذات و صفات پر (۲) اس کے رسولون پر جو اسکے وسائط ہیں (۳) کتاب خاص یعنی قرآن اور اس سے پیشتر جو کتابین خدا نے انبیاء پر نازل کیں ہیں۔ چونکہ انبیاء اور کتابون پر ایمان لانا اثبات کا مستلزم تھا کہ انسان ملائکہ پر بھی جو انبیاء اور اللہ مین واسطہ ہین ایمان لائے اور اسی طرح قیامت پر جو دار الجزا ہی اسلئے انکا ذکر نکیا مگر احتمال تھا کہ کوئی ماؤل تاویل کرکے انکار کرے تو دوسرے جملہ ومن یکفر الخ مین ان تینون چیزون کے ساتھ ان دونون کو ملا کر یہ کہدیا کہ جو ان چیزون کا انکار کریگا کافر اور گمراہ ہوگا ف یا ایہا الذین امنوا کو پھر ایمان کا حکم دینا یا تو آیندہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کیلئے یا یہ کہ جو تقلیداً ایمان لائے ہین انکو تحقیقاً ایمان لانا چاہیے یا اس سے مراد منافقین یہود ہین کہ بظاہر اپنے تئین ایماندار کہتے تھے انکو نئے سر سے ایمان لانیکا حکم ہوتا ہی

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے (اور) پھر کفر ہی میں بڑھتے چلے گئے تو خدا (بھی) ایسا نہیں کہ انکو بخشدے یا ان کو

سَبِيلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

راہ راست دکہائے (اے نبی) منافقون کو عذاب الیم کا مژدہ سنا دیجیے انکو کہ جو ایماندارون کو چھوڑکر کافرون کو یار بناتے پہرتے ہین

أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ

کیا ان کے پاس عزت ڈہونڈہتے ہین سو عزت تو سب اللہ ہی کے پاس ہی حالانکہ وہ تمپر کتاب مین یہ بات بھی نازل کرچکاہی کہ جب تم آیات الہی کا انکار ہوتے

يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

یا ان سے ٹھٹھا ہوتے سنو توان لوگون کے ساتھ نہ بیٹھو جبتک کہ وہ اور کسی بات مین نہ لگین (ورنہ) جب تو تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے ضرور اللہ

جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝ الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِنَ اللَّهِ قَالُوا

منافقون اور کافرون سب کو جہنم مین جمع کردے گا انکو جو تمہارے لئے برائی کے منتظر رہتے ہین پھر اگر خدا کی طرف سے تمکو فتح نصیب ہو جاتی ہی تو کہتے ہین

أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ! اور اگر کافرون کے لئے (فتح) نصیب ہوتی ہی تو کہتے ہین کہ کیا ہم تمپر غالب نہ آگئے تھے اور تمکو مسلمانون سے بچا نہ لیا تھا

فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝ ع

پہر اللہ ہی قیامت کے دن تمہارا اور ان کا فیصلہ کریگا اور ہرگز اللہ کافرون کے لئے مسلمانوںپر غلبہ کا کوئی رستہ پیدا نہ کرے گا

ع ۲۰ / ۱۷

ترکیب

بان کا عذابا الیما اسم لہم خبر مجموعہ متعلق ہی بشر سے الذین صفت ہی المنافقین کی ان مخففہ ہی اسکا اسم محذوف ای انہ اذا سمعتم فعل با فاعل آیت اللہ مفعول یکفر بہا جملہ حال ہی آیات اللہ سے یستہزء بہا اسپر معطوف مجموعہ شرط فلا تقعدوا معہم جواب مجموعہ جزان ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول ہوا نزل کا اذا ملغاۃ ہی کیونکہ ان کے اسم کم اور خبر مثلہم مین واقع ہے اور اسی لئے اسکے بعد فعل نہین آیا نستحوذ برخلاف قیاس مستعمل تھا اسی طرح پر آیا اور قیاس نستحذ ہے۔

تفسیر

یہ بھی آیت سابق کا تتمہ ہی کہ ایمان لاکر اوسپر ثابت قدم رہنا چاہئے نہ کہ کبھی ایمان لے آیا پھر کسی غرض سے کافر ہوگیا پھر جو کچھ مصلحت معلوم ہوئی مسلمانون مین مل گیا پھر کسی غرض سے کافر ہوگیا اور پھر کفر مین ترقی کرتا گیا۔ ان کی سزا فرماتا ہے کہ خدا ان کو معاف نہیں کرے گا اور نہ اون کو راہ حق کی ہدایت کریگا مفسرین کے اس آیت مین مختلف اقوال ہین بعض کہتے ہیں کہ ان الذین آمنوا ثم کفروا الخ سے یہود کی طرف اشارہ ہی کہ وہ اول بار توراۃ اور موسےٰ پر ایمان لائے پھر چند مدت کے بعد ملک کنعان میں غیر قوموں کی صحبت سے بت پرستی اور فسق وفجور مین مبتلا ہوگئے پھر داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد مین ایمان لائے بت پرستی چھوڑدی دین پر قائم ہوئے پھر عزیر کے بعد سے لیکر مسیح تک کفر مین پڑے رہے پھر حضرت محمد علیہ السلام کا انکار کرکے اور بھی زیادہ کفر مین ترقی کرگئے بعض کہتے ہین اس سے منافقین کی طرف اشارہ ہی کہ وہ اول ایمان لائے پھر دل مین نفاق پیدا کرکے کافر ہوگئے پھر جہان شوکت اسلام دیکھی ایمان لے آئے پھر جب کوئی شکست یا تکلیف دیکھی پھر گئے مین کہتا ہون اس آیت سے وہ لوگ مراد ہین کہ جنکے دلپر نور ایمان کی تجلی نہین پڑی ایمان اور کفر کو انہون نے ایک ہلکی سی بات سمجھ رکہا ہی کبھی ادہر کبھی اودھر ہوگئے اور ہنوز یقین کا آفتاب ان کے دلپر پرتو افگن نہین ہوا وہ ظلمات شکوک مین بھٹکتے پھرتے ہین

کبھی ایمان اور کبھی کفر میں پڑ گئے خواہ یہود ہوں خواہ منافق یا کوئی اور کہ جس کے دل میں ایمان کی وقعت نہو اور وہ ادنی سبب سے ایمان سے برگشتہ ہو جائے۔

لم یکن اللہ لیغفر لہم اگر کوئی کہے کہ بغیر توبہ کے تو کوئی کفر بھی معاف نہیں ہوتا خواہ ایمان لاکر کفر اختیار کرے یا نکرے پھر اس قید کی ضرورت کیا ہی اور توبہ کے بعد تو شرع میں ہر ایک قسم کا کفر معاف ہی خواہ ہزار بار مرتد ہو کر اسلام لائے ایمان مقبول ہوگا اسکا جواب یہ ہی کہ یہان وہ کفر مراد ہے جس سے توبہ نہو اور ان لوگون سے وہی لوگ معین مراد ہیں کہ جو شقی ازلی ہیں جنکا علم آلہی میں بغیر توبہ کے مرنا لکھا ہے اور انکا یہ ذکر اس لئے ہے کہ ایسے لوگ کہ جو جلدی سے کفر اور ایمان اختیار کر لیتے ہین انکے نزدیک ایمان کی چندان وقعت و عظمت نہین ہوتی اور ایسے شخص غالبا کفر ہی کی حالت مین مرتے بھی ہیں۔

بشر المنافقین الخ اس مین منافقین کی طرف بھی اشارہ ہی کہ جو دنیا کے مقابلہ دین کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے کبھی کرستان کبھی مسلمان

الذین یتخذون الکافرین اولیاء الخ یہان ان منافقون کا شیوہ بیان فرماتا ہی کہ وہ کفار و مشرکین کا جاہ و حشم دیکھکر ان سے جا ملتے ہین اور انکو اس لئے یار بناتے ہین کہ ہمکو عزت و شوکت حاصل ہوگی۔ مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تھے یہود کے پاس جا کر اسلام سے نفرت اور اسپر تمسخر کرتے تھے جیسا کہ آگے آتا ہی اور اس سے مقصد یہ تھا کہ ان باتون سے یہ مخالفین ہمکو اپنا سچا دوست سمجھکر ہماری عزت کیا کرینگے

اسکے جواب مین اللہ تعالی فرماتا ہی فان العزۃ للہ جمیعا کہ عزت تو خدا کے ہی ہاتھ ہی جسکو وہ ذلیل کرنا چاہتا ہی کوئی بھی اسکو عزت نہیں دیسکتا چنانچہ ایسے لوگ ہمیشہ انکی نظرون مین بھی ذلیل و حقیر ہی رہتے ہین اور اسمین اسطرف بھی اشارہ ہی کہ جن کے ہان یہ عزت تلاش کر رہے ہین انکو بھی ذلت ہو جائیگی اللہ اور اسکے مطیعون کے لئے عزت برقرار رہیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مخالفین کی شوکت خاک مین ملگئی۔

وقد نزل علیکم مکہ مین بھی ہجرت سے پہلے مشرکین اپنی مجلسون مین قرآن کی نسبت کفر بکتے اور ہنسی کیا کرتے تھے مسلمانونکو اس بارہ مین وہان جانیکی بابت یہ حکم آیا تھا واذا رایت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ کہ تم وہان سے اٹھ کھڑے ہوا کرو پھر جب مسلمان اور آنحضرت علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے تو یہان کے احبار نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا (اور یہ بیدینون کا قدیم دستور ہی کہ وہ انبیاء اور انکی باتون پر قہقہہ اوڑایا کرتے ہین) اسپر خدا تعالی منافقون سے جو انکی خوشامد کیلئے اس مضحکہ مین شریک ہوتے تھے یہ فرماتا ہی کہ ہم پہلے بھی اس بارہ مین حکم دیچکے ہین کہ جہان کہین خدا کی آیات پر ہنسی ہوتے دیکھو تو وہان سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی انکے ساتھ کفر مین شریک ہو مگر جو کبھی سے اٹھ نہ سکے تو وہ معذور ہے مگر دل مین ناراض ہونا شرط ہی۔

الذین یتربصون بکم یہان منافقین کا دوسرا حال ہی کہ جب مسلمانونکو فتح اور کامیابی ہوتی ہی تو کہتے ہین کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نتھے یعنے ہمین بھی اسمین سے حصہ دو اور اگر کافرونکو کوئی دنیاوی کامیابی یا اسلام پر غلبہ پانیکا موقعہ ملتا ہی یعنی جب وہ کامیاب ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ دیکھو ہم تم پر قابو پاسکتے تھے مگر پھر بھی ہمنے تمہاری مدد کر کے مسلمانونکو تمسے روکدیا سو ہمین ہمکو بھی شریک کر دیجئے یعنے دونون سے ملے رہتے ہیں اسکے جواب مین فرماتا ہی کہ ہم اسکا قیامت مین فیصلہ کر دینگے اور آئندہ وعدہ فرماتا ہی کہ کافرونکو مسلمانون پر خدا کبھی سبیل یعنی غلبہ کی حجت و فتح مین کوئی رستہ نہ نکالیگا الخ لیکن مسلمان اسلام پر قائم رہین

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَإِذَا قَامُوْٓا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا

منافق (اپنے نزدیک) تو خدا کو فریب دے رہے ہیں حالانکہ وہ انہیں کو دھوکا دے رہا ہے اور جبکہ وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہارے دل سے کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگوں کے دکھانے کو

يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا ۝ مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ إِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

اور اللہ کو تو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں اسیمین (یعنے کفر وایمان میں) متردد ہیں نہ ان کی ہی طرف ہیں نہ ان کی ہی طرف اور جسکو خدا گمراہ کرے سو تم (اے نبی) اس کے لئے راستہ

سَبِيْلًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا

نپاؤگے ایمان والو ایمانداروں کو چھوڑکر کافروں کو دوست نہ بناؤ کیا تم اپنے اوپر

لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

اللہ کا صریح الزام قائم کرنا چاہتے ہو بیشک منافق آگ کے سب سے نیچے کے درجہ میں ہونگے اور تمکو ان کا کوئی بھی مددگار نہ ملیگا

إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَأَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَأَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۖ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ

مگر ان میں سے جنھوں نے توبہ کرلی اور وہ سنور گئے اور اللہ کو مضبوط پکڑ لیا اور وہ اللہ کے خالص فرمانبردار بھی ہوگئے سو وہ تو ایمانداروں کے ساتھ ہیں اور عنقریب اللہ

الْمُؤْمِنِيْنَ أَجْرًا عَظِيْمًا ۝ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝

ایمانداروں کو اجر عظیم دیگا اگر تم شکر گزاری کرو اور ایمان لاؤ تو خدا تم کو عذاب دیکر کیا کریگا اور اللہ قدر دان خبردار ہے

ترکیب

وہو خادعہم جملہ حال ہے اللہ سے کسالی حال ہے فاعل قاموا سے اسی طرح یراؤن الناس بھی حال ہے مذبذبین منصوب علی الذم ہے اور ممکن ہے کہ فاعل یذکرون سے حال ہو۔ آ ہمزہ استفہام انکاری تریدون کا ضمیر انتم فاعل ان تجعلوا سلطانا مبینا مفعول اول جعل بعد ثابت کے متعلق ہوکر مفعول ثانی او بالعکس یہ جملہ مفعول ہے تریدون کا من النار حال ہے الدرک الاسفل سے مایفعل ما مین دو وجہ ہین اول یہ کہ یہ استفہام کیلئے ہو اور یفعل کا مفعول واقع ہوکر محل نصب مین ہو بعذابکم متعلق ہے یفعل سے دوم یہ کہ مانافیہ ہو المعنی لایعذبکم

تفسیر

یہ آیات بھی پہلی آیات کا تتمہ ہین انہین منافقین کے اوصاف باقی ماندہ بتلاتا ہے تاکہ انسان کو ان اوصاف سے اجتناب کرنیکا خیال رہے اور یہ جانے کہ منافق کسی کی ذات نہین جسمین یہ صفت ہو وہی منافق ہے۔ (١) ان المنافقین یخادعون الخ کہ وہ لوگ ایمان اور ظاہری طاعات کو خلوص اور امید ثواب کیلئے نہین بلکہ مسلمانون مین شریک ہونیکے لئے اور دنیا کے لئے کرتے ہین جس سے یہ سمجھتے ہین کہ ہم اللہ کو فریب دے رہے ہین گو انکا یہ خیال نہو مگر اس قسم کی کاروائی اوس علام الغیوب کے روبرو اسی بات کو ظاہر کرتی ہے اور اسکا وبال چونکہ خدا کی طرف سے انپر دنیا و آخرت مین پڑنے والا تھا اس لئے ہو خادعہم فرمایا یعنی یخادعون خادعہم بطور استعارہ کے بولے گئے ہین۔ (٢) واذا قاموا الخ کسالی بضم الکاف و فتحہا جمع کسلان بمعنے سست جیسا کہ سکران کی جمع سکاری آتی ہے چونکہ منافقون کو نماز سے نہ آخرت مین امید ثواب تھی نہ ترک سے خوف عقاب بلکہ ظاہرداری تھی سو ایسے کام مین قطعاً سستی اور کاہلی ہوا کرتی ہے اسلئے اسکو سستی سے ادا کرتے تھے نماز مین سستی کئی طور سے ہوتی ہے وقت پر جماعت سے نہ پڑھنا مکروہ اوقات مین بلا رعایت شروط پڑھنا اور رکوع و سجود و قیام و قرارت مین خشوع و خضوع ملحوظ نہ ہونا یون ہی ٹھونگین مارنا ایک شخص نے آنحضرت کے عہد مین اسی طرح سے نماز پڑھی تھی آنحضرت نے فرمایا پھر کر پڑھ تو نے نہین پڑھی اسی طرح کئی بار اوسنے پڑھی اور آپ نے فرمایا آخر آپ نے سمجھایا کہ اس طرح سے پڑھ اہل حقیقت کے نزدیک نماز مین اگر سراسر حضور قلب اور محویت نہو تو نماز نہین۔

(٣) یراؤن الناس کہ وہ یہ نماز اور یہ سب باتین ریاکاری یعنی لوگون کے دکھانے کو کرتے ہین اور خدا کو کم یاد کرتے ہین۔ کم یاد کرنے سے یہ مراد کہ نماز مین صرف

ف١ وہ تو اپنے زعم مین خدا کو بعض کہتے ہین لفظ رسول محذوف ہے یعنی رسول خدا کو فریب دے رہے ہین یا بطور استعارہ کے انکی حرکات کو فریب سے تعبیر کیا اور خدا جو انکو اس بدفعلی کی سزا دے رہا یا قیامت مین دیگا اسکو

ف٢ استعارہ کے واسطہ مشاکلت کے خادعہم سے تعبیر کیا الفاظ کے لفظا معنے پر اعتراض کرنا بے عقلی ہے ١٢ منہ

تکبیرات تو پڑھتے ہین ورنہ چپ چاپ کھڑے رہتے ہین یا نماز ہی کم پڑھتے ہین جب لوگون کے ساتھ ہوئے تو پڑھ لی اور گھر مین ندارد۔ اور یہ بھی معنی ہین کہ نماز کے باہر رات دن بجز دنیاوی باتون کے مونہہ سے ذکر الٰہی نہین نکلتا۔ اب بھی سیکڑون لوگ نام کے مسلمان ہین۔ اگر آپ چند روز بھی اُنکے پاس رہین تو بجز دنیا کے بکھیڑون کے اللہ کا ذکر نہ سنئے گا۔

(۴) مذبذبین بین ذٰلک۔ یعنے وہ حیرت اور شک مین ہین جب اسلام کی روشنی دکھائی دیجاتی ہے تو اسلام کو حق جانکر اُسکی طرف مائل ہو جاتے ہین۔ اور جب کسی ظاہری مصیبت اور فقر و فاقہ کی گھٹا اور اندھیری آجاتی ہے تو اسکے فوائد پر نظر نہین کرتے اسکے اندیشون کی گرج اور کڑک سے انکار کی اُنگلی کوشش قبول و یقین مین رکھتے ہین بلاشک جب تک انسان کو نور یقین حاصل نہو وہ آندھی مین پر کی طرح اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا اور ڈانوان ڈول رہتا ہے یہ سخت بلا ہے واہ رے یقین تیرے کیا کہنے ہین ؎ بدر و یقین پردہ ہائے خیال ؛ نماند سراپردہ الاجلال ؛ بلاشک جو اس تردد کے بیابان مین پڑا تو ایسا گمراہ ہوا کہ اسکا کوئی ہادی نہین ومن یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلا سے یہی مراد ہے خدا اُس وادی سے بچاوے جبکہ خدا منافقون کے اوصاف بیان فرما چکا تو اسکے بعد مسلمانون کو اُن کی عادت سے صراحۃً منع فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء تم کفار کو دوست نہ بناؤ اور نہ ان منافقون کو مونہہ نہ لگاؤ کیونکہ یہ اللہ سے محبت نہین رکھتے انکی صحبت تمکو غفلت اور دنیا کی خواہش کی طرف کھینچے گی اور ایک دل و نظر نہین رہتا خدا سے تم غافل ہو جاؤگے اور جب یہ ہوگا تو تم پر محبت الٰہی مین الزام قایم ہوگا۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانا مبینا سے اسی طرف اشارہ ہے اسکے بعد منافقون کا انجام بتلاتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔ درک بسکون الراء اور بعض کے نزدیک بفتح الراء بھی ہے زجاج اسکو فصیح کہتے ہین۔ ابو حاتم کہتے ہین درک کی جمع اَدراک جیساکہ جمل اور اجمال ادرک بھی جمع ہے جیساکہ فلس کی افلس اور کلب کی اکلب درک کے معنے قعر اور نہایت کے ہین جیساکہ دریا کی تہ۔

اور وجہ اسکی کہ منافق جہنم کی سب سے نیچے کی تہ مین ہون گے یعنے سخت عذاب مین مبتلا ہون گے یہ ہے کہ کفار چونکہ ظاہر و باطن منکر و مخالف ہین انسے اسقدر اسلام کو مضرت نہین جسقدر کہ انسے ہے۔ دیکھیے بہت سے ایسے جنٹلمینون سے جو در پردہ کافر و بیدین اور ظاہر مین مسلمان ہین کسقدر اسلام کو مضرت پہنچی ہے ہزارون بدعتین انہین کی ایجاد ہین تاویلات رکیکہ کرکے یہی قرآن کو اُلٹ پلٹ کرتے ہین تمام قرآن مجید مین یہ بات مرعی رکھی گئی ہے کہ ترہیب کے بعد ترغیب اور وعدہ کے بعد وعید اسلئے اپنی رحمت کاملہ سے اسکے بعد انکے لئے توبہ کی ترغیب اُسپر معافی کا وعدہ دیتا ہے الا الذین تابوا مگر چار باتین شرط ہین اوّل تابوا کہ صدق دل سے توبہ کرین۔ دوم۔ واصلحوا کہ نیک وتقی اختیار کرین جو کچھ علم و عمل مین فساد ہے اُسکی اصلاح کرین۔ سوم۔ واعتصموا باللہ کہ اللہ کو مضبوط پکڑین یعنے اسکے دشمنون اور دین کے مخالفون کو چھوڑ کر اُسیکی ذات پر تکیہ کرین۔ چہارم۔ واخلصوا دینہم کہ خلوص اور صدق نیت پیدا کرین۔ کیونکہ تمام چیزون کا مدار اسی پر ہے۔ اُن چار اوصاف ذمیمہ کے مقابلہ مین یہ چار اوصاف حمیدہ بیان فرمائے پھر اسکے بعد انکو ابرار کی جماعت مین داخل کرتا ہے فاولٰئک مع المؤمنین۔ اسکے بعد یہ بھی ظاہر فرماتا ہے کہ بندہ کو جو کچھ عذاب ہوگا اسکے اعمال بد کی وجہ ورنہ ہمنے اپنی مخلوق کو اسلئے نہین پیدا کیا کہ ہم خواہ مخواہ اُن کو عذاب کرین یا ہمکو انسے دلی نفرت ہے بلکہ اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو ہم تمھین عذاب کرکے کیا کرینگے؟ اور جو کوئی کچھ بھی نیکی کرتا ہے تو ہم قدر دانی کرتے ہین۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا

خدا کو بری بات کا ظاہر کرنا پسند نہیں آتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ خوب سنتا جانتا ہے اگر تم نیکی کو ظاہر کرو

اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ

یا اسکو چھپاؤ یا کوئی برائی معاف کرو تو اللہ بھی معاف کرنیوالا اور قدرت والا ہے جو لوگ کہ اللہ اور اُسکے رسول کا انکار کرتے

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا

اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُسکے رسولوں میں تفرقہ کریں اور (یہ) کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان رکھتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسکے

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ وَالَّذِيْنَ

درمیان ایک اور راستہ نکالیں سو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہمنے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اللہ اور اُسکے رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے انمیں سے کسی میں بھی تفرقہ نہ کیا (سو) انکو عنقریب اللہ تعالیٰ انکا اجر دیگا اور اللہ غفور رحیم ہے

ترکیب

بالسوء الجہر سے متعلق ہے ای لا یحب ان یجہر بالسوء من القول بیان ہے السوء کا الا من استثناء منقطع ہے موضع نصب میں بعض کہتے ہیں متصل ہے ای لا یحب ان یجہر بالسوء احد الا من ظلم فلا باس علیہ ان یخبر عن ظلم ظالمہ ویدعوا علیہ عند الحکام حقًا مفعول مطلق اے حق ذلک حقًا اور ممکن ہے کہ حال ہو اے اولئک ہم الکافرون غیر شک ۔

تفسیر

منافقون اور گنہگارون کو توبہ و استغفار کرنے اور خدا کیطرف رجوع کرنیکا اس خوبی اور عمدہ پیرایہ سے بیان ہوا تھا کہ جس سے طبائع سلیمہ پر عمدہ اثر پڑتا ہے مگر بعض لوگ انکے ایمان لانے اور خدا کیطرف رجوع کرنیکے بعد بھی انکے عیوب گذشتہ بیان کر کے طعن و طنز کیا کرتے ہیں اسلئے ان طعن و تشنیع کرنیوالونکی زبان بند کیجاتی ہے کہ لا یحب اللہ الجہر الخ کہ خدا کو برائی کا افشا کرنا اور کسی کے عیوب ظاہر کرنا پسند نہیں مگر مظلوم کو اجازت ہے کہ وہ اُسکے ظلم و ستم بیان کرے کیونکہ بغیر بیان کرنیکے چارہ بھی نہیں مگر در اصل اب بھی انمیں کوئی بات بد باقی ہے تو خدا خود سمیع و علیم ہے اور کو مناسب نہیں کہ اسکی عیب جوئی کرے اسمین اسطرف بھی اشارہ ہے کہ خود بھی اپنے گذشتہ عیوب لوگون پر ظاہر نکرے اور نہ توبہ اس بات کی مقتضی ہے کہ کسیکے سامنے اپنا کچا چٹھا کھولے جیسا کہ رومن کیتھولک عیسائیون میں دستور ہے کہ پادری کے سامنے گذشتہ عیوب کا بوقت توبہ اقرار و اظہار کرایا جاتا ہے کیونکہ خدا خود جانتا ہے وہ ستار ہے اب توبہ کے بعد یہ بات ضرور باقی رہتی ہے کہ اسپر کسیکے حقوق تھے یا اسنے لوگون پر ظلم کئے تھے انکے انتقام و مطالبہ کی بابت فیصلہ فرماتا ہے ان تبدو اخیرًا کہ اگر تم کوئی نیکی ظاہر کر کے کرو بشرطیکہ ریا کاری مقصود نہو تو اسکے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں تاکہ دوسرونکو بھی رغبت ہو یا تم ان توبہ کرنیوالونکی برائیاں معاف کردو تو بہتر ہے کیسلئے کہ خدا بھی غفور ہے اور اسکے انتقام لینے پر بھی قادر ہے پھر جب تم کسیکو معاف نہیں کرتے تو آخر تم بھی خدا کے گناہوں سے پاک نہیں قدیر کا لفظ کس لطف کیسا تھ معافی کی رغبت دلا رہا ہے جسمین تہدید کی شان بھی ہے اسکے بعد پھر ان ڈھیٹھ اور پکے سیاہ کارونکیطرف روئے سخن کیا جاتا ہے کہ اپنی برائی پر اڑے ہوئے ہیں ان الذین یکفرون باللہ الخ کہ جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کا انکار کر رہے ہیں اور خدا اور اُسکے رسولونمیں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں اور وہ تفرقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم بعض رسولونکو تو مانینگے یعنی انبیاء بنی اسرائیل کو کیونکہ وہ ہمارے ہیں اور بعض کو نہیں جو انکے غیر ہیں خصوصًا نبی عربی کو کس لئے کہ یہ گنوار عرب کے نبی ہیں ہمکو انکی حاجت نہیں اور یہود تو حضرت مسیح کو بھی نہیں مانتے اور ایک اور میانہ راستہ جداگانہ پیدا کرنا چاہتے ہیں سو وہ مومن اور نیکوکار نہیں بلکہ اولئک ہم الکافرون حقًا وہ یقینی کافر ہیں جنکے لئے ہمنے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے اسمین یہود و نصاریٰ کا رد ہے جنکو منافقین مدینہ اپنا پیر و مرشد اور انکو انبیاء سلسلہ کا کلید بردار سمجھکر ان باتون کو بہت کچھ مانتے تھے انکے مقابلہ میں حقیقی مومنون کی مدح اور انکا نیک نتیجہ بتلایا جاتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اسکے رسولونپر ایمان لائے اور برابر سبکو برحق مانتے ہیں تفرقہ نہیں کرتے ہیں وہ صرف حقیقی مومن ہی نہیں بلکہ انکو ہم بہت جلد انکے ایمان اور نیکوکاریون کا نیک بدلہ دینگے اور انکی لغزشونکو بھی مٹا ڈالینگے کیونکہ ہم غفور رحیم بھی ہیں جنکا یہ خیال ہے کہ خدا جرم کی سزا

ف تم بھی ہر حال میں بھلائی اور نیکوکاری کیا کرو ۱۲ منہ یعنی کفر و ایمان ۔

يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا

(اے نبی) اہل کتاب تم سے سوال کرتے ہین کہ تم ان پر آسمان سے کوئی کتاب اُتار لاؤ سو وہ تو اس سے بھی بڑھکر موسےٰ سے سوال کر چکے ہین (جبکہ انہون نے یہ

اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

کہا تھا کہ ہمکو کھلم کھلا خدا دکھا دے پھر تو انپر انکے ظلم کی وجہ سے بجلی آ پڑی پھر کھلی نشانیان آنے کے بعد بھی انہون نے بچھڑا بنا لیا

فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

پھر ہمنے یہ بھی معاف کر دیا تھا اور موسےٰ کو کھلا ہوا غلبہ دیا

ترکیب

یسئلک کا فاعل اہل کتاب ک مفعول اول ان تنزل جملہ بتاویل مصدر مفعول ثانی اکبر صفت ہے مفعول محذوف کی اے سالوا شیئا اکبر من ذلک جھرۃ تمیز تا۔

تفسیر

گذشتہ آیات مین اہل کتاب کے افعال زشت کی مذمت تھی کہ وہ رسولون مین تفرقہ کرتے ہین بعض پر ایمان اور بعض سے انکار کرتے ہین اُسپر اپنے آپکو مقدس ایماندار بھی سمجھتے تھے ان آیات مین ایک دوسری جہالت بیان کیجاتی ہے وہ یہ کہ یہود مدینہ معجزات و آیات بینات دیکھکر بھی ایمان نہ لاتے تھے اور عنادسے یہ کہتے تھے کہ اگر آپ نبی برحق ہین تو ایک بار آسمان سے کوئی کتاب اتروا دیجئے جسطرح کہ یکبارگی موسےٰ پہاڑ سے الواح یعنے تختیان خدا کے ہان سے لکھوا کر لاتے تھے غالباً اس سوال کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے (بقول شخصے خوئے بدرا بہانہ بسیار) کہ قرآن مجید ان مصالح اور اسرار کی وجہ سے کہ جنکا ہمنے متعدد مقام پر ذکر کیا ہے حسب حاجت تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا تھا اور اسکی یہی یہ صورت تھی کہ جبرئیل آنحضرت علیہ السلام کے قلب پر القا کرتے تھے سوا آنحضرت صلعم کے اور کسیکو نظر نہ آتے تھے پھر آپ اُن آیات کو لوگونکو سناتے اور کاتبون سے لکھوا دیتے تھے اور حضرت موسےٰ کی نسبت یہ سن رکھا تھا کہ وہ پہاڑ سے لکھوا کر تختیان لائے تھے جنکو سب بنی اسرائیل نے آنکھ سے دیکھا جس لئے آنحضرت سے یہ سوال کیا کہ آسمان سے لکھی لکھائی کوئی کتاب کیون نہین نازل ہوتی چونکہ یہ سوال صرف سرکشی کی وجہ سے تھا اور عادت اللہ یون ہی جاری ہے کہ ایسے سوالون پر انکی خواہش پوری نہین کیجاتی اسلئے یہ جواب دیا گیا کہ انکی عادت مین یہ سرکشی ہمیشہ سے چلی آتی ہے کیونکہ اس سے پیشتر انہون نے یعنی انکے بزرگون نے خود موسےٰ سے اس سے بھی بڑھکر سوال کیا تھا کہ ہمکو کھلم کھلا خدا دکھلا دو جب ایمان لاوینگے حالانکہ خدا کو کھلم کھلا ان آنکھون سے دیکھنا کسی بشر کی بھی قدرت نہین لیکن یہ سوال بھی محض سرکشی سے تھا اسلئے غضب الٰہی نازل ہوا بجلی گر پڑی (یہ ماجرا کوہ طور پر واقع ہوا تھا اسکی تشریح سورہ بقر کی تفسیر مین دیکھو) پھر فرماتا ہے کہ جبلی کج طبعون کو کوئی معجزہ فائدہ نہین دیتا ازلی گمراہ معجزات دیکھکر بھی ویسے ہی گمراہ اور بدکار رہتے ہین دیکھو ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتھم البینات باوجودیکہ انہون نے موسےٰ کے بہت سے معجزات مصر مین اور مصر سے نکلکر سفر مین دیکھے تختیان بھی دیکھین پھر بھی اسکے بعد سے بڑھکر گمراہی اختیار کی یعنے بچھڑا بنا کر پوجا مگر ہمنے اسپر بھی اُنکو معاف کر دیا اور موسےٰ کو سلطان مبین عطا کی تھی وہی انکی نبوت و رسالت کی مسکت دلیل تھی۔ اگرچہ سلطان مبین کی تفسیر مین علماء کے متعدد اقوال ہین کوئی معجزات کہتا ہے کوئی حکومت و غلبہ بتاتا ہے لیکن دراصل سلطان مبین نبی کی ایک خاص شان ہوتی ہے جسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے جسلئے مخلوق انکے حکم مین آجاتی ہے یہ بات حضرت موسےٰ کو خدا نے دی تھی اسمین اشارہ ہے کہ یہی سلطان مبین خاتم المرسلین کو دیگئی ہے جس سے عرب جیسے وحشی متکبر سفاک خود بخود آپکی طرف کھنچے چلے آتے ہین ورنہ آپکے پاس کونسا لشکر و خزانہ تھا پھر اس سے بڑھکر اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے جسکو وہ دلکے اندھے نہین دیکھتے اور لکھی لکھائی کتاب آسمان سے اُترنی چاہتے ہین اگر ایسا ہوتا تو اسمین بھی صدہا نکتہ چینیان کرتے اب ایسے رسول کا انکار اور تفرقہ موجب نار نہو تو کیا ہوگا

ف کسی نبی پر کوئی کتاب آسمان سے اسطرح نازل نہین ہوئی جیساکہ یہود نے سوال کیا تھا بلکہ الہام کے ذریعہ سے نازل ہوئی ہین وہ تختیان جو موسےٰ کوہ طور سے لائے تھے توراۃ نہ تھی بلکہ انپر دس حکم لکھے ہوئے تھے جنکو موسےٰ نے توراۃ مین لکھوا دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا

اور ہمنے ان سے عہد مستحکم لینے کے لئے ان پر کوہ طور بلند کیا اور ہمنے انسے (یہ بھی) کہا کہ (شہر کے) دروازہ مین سجدہ کرتے ہوئے جانا اور ہمنے انسے (یہ بھی) کہدیا تھا کہ سبت کے دن زیادتی نکرنا اور ہمنے

مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا

اُنسے سخت عہد بھی لے لیا تھا پھر اُنکی عہد شکنی سے اور آیات الٰہی کے انکار کرنے سے اور ناحق انبیا کو قتل کرنے کی وجہ سے (اینر قہر نازل کیا) اور اس قول سے

غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝

کہ ہمارے دلونپر غلاف ہین (خلاف نہین) بلکہ اللہ نے اُنکے کفر کی وجہ سے انکے دلونپر مہر کر دی تھی اسلئے وہ کمتر ہی ایمان لاتے ہین اور انکے کفر سے اور مریمؑ پر بڑا بہتان باندہنے سے

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ

اور اس کہنے سے بھی کہ مسیح بن مریم رسول خدا کو ہمنے قتل کر ڈالا حالانکہ نہ اسکو انہون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ اُنکو اشتباہ ہو گیا اور جو

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ

لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین وہ خود شک مین پڑے ہوئے ہین انکو اسکا کچھ بھی یقین نہین بلکہ صرف گمان کی پیروی کر رہے ہین اور انہون نے اسکو قطعاً قتل نہین کیا بلکہ

رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

اللہ نے اُسکو اپنی طرف اُٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

ورفعنا معطوف ہی آتینا پر الطور مفعول رفعنا کا فوقہم ظرف بمیثاقہم متعلق ہے رفعنا سے اے بسبب اخذ المیثاق علیہم فبما نقضہم ما زائدہ ہے اور ب سببیہ متعلق ہے محذوف سے ای لعناہم بسبب نقضہم اور ممکن ہو کہ حرمنا سے متعلق ہو جو تین آیات کے بعد واقع ہے اور فبظلم بدل ہے اس نقضہم سے میثاقہم مفعول ہے نقضہم کا وکفرہم وقتلہم وقولہم معطوف ہین نقضہم پر وبکفرہم بھی مگر یہان اعادہ جار کر دیا گیا وقولہم اور وقولہم انا بھی اُسی پر معطوف ہین بہتانا حال ہے قولہم سے وقیل مصدر۔ الا اتباع الظن استثناء متصل ہے یقینا صفت ہی مصدر محذوف کی اے قتلا یقینا وقیل مصدر من غیر لفظ الفعل۔

تفسیر

یہ بھی آیات سابقہ کا تتمہ ہے اسمین یہود کی جہالتین اور اسپر جو انکو سزائین ہوئی ہین اُن کا ذکر فرماتا ہے (۱) جب اُن سے اس بات پر عہد لیا گیا تھا کہ تم ہمیرے سارے حکمون پر چلنا اور انہون نے پہلو تہی کی کہ تو کوہ طور ان پر اُٹھایا گیا (۲) اِن کو شہر اریحا فتح ہونے کے وقت یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس نعمت کے شکریہ مین جب شہر کے دروازون مین سے گذرو تو جھکتے اور عاجزی کرتے ہوئے جانا تکبر نکرنا۔ انہون نے اسکے برخلاف کیا (۳) سبت کی تعظیم کا اور اس روز کار بار نہ کرنے کا حکم موکد دیا تھا اور اسپر اُنسے سخت عہد بھی لیا تھا مگر اُنھون نے سبت کی تعظیم نہ کی داؤدؑ کے عہد مین اسپر انکو سزا ملی اُن واقعات کی تفصیل سورۂ بقرہ کی تفسیر مین ہو چکی ہے۔

اسکے بعد وہ جو ان پر وقتاً فوقتاً مصیبتین نازل ہوئین (جیسا کہ فلسطیون کا اینر غالب آنا تابوت سکینہ کا چھن جانا۔ کچھ لوگون کی صورتین مسخ ہو کر بندر کی شکل بن جانا جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد مین واقع ہوا اور پھر بخت نصر اور دیگر بادشاہون کے ہاتھ سے قوم اور ملک اور یروشلم کا برباد ہونا سلطنت اور اقبال کا جانا غیر قومون کے ہاتھ مین قیدی اور غلام بننا وغیرہ حوادث جن کی تفصیل تاریخ بنی اسرائیل مین ہے) ان کا سبب بیان فرماتا اور ان نالایق حرکتون کو بتا کر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ خاندانی شریر ہین اے نبی تمسے سرکشی کرنا کچھ نئی بات نہین منجملہ ان نالایق

منجملہ اون نالائق حرکات کے (۱) فبما نقضہم میثاقہم ہے یہ سب سے اول گناہ عظیم اُنسے سرزد ہوا کہ انھون نے اپنے اس عہد کو جو موسی علیہ السلام کے روبرو کیا تھا توڑ ڈالا - عہد احکام شرع کے بجالانے کا اور توحید پر قائم رہنے کا تھا اور یہ عہد انھون نے موسیٰ کے عہد مین بھی توڑا جو بچھڑا پوجا اور ان کے بعد ملک شام مین آکر غیر قومون کی صحبت سے بھی جبکہ وہ بت پرستی اور زنا کرنے لگے اور توراۃ کو پس پشت ڈالدیا تھا ان واقعات کی تشریح کتاب تاریخ اور کتاب سموئیل مین موجود ہے -

(۲) کفرہم بآیات اللہ آیات اللہ سے مراد یا توراۃ کی آیات ہین یا انبیاء علیہم السلام کے معجزات یا قضاء و قدر کی وہ نشانیان جو ہمیشہ اسکی توحید پر دلالت کرتے ہین جیسا کہ آسمان اور چاند اور سورج رات دن کا بدلنا پھر زمین کی چیزین کہ کس ڈھنگ سے پیدا ہوتی اور نشو و نما پاتی اور پھر فنا ہو جاتی ہین جن مین غور و فکر کرنے سے انسان کو اپنی سعادت کا رستہ ملتا ہے - سو بنی اسرائیل نے اپنے اسی بت پرستی اور بدکاری کے زمانہ مین ان تینون معنی کی آیت سے انکار اور کفر کیا یہ بھی اُن کتابون سے بخوبی ثابت ہی -

(۳) وقتلہم الانبیاء بغیر حق بنی اسرائیل مین جب بت پرستی اور بدکاری نے رواج پایا اور سیکڑون برس یہی حالت رہی کبھی کسی نبی اور نیک بادشاہ کی نصیحت اور کوشش سے درستی پر آگئے پھر چند روز بعد انبیاء کو ناحق قتل کرکے پھر ویسی ہی سرکش ہو گئے - سلیمان کے بعد جب سلطنت بنی اسرائیل کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اون مین سے ایک سلطنت جسکو اسرائیل کی سلطنت کہا جاتا تھا اسکے اکثر بادشاہ سخت بے ایمان اور بت پرست بدکار گزرے ہیں انہین ایام مین بہت انبیاء انکے ہاتھ سے ناحق قتل ہوئے ہین اور اخیر مین حضرت زکریا اور یحیی کو ناحق قتل کیا اور حضرت مسیح کو بھی اپنے زعم مین دار پر کھینچا -

(۴) وقولہم قلوبنا غلف قفال کہتے ہین غلف اصل مین بتحریک لام جمع غلاف ہی تخفیف کے لئے ساکن کر دیا جیسا کہ کُتُبٌ رُسُلٌ بسکون تا و سین اس تقدیر پر یہ بھی معنی ہونگے کہ یہودی اپنے دلون کو علم کا غلاف یا جزدان کہتے تھے جس کا مطلب تھا کہ ہم کو بہت کچھ علم حاصل ہی اب ہم کو کسی کے وعظ کی کچھ ضرورت نہین چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام اور یحیی علیہ السلام اس بدبخت قوم کو خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتے تھے لیکن جب بھی اونکے امام و کاہن لوگون کو انکے وعظ سننے سے منع کیا کرتے تھے اور ممکن ہی کہ غلف اغلف کی جمع ہو جسکے معنے غلاف مین لپٹا ہوا کیونکہ خصوصاً مدینہ کے یہود یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے دلون پر غلاف پڑے ہوئے ہین ہم اے محمد آپکی اس نصیحت کو ہرگز دلمین جگہ نہ دینگے - اس کے جواب مین اللہ تعالے فرماتا ہی بل طبع اللہ علیہا بکفرہم فلا یؤمنون الا قلیلا کہ ان کے دل پر یہ غلاف و لاف کچھ نہین صرف انکے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلون پر مہر لگادی ہی جسکی وجہ سے اون مین ایمان نہین جا سکتا مگر وہ قدر قلیل کہ جسکو وہ اپنے ادعا کے بموجب ایمان کہتے ہین - یا یہ قلت باعتبار قلت افراد اہل ایمان کے ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ان مین چونکہ کمتر لوگ ایمان لاتے ہین اس لئے اس قوم مین کم ایمان پایا جاتا ہے اور یہ کمی اسی شامت سے ہے -

(۵) وبکفرہم وقولہم علی مریم بہتانا - یہ نالائق فعل اون سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت صادر ہوا تھا وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے صرف اسکی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے وہ اس کے منکر ہو گئے وبکفرہم سے اسی طرف اشارہ ہے - سو انہون نے اس قدرت کاملہ کا انکار کیا اور حضرت مریم پاکدامن پر زنا کی تہمت لگائی کہ اُسنے یہ حرامی بچا جنا ہے اور

اخیر تک اسی لئے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو بنظر حقارت دیکھتے رہے۔ بعض یہود کا یہ بھی گمان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہین جنکی تقلید سے آج کل نیچری لوگ بھی یہی کہتے ہین اور قرآن مجید کی بیجا تاویلین کرتے ہین مگر انجیل کی کیا تاویل کرین گے کہ جہان روح القدس سے حاملہ پائے جانے کی تصریح ہے۔ گرچہ کسی پاکدامن عورت کو زنا کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے مگر اونھون نے اس زنا کو ایک بڑے پاکدامن شخص یعنی زکریا علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جیساکہ عموماً یہود کا گمان بد تھا بہتان عظیم ہے اس لئے بہتان کے بعد لفظ عظیم آیا۔

(۶) وقولهم انا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ یہود حضرت عیسے علیہ السلام کو رسول اللہ نہ جانتے تھے مگر پھر رسول اللہ کہنا یا بطور تمسخر کے تھا جیساکہ مکہ کے کفار آنحضرت علیہ السلام کو تمسخر سے کہتے تھے یاایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ ماجدہ کو بُرے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے ساحر بن الساحرۃ فاعل بن الفاعلۃ کہتے تھے اسکے مقابلہ مین خدا نے رسول اللہ کا وصف ذکر کیا یہ بھی اونکا سخت گناہ اور اونکی نسل در نسل بربادی اور خرابی کا باعث تھا۔ وہ بڑے تفاخر سے کہا کرتے تھے کہ ہمنے عیسے مسیح کو قتل کرڈالا اجنکار و خدا تعالی اس جملہ مین کرتا ہے وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لہم کہ اُنہون نے نہ انکو قتل کیا نہ سولی دیا بلکہ اشتباہ واقع ہوا پھر اس اشتباہ کی اس آیت مین خود توضیح فرماتا ہی وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہ من علم الا اتباع الظن کہ جو اس بارہ مین اختلاف کر رہی ہین خود اُنکو یقین نہیں بلکہ ظنی باتین کرتے ہین۔ ان الذین اختلفوا سے مراد عیسائی ہین انکے متقدمین مین اکثر تین فریق تھے نسطوریہ ملکانیہ یعقوبیہ اول فریق کا گمان یہ تھا کہ مسیح کو صلیب جسم کے طور پر ہوئی ہی نہ روح کے طور پر اور یہ بات قرین قیاس بھی ہو سکتی ہی کس لئے کہ جسقدر مارپیٹ قتل و ضرب کی تکلیفات ہین صرف جسم عنصری پر واقع ہوتی ہین روح کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہی نہ مار سکتا ہی نہ دار پر کھینچ سکتا ہی اسکندر کے اسقوف آریوس کا بھی اس کے قریب قریب عقیدہ تھا جسکی وجہ سے عیسائیون مین بڑا اختلاف پڑا اور قسطنطین شاہ روم کو مجلس قائم کرنی پڑی جیساکہ انگریزی رومن اردو عربی تواریخ کلیسیہ خصوصاً الدرۃ النفیسہ فی تاریخ کلیسیہ مطبوعہ بیروت سے واضح ہوتا ہی اور آریوس الوہیت مسیح کا بھی منکر تھا دوسرا فرقہ صرف روح سے صلیب پانا بیان کرتا ہے تیسرا فرقہ جسم اور روح دونون سے صلیب پانا بیان کرتا ہی بلکہ بعض فرقے یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح کو صلیب نہین ہوئی بلکہ کسی دوسرے شخص کو یہودی جھوٹی شیخی مارتے ہین بعض علما کہتے ہین کہ خود یہود کو اختلاف تھا کیونکہ جب اونھون نے مسیح کو مکان مین بند کیا تو اونکو خدا نے چھت پھاڑ کر آسمان پر اوٹھا لیا اور اونکی شکل مین ایک یہودی کو کر دیا وہ دار پر کھینچا گیا چونکہ اسکے افشا کرنے مین حضرت مسیح کے کمالات کا اظہار تھا اس لئے یہود نے کہدیا کہ ہم نے خود مسیح کو قتل کیا یہ سدی کا قول ہی اسکی تصدیق بھی اناجیل کے بعض فقرون سے ہوتی ہی جیساکہ اوپر گزرا اور خود قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہی وماقتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما۔

آجکل عیسائی حضرت مسیح کے مصلوب ہونیکو اپنی کتابون اور مورخون کے اقوال سے زور دیکر ثابت کیا کرتے ہین اور اسپر یہود کی گواہی بھی لاتے ہین لیکن اسکا جواب پہلے ہوچکا اور اگر ہم انکے قول کو تسلیم بھی کرلین تو قرآن کی آیت ماقتلوہ وماصلبوہ اور بل رفعہ اللہ الیہ کے معنی عیسائیونکے اول گروہ کے مطابق بھی ہو سکتے ہین کہ دراصل جو عیسے یعنی روح منور تھی نہ اسکو انہون نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ وہ روح خدا پاس پہنچی۔ مگر جمہور اہل اسلام اسکے قائل نہین واللہ اعلم

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝

اور اسکی موت سے پہلے ہر اہل کتاب اسپر ایمان لاویگا اور وہ قیامت کے دن انپر گواہی دے گا

ترکیب

ان بمعنی ما من اہل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی جو احد ہے تقدیرہ ما من اہل الکتاب احد الا لیؤمنن استثناء متصل ہے۔

تفسیر

پہلی آیتون مین یہود کے فضائح اور قبائح ذکر ہوئے تھے اور اسکی بھی تشریح تھی کہ انھون نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ذلت وخواری دینے کا ارادہ کیا تھا وہ اسمین ناکام رہے خدا تعالیٰ نے انکو اسکے بالعوض عزت دی انکو آسمان پر بلا لیا اب اسکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک وہ بڑی عزت وشوکت کی خبر دیجاتی ہی ہر اہل کتاب انکی موت سے پہلی ضرور انپر ایمان لائیگا جبکہ انکی شوکت اور جلال دیکھین گے اور پھر قیامت کو وہ انپر گواہی دینگے قبل موتہ کی ضمیر مین علماء کے دو قول ہین ایک شہر بن حوشب وغیرہ کا وہ کہتے ہین موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہی اس تقدیر پر یہ معنے ہوئے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ضرور انپر یعنے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے گا اہل کتاب کا لغوی معنے کے لحاظ سے یہود اور نصاریٰ اور اہل اسلام سب پر اطلاق ہو سکتا ہے انمین سے نصاریٰ اور اہل اسلام تو حضرت مسیح پر موت سے پہلے اپنی زندگی مین ایمان رکھتے ہین اور یہ ایسے بغیر وجہ بھی لیا جاوے تو انکے بار دیگر قرب قیامت کے دنیا مین تشریف لانے پر بھی انکا ایمان ہے۔

رہی یہود سو انکی نسبت یون توجیہ کرنی پڑے گی کہ جب وہ مرنے لگتے ہین اور انکو ملائکہ موت نظر آتے ہین تو حضرت مسیح پر ایمان لاتے ہین ہر چند وہ ایمان کچھ فائدہ نہین دیتا۔ اس قول پر دو شبہ ہوتے ہین اول تو اس بات کے ثبوت کیلئے کوئی ثبوت خبر صادق سے ہونا چاہیئے حالانکہ اسکا ثبوت نہین اور جو احادیث پیش کی جاتی ہین وہ مخدوش ہین دوسرا شبہ یہ ہی کہ ایسے وقت تو عالم غیب کا پردہ اٹھ جاتا ہی ہر منکر غیب کی باتون کی تصدیق خواہ مخواہ کرتا ہے اسمین حضرت مسیح کی کیا خصوصیت اور کیا فوقیت ثابت ہوئی۔

دوسرا قول یہ ہی کہ ضمیر موتہ کی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف پھرتی ہی جسکے یہ معنے ہونگے کہ حضرت مسیح کی موت سے پہلے اونپر ہر اہل کتاب ایمان لاویگا اور اسمین اشارہ ہی کہ یہود جو سمجھتے ہین کہ ہم نے اونکو مار ڈالا[۵۱] وہ جھوٹے مسیح تھے سو یہ انکا قول غلط ہی وہ ہمارے پاس زندہ ہین انپر انکے مرنے سے پہلے جبکہ وہ آسمان سے اترینگے یہ سنکر ایمان لائین گے اور یہ حق ہی کہ حضرت مسیح جب قیامت کے قریب نازل ہونگے اور امام مہدی بھی ہونگے سو اسوقت سوا دین حق کے اور کوئی دین دنیا پر غالب نہوگا اسوقت یہود بھی اس جلال وشوکت کو دیکھکر ایمان لے آئینگے اور یہ معنی اوس حدیث سے ثابت ہین کہ جسکو بخاری ومسلم نے ابو ہریرہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے قریب عیسے بن مریم نازل ہون گے صلیب[۵۲] توڑ ڈالینگے خنزیر کو قتل کرین گے جزیہ موقوف کرین گے الخ پھر ابو ہریرہ رضہ نے اسکے ثبوت مین اسی آیت کو پڑھا۔

[۵۱] یہ دلیل ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہین اور قرب قیامت جلال وشوکت سے تشریف لائین گے اور اگر اونکے آنے کا انکار کیا جائے اور موت ثابت کی جاسئے تو اس تقدیر پر آیت کی تکذیب لازم آتی ہے کس لئے کہ اہل کتاب مین سے یہودی اب تک ساتھی مسیح پر ایمان نہین لائے چہ جائیکہ انکی زندگی مین جو تمام ہو چکی ۱۲ منہ

[۵۲] صلیب توڑنے اور خنزیر قتل کرنے سے یہ غرض ہے کہ دین نصرانی جسمین صلیب پوجی جاتی ہے چنانچہ رومن کیتھلک اب تک پوجتے ہین اور سور کھایا جاتا ہے اوس کو مٹادین گے اور دین الٰہی جو اسلام ہے اوسکو قائم کرین گے اور جزیہ موقوف کرنے سے مراد یہ ہے کہ اسوقت دین حق ہر ایک کو قبول کرنا پڑے گا۔ ۱۲ منہ

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَّاَخْذِهِمُ

پھر تو ہم نے یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے کتنی ایک پاک چیزین جو انکو حلال تھین انپر حرام کردین اور اس سے بھی کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت کچھ رکتے تھے اور ان کی

الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

سود خوری سے بھی حالانکہ اس سے انکو ممانعت کردی گئی تھی اور اس سے بھی کہ وہ ناحق لوگون کے مال کھاتے تھے اور ان مین سے ظالمون کے لئے تو ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہی البتہ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ

وہ جو علم مین ثابت قدم اور مومن ہین اسپر بھی ایمان رکھتے ہین جو تم پر اے نبی نازل ہوا اور اسپر بھی کہ جو تم سے پہلے نازل ہو چکا ہی اور وہ نماز بھی قائم کرتے ہین اور زکوۃ

الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

بھی دیا کرتے ہین اور اللہ اور قیامت کے دن پر بھی ایمان رکھتے ہین ان لوگون کو ہم عنقریب اجر عظیم دین گے

ترکیب

فبظلم ب حرمنا سے متعلق ہی وبصدہم متعلق ہی حرمنا سے واخذہم اسپر معطوف اور اسی طرح اکلہم اور یہ سب مصادر فاعل کی طرف مضاف ہین الراسخون مبتدا فی العلم اس سے متعلق منہم راسخون سے حال والمومنون معطوف ہی الراسخون پر اور خبر اسکی یومنون ہی وقیل سنوتیہم والمقیمین منصوب علے المدح ہی ای اعنی المقیمین وقیل انہ معطوف علی ما فیہ والموتون معطوف علیہ المومنون معطوف ہی یہ الراسخون پر معطوف ہین

تفسیر

یہود کے اوصاف ذمیمہ کے بعد جو کچھ انپر سزائین نازل ہوئین ان کا ذکر کیا جاتا ہی منجملہ اور سزاؤن کے ایک یہ بھی تھی کہ انپر شریعت کا سخت گران بوجھ ڈالا گیا بہت سی حلال چیزین حرام کی گئین جیسا کہ دوسری آیت مین اسکی تفصیل ہے۔

وعلی الذین ہادوا حرمنا کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما الا ما حملت ظہورہما او الحوایا او ما اختلط بعظم ذلک جزیناہم ببغیہم وانا لصادقون اور علت اس حرام کرنے کی اونکی سرکشی اور ظلم اور اللہ کے رستے سے رکنا اور سود کھانا باوجودیکہ اس سے ممانعت کی گئی تھی اور لوگون کے ناحق مال کھانا ہے۔

واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہین ایک خلق اللہ پر ظلم کرنا دوسرے دین حق سے سرکشی کرنا اول کی طرف فبظلم مین اشارہ ہی دوسرے کی طرف وبصدہم عن سبیل اللہ کثیرا مین۔ ظلم اور خونریزی یہود مین بہت کچھ تھی آج کیا یہود کے قبیلہ نے بنیامین کے قبیلہ پر چڑھائی کر کے ہزارون کو تہ تیغ کر دیا کل دوسرے قبیلہ نے اور کو ایسا ہی برباد کر دیا اور بیگانون اور غیر قومون کی تو ان کے نزدیک جان اور مال مباح تھے ؟۔

حضرت کے زمانہ مین بنی نضیر و بنی قریظہ جو یہود کے دو قبیلہ مدینہ کے پاس رہتے تھے نہایت سفاکی کرتے تھے۔ اور دین حق سے سرکشی کا کچھ ٹھکانا ہی نہ تھا خود حضرت موسے علیہ السلام کے عہد مین چالیس برس بیابانون مین ہر روز معجزات و کرامات دیکھنے پر بھی کہین بچھڑے کو پوجا کہین توارت کے احکام سے بلکہ خود موسی کے حکم سے سرتابی کی اور پھر انکے بعد سے لیکر حضرت مسیح تک جو کچھ دین حق سے سرکشی کی کہ جسکی وجہ سے کتب مقدسہ بھی ہاتھ سے جاتے رہین اور اخیر حضرت مسیح کو گرفتار کیا اور بزعم خود سولی چڑھایا بیان سے باہر ہے۔ اور یہی حال آنحضرت کے عہد تک اس قوم کا تھا۔ انپر وہ صاف صاف الزام قائم کئے جاتے ہین

جو انکے ظلم اور لوگون کو گمراہ کرنے کے لئے کامل ثبوت ہے اوّل یہ کہ اونکے عوام باوجودیکہ تورات مین سود کی سخت ممانعت تھی اور اب بھی پائی جاتی ہے کھلم کھلا سود لیتے تھے اور اسی کو اپنی مرفہ الحالی کا باعث خیال کرتے تھے مدینہ کے یہود سود پر اس طرح سے لین دین کرتے تھے جیساکہ آجکل سودخور مہاجن کیا کرتے ہین اسکی طرف واخذہم الربوا مین اشارہ ہے دوم ان کے علماء و حکام جو خاص لوگ تھے ان مین یہ بلا تھی کہ وہ رشوت لیتے تھے جسکی طرف واکلہم اموال الناس بالباطل مین اشارہ ہے - یہ دنیا کی سزا تھی جو ان جرائم کی پاداش مین انپر بہت سی حلال چیزین حرام کردی گئین دوسری آخرت کی سزا جسکی طرف واعتدنا للکافرین منہم عذابا الیما مین اشارہ ہے - چونکہ کوئی قوم بری سی بری کیون نہو اس مین چند لوگ اچھے بھی ہوتے ہین یہود مین بھی کچھ لوگ اچھے تھے اونکی نسبت یہ فرماتا ہے لکن الراسخون فی العلم منہم والمومنون کہ جو لوگ ان مین سے بڑے عالم اور علم مین ثابت قدم ہین جنکو ان بشارات پر بھی نظر ہے کہ جو حضرت محمد علیہ السلام کی نسبت انبیاء سابقین نے بیان فرمائے ہین وہ لوگ یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک کہ جو کچھ اے نبی تمپر نازل ہوا اور جو تم سے پہلے نازل ہوا سب پر ایمان رکھتے ہین (یہ تکمیل قوت نظریہ کی طرف اشارہ ہے) اور اس کے ساتھ والمقیمین الصلوۃ والموتون الزکوۃ وہ بدنی اور مالی عبادت نماز اور زکوۃ بھی بجالاتے ہین (یہ قوت عملیہ کی تکمیل کی طرف اشارہ ہے) نماز آنحضرت سے پہلے یہود مین بھی تھی نہ اس طور سے جیسا کہ آنحضرت کے لئے حکم ہوا بلکہ صرف رکوع وقیام یا صرف سجود و دعا اوقات مخصوصہ مین تھی - اور نظریات مین چونکہ مبداء و معاد پر ایمان لانا سب سے مقدم بات ہے گو وہ اجمالا ما انزل الیک مین آگئے تھے لیکن پھر تصریح کردی تاکہ اس طرف اشارہ ہو کہ بعد مردن انسان کے عمدہ علوم خصوصاً ذات باری اور عالم آخرت کے متعلق اس کے ساتھ باقی رہتے ہین اس لئے یہ بھی کہدیا والمومنون باللہ مبدء عالم پر اور والیوم الآخر معاد یعنے عالم آخرت پر اونکا یقین کامل ہے اسکے بعد اونکی جزا ذکر فرماتا ہے اولئک سنوتیہم اجرا عظیما کہ ہم ان کو عنقریب اجر عظیم عطا کرینگے - حرمنا علیہم طیبت احلت لہم اس کے متعلق دو بحث ہین -

اولؔ یہ کہ وہ کونسی پاک چیزین ان پر حرام کی گئین تھین ؟ - دوسرے یہ کہ کیون پاک چیزین خدا نے بندون پر حرام کین حالانکہ مضر اور ناپاک چیزون کو حرام کرنا چاہئے تھا جیساکہ خود فرماتا ہے یحل لہم الطیبت ویحرم علیہم الخبائث اور پھر یہ کس زمانہ مین ہوا -

اول بات کی نسبت یہ تحقیق ہو کہ یہود پر اونٹ اور خرگوش حرام کیا گیا (۲) جو چارپائے جگالی کرتے ہین یا کھر ان کے چرے ہوئے ہوتے ہین اونکو نکھاوے - تورات سفر احبار باب ۱۱ اسی طرح چربی کی بھی ممانعت تھی جسکی تشریح ابتک یہود کی کتابون مین موجود ہے کل ذی ظفر سے کھر چرے جانور مراد ہین - اور یہی چیزین ممنوع تھین جنکا ذکر ہم آگے کرینگے سو یہ پاک چیزین انپر حرام کی گئین تھین اور انکو خدا نے اس لئے ان پر حرام کیا کہ ان کے نفس سرکش کو ان چیزون سے باوجود رغبت کے روکا جاوے تاکہ نفس کی تیزی ٹوٹے اسکا نمونہ تھوڑا بہت اور مذہبون مین بھی ہے اسلام نے بھی ایک اعتدال کے ساتھ نفس کی تیزی توڑنے کے لئے روزہ وغیرہ احکام صادر کئے ہین ان چیزون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت حرام کیا اور اس کا اثر حضرت کے زمانہ تک یہود پر داغ ملامت کی طرح باقی تھا جس پر قرآن مین اون کو متنبہ کیا جاتا ہے -

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
ہم نے آپکی طرف (بھی) اسی طرح وحی بھیجی ہے جیساکہ نوح کی طرف اور اسکے بعد کے انبیا پر بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق

وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا
اور یعقوب اور اوسکی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کیطرف بھی وحی بھیجی تھی اور ہمنے داؤد کو زبور دی تھی اور بہت سے

قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۝ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ
رسولونکا حال ہم تم سے پہلے بیان کر چکے ہین اور بہت سے رسول ہین کہ جنکا ذکر ابھی تک ہمنے تمسے بیان نہین کیا اور اللہ نے موسیٰ سے تو باتین بھی کی ہین ہمنے رسولونکو خوشخبری

وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَي اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝
اور ڈر سنانے کو بھیجا تھا تاکہ رسولونکے بعد لوگون کے لیے کوئی بھی حجت اللہ پر باقی نرہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

کما اوحینا لغت ہے مصدر محذوف کی ما مصدریہ اور ممکن ہے کہ ما بمعنے الذی ہوکر مفعول بہ ہو تقدیرہ اوحینا الیک مثل الذی اوحینا الی نوح من بعدہ متعلق اوحینا کے اور ممکن ہے کہ النبیین سے متعلق ہو۔ رسلا منصوب فعل محذوف سے جسپر قصصنا دال ہے رسلا بدل ہے اول رسلا سے حجۃ اسم یکون۔ للناس خبر علی اللہ حال ہی حجۃ سے ممکن ہے کہ خبر علی اللہ ہو بعد الرسل ظرف ہو حجۃ کا اور ممکن ہے کہ اسکی صفت ہو۔

تفسیر

اہل کتاب خصوصاً یہود جو آنحضرت علیہ السلام کی نبوت سے انکار کرتے تھے اصل منشار تو اسکا یہ تھا کہ غیر قوم کے شخص کو تسلیم کرنے سے ناانصاف لوگون کی طبائع گریز کیا کرتے ہین۔ اور اپنے مذہب کا ترک کرنا خواہ اسمین کیسی ہی خرابیان پیدا ہون حتی کہ بت پرستی کا مذہب ہی کیون نہو اور مصلح کا اتباع کرنا رسم اور الفت مذہب اور مخالفت قوم کی وجہ سے سخت گران معلوم ہوتا ہے۔ اور چونکہ مدت سے انمین کوئی نبی بھی نہین آیا تھا اور ان کے انبیا کے معجزات و کرامات ان مین مشہور تھے اور کچھ عجب نہین کہ سیکڑون بے اصل قصے بھی اونکی نسبت کرامت واعجاز کی بابت مشہور ہون خصوصاً عیسائیون مین بھی تخمیناً چھ سو برس سے مسیح علیہ السلام اور حواریون کے بہت کچھ افسانہ زبان زد تھے جیساکہ ہر قوم مین مبالغہ کے ساتھ باتین مشہور ہوا کرتی ہین۔ اس سبب سے نبی یا رسول کے معنے انکے ذہن مین کچھ عجائب غرائب آدمی کے جم گئے ہونگے کہ اسکے اوپر لکھی لکھائی آسمان سے کتاب نازل ہوتی ہے اور فرشتے اوس کے پاس رات دن لوگون روبرو آیا جایا کرتے ہین اور جو معجزے لوگ اوس سے طلب کرتے ہین تو اوسی وقت دکھا دیتا ہے اسکو بیوی بچون سے کچھ تعلق نہین ہوتا تمام خدائی کے اختیارات اوس کے قبضہ قدرت مین ہوتے ہین جیساکہ عرب کے جاہل سمجھتے تھے کہ نبی کو کھانے پینے بازارون مین پہرنے سے کیا علاقہ چونکہ یہ باتین اونکی تراشیدہ تھین انکا نبی مین پایا جانا کوئی شرط نہین بلکہ نبی مین دو باتین ہونی چاہئین ایک وحی کا آنا دوسرے معجزات حسب مرضی الٰہی اور چونکہ اہل کتاب حضرت نوح اور اون کے بعد ابراہیم واسحق ویعقوب اور اونکی اولاد اور عیسے اور ایوب اور یونس و ہارون وسلیمان وداؤد کو مانتے اور نبی جانتے تھے انپر برہان الزامی قائم کرتا ہے کہ جب تم اونکو نبی جانتے ہو اب تبلاؤ انکے ثبوت پر تمھارے پاس کیا دلیل ہی بجز ان دو باتون کے انکے پاس اور کیا بات تھی جو محمد علیہ السلام کے پاس نہین اسمین تو یہ اور وہ سب شریک ہین اس کی طرف انا اوحینا الیک کما اوحینا الے نوح الخ مین اشارہ فرماتا ہے۔ رہے معجزات سو انکا تو وہ وقتاً فوقتاً مشاہدہ ہی کرتے تھے کما اوحینا مین جو تشبیہ ہے وہ کیفیت نزول وحی مین بھی ہے کہ جسطرح اونکے پاس ناموس اکبر یعنی جبرئیل وحی لاتا تھا اسی طرح آنحضرت علیہ السلام کی طرف اور نفس وحی کی ہدایت افزا

مضامین مین بھی ہی۔ اور سب انبیاء کو آنحضرت کے مقابلہ مین رکھکر شریک وحی بنانا اسبات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اصل و بالذات انبیاء کے بھیجنے سے مقصود خلق کی ہدایت ہوتی ہی اور معجزات تو صرف نبی کی تصدیق کے لئے منکرون کے مقابلہ مین ہوتے ہین اب دیکھو آنحضرت سے خلق اللہ نے کس قدر ہدایت پائی عرب کی کیا حالت خراب چال چلن تھے بت پرستی اور توہمات کی پرستش خونریزی زنا جہالت کس درجہ تھی پھر چند برس مین کیا کایا پلٹ گئی برخلاف اور انبیاء مذکورین کے کہ اونسے تو اس قدر بنی اسرائیل کی بھی اصلاح نہین ہوئی۔ اب اونکو نبی کہنا اور آنحضرت کا بلا وجہ وجیہ انکار کرنا اگر وہی رسم کی پابندی نہین تو اور کیا ہے؟۔

فائدہ

(۱) الی نوح کے بعد والنبیین من بعدہ مین اجمالاً سب نبیونکا ذکر آگیا تھا مگر انمین سے بارہ نامور شخصونکا ذکر کرنا کہ جو اہل کتاب و عرب کے نزدیک مسلم تھے نہایت موثر تھا اسلئے اونکا ذکر کیا۔ اسمعیل تو عرب کے نزدیک بعد ابراہیم و نوح کے مسلم النبوۃ تھے اور انکے سوا گیارہ شخصونکو اہل کتاب بھی مانتے تھے مگر یہود حضرت عیسے کو نہین مانتے عیسائی سب کو مانتے ہین اس لئے ملا کر ذکر کیا۔

(۲) اسباط سبط کی جمع ہے بمعنے اولاد جسطرح عرب مین قبیلہ کا اطلاق خاندان کی شاخ پر ہوتا ہے بنی اسرائیل مین اسکی جگہ لفظ سبط بولا جاتا تھا اس سے اون کے خاندان کے انبیاء مراد ہین جنکو بمنزلہ شخص واحد شمار کیا گیا ہے وحی زجاج کہتا ہے ایحاء و اعلام علی سبیل خفا کو کہتے ہین اس کی تحقیق مقدمہ مین ہوچکی۔ زبور بروزن فعول بمعنے مفعول اعنی کتاب جیساکہ رسول و رکوب حلوب اور اسکی اصل زبر بمعنے کتبت سے ہی حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خدا نے ایک کتاب دی تھی جسکا نام زبور تھا۔ اسمین مناجات اور دعا اور فروتنی اور احکام الٓہی اور شریعت پر پابندی کی ترغیب اور عمدہ عمدہ نصائح تھے۔ اس نام کی ایک کتاب اب بھی اہل کتاب کے پاس ہی جسکے ہر باب کو بلفظ زبور تعبیر کیا ہے اس مین خود انہین کے علماء کا سخت اختلاف ہے کہ یہ کس کی تصنیف ہے؟ چونکہ بہ نسبت اور انبیاء کے اللہ تعالے نے حضرت موسے سے کلام زیادہ کیا تھا اس لئے انکا جداگانہ ذکر کیا۔

(۳) رسلا قد قصصنٰہم علیک اس مین اسطرف اشارہ ہی کہ یہود اسبات پر غرہ نکرین کہ ہمارے ہی خاندان مین خدا نے انبیاء بھیجے ہین اور انہین کے گھرانہ پر خدا کی ہمیشہ نظر رحمت رہی ہے جسلئے وہ آنحضرت کی نبوۃ سے انحراف کرتے ہین بلکہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر کہ کوئی ایسا گروہ نہین اور کوئی ایسی قوم نہین کہ جسمین کوئی نہ کوئی خدا کی طرف سے ڈر سنانے والا نہ آیا ہو اسلئے یہان بھی فرمادیا کہ چند رسولون کا حال تو ہمنے اے نبی تم سے بیان کیا اور بہت سے ایسے رسول بھی ہین کہ جنکا حال تم سے بیان نہین کیا اس سے مقصد یہ ہی کہ اسبات پر غور کرنا چاہیے کہ آخران تمام انبیاء علیہم السلام کا کیا کام تھا اور کس لئے وہ بھیجے گئے تھے پھر آپ ہی فرماتا ہے رسلا مبشرین و منذرین کہ انکو ہمنے نجات اور عالم آخرت کی خوشی سنانے اور نافرمانی اور شرک و بدکاری کے بری نتیجہ سے ڈرانیکے لئے بھیجا تھا سو اے منکرو تم اس علامت کو اس خیر نبی محمد علیہ السلام مین دیکھو پائی جاتی ہی کہ نہین؟ جب یہ بات سب سے بڑھ کر پائی جاتی ہے اور آنکی تعلیم سب مین اعلی درجہ کی ہے تو پھر نبی نہ ماننے کی کیا وجہ ہی؟ اور جنکو تم نبی مانتے ہو پھر ان کے ثبوت کی کیا وجہ؟ جو دلائل تم انکے لئے قائم کروگے سو وہ سب بوجہ کمال انمین پائے جاتے ہین سبحان اللہ آنحضرت کی نبوۃ پر کیا ہی عمدہ دلیل قائم کی ہے سکے بعد اس سلسلہ انبیاء کے قائم کرنیکی وجہ بیان فرماتا ہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل کہ قیامت کو رسولون کے بعد پھر اسکے لئے کوئی حجت باقی نہ رہے کہ الٓہی تنہا عقل امور آخرت اور افعال حسنہ اور غیر حسنہ اور تیری رضامندی اور نارضامندی کے دریافت کرنے مین قاصر تھی تو نے رسول کیون نہین بھیجے مطلق نبوت کے ثبوت کے لئے براہمہ اور آریون کے مقابلہ مین کیا خوب دلیل ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ

(یہ معاند گو گواہی ندین) لیکن اللہ تو اپنے علم سے اوس چیز پر کہ جو تمپر نازل کی ہے گواہی دیتا ہے اور فرشتے بھی شہادت دیتے ہین اور اللہ کی گواہی بس ہے بیشک

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

جن لوگون نے کہ انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا وہ تو بڑی ہی گمراہی مین جا پڑے ہین بیشک جن لوگون نے انکار کیا اور ظلم (بھی) کیا اونکو تو اللہ نہ بخشیگا

وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

اور نہ انکو جہنم کے رستے کے سوائے کہ جس مین سدا رہا کرین گے اور کوئی رستہ بتائیگا اور یہ بات خدا پر بہت آسان ہے لوگو تمہارے پاس

قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

تمہارے رب کی طرف سے رسول برحق آچکا ہے سو تم اپنی بہتری کے لئے ایمان لے آؤ اور اگر تم انکار کروگے (تو کیا پرواہی) اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانون اور

الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝

زمین مین ہے اور اللہ خبردار حکمت والا ہے

ترکیب

اللہ مبتدا یشہد خبر بما اس سے متعلق والملٰئکۃ یشہدون جملہ کا عطف اول جملہ پر ہے کفی باللہ فعل با فاعل ب زائد بعلمہ حال ہے فاعل یشہد سے اسے متلبسا بعلمہ الا طریق استثنار متصل ہے خلدین حال مقدرہ ہے خیرا لکم مفعول ہے فعل محذوف کا ائے اقصدوا خیراً۔

تفسیر

جبکہ پہ فرمایا تھا انا اوحینا الیک تو اسپر بھی منکرین شبہ کرتے تھے اسکے جواب مین فرماتا ہے کہ اگر یہ بیہودہ تمھاری نبوت کی شہادت نہین دیتے تو نہ دین یہ چند نفسانیت کے بھرے ہوئے جاہل بیتیمنی سرکش کیا چیز ہین؟ خود خدا اس چیز کی کہ جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اسکے فرشتے گواہی دے رہے ہین اور اسی کی گواہی بس ہے انزلہ بعلمہ جبکہ خدا نے اپنے نازل کئے پر شہادت دینا فرمایا تو اسکے بعد اسکی صفت بھی بیان کی ہے کہ اس قرآن کو کمال خوبی سے نازل کیا ہے اپنے علم سے نازل کیا ہے کچھ یون ہی بے سوچے سمجھے نہین نازل کردیا ہے جیساکہ کہا کرتے ہین کتبت بالقلم وقطعت بالسکین کہ مین نے اسکو قلم سے لکھا ہے نہ کسی اور چیز سے اور چھری سے کاٹا ہے اسکے بعد تمام حجت ختم کرکے ان ازلی گمراہون اور جہنم کے اندھون کا وصف بیان کرتا ہے کہ جو لوگ خود کافر ہو گئے محمد اور قرآن کا جو ہدایت کی دو آنکھین ہین انکار کر بیٹھے اور اسپر مزید یہ کہ شبہات وشکوک لوگون کے دلون مین ڈالکر اورون کو بھی گمراہ کردیا جیساکہ یہود کہتے تھے کہ ایک بارکیون قرآن نازل نہین ہوا اور موسی کی شریعت کبھی منسوخ نہوگی اور ہمارے خاندان کے سوا غیر کو استحقاق نبوت نہین وغیرہ وغیرہ (اور اسی طرح آجکل کے پادری بھی طرح طرح کے شبہات ڈالتے ہین) ایسے لوگ گمراہی کے اخیر درجہ پر پہنچ گئے ہین قد ضلوا ضلالا بعیدا۔ پھر انکی نسبت فرماتا ہے کہ ان کافرون اور ظالمون کو خدا معاف نہین کریگا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہین اور اسلئے انکو سوا جہنم کے رستہ کے اور کوئی رستہ ہدایت کا نہین دکھائیگا۔ انکو جب سوجھے گی تو اوندھی ہی بات سوجھے گی۔ اور یہی جہنم کا رستہ ہے۔

یہود کے شکوک وشبہات کا جواب دیکر تمام بنی آدم کو اعلان کرتا ہے کہ تمھارے رب کی طرف سے تمہارے پاس اوس کا پیغامبر حق بات قرآن وتوحید واحکام فطرت لیکر آیا ہے سو تم ایمان لاؤ اسمین تمہاری بہتری ہے اور اگر تم انکار کروگے تو ہمکو کچھ پروا نہین کس لئے کہ آسمان وزمین کی بادشاہت ہمارے لئے ہے آسمانون مین لاکھون قدسی ہماری عبادت وتسبیح وتقدیس کررہے ہین اللہ عالم وحکیم ہے شریعت اور الہام مین جو کچھ خوبیان تمہارے لئے رکھی گئین انکو وہی خوب جانتا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ

اہل کتاب اپنے دین مین حدسے نہ گزرو اور نہ اللہ کی نسبت کوئی بات بجز حق کے کہو مسیح تو صرف عیسے مریم کے بیٹے اور اللہ کے رسول

وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انْتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ

اور اسکا کلمہ ہین جسکو مریم کی طرف ڈالا تھا اور اسکی طرف کی روح بھی ہے سو تم اللہ اور اوس کے رسولونپر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو بعض آؤ اپنی بہتری کے لئے معبود تو صرف ایک

إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

اللہ ہی ہے وہ اس بات سے پاک ہے کہ اسکے کوئی اولاد ہو (اسکو اسکی کیا ضرورت ہے؟) کیونکہ جو کچھ کہ آسمانون مین اور زمین مین ہے سب اوسی کا ہے اور اللہ کافی ہے کام بنانیوالا

ع ۲۳ ۹ ۲۳

ترکیب

الا الحق یہ مفعول ہے تقولوا کا اے ولا تقولوا الا القول الحق المسیح مبتدا عیسے بدل یا عطف بیان ہے رسول اللہ خبر وکلمۃ اسپر معطوف القٰھا الی مریم کلمہ سے حال اور عامل معنے کلمہ وروح منہ معطوف ہے خبر پر ۔ تین خبرین ہین ثلثۃ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے لا تقولوا الہنا ثلثۃ انما اللہ مبتدا الہ واحد خبر ۔

تفسیر

جبکہ یہود کے متعلق کلام ہو چکا تو اب نصاری کی طرف التفات کیا جاتا ہے کیونکہ جس قدر یہود کو حضرت مسیح کی نسبت تفریط تھی اسی قدر عیسائیون کو انکی نسبت افراط تھی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے ۔

فرماتا ہے کہ اے اہل کتاب اپنے دین مین غلو اور تعصب نہ کرو سب سے اول یہ ایک ایسی بات فرمائی کہ جسکے تسلیم کرنے مین کسی کو بھی تردد نہین ہو سکتا کس لئے کہ غلو اور تعصب عقلاً ممنوع ہے ۔ یہ تمہید تھی اور بلاغت کا بھی مقتضے وکمال بھی ہے اور اسی کو حسن الاستدلال کہتے ہین کہ اولا ایک ایسا مقدمہ پیش کیا جاوے کہ جس کا مخاطب انکار نکر سکے پھر اوسی مسلمہ مقدمہ سے اسکو قائل کردیا جاوے اسکے بعد دوسرا جملہ بھی اول جملہ کی تائید مین بطور تمہید کے ارشاد ہوتا ہے کہ ولا تقولوا علی اللہ الا الحق کہ اللہ کی ذات وصفات کی بابت حق بات کے سوا اور کوئی بات نہ کہا کرو کیونکہ خدا اور اسکی صفات غیر محسوس ہین وہان وہم وخیال کو رسائی نہین اسکا مخلوق پر قیاس کرنا غلط قیاس ہے اسکے بعد اصل مقصد مین کلام شروع ہوتا ہے اور انکو ان عقائد فاسدہ سے روکا جاتا ہے جو وہم وخیال پر بنے تھے جس ان مین غلو بھی تھا اور حق کے بھی خلاف بھی تھا اس جملہ مین یہود ونصارے دونون کی طرف روئے سخن ہے انکو خدا کی قدرت کاملہ کا کرشمہ نہ سمجھنا اور عادت کے خلاف تو الد سے حرامی اور غلو سمجھ لینا بھی خلاف حق ہے اور اسی بات سے انکو خدا کا بیٹا سمجھ لینا بھی خلاف حق اور غلو ہے بلکہ انما المسیح عیسے ابن مریم الخ کو مسیح جسکو عیسے کہتے ہین وہ مریم کے بیٹے ہین نہ خدا کے اور اسکے رسول ہین اور نہ خدا اوسکے فرزند نہ حرامی اور اسکا کلمہ بھی ہین جسکو مریم کی طرف بھیجا تھا اور اسی کی طرف کی روح بھی ہین ۔ اسجگہ حضرت مسیح کے چند وصف بیان فرمائے پہلا وصف یہ کہ وہ ابن مریم ہین یہ بات چونکہ سب کے نزدیک مسلم تھی مگر باپ کا نام نہ بیان کیا کس لئے کہ یہ امر متنازع فیہ تھا یہود انکو معاذ اللہ حرامی کہتے تھے عیسائی انکو خدا اور خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہ عقیدہ حواریون کے بعد عیسائیونمین غالباً پولوس کے اشارات سے پیدا ہوا تھا ۔ دوسری صدی عیسوی مین اکثر کلیسائیون مین یہ عقیدہ ذہن نشین ہو گیا تھا اور

ان مین ہزارون سچے دیندار جو قدیم طریق حواریون کے پابند تھے اسکو نہیں مانتے تھے چنانچہ آریوس وغیرہ محققین نے اسکندریہ مین
اِس عقیدہ کا بڑے زور سے بطلان کیا اور اسکے بعد بھی یونی ٹیرین وغیرہ فرق منکر ہین مگر زیادہ تر گروہ پولوس کے مریدون کا پھیل گیا
جنکا یہ عقیدہ تھا اور آنحضرت کے عہد مین کلیسائی عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا قرآن نے دونون قومونکو غلط ٹھہرایا اور امر حق کو ظاہر کردیا
کہ نہ وہ حرامی تھے نہ خدا کے فرزند بلکہ وہ اسکے کلمہ اور اسکی طرف کی روح تھے جو محض کلمہ کن کے کہنے سے پیدا ہوگئے تھے اور اسنے اپنی قدرت
کاملہ سے انکو مریم کے پیٹ سے بے باپ کے پیدا کردیا تھا کلمتہ وروح منہ کے یہی معنے ہین دوسرا وصف رسول اللہ کہ وہ خدا کے رسول ہین
اس مین یہود کا بھی رد ہے کہ وہ انکو خدا کا رسول نہین سمجھتے تھے بلکہ معاذ اللہ جھوٹا اور جادوگر کہتے تھے اور نصاری کا بھی رد ہے کیونکہ
وہ انکو خدا کہتے تھے کہ خدا نے مریم کے پیٹ مین حلول کیا ہے اور وہ انسانی صورت مین ظاہر ہوا ہے جسطرح کہ ہنود اوتارون
کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور یہ رد اس لئے ہوا کہ رسول ہونا تو عیسائی بھی تسلیم کرتے ہین اور تمام بشریت کی باتین کھانا
پینا عبادت کرنا سب انمین مانتے ہین اور یہ بدیہی بات ہے کہ صفات بشریہ خواہ عمدہ ہون جیسا کہ رسالت وعبادت
خواہ ادنے ہون جیسا کہ کھانا پینا اوصاف الوہیت سے برخلاف ہین جیسا کہ غلامی من حیث غلامی اور خاوندی من حیث خاوندی
دونون وصف ضد ہین جسطرح کہ آگ اور پانی کے اوصاف حرارت وبرودت - اور یہ بھی بدیہی ہے کہ اوصاف متضادہ ایک ذات
مین جمع نہین ہوسکتے جس سے لازم آیا کہ وہ خدا نہین ہوسکتے کس لئے کہ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم ہوجایا کرتا ہی تیسرا وصف
کلمتہ کہ وہ خدا کے کلمہ ہین انجیل یوحنا کے اول مین یون ہے ابتدا مین کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا -
(۲) یہی ابتدا مین خدا کے ساتھ تھا سب چیزین اس سے موجود ہوئین اِس کے معنے جس طرح عیسائی سمجھتے ہین اِس سے تو یہہ
کلام بے معنے ہوجاتا ہے کیونکہ وہ تھا کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف پھیرتے ہین جسکے یہ معنے کہ ابتدا مین مسیح کلام تھا اور یہ ظاہر ہے
کہ کلام خدا خدا نہین ہوسکتا - مگر چونکہ قرآن نے حضرت مسیح کو کلمہ کہا اس کی تفسیر سے آیت یوحنا کا بھی صحیح مطلب نکل آتا ہے
کلمہ اصطلاح مین اوس لفظ کو کہتے ہین کہ جو کسی معنے مفرد کے لئے وضع کیا جاوے خواہ وہ اسم ہو خواہ فعل خواہ حرف اِس
صورت مین کلمہ کن اعنی ہوجا بھی کلمہ ہے کیونکہ صیغہ امر ہے اور اگر اسکے فاعل انت کا لحاظ کرلیا جاوے تو یہی کلام بھی ہوجاوے
گا کیونکہ کلمات سے مرکب کا نام کلام ہے بشرط اسناد - اِس تقدیر پر کلمتہ اور کلام تھا مین کچھ فرق نرہا مگر اس کلمہ یا کلام سے

لہ نیچری کہتے ہین کہ مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا قرآن سے بھی ثابت نہین مین کہتا ہون عقلاً بھی ممکن ہے اور نقلاً بھی ثابت ہے عقلاً تو
تو یون کہ آپ نے مٹی سے سیکڑون جاندار پیدا ہوتے بارہا دیکھے ہون گے پھر مریم کے پیٹ مین ذی روح کے پیدا ہوجانے سے کیا محال لازم آسکتا ہے
اور نقلاً یون کہ علاوہ انجیل متی کے قرآن مجید کی بھی متعدد آیات سے یہ مطلب ثابت ہوتا ہے ازانجملہ یہی آیت ہے کیونکہ کلمتہ القہا الے مریم کے
یہی معنے ہین کہ خدا نے اِس کلمہ کو مریم کی طرف ڈالا نہ یوسف نجار یا کسی اور نے پھر اس سے زیادہ کیا صراحت ہوگی ؟ ۱۲ منہ

یہ کلمہ و کلام مراد نہیں جو زبان سے ادا کئے جاتے ہین بلکہ کلام نفسی اور امر تکوینی جو اُس کا ایک وصف ہے یعنی خدا تعالےٰ
نے کن کہا اور اس کلمہ یعنے حکم کو مریم کی طرف ڈالا جس سے حضرت مسیح پیدا ہوگئے غرض کہ وہ صرف کلمہ کُن سے بلا توسط
اسباب پیدا ہوئے ہین اس لئے باعتبار اطلاق السبب علے المسبب حضرت مسیح کو کلمہ کہا جاتا ہے - اور یُوحنا جو کہتا ہے
کلام خدا کے ساتھ تھا اس سے وہ سبب یعنے وصف باری تعالی مراد لیتا ہی نہ مسبب یعنے حضرت مسیح اور یہ صاف ہی
کہ اوس کا وصف ازل ہین اس کے ساتھ تھا اور بقول حکما اوس کے وصف عین ذات ہین لہذا کلام خدا بھی ہو سکتا ہی
اور پھر تمام عالم کی تکوین اسی وصف سے ہوئی مگر عیسائیون کو یہ دھوکا ہو گیا کہ وہ دونون جگہ کلام سے ایک مراد یعنے سبب
لیتے اور پھر غلط کر دیتے ہین جس سے تعارض کلام ہین پیدا ہوتے ہین - چوتھا وصف روح منہ اسکے چند معانی ہین (۱) عرب
کی عادت تھی کہ جب وہ پاکیزگی اور طہارت و لطافت ہین کسی چیز کی صفت کرتے تھے تو اوسکو روح کہتے تھے یعنے چونکہ مسیح کو بغیر
باپ کے محض نفخ جبرئیل علیہ السلام سے خدا نے پیدا کیا تھا تو اس لطافت کی وجہ سے انکو روح اللہ کہتے تھے اور منہ اضافت
تفضیل کے لئے ہے جیسا کہ بولتے ہین نعمۃ من اللہ اور بادشاہ جس نوکر کی مدح کرنا چاہتے ہین تو کہتے ہین ہمارا نوکر یعنے خاص اور معزز
نوکر ورنہ یون سب ہی نوکر اور سب ہی روح اللہ ہین (۲) چونکہ حضرت مسیح لوگون کی حیات اخرویہ کا باعث تھے اس لئے انپر روح کا
اطلاق ہوا جس طرح کہ قرآن مجید کو روح کہا گیا وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا (۳) روح و ریح عرب کی زبان ہین قریب المعنی
ہین جسکو ہندی ہین پھونک کہتے ہین یا سانس چونکہ جبرئیل کے پھونکنے سے مسیح پیدا ہوئے تھے اس لئے اونکو روح کہتے ہین
ان چارون اوصاف کے بعد پھر تصریح کرتا ہی کہ امنوا باللہ و رسولہ کہ اللہ اور اوسکے رسول مسیح پر ایمان لاؤ جو انکو خدا کہتے ہین وہ اصل
وہ رسالت کے منکر ہین اسی طرح جو حرامی کہتے ہین وہ بھی رسالت کے منکر ہین ان سب کے بعد امر حق کی تصریح کرتا ہی ولا تقولوا
ثلاثۃ کہ تثلیث سے باز آؤ کیونکہ انما اللہ الہ واحد کہ وہ ایک ذات واحد لاشریک ہے جب تثلیث کے قائل ہوئے کہ خدا اور روح القدس
اور عیسے ملکر ایک خدا ہوا تو توحید کہان رہی کس لئے کہ اگر یہ تینون ذوات مستقلہ ہین تو پھر ایک ہونا گویا جمہوری خدائی قائم کرنا ہی
اگر غیر مستقلہ ہین تو ان تینون ہین سے جس کو اب یعنے باپ کہتے ہو جس سے خدا مراد ہے وہ بھی معاذ اللہ غیر مستقل ہو جاویگا
تثلیث کے بطلان کے بعد مسیح کی ابنیت کو باطل کرتا ہی سبحانہ ان یکون لہ ولد وہ اس بات سے پاک ہی کہ کوئی بیٹا ہو کس لئے
کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض کہ آسمان و زمین ہین جو کچھ ہے -

دوم روح منہ بھی اسی مطلب کو ادا کر رہا ہے اگر یہ نہین تو پھر ان کی کیا خصوصیت تمام لوگ روح منہ ہین از انجملہ ان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم ہین امکان عقلی کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ
یہود حضرت آدم کا بغیر باپ بلکہ بے ماں کے بھی صرف قدرت کاملہ سے پیدا ہونا مانتے تھے اسپر خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اوس نے مسیح کو بھی بغیر باپ کے پیدا
کر دیا جو اول سے آسان تر ہے پھر جب اسکو مانتے ہو تو اسکو کیون نہین مانتے ؟ معرض نزاع ہین بغیر دلیل کے یہودی منکرون کے روبرو یون کہدینا کہ عیسے بے باپ کے پیدا ہوئے
جیسا کہ نیچری اصلاح دیتے ہین عین حمق تھا ۱۲ منہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ

مسیح کو خدا کا بندہ ہونے سے کچھ بھی عار نہین　اور نہ ملائکہ مقربین (ہی) کو (عار ہے)　اور جو اوس کی بندگی سے عار

وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

اور سرکشی کرتے ہین سو وہ عنقریب ان سب کو اپنے پاس اکٹھا کریگا　پہر جو ایمان لائے اور اونہون نے نیک کام کئے تو اونکو اونکا بدلہ پورا پورا دے گا　اور

يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ

اپنے فضل سے اونکو اور زیادہ (بھی) دیگا　اور جو عار　اور تکبر کرتے تھے تو اونکو　عذاب دردناک کی سزا دیگا　اور

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

نہ اونکا اللہ کے مقابلہ مین کوئی یار ہوگا اور نہ مددگار

ترکیب

ان یکون ای عن ان یکون ولا الملٰئکۃ موصوف المقربون صفت مجموعہ کا عطف المسیح پر ہے اور کلام مین حذف ہی اسے ان یکونوا عبدا۔

تفسیر

سب اوسی کا ہی اوسکو ضعف و پیری بیکسی کہان جو بیٹے کی ضرورت پڑے بلکہ کفی باللہ وکیلا کہ وہ اپنے تمام کار کرنیکے لئے کافی ہی پھر بیٹے کی کیا حاجت ان آیات مین جسطرح اس صاف مطلب کی طرف اشارہ ہی اسیطرح ایک باریک دلیل کیطرف بھی اشارہ ہی کہ لہ ما فی السموات الخ سب کچھ اوسکی خاص ملک ہی اگر کوئی بیٹا ہوگا تو ضرور باپ کا مثل ہوگا اور باپ تو کبھی نہ مرے گا سو بیٹے کیلئے بھی کوئی جداگانہ آسمان و زمین اور وہان کی بادشاہی چاہیے ورنہ باپ کا مثل نہ ہوگا اور جو اسی مین وہ بھی شریک ہوگا تو یہ تخصیص کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض مین لہ کے مقدم کرنیسے سمجھی جاتی ہی فوت ہو جاویگی حالانکہ اسکو عقل سلیم تسلیم کر چکی ہی اسکے بعد ایک اور صاف طور سے مسیح کی الوہیت باطل کرتا ہی اور عیسائیون کو جو وجہ اشتباہ پیش آئی تھی اوسکو بھی بیان فرماتا ہی لن یستنکف[1] المسیح الخ کہ مسیح کو اوسکی عبادت سے ہرگز عار نہ تھا کیونکہ تم خود مقر ہو کہ وہ رات بھر زیتون کی پہاڑی پر اسکی عبادت کیا کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ یہ عبادت ناسوتی مرتبہ مین نہ تھی بلکہ لاہوتی اور ملکوتی مرتبہ مین کس لئے کہ روحانیت مین مسیح ملائکہ مقربین سے بڑھکر نہ تھے جو نہ ماں سے پیدا ہوئے ہین نہ باپ سے نہ کبھی کھاتے ہین نہ پیتے پھر جب اونکو عار و انکار نہین تو انکو کیون ہونے لگا؟ علاوہ اسکے جو کوئی اوسکی عبادت سے عار و انکار کرتا ہی وہ پکڑا بھی جاتا اور اوسکے بارگاہ جلال مین حاضر کیا جاتا ہی پس جب عبادت کرنا پایا گیا تو وہ خدا نہ تھے کیونکہ خدا کسی کی عبادت نہین کیا کرتا اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح خدا نہ تھے بلکہ اوسکی بندے چونکہ عبادت سے عار کرنے کا ذکر آگیا تھا اسلئے دربار کبریائی مین سرخروئی اور سزایابی کا بیان فرماتا ہی اور ایمان اور عبادت کی رغبت کس خوبی سے دلاتا ہے کہ جو کوئی ایمان لایا اور اوس نے اچھے کام بھی کئے تو ہم انکا پورا بدلہ دین گے اور اسپر اپنی طرف سے علاوہ بدلہ کے اور بھی اپنے فضل سے زیادہ دین گے اور جو ہم سے عار و انکار کرتے ہین ہم اونکو عذاب الیم مین مبتلا کرین گے پھر نہ اونکو اس رنج دائمی کے قید خانہ سے بھاگنے کی جگہ ملے گی نہ کوئی حمایتی کھڑا ہوگا نہ طرفدار و من یستنکف مین ایک لطیف سا اشارہ اسطرف بھی ہے کہ خواہ مسیح ہو خواہ کوئی اور پیغمبر یا فرشتہ کسنے جان پائی ہی کہ جو ہماری غلامی اور بندگی سے سرتابی کرے منصب خدائی تو درکنار ذرہ بھر سرتابی کی بھی کسی کو مجال نہین۔

[1] استنکاف انکار اور عیب سمجھنا عار کرنا ۱۲ منہ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل آچکی اور ہم تمہاری طرف چمکتی ہوئی روشنی بھی نازل کر چکے (قرآن) پھر جو اللہ پر ایمان لائے

وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَيْهِ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝

اور انہوں نے اسی دین کو مضبوط پکڑ لیا سو انکو عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انکو اپنی طرف پہونچنے کا سیدھا رستہ بھی دکھائیگا

ترکیب

من ربکم صفت ہے برہان کی فسیدخلہم جواب اما ہے اما موصوف مستقیما صفت مجموعہ مفعول ثانی ہے یہدی کا +

تفسیر

جبکہ خدا تعالی منافقین اور کفار عرب اور یہود و نصاری وغیرہم باطل فرقوں پر حجت قائم کر چکا اور ان کے شبہات باطلہ کا جواب باصواب دے چکا تو اعلان عام کر کے تمام بنی آدم کو حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے کہ یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم کہ لوگو تمہارے پاس خدا کی برہان آچکی ہی برہان سے مراد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام ہین کیونکہ برہان کہتے ہین دلیل کو اور آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا وجود مبارک اور آنحضرت کا بیان اور معجزات اور رویہ تمام عالم کے لئے خدا تعالی کی طرف سے حجت قاطعہ ہی۔ آنحضرت مجسم حق تھے آپ کے بعد چہار پاس کے بر خلاف طریقہ اختیار کرنا صریح حق کا خلاف کرنا ہے۔ آنحضرت نے نہ تنہا اپنے وعظ و پند سے بنی آدم کی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا بلکہ اپنے ایک ایک حرکات و سکنات کو ہدایت اور نیک روی بردباری صلہ رحمی خدا پرستی کے لئے سچا نمونہ بنا دیا۔ آنحضرت کے عہد سے پہلے کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہی اور ہر ایک قسم کی بدکاری اور شرک سے دنیا کی تمام قومین آلودہ تھین لیکن جب اس آفتاب ہدایت نے طلوع کیا تو عالم کو منور کر دیا۔

اور نہ صرف نبی برحق تمہارے پاس آئے بلکہ ہمنے اسکے ساتھ اس سلسلۂ ہدایت کو ہمیشہ قائم کرنے کے لئے انزلنا الیکم نورا مبینا صاف نور اور کھلا ہوا یعنے قرآن مجید بھی نازل کیا ہی۔ قرآن کا نور مبین ہونا بھی دنیا کے منصف اور روشن دماغون نے تسلیم کر لیا ہے۔ جس قدر آج کل دنیا میں الہامی کتابین کہلاتی ہین اگر کوئی ذرا انصاف کر کے اون سے قرآن کے مضامین روح افزا توحید و عبادت عالم آخرت کی رغبت خدا کی تنزیہہ و تقدیس نیک روی تمدن کے اصول وغیرہ کو مقابلہ کر کے دیکھے گا تو بے ساختہ نور مبین ہونے کا مقر ہو جاویگا وہ جو سیکڑون برس مین حضرت موسی و عیسی کی کتاب نے دنیا مین خدا پرستی نہ پھیلائی تھی چند برسون مین قرآن نے اطراف عالم کے بت پرستون دہریون شہوت پرستون درندون کو فرشتہ بنا دیا یہ بات تاریخ سے بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے۔

اسکے بعد یہ فرماتا ہے کہ ہمنے دنیا مین برہان اور نور مبین بھیجدیا پھر جو اسکو مان کر اللہ پر ایمان لاوین گے اور اوس کو مضبوط پکڑین گے یعنی اس کی ذات پر تکیہ اور توکل کرین گے یا یہ مراد کہ شریعت محمدیہ اور قرآن کو جس نے مضبوط پکڑا (یہ اس لئے فرمایا کہ صرف ایمان لانا کافی نہین بلکہ اوس پر قیام اور استقامت بھی ہو) اون کو اللہ اپنی رحمت اور فضل مین داخل کرے گا اور اپنی طرف آنے کا سیدھا رستہ دکھاوے گا +۔

رحمت اور فضل سے مراد جنت اور حیات جاودانی ہی۔ کیونکہ جنت اوسکی رحمت کا مظہر ہے اور فضل مین ولدینا مزید کی طرف اشارہ ہی و یہدیہم کے ساتھ الیہ یعنی اپنی طرف ہدایت کرنا فرمانا اسبات کو ظاہر کر رہا ہے کہ انبیاء اور کتابین اوس معشوق حقیقی کے کہ جو پردہ حسی مین ہے پیام بر ہین۔

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۚ إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ

تم سے حکم پوچھتے ہیں - کہدو اللہ تم کو کلالہ کے بارہ میں حکم دیتا ہو کہ اگر کوئی ایسا شخص مرے کہ جسکی کوئی اولاد تو نہو اور بہن ہو تو اس بہن کے لیے آدھا ترکہ ہی اور

هُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً

اگر بہن کے کوئی اولاد نہو تو وہ بھائی اسکا وارث ہوگا پھر اگر کلالہ کی دو بہنیں ہوں تو اونکو ترکہ میں سے دو ثلث ملیں گے اور اگر کلالہ کے وارث کئی بہن بھائی

رِجَالًا وَّنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

مرد و عورت ہوں تو مرد کو دو حصے کے برابر ملے گا اللہ تم سے بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہو جاؤ اور اللہ ہر شے سے واقف ہی

ترکیب

فی الکلالۃ متعلق ہی یفتی سے امرء مرفوع بسبب فعل کے کہ جسکی تفصیل ہلک کرہ ہا ہی لیس لہ ولد جملہ ہلک سے حال ہی اسیطرح ولہ اخت فلہا الخ جواب ان

تفسیر

جس طرح اس سورہ کے اول میں احکام بیان فرمائے گئے ہیں اسیطرح اسکو تمام بھی مسائل ہی پر کیا تاکہ اول کو آخر کے ساتھ ربط ہو جائے۔

کلالہ کے بارے میں اول بھی اس سورہ میں حکم ہوا تھا جو سردی کے موسم میں نازل ہوئی تھی اور پھر یہاں بھی اور یہ گرمی کے موسم میں آیت نازل ہوئی کلالہ[1] اوس میت کو کہتے ہیں کہ جو نہ ماں باپ چھوڑ کر مرے نہ اولاد اور اوس وارث کو بھی کہتے ہیں کہ جو نہ میت کے ماں باپ میں ہو نہ اولاد میں یکل سے مشتق ہی جسکے معنے بوجھ کے ہیں چونکہ اس قسم کے شخص کو آدمی اپنی کفالت اور وراثت میں بوجھ اور بار طبع سمجھتا ہی اس لیے اسکو کلالہ کہتے ہیں (۱) اس آیت میں کلالہ سے وہ میت مراد ہی جو صرف ایک بہن چھوڑ کر مرے اوسکی بہن کے لیے نصف ملیگا - گرچہ آیت میں لیس لہ ولد ہی کہ میت کے اولاد نہو مگر بحکم اجماع ماں باپ بھی نہوں تب بہن اگر اکیلی ہے تو نصف لے گی۔

(۲) اگر اسی طرح لاولد بہن مرے اور اس کے ماں باپ بھی نہوں تو بھائی کل مال کا وارث ہوگا۔

(۳) اور اگر اس قسم کے میت کے دو بہنیں ہوں تو دو تہائی مال اون کا باقی اور وارثوں کا۔

(۴) اگر کئی بہن بھائی یا ایک بہن ایک بھائی کلالہ نے چھوڑے تو فللذکر مثل حظ الانثیین دوہرا حصہ بھائی کا اور اکہرا بہن کا قرار پاوے گا اور باہم اس حساب سے تقسیم ہو جاویگی - اس جگہ بہن بھائی سے عینی یا علاتی مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کیونکہ اخیافی بہن بھائی کا حق چھٹا حصہ ہے جو پہلے آچکا - اسکے بعد تمام شرائع بیان کرنے کی حکمت بیان فرماتا ہی کہ تم گمراہ نہو جاؤ اس لیے ہم احکام بیان کرتے ہیں اور انکے اسرار بھی ہم جانتے ہیں کیونکہ واللہ بکل شئی علیم وہ ہر چیز جانتا ہے جو کچھ وہ فرماتا ہے ٹھیک فرماتا ہے۔

[1] کلالہ وہ مرد یا عورت کہ جو نہ ماں باپ چھوڑے نہ اولاد صرف بہن بھائی وارث چھوڑے ایسی صورت میں اگر بھائی مر جائے تو اسکی ایک بہن کو آدھا ترکہ اور اگر دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں تو سب کو دو تہائی اور اگر بہن بھائی ملے جلے ہوں تو مرد کو دو چند عورت سے اور اگر بہن مر جائے تو سب بھائی کا ہے بشرطیکہ اس کا شوہر نہو ۱۲ منہ

تمام شد